

پندرہویں صدی ہجری کے آغاز پر ایک مبارک پیشکش

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کے صاحبزادے اور جانشین
حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی حیات مقدسہ



مؤلف: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمت اللہ علیہ

ناشر: اجارہ مجددیہ، ناظم آباد، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
میرزا محمد تقی



میرزا محمد تقی
میرزا محمد تقی

حافظ

پندرہویں صدی ہجری کے آغاز پر ایک مبارک پیشکش

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرمدی قدس سرہ کے صاحبزادے اور جانشین
حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی حیات مقدسہ



مؤلف، حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ علیہ السلام

ناشر، ادارہ محمدیہ، ناظم آباد سہ کراچی

مطبوعہ احمد برادر سن پرنٹرس، ناظم آباد سہ کراچی

قیمت

فہرست مضامین

۳۸	حضرت عروۃ الوثقیؓ کی سجادہ نشینی	۹	عرضی ناشر
"	حضرت مجددؓ کی سرسبز شریف آوری اور صلت	۱۱	مقدمہ: از مولف
۳۹	سجادہ نشینی کا پہلا سال: حضرت مجددؓ کی صلت کے بعد	۱۵	حیات مبارکہ
	تمام خلفاءِ مدین کا آپ سے تجدیدِ بیعت کرنا		
۴۱	سجادہ نشینی کا دوسرا سال: آپ کو	"	حضرت مجددؓ الٰہی ثانیؓ کی اولادِ امجاد
"	عروۃ الوثقیؓ کا خطاب ملنا۔	۱۶	سیاسی حالات کا جائزہ
"	سجادہ نشینی کا تیسرا سال	۱۹	ولادت باسعادت
۴۲	سجادہ نشینی کا چوتھا سال:-	۲۰	اسم گرامی
"	جہانگیر کا انتقال اور شاہجہاں کی تخت نشینی	"	نسب مبارک
۴۳	سجادہ نشینی کا پانچواں سال	۲۱	آپ کے آبا و اجداد
"	سجادہ نشینی کا چھٹا سال	۲۲	دواہم واقعات
۴۵	سجادہ نشینی کا ساتواں سال	"	بچپن کی بعض خصوصیات
"	سجادہ نشینی کا آٹھواں سال	۲۴	آپ کی تعلیم و تربیت
۴۶	سجادہ نشینی کا نوواں سال	۲۵	شادی خاتہ آبادی
"	شیخ حادید بادشاہِ روم کی خدمت میں	۲۶	بعض حوادث اور آزمائشیں
۴۸	سجادہ نشینی کا دسواں سال	"	شہرِ سرسبز کی فیصلت
"	سجادہ نشینی کا گیارہواں سال	۲۷	طاعون کی وبا
۴۹	سجادہ نشینی کا بارہواں سال	۲۸	عالی مرتبہ بھائیوں کی وفات
"	سجادہ نشینی کا تیرہواں سال	"	حضرت مجددؓ قلعہ گوئیاری میں
۵۰	سجادہ نشینی کا چودہواں سال	۲۹	حضرت عروۃ الوثقیؓ کے بعض خصائص و فضائل
"	سجادہ نشینی کا پندرہواں سال	۳۲	حضرت عروۃ الوثقیؓ معارفِ صاحبِ زیاں تھے
"	شاہجہاں کا خواب اور اس کی تعبیر	۳۳	حضرت عروۃ الوثقیؓ کو خلعتِ قیومیت و قطب الاقطابی کی بشارت۔
۵۲	سجادہ نشینی کا سولہواں سال		
۵۳	سجادہ نشینی کا سترہواں سال	۳۵	قیومیت کی مزید توضیح و تشریح

۶۹	یواقیت الحرمین	۵۳	حضرت عروۃ الوثقیٰ کی والدہ ماجدہ اور حرم
۹۹		۵۴	میر صفرا احمد رومی کا انتقال
۷۱	محمدؐ میں کی بندگاہ سے حرم شریف روانگی	۵۴	سجادہ نشینی کا اٹھارہواں سال
۷۴	مکہ مکرمہ میں داخلہ	۵۶	سجادہ نشینی کا انیسواں سال
۸۳	مہینہ منورہ کے لئے روانگی	۵۷	حضرت آدم ہنوریؑ کا حاضر ہونا
۱۰۰	سجادہ نشینی کا پینتیسواں سال	۵۷	سجادہ نشینی کا بیسواں سال
۱۰۳	دارالاشکوہ حقیقت کے آئینہ میں	۵۸	سجادہ نشینی کا اسیواں سال
۱۰۶	اوزنگ زیب اور شاہجہاں کی مراسلت	۵۹	سجادہ نشینی کا چوبیسواں سال
۱۰۷	اوزنگ زیب کی تخت نشینی	۶۰	سجادہ نشینی کا پچیسواں سال
۱۰۹	سجادہ نشینی کا چھتیسواں سال	۶۱	سجادہ نشینی کا اٹھاسواں سال
۱۰۹	حضرت عروۃ الوثقیٰ کا حج و زیارت حرمین کی سعادت	۶۲	سجادہ نشینی کا تیسواں سال
۱۰۹	حاصل کر کے ہندوستان واپس پہنچا۔	۶۳	سجادہ نشینی کا چوبیسواں سال
۱۱۰	سجادہ نشینی کا سینتیسواں سال	۶۴	سجادہ نشینی کا پچیسواں سال
=	حضرت خواجہ محمد سعیدؒ قدس سرہ کی رحلت	۶۵	سجادہ نشینی کا ستا تیسواں سال
۱۱۳	سجادہ نشینی کا اڑتیسواں سال	۶۶	خانقاہ و مسجد کی توسیع کرانا
=	مردیوں کا ہجوم اور نذرانوں کی کثرت	۶۷	سجادہ نشینی کا اٹھاسواں سال
۱۱۳	سجادہ نشینی کا انتالیسواں سال	۶۸	سجادہ نشینی کا تیسواں سال
=	سجادہ نشینی کا پچاسواں سال	۶۹	شیخ مراد کو خلافت عطا فرما کر بیت المقدس بھیجا
۱۱۶	سجادہ نشینی کا اکتالیسواں سال	۷۰	سجادہ نشینی کا اکتیسواں سال
=	سجادہ نشینی کا بیالیسواں سال	۷۱	سجادہ نشینی کا بیسواں سال
۱۰۵	سجادہ نشینی کا تینتالیسواں سال	۷۲	نارج محمود کا قتل
=	حضرت خواجہ سیف الدینؒ کا بادشاہ کی تربیت کیلئے جانا	۷۳	سجادہ نشینی کا تیسواں سال
۱۱۸	سجادہ نشینی کا چوالیسواں سال	۷۴	دارالاشکوہ کا اقتدار
۱۱۹	سجادہ نشینی کا پینتالیسواں سال	۷۵	سجادہ نشینی کا چونتیسواں سال
۱۲۰	وفات حضرت آیات	۷۶	فریضہ حج کے لئے روانگی
۱۲۷	حضرت عروۃ الوثقیٰ کے متامل اور اخلاق و آداب	۷۷	سفر نامہ حرمین شریفین
۱۲۵	حضرت عروۃ الوثقیٰ کی تسنیفات		

شاہانِ مغلیہ ایک نظر میں		اولادِ امجد	
۱۸۵	تیمور سے بہادر شاہ ظفر تک	۱۲۷	شیخ محمد صبغۃ اللہ
		۱۲۸	خواجہ محمد نقشبند
۱۹۳	اذکار و ادعیہ	۱۳۰	آپکے صاحبزادے کا نانا شاہ کی لڑکی سے نکاح
	تماز، کلمہ، درود اور استغفار وغیرہ کے فضائل اور	۱۳۶	آپ کی خدمت میں بادشاہ کی تشریف آوری
	روزمرہ کے اور ادوا و اشغال وغیرہ	۱۳۱	شیخ محمد عبید اللہ
۲۳۹	کشف و کرامات	۱۳۲	شیخ محمد اشرف
	عزت کی خواہش کا کشف	۱۳۵	خواجہ محمد سیف الدین
۲۴۰	آپ کی دعا سے مفلسی کا دور ہونا		آپ کا بادشاہ کی تربیت کیلئے شاہجہاں بادشاہ
	روپوں میں برکت ہونا	۱۳۷	بادشاہ کا سلسلہ عالیہ میں بیعت ہونا
	تنگدستی کا فریضی سے بدل جانا	۱۳۹	شہزادہ محمد اعظم کی شادی اور داخل سلسلہ ہونا
	حفظ قرآن کی بشارت	۲۵۶	آپ کی اولاد کے ذریعہ تعلیمات اسلامی کا عروج
۲۴۱	شعر گوئی کا ملکہ پیدا ہونا	۱۵۹	شیخ محمد صدیق
	حضرت کی توجہ سے صحیب ہونا	۱۶۰	حضرت ابو العالی اور خواجہ محمد زبیر
	بینائی کا واپس آنا	۱۶۳	عالمگیر کا انتقال
۲۴۲	مضروب کا مفید ہونا		محمد معظم بہادر شاہ
	آگ کا گلزار ہونا	۱۶۶	سر سبز پر بلائے ناگہانی اور سکھ خرابک
	دوسری بیوی کا مرجانا	۱۶۸	معز الدین جہان نادر شاہ
	اولاد ہونا	۱۶۹	فرخ سیر
	لا علاج مریض کا شفا پانا	۱۷۲	رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ
		۱۷۳	روشن اختر
		۱۷۹	مرسٹوں کا حملہ
		۱۸۰	نادر شاہ اور قتل عام
		۱۸۳	نادر شاہ کی واپسی
		۱۸۴	خواجہ محمد زبیر کی وفات

۲۶۰	نظامِ رضا - رضا کے دو اعتبار	۲۴۳	تعلیم
۲۶۲	آخرت؛ جنت کے درجات میں تفاوت	۲۴۴	آپ کے مکتوبات قدسی آیات کی روشنی میں
"	حدیثِ قبرجنت کا ایک باغ ہے کی تشریح	"	عقائدِ حقہ کی تعلیم
۲۶۳	قبر کی تنگی و فراخی - ثوابِ عذابِ قبر کی کیفیت	"	توحید کیا ہے؟
"	ارکانِ اسلام: اسلام حقیقی - نماز کی فضیلت	"	توحیدِ عوام و توحیدِ خواص
۲۶۵	نماز وغیرہ کے سننِ آداب بمنزلہ فرض ہیں	"	مراتبِ توحید
"	نماز کو کعبہ و قرآن مجید کی طرف متوجہ رہنا چاہئے	۲۴۶	توحیدِ شہودی و توحیدِ وجودی
۲۶۶	تلاوتِ قرآن مجید کی فضیلت	"	" اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے کی تشریح
۲۶۸	زکوٰۃ - روزہ	۲۴۷	رویتِ باری تعالیٰ
۲۶۹	شبِ قدر کی کیفیت	۲۴۸	رویتِ شہود کا مقامِ آخرت ہے
"	حج - جہاد	۲۴۹	انسان کا شہود فرشتے کے شہور سے بلند ہے
۲۷۱	سمندر میں جہاد کی مزید فضیلت - شہداء	"	کمال وصالِ آخرت میں ہوگا
۲۷۲	انبیاء کو تمام افراد امت پر کلی فضیلت حاصل ہے	"	حدیثِ "خلقِ آدم علی صورتہ" کی تشریح
"	حیاتِ انبیاء و شہداء	۲۵۰	ایمان
۲۷۳	اتباعِ سنت و ردِ بدعت	"	افضل ایمان کیا ہے؟
۲۷۴	انسان کا جمال و کمال آنحضرت کی اتباع میں ہے	۳۵۱	عوام و خواص اور انصاف خواص کے ایمان میں فرق
"	کام کا مدار شریعت کے اتباع پر ہے	۲۵۲	ایمان کے درجات
۲۷۵	{ اہل شریعت، اہل طریقت اور اہل حقیقت کو اکھا شرعی کے بجالانے کے سوا چارہ نہیں ہے	"	نفسِ ایمان اور کمالِ ایمان کی وضاحت
"	کوئی کمال شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں ہے	۲۵۴	رسالت
۲۷۶	نسبتِ باطن کا قوی ہونا اکھا شرعی کی پابندی کو بڑھاتا ہے	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت
"	شریعت کے تین جزو	۲۵۶	آنحضرت اپنے وقت کے قطبِ ارشاد اور قیوم تھے
۲۷۷	سنت کو زندہ کرنا بڑا کام ہے - بدعت کی مذمت	۲۵۷	آنحضرت کی عادتِ شریفہ
"	بدعت سے پرہیز اور معرفت کی ترغیب	۲۵۸	قدرِ خیر و شرف
۲۷۸	سلسلہٴ نقشبندیہ کی فضیلت	"	مسئلہٴ قضا و قدر
"	طریقہٴ نقشبندیہ کا شرعی ثبوت	۲۵۹	مسئلہٴ قضا و قدر پر محفلِ ایمان لانا چاہئے
۲۸۰	سلسلہٴ نقشبندیہ کا امتیاز حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے معنی میں ہے	"	راضی بقضا رہنا چاہئے

۳۰۴	عدم و فنا میں فرق	۲۸۰	طریقہ نقشبندیہ کا مدار سنت پر عمل کرنے اور بیعت کیلئے پچھنے پر ہے
۳۰۵	فلاک لطائف و قوار الفنا کی تشریح	۲۸۱	ذکر: کلیمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تاکید
=	تخیلی ذات و تخیلی صفات کے درمیان فرق	"	کلیمہ طیبہ میں نفی و اثبات کی تشریح
۳۰۶	محبت ذاتی، محبت صفاتی اور افعالی	۲۸۳	بتدی فرائض و سنن کے علاوہ ذکر میں مشغول رہے
"	خروج و نزول، سیر الی اللہ و فی اللہ اور سیر عن اللہ بانہ	"	اچھی نیت کے ساتھ انسان کا ہر عمل ذکر میں داخل ہے
"	اور سیر فی الاشیاء بانہ	۲۸۳	طریقہ ذکر تہلیل لسانی - ذکر قلبی میں ل کی حرکت ضروری نہیں
۳۰۷	حضور و غیبت - قبض و بسط	"	ذکر نفی و اثبات کے فوائد - ذکر و افاضہ و قیومہ کا ثبوت
۳۰۸	علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین	۲۸۷	ذکر جس دم کا بیان
"	قرب نوافل و قرب فرائض کے معنی	۲۸۵	جس دم کے ساتھ ذکر نفی و اثبات کا طریقہ اور تعداد
۳۰۹	کفر شریعت اور کفر طریقت کی تشریح	۲۸۶	ذکر جس دم کا اعلیٰ درجہ
"	کمون و بروز کی تفصیلات	"	اسباق و مقامات نقشبندیہ - طریقہ توبہ ذکر
۳۱۰	کمالات نبوت اور منصب نبوت میں بٹا فرق ہے	۲۸۹	لطیف قلبی کی تشریح - مدارج نفس
"	قطب مدار قطب ارشاد و حیسانت قیومیت پر اللہ ہوتا ہے	۲۹۰	لطائف کی فنا
"	شیخ کیلئے ضروری امور: توجہ کرنے کا طریقہ اور تشریح	۲۹۱	تشریح سداۃ ولایت کبریٰ و یک قوس و تاج چنگا
۳۱۱	سیر سلوک سے مقصود پیری مریدی نہیں بلکہ بندگی کا حق ادا کرنا ہے	۲۹۲	ولایت صغریٰ کبریٰ علیہما اور کمالات نبوت غیر میں ترقی کا رویہ
۳۱۲	نفی اثبات کے معنی ہر زبان میں سکھا سکتے ہیں	۲۹۳	ولایت کے پانچ رویے
"	اقسام اجازت طریقت	۲۹۴	مقام اولایت کا علم وہی ہے اور بعض کو حاصل ہوتا ہے
۳۱۳	اجازت و بیعت کا معاملہ خواب سے صورت پذیر نہیں ہوتا	"	سیر و سلوک کے متعلق آئیہ کریمہ
"	مخلوق کا رجوع کمال کی دلیل نہیں، مخلوق اللہ تعالیٰ کا کاتب ہے	"	سلوک کی ترقی رک جانے کے اسباب و علاج
۳۱۴	معرفت: معرفت حاصل کرنے پر ترغیب	۲۹۵	لطائف عالم امر کے مقامات کا تعین کس معنی میں ہے
۳۱۵	معارف خوارق سے افضل ہیں	۲۹۶	سلطان ذکر بزرگوں میں متواتر ہر اخلاص نہیں ہے
"	انسان کی عزت ایمان و معرفت سے ہے	"	عالم امر عالم خلق کی فضیلت
۳۱۸	مشاہدہ احواح: ارواح کا مشاہدہ اور قیومیت پر تہنیر یا صریحاً	۲۹۷	غیر اللہ سے کلی قطع تعلق ہونا فائدہ قلب ہے - شرح صدقہ علیہ
"	مشاہدہ ارواح کمال میں داخل نہیں	"	مطلوب کی یافت آفاق و انفس سے ماہر ہے
۳۲۰	کشف و خوارق حقیقی کرامت میں ہیں	۲۹۸	اصطلاحات تصوف
۳۲۱	شوق و محبت پر ترغیب - عشق میں قدر سے جنون درکار ہے	۲۹۹	اصطلاحات نقشبندیہ کی تشریح
۳۲۲	محبت کی فضیلت	۳۰۳	عدم و وجود عدم و فنا کے حقیقی وجود فنا کی تشریح

۳۵۷	حلقائے عظام	۳۲۲	صبر: بیٹے کی صلّت پر رضا و صبر کی تلقین
"	شیخ آدم تیزی	۳۲۳	حکام کے ظلم و تشدد اور تنگی معاش پر صبر و رضا کی تلقین
۳۵۸	حافظ ابوالسخت	۳۲۴	شکر: شکر کی ناکیدہ - توکل، توکل کی حقیقت
۳۵۹	مخدوم زادہ شیخ ابوالقاسم	۳۲۵	رابطہ شیعہ، کامیابی کا مدار رابطہ پر ہے
"	شیخ ابوالمظفر	۳۲۷	فلاحی الشیخ کے بغیر فانی اللہ حاصل ہونا مشکل ہے
۳۶۰	خواجہ احمد بخاری	۳۲۸	سالکین کیلئے ہدایات و نصیحت
"	خواجہ ازغوان	۳۳۲	شرائط و آداب سلسلہ عالیہ
"	میرزا امان اللہ برہانپوری	۳۳۶	باطنی نسبت کی حفاظت کرنا اہم کام ہے
۳۶۱	شیخ اور نور سرائی - شیخ بایزید	"	دنیا طلبی کے لئے اہل شریک کی صحبت اختیار کرنا حرام ہے
۳۶۲	صوفی پایندہ محمد - حافظ پیر محمد	۳۳۷	ایک ہم نصیحت - صوفیہ کا مسلک ترک تعرض نہیں
"	شیخ حبیب اللہ حصاری	۳۳۸	زندگی کی حقیقت کب حاصل ہوتی ہے
۳۶۳	شیخ زین العابدین - ملا سجاد	۳۳۹	غلیہ عالیہ میں بھی خلاف شرع کلمہ نہیں کہنا چاہئے
"	میر شرف الدین حسین - خواجہ عبدالرحمن	۳۴۰	دنیا کی بیوفائی کا بیان مع نصائح
"	ملا عبدالرزاق - خواجہ عبدالصمد کابلی	۳۴۱	رضا اور خوشی کا مقام آخرت ہے
۳۶۴	شیخ عبدالکریم کابلی - شیخ عبداللطیف	"	سالک کن اور دل کو جاری رکھے
"	شیخ عبداللہ - ملا عطار اللہ سورتی	۳۴۲	ذکر جبر کی مجال میں نعتیہ نثری سالک کو کیا کرنا چاہئے
"	شیخ عمر الحصرمی	۳۴۳	کامیابی کا مدار فضل پر ہے لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں
۳۶۵	حاجی محمد افغان - خواجہ محمد صنیف کابلی	۳۴۵	مسائل شرعیہ: فاتحہ بعد فرض نماز کا حکم
۳۶۶	مخدوم زادہ شیخ محمد خلیل اللہ	۳۴۷	مصافحہ بعد نماز جمعہ کا حکم - ثواب بخشے کا طریقہ
"	میر محمد زاہد - محمد شاکر	۳۴۸	نماز وسطیٰ و آسم عظم کے ہم ہونے میں حکمت
"	خواجہ محمد شریف بخاری - شیخ محمد شریف کابلی	"	زندگی میں قربت بنا کر ناما نتیجہ و سوال اور قبول دینے کا حکم
۳۶۷	حافظ محمد صدیق کابلی	۳۴۹	حضرت خضرؑ کی حیات و موت کی تحقیق - احکام تقیہ
۳۶۸	مولانا محمد صدیق پشادری - حاجی محمد عاشور	۳۵۱	کیا شیخ کی نااہل اولاد شیخ بن سکتی ہے
"	حاجی محمد فضل اللہ - حافظ محمد محسن	۳۵۲	کافر و مشرک سے دوستی کے احکام
۳۶۹	ملا محسن کابلی - شیخ محمد یوسف	"	نیک عمل و سیدہ میں مقصد نہیں
"	شیخ مراد شاہی	۳۵۳	مقبول شدہ کی علامت - ہر خطہ زمین کی برکات
۳۷۰	میرک معین الدین	۳۵۴	چغلی خوری کی مذمت
۳۷۱	نواب کریم خاں - سید خون موسیٰ	۳۵۵	سوال کرنے کی حرمت و اباحت
		۳۵۶	نیت صالحہ کے ساتھ روزی کا نذر نہیں اصل ہے

ضمنی تذکرے

۲۲	اکبر بادشاہ
۱۰۰ - ۳۵ - ۵۸ +	اوزنگ زیب کی بہادری
۱۶	ایران کے سیاسی حالات
۲۲	حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ
۵۶	تاج محل
۱۸۳	تخت طاؤس
۱۶	ترکی سلطنت کا شاندار ماضی
۵۹	جامع مسجد ٹھٹھہ - لال قلعہ دہلی
۶۲	جامع مسجد دہلی
۲۲	جہانگیر بادشاہ
۱۸	جامی سلطان تھانیسیری
۱۴۰ - ۱۶۶	سکھ تحریک
۱۱۶	شاہجہاں بادشاہ
۲۵	میر صفحہ احمد رومیؒ
۱۹	مخروم زادہ خواجہ عبدالاحد و صرتؒ
۱۸۳	کوہ نور
۵۹	لال قلعہ دہلی
۱۱۱	حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ
۲۸	حضرت خواجہ محمود صادق قدس سرہ
۱۶۲	محمد معظّم اور محمد اعظم کی جنگ
۱۶۵	محمد معظّم اور کام بخش کی جنگ
۱۵۲	مجددی حضرات کی اردو ادب کی خدمات
۲۶	سلطان مراد رابع
۳۵	ملکہ ممتاز محل
۱۴۹	۱۳۳
۱۸۰	نادر شاہ
۱۴۷	نظام الملک

مکتوب الیہم

	میرزا ابوالعالی - شیخ ابوالکلام
	بخارا و خاں
	ترتیب خاں - خواجہ جعفر خاں
	شیخ جنید جہتی - ملاحد - قاضی حیدر لاہوری
	رعایت خاں - سلطان وقت
	سید علی بارہہ - شمس الدین خوشیگی
	شمیر خاں
	میر ضیاء الدین حسین - شیخ طاہر بدخشی
	مخروم زادہ شیخ عبدالاحد و صرت
	شیخ عبدالکلیم لاہوری - شیخ عبدالکحی پٹنی
	عبدالرحمن ٹنچی - خواجہ عبدالرحمن نقشبندی - حافظ عبدالرشید
	شیخ عبدالکریم کابلی - شیخ عبداللطیف لشکر خانی
	شیخ عبدالہادی - شیخ عرب بخاری
	قاضی عنایت اللہ - حاجی غضنفر
	لطف اللہ - محسن کشمیری - محمد ابراہیم
	مولانا محمد امین - محمد یاقر
	حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ
	محمد شاہ گزبردار - خواجہ محمد صدیق بدخشی
	خواجہ کلاں پیرزادہ محمد عبید اللہؒ
	محمد علیم جلال آبادی - محمد فی
	محمد کاشف - محمد مفیم
	حضرت خواجہ میر محمد نعمانؒ - محمد نقی - محمد ہادی
	خواجہ محمد شام کشمیؒ - حضرت خواجہ محمد یحییٰ قدس سرہ
	مشتاق برک - شیخ برک -
	نعمت افتخاردی - نور جگر - نور محمد پٹنی
	ہمت خاں - یار محمد
	جاناں بیگم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض ناشر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخرت

افسوس صد افسوس کہ ہمارے شیخ طریقت، عمدة السالکین، زیدۃ العارفين، قرة العیلماء حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش نظر نالیف "انوار معصومہ" اس وقت شائع ہو رہی ہے جب کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا سایہ شفقت و مرحمت "ادارہ مجددیہ" ہی سے نہیں بلکہ دنیا سے اٹھ چکا ہے، ان کی سرپرستی سے "ادارہ مجددیہ" ہی محروم نہیں ہوا ایک عالم محروم ہو گیا ہے "موت العالم موت العالم" ایسے ہی بزرگوں پر صادق آتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے پیش نظر نالیف "انوار معصومہ" کے تمام مضامین اپنی حیات ہی میں مکمل و مرتب فرمادیئے تھے حتیٰ کہ شدید علالت کے باوجود انتقال سے چند دن قبل کتاب ہذا کا مقدمہ بھی تیار فرما کر اس عاجز کے حوالہ کر دیا تھا کیونکہ کتاب تقریباً مکمل ہو چکی تھی اگر دوش بھی حضرت موصوفؒ کے سامنے ہی تیار ہو چکا تھا اور حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے اس کو پسند فرمایا تھا البتہ کتابت کی تصحیح فرمانے کی مہلت نہ مل سکی اور چھ سات ماہ کی طویل علالت کے بعد بروز منگل ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۸۶ء کو صبح آٹھ بجے بوقت اشراق بعمر ۶۹ سال اس دارِ فانی سے عالم بقا رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی قبر کو اپنے انوار سے منور فرمائے اور جنّت القروس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔ قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو دعائے خیر اور ایصالِ ثواب سے یاد فرمائیں۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

افسوس کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کتاب ہذا کو مطبوعہ شکل میں نہ دیکھ سکے اور نہ ہی کتابت کتاب کی تصحیح فرما سکے، تصحیح فرمانے کے سلسلے میں بھی حضرت صاحب بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے اگر اس وقت بھی ضرورت محسوس فرماتے تو قابل اصلاح مقامات پر ترمیم و اضافہ فرمادیا کرتے تھے اور غلطیوں کی درستی کے بعد بھی لغو ملاحظہ فرماتے اور جنک پوری طرح اطمینان نہ ہو جاتا طباعت کی اجازت نہ دیتے تھے، پیش نظر نالیف اس

مرحلہ سے نہ گذر سکی اس لئے بعض فروگزاشت اور غلطیوں کا رہ جانا عین ممکن ہے، لہذا ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ ایسے مقامات کی نشاندہی فرما کر عتدائشہ باجور ہوں، عاجزان کا ممنون ہوگا اور آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی پوری کوشش کریگا۔

عاجز کے نزدیک حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ایک بڑی کرامت اور اہم کارنامہ جس کا عوام کو تو کیا خواص کو بھی علم نہیں، وہ ہے عمدۃ الفقہ بزبان عربی۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے جب عمرہ الفقہ کتاب الزکوٰۃ و کتاب الصوم اردو میں تالیف فرمائی تو اس کو عربی زبان میں بھی منتقل فرمادیا اسی طرح عمدۃ الفقہ کتاب الحج اردو میں تالیف فرماتے وقت بھی اس کو عربی زبان میں منتقل کرتے رہے بعد ازاں اب عمدۃ الفقہ کتاب الطہارۃ مزید اضافہ کے ساتھ اردو میں جدید تالیف فرما رہے تھے تو ساتھ ساتھ عربی زبان میں بھی اس کو منتقل فرماتے جاتے تھے اور تیمم کے باب تک تیار کر چکے تھے کہ باقی حصہ مکمل کرنے کی مہلت نہ مل سکی۔ اس طرح عمدۃ الفقہ بزبان عربی کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج بالکل تیار ہیں اور کتاب الطہارۃ باب تیمم تک تیار ہے۔ ان سب کتابوں کی اشاعت زیر غور ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ہم کو ہمت اور توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے اس کا رخیر کو جاری رکھ سکیں۔ آمین

خدا یا بیامرز ایں ہر سدا

تولیندہ خوانندہ گویندہ را

احقر محمد علی عفی عنہ

ادارۃ مجددیہ

ناظم آباد ۳، کراچی

جمعہ

۷ مئی ۱۹۸۵ء

۱۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء

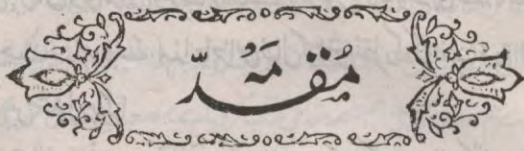
الحمد لله والمنة کہ پیش نظر کتاب "انوار معصومیہ" کا دوسرا ایڈیشن پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس میں بعض جگہ ضروری اضافے کئے گئے ہیں جن محترم بزرگوں نے بعض جگہ اصلاح فرمائی ہے عاجزان کا شکر گزار ہے اور جن کتابوں سے مزید استفادہ کیا ہے عاجزان مصنفین حضرات کا بھی مشکور ہے اور سب کے لئے دعا گو ہے۔

احقر محمد علی عفی عنہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ

۳۰ ستمبر ۱۹۸۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد قال الله سبحانه وتعالى لَكُمْ خَيْرٌ اُمَّةٍ اَخْرَجْتُ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے نیکے گئے ہو، نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو] نیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: بَلِّغُوا عَنِّيْ وَ لَوْ اِيْتَانِيْ [جو کچھ تم کو مجھ سے پہنچے اس کو دوسروں تک پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو] ان ارشاداتِ مبارکہ سے واضح ہے کہ اس امت کے ہر فرد کے لئے ضروری و لازمی ہے کہ مخلوقِ خدا کی فلاح و بہبود کے لئے نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور شریعتِ مطہرہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دل و جان سے کوشش کرے، اگرچہ یہ ناجائز منصب کا اہل نہیں تھا لیکن تخریبِ نعمت کے طور پر عرض ہے کہ یہ محض حق سبحانہ و تعالیٰ کا ہی فضل و کرم ہے کہ عاجز کی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے باوجود عمدۃ الفقہ ہر چہار جلد، زبیرۃ القفقہ، عمدۃ السواک، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور مکتوباتِ معصومہ ہر سہ دفتر کا اردو ترجمہ وغیرہ اسی جذبہ کے تحت ناجز کے ہاتھوں مکمل ہو گیا اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے جس قدر چاہا کام لے لیا، فالحمد لله والمنة

من آں خاتم کہ ابرو نو بہاری کند از لطف بر من قطره باری

اگر از تن بروید صد زبانم چو سبزہ شکر لطفش کے تو انم

حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السامی کی جہانِ مبارکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ مرتب کرتے وقت یہ گمان بھی نہ تھا کہ اسقدر ضخیم اور جامع کتاب تالیف ہو جائے گی لیکن اُس وقت بھی حق سبحانہ و تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا اور وہ تالیف عوام و خواص میں اسقدر مقبول ہوئی کہ اب اس کا دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہو رہا ہے۔ پھر ایک مدت کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ نے یہ بات دل میں ڈالی کہ ابھی حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کی سوانح نایاں اور نونہ تکمیلِ غلبہ جس میں حضرت موسویؒ کی

اولادِ امجاد کی سوانح اور ان کے علمی و روحانی کارنامے جو حقیقتاً حضرت مجدد موصوف ہی کے علمی و روحانی کارناموں کی شرح ہیں ان کو بھی مدون و مرتب کرنا چاہئے تاکہ سوانح کا یہ گوشہ بھی تشنه تالیف نہ رہے اور پوری طرح جامعیت پیدا ہو جائے، لہذا عاجز اس خیال کو پیش نظر رکھ کر حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کی سوانح کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور آپ کی اولادِ امجاد کے تذکروں میں نین کتابیں خاص طور پر اہمیت رکھتی ہیں: اول "زبۃ المقانات" یہ کتاب حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ کی تالیف ہے جو سب سے پہلی، معتبر اور مقبول ہے۔ دوئم "حضرات القدس" حضرت مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ کی تالیف۔ یہ دونوں بزرگ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اہل خلفا میں سے ہیں۔ سوئم "روضۃ القیومیہ" جو حضرت مجدد کی اولاد و اولاد میں سے حضرت خواجہ کمال الدین محمد احسان بن شیخ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی تالیف ہے۔ صاحب روضۃ القیومیہ کو بھی کئی حیثیت سے شرف حاصل ہے، ایک تو یہی کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں، دوسرے یہ کہ آپ حضرت خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہیں جو حضرت عروۃ الوثقی کے صاحبزادے خواجہ محمد نقشبند کے پوتے ہیں، تیسرے یہ کہ آپ نے اپنے زمانے کے چشم دید حالات و واقعات کو قلمبند فرمایا ہے اور اپنے سے قبل والے زمانے کے واقعات کو بھی بڑے اہتمام سے جمع کیا ہے اور سنہ وار واقعات کو نو جس خوبی سے آپ نے مرتب فرمایا ہے وہ قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔

چونکہ اول کی دونوں کتابیں گرامی قدر صاحبزادوں کے مختصر حالات کے علاوہ مزید اولاد و افراد کے حالات سے خالی تھیں اس لئے پیش نظر تالیف "انوار معصومیہ" میں زیادہ تر روضۃ القیومیہ ہی سے استفادہ کرنا پڑا البتہ جہاں کہیں تحقیق کے بعد تسامح نظر آیا وہاں دوسری کتابوں سے مراجعت کر کے تصحیح کر دی گئی، نیز روضۃ القیومیہ کے علاوہ بھی بکثرت کتابوں سے استفادہ کیا جیسا کہ آپ کتابیات کے باب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ہم نے اپنی سابقہ تالیف "حضرت مجدد الف ثانی" کی طرح پیش نظر تالیف "انوار معصومیہ" میں بھی متعدد ابواب قائم کئے ہیں اور اسی طرح واقعات کو سنہ وار مرتب کیا ہے چنانچہ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ جس سنہ میں حج کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو اسی سنہ میں آپ کے سفر نامہ حرمین شریفین کو درج کر دیا ہے۔ یہ سفر نامہ فارسی زبان میں ہے اور ابھی تک اس کا اردو ترجمہ نہیں ہوا تھا، ہم نے اس کا

اردو ترجمہ کے شامل کتاب کر دیا ہے۔ آپ کی اولادِ امجد کے باب میں بھی تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ نیز صاحبِ روضۃ القیومیہ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمہ کا بہت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے جو چشمِ دید واقعات پر مشتمل ہے ہم نے اس کا بھی اہم حصہ شامل کتاب کر دیا ہے منصفِ قیومیت کی تشریح و توضیح حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے مکتوبات سے کی گئی ہے امید ہے کہ ناظرین پسند فرمائیں گے چونکہ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصومؒ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے فرزندِ جانشین ہیں اور ان کے سلسلہ طریقت کو جو کہ عین شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہے بام عروج تک پہنچانا آپ ہی کی ذات سے وابستہ تھا اور آپ کے زمانے سے عہدِ حاضر تک کے علمائِ حق بالواسطہ یا بلا واسطہ آپ ہی سے مستفید ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات کے شارح بھی آپ ہی ہیں اور حضرت مجددِ موصوف کی طرح آپ نے بھی اپنے مکتوباتِ شریفہ میں مختلف مسائل کو حل فرمایا ہے اور عقائدِ اہل سنت کی تبلیغِ شریعتِ مطہرہ کی ترویج اور بدعت سے اجتناب پر بہت زور دیا ہے اور شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت اور حکمت و وعظت کے وہ حقائق و دقائق اور اسرار و نکات بیان فرمائے ہیں کہ ان کے مطالعہ سے عقل دنگ رہ جاتی ہے اس لئے ہم نے آپ کے ہر سرفتر کے چمنستان سے مختلف قسم کے پھول چُن کر گلستانہ کی شکل میں "تعلیمات" کا عنوان دیکر انوارِ معصومیہ میں سجایا ہے جس کو "مکتوباتِ معصومیہ" کا عطر کہنا سببِ ایجاب نہ ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ باب طالبانِ سلوک کے لئے خصوصاً اور ہر مسلمان کے لئے عموماً بہت مفید و کارآمد ہوگا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کا ایک رسالہ "اذکارِ معصومیہ" بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہے اور اس کے فارسی عربی عنوانات کا اردو ترجمہ کر دیا ہے، نیز دوسری کتابوں سے بھی آپ کے جو وارد مل سکے ہیں وہ بھی شامل کر دیے ہیں۔

جن لوگوں نے ہندوستان کی تاریخ کا اسلامی انداز فکر سے مطالعہ کیا ہے ان پر یہ بات واضح ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو تبلیغِ دین اور ترویجِ شریعت کی کس قدر عمدہ صلاحیت عطا فرمائی تھی اور اس کے کتنے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں، آپ ہی کے تجدیدی کارناموں اور آپ ہی کی اولاد و احفاد کی مساعیِ جمیلہ کا نتیجہ و ثمرہ ہے کہ عوام و خواص کے علاوہ اکثر مغل بادشاہ عالم و فاضل، رعایا پرور اور رضائے گزیرے ہیں اور چونکہ اکثر سلاطینِ مغلیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے باقاعدہ منسلک رہے ہیں اور عقیدتِ توسب ہی تھے اس لئے مغل بادشاہوں کا تذکرہ آنا بھی قدرتی امر تھا چنانچہ اکبر و جہانگیر کا تذکرہ ہماری سابقہ

سلسلہ امجد کے مکتوباتِ معصومیہ ہر سرفتر کا پہلا مہتمم اردو ترجمہ کر کے کا شرف بھی حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو حاصل ہوا جس کو ادارہ مجددیہ، ناظم آباد لاہور کراچی نے شامل کر دیا ہے (ناشر)

تالیف ”حضرت مجدد الف ثانیؒ میں آچکا ہے اور شاہجہاں سے محمد شاہ (رنگیلا) تک کے واقعات و حالات پیش نظر تالیف میں آگے ہیں نیز اول و آخر کے چند بادشاہوں کا بھی زیر عنوان ”شاہانِ مغلیہ ایک نظر میں“ مختصر تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ مغلیہ بادشاہوں کا تذکرہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور کسی حد تک ”مسلمانوں کے عروج و زوال“ کا خاکہ بھی نظر میں آجائے گا۔ نیز مناسب مواقع پر ہندوستان کے بعض فرقوں کے حالات اور بہت سے تاریخی واقعات کا بھی ضمناً تذکرہ آیا ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے خلفائے عظام کا بھی ایک مستقل باب ہے اسی طرح مکتوب الہیم کا بھی علیحدہ ایک باب ہے، مکتوب الہیم کے نام کے ساتھ ان کے نام والے مکتوبات کے نمبر دیدیئے ہیں اور جن مکتوب الہیم کے حالات مل سکے وہ بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

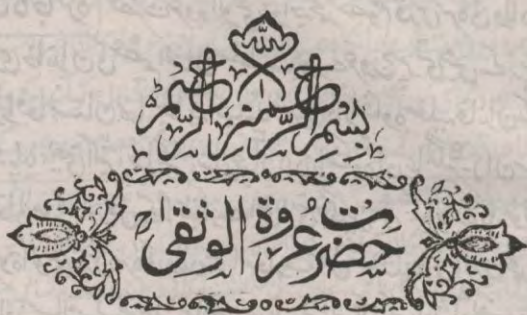
زیر نظر تالیف کا خاکہ پیش کرنے کے بعد آخر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ پیش نظر تالیف ”انوارِ معصومہ“ میں بھی سابق تالیف ”حضرت مجدد الف ثانیؒ“ کی طرح مواد کی فراہمی اور مضامین کی تیاری میں بیشتر حصہ جناب حاجی محمد اعلیٰ صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ کار میں منت ہے اور حاجی صاحب کے تیار کردہ حصہ پر عاجز نے نظر ثانی کر لی ہے لہذا یہ تالیف بھی ہم دونوں کی مشترکہ مساعی کا نتیجہ ہے۔ نیز ان حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جنہوں نے اس کارِ خیر میں قلمی اور زبانی مشوروں سے نوازا حق سبحانہ و تعالیٰ ان کو دونوں جہاں کی بھلائوں سے مالا مال فرمائے اور مزید نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ دینا تقبل متانک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیمہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

المرجی الی عفو ربہ الکریم

احقر سید زوار حسین عفا اللہ عنہ وعن والدیہ

بروز جمعہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۸۰ء



حیاتِ مبارکہ

الحمد لله وسلامه على عباده الذين اصطفى، اما بعد حق سبحانہ، و تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت اور مخلوق کی ہدایت کے لئے ہر زمانہ اور ہر جہت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا تاکہ وہ دین میں کی تبلیغ فرما کر لوگوں کو صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائیں اور سب سے آخر میں حضرت احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل و مکمل دینِ اسلام عطا فرما کر مبعوث فرمایا جو قیامت تک قائم رہتا ہے۔ لہذا وہ ہدایت ہے اور اس دین میں کی حفاظت کا ذمہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے خود لیا اور اس کا ایک ظاہری انتظام یہ فرمایا کہ اس امت کے علمائے کرام کو حضراتِ انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جانشین بنایا تاکہ وہ دین کی امانت کے حامل و محافظ ہوں اور پوری تن دہی سے دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں، اسی سلسلۃ الزبب کی ایک عمدہ اور مضبوط کڑی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ اور آپ کی اولادِ امجاد ہے، رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم رحمتہ واسعہ۔

حضرت مجدد الف ثانی کی اولادِ امجاد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہ تھے جن کی ولادت ۱۰۲۱ھ میں ہوئی اور یائے کبار میں سے تھے ۲۵۰ھ میں اپنے والد بزرگوار کی حیات ہی میں وصال فرمائے۔ دو بھروسے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ تھے جن کی ولادت ماہ شوال ۱۰۲۱ھ میں ہوئی آپ بھی صاحب کمالی بزرگ گذرے ہیں ۱۰۲۱ھ میں وصال فرمایا تیسرے صاحبزادے حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ ہیں جن کا مبارک تذکرہ پیش نظر ہے۔ آپ کے بعد یکے بعد دیگرے تین صاحبزادوں خواجہ محمد فرخ، خواجہ محمد عیسیٰ اور خواجہ محمد اشرف کی ولادت ہوئی جو کم سنی ہی میں انتقال فرمائے، البتہ ساتویں سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد کبھی قدس سرہ کی ولادت ۱۰۲۲ھ میں ہوئی اور ۱۰۹۱ھ میں انتقال فرمایا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "حضرت مجدد الف ثانی")۔

سیاسی حالات کا جائزہ | حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی ولادت کے وقت برصغیر ہند پر تیموری خاندان کی عظیم الشان سلطنت پورے عروج پر تھی جس کے زیر نگیں بنگال، ہندوستان اور افغانستان تھا۔ چنانچہ آپ نے بشمول داراشکوہ مغلیہ خاندان کے پانچ عظیم ترین بادشاہوں کا زمانہ پایا، یعنی اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، داراشکوہ اور عالمگیر۔ (ان سب کا مختصر تعارف انشاء اللہ تعالیٰ موقع اور محل کے اعتبار سے اپنی اپنی جگہ پر پیش کیا جائے گا۔ مؤلف)۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کی ولادت باسعادت مغل شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کے دور میں ہوئی جو مسلمانوں اور اسلام کے لئے بہت پُر آشوب زمانہ تھا کیونکہ اکبر بادشاہ نفس و شیطان کے جال میں پھنس کر اہل ایمان کو سخت آزمائش میں ڈال دیا تھا۔ اسی طرح مسلمانوں کی دینی اتری کا عالم تمام دنیائے اسلام پر چھایا ہوا تھا اور اسلام کے شعائر و عقائد سے بیگانگی اور بے اعتنائی ہر طرف عام تھی، چنانچہ مسلمانوں کی عظیم ترین سلطنت ترکی کا حال بھی دینی اعتبار سے زیادہ بہتر نہ تھا جہاں اس وقت خلیفہ سلطان محمد ثالث سرپرست سلطنت تھا اور ایران میں شاہ عباس صفوی کی شیبہ حکومت تھی جہاں بدعات کا دور دورہ اور بد اعتقادی اپنے عروج پر تھی۔

لے اکبر بادشاہ کا مختصر تعارف صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

سلطنت عثمانیہ کا شاندار ماضی | سلطان محمد ثالث (۹۷۴ھ تا ۱۰۰۲ھ) سلطنت عثمانیہ کا خلیفہ اسلام تھا، اپنے باپ مراد سوم کے انتقال کے بعد ۹۷۴ھ میں مندرجہ خلاف پر متمکن ہوا اس وقت مسلمانوں کی سب سے عظیم سلطنت ترکی ہی تھی جس کے تحت قبرص، یونان، بلغاریہ، سرویا، بوسنیا، ہنگری، کانسل وینا، رومیلیا، کریمیا، آرمینیا، مصر و لیبیا، شام و فلسطین، عراق و حجاز وغیرہ تھے۔

خلافت عثمانیہ سے متعلق مولانا سعید احمد اکبر آبادی اپنی کتاب "مسلمانوں کا عروج و زوال" میں رقمطراز ہیں: —
 "آل عثمان کی حکومت ۱۹۷ھ سے ۱۳۰۰ھ تک جبکہ اس خاندان کے فرمانروا سلطان عبدالحمید ثانی کو معزول کر کے خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا چھ سو تینتالیس سال رہی۔ اس طویل مدت میں سینتیس فرمانروا ہوئے جن میں سے سلطان بایزید ثانی تک (۸۷۵ھ تا ۹۱۸ھ) آٹھ فرمانروا سلاطین کہلاتے ہیں سلطان سلیم اول نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا تو یہ خود اور اس کے بعد تمام فرمانروایان عثمانی "خلیفہ" کہلانے لگے۔" (ص ۱۲۲)

نیز فرماتے ہیں: سلیمان اعظم قانونی (۹۲۴ھ تا ۹۷۴ھ) کے زمانے میں سلطنت عثمانیہ اپنی ترقی اور بحری دونوں طاقتوں کے اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی طاقت اور بااقتدار حکومت تھی جس کے حدود یورپ، ایشیا اور یورڈا سے مصر تک اور فرات سے جبرالٹر تک پھیلے ہوئے تھے۔ غرض یہ ہے کہ سلیمان اعظم، یورپ، ایشیا اور افریقہ تین براعظموں کے بہت سے ممالک کا فرمانروا اور بحر روم و بحر احمرداہم سمندروں کا بادشاہ تھا۔ مورخین کا بیان ہے کہ سلیمان اعظم کی وسیع سلطنت میں بیس مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے جن کی تعداد پانچ کروڑ بتائی جاتی ہے۔" (ص ۱۲۱)

۱۵۵۴ء تا ۱۶۰۲ء | شاہ عباس صفوی ۹۶۱ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۹۹۲ھ میں ۱۵۵۴ء (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

عجب اتفاق ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی ولادت سے قبل حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو دو بہت بڑے جانکاہہ صدے پیش آگے یعنی ۲ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ کو آپ کے خسر شیخ سلطان کو پھانسی دی گئی اور پچیس یوم بعد ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ کو آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالصمد قدس سرہ نے وفات پائی۔ یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے نانا اور دادا دونوں بزرگ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰ صفحہ ۱۰ شمس الثانی) تخت پر بیٹھا۔ ۱۵۹۶ھ میں اُس نے ازبکوں کو ہرات کے قریب شکست دی اور انھیں ایران سے نکال دیا۔ مغرب میں اس کا ترکوں اور تاتاریوں سے مقابلہ رہا جس کی وجہ سے ترکوں کی مغربی یورپ میں پیش قدمی رُک گئی، اُس نے ایران کی سلطنت کو کافی وسعت دی اور ملک میں بہت سی اصلاحات نافذ کیں، وہ ایک کٹر شیعہ تھا اور اس میں مذہبی تعصب کافی تھا چنانچہ اس نے اپنی حدود و مملکت میں بے شمار شیعوں کو شیعہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ تقریباً ۱۸ سال حکومت کر کے ۱۶۲۸ھ میں فوت ہو گیا۔ اس موقع پر اگر ایران میں شیعیت کی تاریخ کا مختصر خاکہ پیش کر دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

آغاز اسلام کے وقت ایران کی حدود وہ ہیں جنھیں جو آج کل ہیں، اُس وقت موجودہ عراق بھی ایران میں شامل یا اس کے زیر اثر تھا۔ دریائے دجلہ کے مشرق کا پورا علاقہ جو عراق عجم کہلاتا ہے سلطنت ایران کا ایک حصہ تھا اور اسی حصہ میں دلا سلطنت رہا۔ واقعہً دریا کے قزاق کے مغربی حصے میں جس کو عراق عرب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ایک عرب حکومت قائم تھی جس کا پایہ تخت جہرہ تھا یہ حکومت ایران کے زیر اثر تھی۔ حضرت عم فاروقؓ کے زمانہ میں بصرہ اور کوفہ کی دو جمہوریاں قائم ہوئیں تو وہاں زیادہ تر ایرانی آباد ہوئے اور اس طرح ان دونوں نوآبادیوں میں جنہی تحریکیں چلیں ان میں ایرانوں کا پورا ہاتھ تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے زمانہ میں ان کے لوگ تھے پھر حضرت علیؓ کے ساتھ جو لوگ رہے ان میں اکثریت کوفہ، بصرہ اور عراق کے دوسرے باشندوں کی تھی، انہی لوگوں نے خود کو شیعیان علی کے نام سے شہرت دی اور یہی لوگ مذہب شیعہ کے بانی ہوئے، شیعوں کے تمام فرقوں کا آغاز بھی اسی علاقہ سے ہوا۔ سب سے پہلا فرقہ کیسا تھی جس کا بانی مختار ثقفی تھا۔ ۱۸ سالہ میں بصرہ سے شروع ہوا پھر اسی فرقوں کی بنیاد کوفہ کے آس پاس رکھی گئی، قرامطہ کی سرگرمیاں یہیں شروع ہوئیں چوتھی صدی ہجری میں ابوزکریہ کے علاقہ میں ایک ایرانی خاندان کو عروج حاصل ہوا جو بنو بویہ یا دیالمہ کے نام سے ۳۳۱ھ تا ۴۴۶ھ یعنی تقریباً ۱۱۷ سال جنوب مغربی ایران پر حکومت کرنا رہا اس کا دار الحکومت شیراز تھا۔ مذہب شیعہ ۱۸۰ سالہ عشری کو اس دور میں باقاعدگی حاصل ہوئی۔ اسی خاندان کے فراتر و معز الدولہ نے ۳۵۲ھ میں سب سے پہلے ماتم کر دیا چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ ۷۵۰ھ کے حالات میں اپنی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ میں رقمطراز ہیں: "اس سال کی ۱۰ محرم کو معز الدولہ ابن بویہ نے خدا اُس کا کمر کر کے حکم دیا کہ یا زارین بند ہیں، عورتیں ٹاٹ کا ماتمی لباس پہنیں اور بازاروں میں پتے پھرے کھولے یا لکھیرے اور مٹھی بیٹی نکلیں اور حسین بن علیؑ پر ماتم کریں، شیعوں کی کثرت و شوکت اور حکومت کی سہر پرستی کی وجہ سے اہل سنت کیلئے ممکن نہ تھا کہ ان باتوں کو روکنے یا منع کرتے۔"

شیعہ مصنف سید امیر علی لکھتے ہیں: "معز الدولہ یہ شخص شیعہ تھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے محرم کی دسویں تاریخ سناٹہ کر دیا کی یادگار کے طور پر مقرر کی تھی۔" اسی کے زمانے میں صحابہ کرام پر تبرک کیا گیا چنانچہ علامہ سلم جیراچوری اپنی کتاب تاریخ الامت جلد پنجم ص ۱۶۵ پر لکھتے ہیں: "چنانچہ ۳۵۱ھ میں صحابہ کبار کو پتوں کے اعلانات چسپاں کرانے کے شیعیت کے اس غلبہ کی وجہ سے بہت سے اہل سنت وہاں سے ہجرت کر گئے (باقی صفحہ آئندہ)"

آپ کی ولادت سے تقریباً چار ماہ قبل وفات پائے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ غرض کہ عالم اسلام کی دینی ابتزی کے فکروالم اور ان بزرگوں کی جدائی کے بیج و غم کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ نے نعم البدل کے طور پر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی ولادت کی خوشی نصیب فرمائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "الفرج بعد الشدة" کے مصداق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو جس قدر بڑے حوادث پیش آئے تھے اسی قدر بڑی نعمت (خواجہ محمد معصومؒ) عطا ہوئی فَاتَّ مَعَ الْعَسْرِ لَسِرًا لَّيِّنًا مَعَ الْعَسْرِ لَسِرًا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷ گزشتہ) ۳۵۲ھ میں ہی عید غدیر کی ابتدا ہوئی (الہدایہ والنبایہ)

پھر ۳۵۲ھ میں عید الدولہ نے جو مزا الدولہ کا جھنڈا تھا کوفہ سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر مشہد علیؑ کی عالی شان عمارت تعمیر کرائی جو آج مرجع خلانقہ ہی ہوئی ہے حالانکہ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔

اس زمانہ میں ایران کے مشرقی حصہ پر خاندان غزنوی حکمران تھا یہ خاندان سنی تھا ۳۳۳ھ سے شاہان سلجوق کا اقتدار بڑھا، جلال الدین ملک شاہ تک اس خاندان کو بڑا عروج ہوا پھر ۳۵۲ھ تک اس خاندان کا خاتمہ ہو گیا اور ملک ایران ملوک خوارزمیہ کے قبضہ میں آ گیا۔ سلجوق اور خوارزمی حکمران دونوں سنی المذہب تھے۔ ۳۵۲ھ سے

۳۲۸ھ تک خوارزمی برسر اقتدار رہے پھر تاتاریوں نے انھیں ختم کر کے اپنی سلطنت قائم کر لی، انھوں نے فرمانروا ابو سعید کے بعد اس سلطنت کے کبھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ٹکڑے اور یہ ملوک الطوائف تہمورک کے برسر اقتدار آئے تک حکومت کرتے رہے، ان میں سے اکثر شیعہ مذہب کی طرف مائل تھے۔ تیمور لنگ کو عروج حاصل ہوا تو اس نے تاتاریوں کو ختم کر کے اپنی

سلطنت قائم کر لی۔ اور ۳۵۲ھ سے ۳۷۹ھ تک صفوی حکومت رہی یہ خاندان کھلم کھلا شیعہ تھا اس کے دور میں نہ صرف ایران میں شیعہ مذہب پوری طرح جڑ پکڑ گیا بلکہ ہندوستان میں بھی اس کا داخلہ اسی زمانہ میں ہوا۔ ۳۷۹ھ میں نادر شاہ صفوی خاندان کو ختم کر کے خود تخت نشین ہو گیا ۳۷۹ھ میں نادر شاہ قتل کر دیا گیا پھر کرم خاں زندہ سے تخت پر قبضہ کر لیا۔ ۳۷۹ھ سے خاندان قاجار برسر اقتدار آیا یہ بھی شیعہ مذہب کے پیرو تھے اس لئے ان کے زمانہ میں شیعہ

مذہب کو مزید فروغ ہوا۔ ۳۷۹ھ سے ۳۹۹ھ مطلقاً ۱۷ جنوری ۱۹۷۹ء تک پہلوی خاندان برسر اقتدار رہا اور وہاں سرکاری مذہب شیعہ بنا، اس کے بعد ایت اللہ خمینی کا دور شروع ہوا ہے خمینی صلی اللہ علیہ وسلم کا متعلق مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے تازہ تالیف (حاشیہ صفحہ ۱۷ گزشتہ) ۱۷۰ھ شیخ حاجی سلطان تھا تیسری اپنے زمانے کے علما و فضلا میں ممتاز تھے، آپ کو علوم نقلیہ میں کافی مہارت حاصل تھی اسی بنا پر ایک عرصہ شاہی خدمات پر مامور رہے اور ہما بھارت کا ترجمہ کیا۔ اگر باہنا

آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا اس لئے مقرب شاہی بھی رہے پھر آپ کو تھا تیسرا کارڈری بنا دیا گیا۔ بعد ازاں کاؤکشی کے الزام میں آپ کو جلاوطن کر کے بھکر بھیج دیا۔ حسن اتفاق کہ اس زمانہ میں بھکر (سندھ) کا نظم و نسق عبدالرحیم خانخانا کے ہاتھ میں تھا وہ آپ کے ساتھ بڑی محنت و انتفاع کے ساتھ پیش آیا، وہ جب وہاں کی فوجات سے فارغ ہوا تو آپ کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اس طرح آپ پوشیدہ طور پر اپنے وطن تھا میسر آ گئے۔ برہان پور کی فتح کے بعد خاں نے بادشاہ سے سفارش کر کے آپ کی جلاوطنی کے حکم کی تسخیر اور سابقہ عہدہ کی بحالی کا حکم حاصل کر لیا اور آپ پھر تھانہ

کرنال کے کرڈری بن گئے لیکن ایک عرصہ بعد سابقہ کشمکش پھر تازہ ہو گئی اور ہندوں نے بادشاہ سے آپ کی شکایت کردی، اکبران دلوں کوڑیوں کے ساتھ خاص طور پر سختی کر رہا تھا چنانچہ اس نے آپ کی منزلت کو ختم کر دیا اور حکم جو کہ ۱۵۹۹ء مطابق ۲ جمادی الاخریٰ ۱۰۰۸ھ کو شیخ سلطان گھنسا دیدی گئی۔ (منتخب تواریخ و روڈ کوثر ص ۲۷)

۳۵۲ھ میں عید غدیر کی ابتدا ہوئی (الہدایہ والنبایہ) پھر ۳۵۲ھ میں عید الدولہ نے جو مزا الدولہ کا جھنڈا تھا کوفہ سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر مشہد علیؑ کی عالی شان عمارت تعمیر کرائی جو آج مرجع خلانقہ ہی ہوئی ہے حالانکہ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔ اس زمانہ میں ایران کے مشرقی حصہ پر خاندان غزنوی حکمران تھا یہ خاندان سنی تھا ۳۳۳ھ سے شاہان سلجوق کا اقتدار بڑھا، جلال الدین ملک شاہ تک اس خاندان کو بڑا عروج ہوا پھر ۳۵۲ھ تک اس خاندان کا خاتمہ ہو گیا اور ملک ایران ملوک خوارزمیہ کے قبضہ میں آ گیا۔ سلجوق اور خوارزمی حکمران دونوں سنی المذہب تھے۔ ۳۵۲ھ سے ۳۲۸ھ تک خوارزمی برسر اقتدار رہے پھر تاتاریوں نے انھیں ختم کر کے اپنی سلطنت قائم کر لی، انھوں نے فرمانروا ابو سعید کے بعد اس سلطنت کے کبھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ٹکڑے اور یہ ملوک الطوائف تہمورک کے برسر اقتدار آئے تک حکومت کرتے رہے، ان میں سے اکثر شیعہ مذہب کی طرف مائل تھے۔ تیمور لنگ کو عروج حاصل ہوا تو اس نے تاتاریوں کو ختم کر کے اپنی سلطنت قائم کر لی۔ اور ۳۵۲ھ سے ۳۷۹ھ تک صفوی حکومت رہی یہ خاندان کھلم کھلا شیعہ تھا اس کے دور میں نہ صرف ایران میں شیعہ مذہب پوری طرح جڑ پکڑ گیا بلکہ ہندوستان میں بھی اس کا داخلہ اسی زمانہ میں ہوا۔ ۳۷۹ھ میں نادر شاہ صفوی خاندان کو ختم کر کے خود تخت نشین ہو گیا ۳۷۹ھ میں نادر شاہ قتل کر دیا گیا پھر کرم خاں زندہ سے تخت پر قبضہ کر لیا۔ ۳۷۹ھ سے خاندان قاجار برسر اقتدار آیا یہ بھی شیعہ مذہب کے پیرو تھے اس لئے ان کے زمانہ میں شیعہ مذہب کو مزید فروغ ہوا۔ ۳۷۹ھ سے ۳۹۹ھ مطلقاً ۱۷ جنوری ۱۹۷۹ء تک پہلوی خاندان برسر اقتدار رہا اور وہاں سرکاری مذہب شیعہ بنا، اس کے بعد ایت اللہ خمینی کا دور شروع ہوا ہے خمینی صلی اللہ علیہ وسلم کا متعلق مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے تازہ تالیف (حاشیہ صفحہ ۱۷ گزشتہ) ۱۷۰ھ شیخ حاجی سلطان تھا تیسری اپنے زمانے کے علما و فضلا میں ممتاز تھے، آپ کو علوم نقلیہ میں کافی مہارت حاصل تھی اسی بنا پر ایک عرصہ شاہی خدمات پر مامور رہے اور ہما بھارت کا ترجمہ کیا۔ اگر باہنا آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا اس لئے مقرب شاہی بھی رہے پھر آپ کو تھا تیسرا کارڈری بنا دیا گیا۔ بعد ازاں کاؤکشی کے الزام میں آپ کو جلاوطن کر کے بھکر بھیج دیا۔ حسن اتفاق کہ اس زمانہ میں بھکر (سندھ) کا نظم و نسق عبدالرحیم خانخانا کے ہاتھ میں تھا وہ آپ کے ساتھ بڑی محنت و انتفاع کے ساتھ پیش آیا، وہ جب وہاں کی فوجات سے فارغ ہوا تو آپ کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اس طرح آپ پوشیدہ طور پر اپنے وطن تھا میسر آ گئے۔ برہان پور کی فتح کے بعد خاں نے بادشاہ سے سفارش کر کے آپ کی جلاوطنی کے حکم کی تسخیر اور سابقہ عہدہ کی بحالی کا حکم حاصل کر لیا اور آپ پھر تھانہ کرنال کے کرڈری بن گئے لیکن ایک عرصہ بعد سابقہ کشمکش پھر تازہ ہو گئی اور ہندوں نے بادشاہ سے آپ کی شکایت کردی، اکبران دلوں کوڑیوں کے ساتھ خاص طور پر سختی کر رہا تھا چنانچہ اس نے آپ کی منزلت کو ختم کر دیا اور حکم جو کہ ۱۵۹۹ء مطابق ۲ جمادی الاخریٰ ۱۰۰۸ھ کو شیخ سلطان گھنسا دیدی گئی۔ (منتخب تواریخ و روڈ کوثر ص ۲۷)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی اصلاحی سرگرمیوں کا آغاز ابھی تہ ہوا تھا اور آپ نے اس دور کی خرابیوں کو دور کرنے اور کافرانہ و مشرکانہ رسوم و معتقدات کی بیخ کنی کے لئے سخت متردد اور بے چین تھے، دین اسلام کی اجا اور سر بلندی اور انسانی بہبودی کی تڑپ آپ کے ذہن و شعور پر چھائی ہوئی تھی کہ رحمت الہی جوش میں آئی اور اس نے اس خانوادہ مجددیہ کو اس آفتاب عالمناپ سے تو ازا جس کی قیومیت اس عالم کون و فساد کے قائم ہوئی اور اس کی روحانیت و معرفت تمام نظام شمسی کا محور بن گئی، یہی وہ بطل جلیل ہے جس پر تجدید دین کی ساری عمارت قائم ہوئی اور اسی سے مجددی تعلیمات کو بقا و تحفظ حاصل ہے۔

کوئی رقم نہ تھا بقا الیک ان اس سلسلہ میں آپ

ولادت باسعادت حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی ولادت باسعادت بروز پیر (دوشنبہ) ۱۱ ماہ شوال المکرم ۱۰۵۹ھ مطابق ۷ مئی ۱۵۹۹ء کو بسنی ملک حیدرآباد میں ہو جو سر سید شریف سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ ولادت کے اعتبار سے حضرت مجدد الف ثانی کے تیسرے فرزند ہیں لیکن روحانی فضیلت اور دینی عظمت کے اعتبار سے خانوادہ مجددیہ میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں اس لئے کہ قیومیت وہ عظیم منصب ہے جو شاذ ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو حقد ر خوشی ہو کم ہر آپ فرماتے ہیں میں نے اپنے فرزند محمد معصوم کی ولادت کی شب خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اصحاب کرام اور اولیائے عظام شہر سید میں تشریف فرما ہیں اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ملکہ حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ پر یکس ہی سے جذبہ الہی و عشق خداوندی کا غلبہ تھا چنانچہ آپ نے عین شباب میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت کی پھر شیخ کی حسب ہدایت علوم دین کے حصول میں مشغول ہو گئے، اسی تحصیل علوم کی تکمیل مانی تھی کہ حضرت گنگوہی کا وصال ہو گیا جس کا آپ کو بہت صدمہ ہوا پھر بعد تکمیل تحصیل علوم مختلف مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے حضرت شیخ کے آستانے پر حاضر ہوئے حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ اپنے والد ماجد کی وصیت کے مطابق آپ کے ساتھ نہایت عزت سے پیش آئے اور بعد ملاحظہ علوا استعدا آپ کو طریقہ قادریہ اور حقیقیہ صابریہ کا فرقہ خلافت عنایت فرمایا، آپ علامہ وقت تھے، بڑے بڑے علماء و فضلاء نے آپ سے سیر شاگردی حاصل کی، اور اہلبان سہ لوگ بھی آپ کی خدمت کثیر البرکت سے فیضیاب ہو کر کمال کے درجہ تک پہنچے۔ آپ کا اسی سال کی عمر میں با اختلاف روایت ۱۷ جمادی الاخری ۱۰۷۸ھ یا ۲۷ رجب ۱۰۷۸ھ کو سرسند میں انتقال ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ آپ کے چوتھے فرزند تھے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی حاشیہ صفحہ ۱۷۸)

۱۷ بروز جمعہ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۷۸ھ سے آپ کی مجددیت کا آغاز ہوتا ہے (ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی ص ۵۹)۔
۱۷۸ (دوسرا ایڈیشن)

وہ تمام حضرات، حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ فرزند میری امت کے (اس وقت کے) تمام اولیاء افضل ہے اور کمالات و قرب الہی کے تمام مدارج میں تمہارے ساتھ ہے۔ . . . اور اس کی آمد تمہارا حق میں بہت مبارک ہے، کیونکہ عنقریب تم کو وہ کمالات عنایت ہوں گے جو اس سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئے پھر وہ کمالات اس فرزند کے ذریعے تمام جہان میں پھیل جائیں گے۔

حضرت محمد الف ثانی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم کی ولادت ہمارے لئے نہایت مبارک واقع ہوئی کہ ہم اس کی ولادت کے چند ماہ بعد حضرت خواجہ (باقی باللہ قدس سرہ) کی شرف صحبت سے سرفراز ہوئے اور وہاں دیکھا جو کچھ دیکھا۔

نیز آپ کی والدہ ماجدہ کا ارشاد بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزند محمد معصوم پیدا ہوا تو مجھ پر ایک خاص قسم کی بے خودی طاری ہو گئی اس وقت میں نے دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے اور ہزار ہا فرشتے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میرے گھر میں تشریف فرما ہیں اور مجھے مبارکباد دے رہے ہیں کہ یہ نور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا تیرے فرزند کا ہے عنقریب اس کے وجود کے انوار سے تمام جہان اور اہل جہان روشن ہو جائیں گے اور اس کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے فرزندوں اور خلفائے ذریعہ قیامت تک باقی رہے گا۔

اسم گرامی | آپ کا نام نامی اسم گرامی "محمد معصوم" کینت ابوالخیرات، لقب مجد الدین، منصب عروۃ الوثقی، قیوم زمان اور قطب الاقطاب تھا، آپ کا نسب حنفی اور مسلک نقشبندیہ مجددیہ تھا جو دوسرے تمام سلاسل کے کمالات کا جامع ہے۔

نسب مبارک | آپ کا نسب مبارک اٹھائیس واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح منسلک ہے۔ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ ابن ۱ حضرت محمد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسندی قدس سرہ بن ۲ محذوم شیخ عبدالاحد بن ۳ شیخ زین العابدین بن ۴ شیخ عبدالرحمن بن ۵ شیخ محمد بن ۶ شیخ حبیب اللہ بن ۷ شیخ امام رفیع الدین بانی قلعہ سرسند شریف ابن ۸ شیخ نصیر الدین بن ۹ شیخ سلیمان بن ۱۰ شیخ یوسف بن ۱۱ شیخ اسحاق بن ۱۲ شیخ محمد اللہ بن ۱۳ شیخ شعیب بن ۱۴ شیخ احمد بن ۱۵ شیخ یوسف بن ۱۶ شیخ شہاب الدین (المعروف بہ فرخ شاہ کابلی) بن ۱۷ شیخ نصیر الدین بن ۱۸ شیخ محمود بن ۱۹ شیخ سلیمان بن ۲۰ شیخ مسعود

لے روضۃ القیومیہ کن دوم ص ۲۵۰ نیز المقامات ص ۳۱۵۔ ۳۱۶ روضۃ القیومیہ کن دوم ص ۲

جزیرہ مفت محفل خواجہ معصوم
مولانا فرخ شاہ ہند روم

ابن ۲۱ شیخ عبداللہ واعظ اصغر بن ۲۲ شیخ عبداللہ واعظ اکبر بن ۲۳ شیخ ابوالفتح بن ۲۴
 شیخ اسحاق بن ۲۵ شیخ ابراہیم بن ۲۶ حضرت سالم (شیخ ناصر یا شیخ عبداللہ) بن ۲۷ حضرت
 عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ۲۸ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب تو واسطوں سے "کعب" پر
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے اس طرح مل جاتا ہے :- حضرت عمر فاروق رضی اللہ
 بن (۱) الخطاب بن (۲) تغیل بن (۳) عبدالعزیٰ بن (۴) رباح بن (۵) عبداللہ بن (۶) قوط
 بن (۷) زراح بن (۸) عدی بن (۹) کعب۔ پھر اس سے آگے عدنان تک سلسلہ نسب اس طرح
 متفق علیہ ہے: کعب بن لوئی بن غالب بن فہر الملقب بقریش بن مالک بن نصر بن کنانہ بن
 خزیمہ بن مدرکہ بن ایاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اس کے بعد کا سلسلہ نسب حضرت
 آدم علیہ السلام تک کوئی بھی وثوق کے ساتھ پیش نہیں کر سکتا اور اس کا علم حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا
 کسی کو نہیں ہے۔

آپ کے آبِ اَوْجَاد آپ کے خاندان کے اکثر حضرات چرخِ ولایت و عرفان کے آفتاب اور
 برجِ ہدایت و ایمان کے ماہتاب گذرے ہیں چنانچہ آپ کے جدِ اعلیٰ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
 حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ثانی تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 جلیل القدر صحابی اور محدث، حضرت سالم رحمہ اللہ تعالیٰ جلیل القدر تابعی اور فقہائے سبعہ
 مدینہ منورہ میں سے ہیں، فرخ شاہ کابل کے حکمران اور صاحبِ ولایت بزرگ گذرے ہیں (آپ ہی
 کی اولاد میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت حاجی امداد اللہ
 مہاجر کی قدس سرہم وغیرہ ہیں)۔ شیخ امام رفیع الدین حضرت سید جمال الدین بخاری
 جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ کے داماد، خلیفہ و امام نماز اور سرمد شریف کے بانی تھے۔
 حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ (آپ کے دادا) حضرت شیخ رکن الدین بن حضرت شیخ عبد القادر
 گنگوہی چشتی صابری قدس سرہما کے خلیفہ تھے، اور آپ کے والد ماجد حضرت شیخ احمد فاروقی سرمدی
 حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے قیلقا اور منصب مجدد الف ثانی و قیومِ زمان تھا۔ ان بزرگوں سے
 نسبت آپ کی عظمتِ شان کے لئے کافی ہے۔

پدر نور و پسر نور سے مست مشہور ازیں جا فہم کن نور علی نور

لہ جمع الغوائد حاشیۃ التاج ۳۵ بخاری ۳۵ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تجلیات ربانی ۳

دوا ہم اتفاقاً دیکھے کہ آپ زبانیہ طفلی میں دوا ہم شخصیتوں کا انتقال ہوا، ایک دینی اعتبار سے بہت بڑی شخصیت ہے دوسری دینی اعتبار سے، دینی اعتبار سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ صاحب ولایت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے شیخ طریقت حضرت خواجہ باقی بائسہ قدس سرہ کا دہلی میں انتقال ہوا، اور دیوی اعتبار سے مغل اعظم جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اگر وہ میں فوت ہوا۔

بچپن کی بعض خصوصیات حضرت خواجہ محمد معصوم بچپن میں عام بچوں کی طرح رویا ہنسی کرتے تھے اور نہ آپ کے کپڑوں پر بول دہرازا کوئی نشان ہوتا تھا، اگر کبھی اتفاقاً آپ کا بدن کھل جاتا تو آپ فوراً ڈھانپ لیتے تھے، آپ دایہ سے دودھ کبھی نہ مانگتے وہ خود ہی پلاتی تو پی لیتے، ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت ہرگز کچھ بھی نہ کھاتے، اگر کوئی اصرار کرتا تو آپ اپنا منہ پھیر لیتے اور نمازِ مغرب کے بعد کھاتے پیتے۔ ایک سال رمضان المبارک کے چاند

لے حضرت رضی الدین محمد باقی معرفت بہ خواجہ باقی بائسہ قدس سرہ بن قاضی عبدالسلام خلیج سمرقندی کی ولادت ۹۷۷ھ کو کابل میں ہوئی بچپن ہی سے بزرگی و تقدس کے آثار آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ زمانہ طالب علمی میں بھی آپ اولیائے وقت کی صحبت میں حاضر ہو کر ان سے کتاب کمالات باطنی فرماتے تھے اور اسی طلب و جستجو میں ماوراء النہر بلخ، بدخشاں اور ہندوستان کے مختلف مقامات پر تشریف لے گئے، آخر موضع اکنہ (توابع بخارا) میں حضرت خواجہ اسکی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے اور حضرت شیخ کی حسب ہدایت ہندوستان تشریف لائے، یہاں آپ کی بہت جلد شہرت ہو گئی، بڑے بڑے امراء شاہی آپ کے معتمد و نیاز مند ہو گئے چند سال ہدایت تبلیغ کا کام انجام دینے کے بعد بدھ شنبہ ۱۰۲۵ھ جاری الاثری ۱۰۱۲ھ کو دہلی میں انتقال ہوا، اولاد میں دو صاحبزادے خواجہ عبداللہ و خواجہ عبدالرشاد دو صاحبزادیاں چھوڑیں۔ خلفا میں حضرت مجدد الف ثانی سرسندی، شیخ تاج سبحانی، خواجہ جام الدین مشہور ہیں، (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "حضرت مجدد الف ثانی")

جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں بن بابر بن عمر بن سلطان ابوسعید بن سلطان محمد بن میران شاہ بن قطب الدین صاحبقران امیر تیمور گورگان، بروز توارہ رجب ۹۹۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۵۱۹ء کو حیدرہ بانو کے بطن سے قلعہ عمر کوٹ ضلع تھریار کے سندھ میں اس وقت پیدا ہوا جبکہ اس کا باپ ہمایوں، شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر حیران و سرگردان تھا۔ اکبر کی پیدائش کے چند روز بعد ہمایوں نے اپنی بیگم ایران چلا گیا اور اکبر کابل میں اپنے دونوں چچا عسکری اور کامران کے زیر سایہ پرورش پانا دیا۔ جب ہمایوں نے چار سال بوردشاہ طہاسپ صفوی کی مدد سے کابل فتح کیا تو اکبر اپنے والدین سے ملا، اس وقت اکبر کی تربیت کا کام بیگم خاں خاںخانہ کے سپرد کر دیا گیا جس کی نگرانی میں اُس نے فنون جنگ اور طرز جہان بینی تو سیکھ لی مگر تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ ۹۶۳ھ میں ہمایوں نے دوبارہ دہلی و اگر یہ قبضہ کر کے از سر نو سلطنت مغلیہ کی بنیاد ڈالی لیکن تقریباً چھ ماہ بعد ہمایوں ۹۶۳ھ میں فوت ہو گیا اس وقت اکبر کی عمر بیشک چودہ سال ہو گئی کہ بروز جمعہ ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۵۵۶ء کو قصبہ کلانور ضلع گورداسپور پنجاب میں اس کے سر پر تاج شہی رکھا گیا، چار سال تک اکبر اپنے ابا بقی بیگم خاں خانہ کی نگرانی میں حکومت کرتا رہا بعد ازاں اکبر نے بیگم خاں کو حج کیلئے روانہ کر کے انتظام سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

میں لوگوں کو شبہ ہو گیا کہ چاند ہوا یا نہیں، حالانکہ چاند ہو چکا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے روزہ رکھ لیا تھا، لوگوں کے سوال پر حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا اچھا معلوم کرو کہ محمد معصوم نے کھایا پیا یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں۔ تب حضرت مجدد نے شرعی وضاحت اور صاحبزادے کی کرامت سے لوگوں کو آگاہ کیا جس کی وجہ سے لوگوں کو اطمینان ہو گیا۔ بچپن میں جب آپ مجلسوں اور محفلوں میں جا کر ”السلوک السلوک“ فرماتے اور سلوک کی باتیں بیان کرتے تو لوگوں کے باطن پر فوراً اثر مہیاجاتا تھا۔ ۱۷

جس زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ دہلی میں خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باہر قدس سرہ کی خدمت میں فروکش تھے حلقہ ذکر سے فارغ ہونے کے بعد آرام کرنے کے لئے اپنے حجرہ میں تشریف لیگے دیکھا کہ وہاں آپ کے بستر پر مخدوم زادہ محمد معصوم آرام فرما رہے ہیں، آپ فوراً واپس چلے آئے، خادم نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مخدوم زادہ کو بیدار کر دوں؟ فرمایا کہ خداوند جل و علا کا ایک دوست استراحت فرما ہے ایسا نہ ہو کہ میرا جانا موجب رنج و ملال ہو۔ اگر چہ باہر بہت گرمی تھی لیکن آپ وہیں باہر تشریف فرما رہے حتیٰ کہ مخدوم زادہ موصوف از خود بیدار ہو گئے اور جب آپ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو جلدی باہر تشریف لاکر آداب و تسلیات بجالائے۔ ۱۸

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ محمد معصوم کو الہام ہوا کہ بارہ روز کے بعد دوپہر کو تیرا انتقال ہو جائیگا، دوسرے روز الہام ہوا کہ گیارہ روز کے بعد دوپہر کو ہوگا اور تیسرے روز الہام ہوا کہ دس روز کے بعد ہوگا، غرض کہ ہر روز ایک ایک دن گھٹتا جاتا تھا جب ایک دن باقی رہ گیا تب آپ نے اپنے والد ماجد سے ذکر کیا اور خاتمہ بائجیر ہونے کی درخواست کی، حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا تم کچھ فکر نہ کرو، اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت تمہارا نزول کامل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارہویں روز دوپہر کو آپ کا نزول کامل ہو گیا۔ ۱۹

نیز حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ خود اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: جس زمانہ میں

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) اکبر نے شروع کے کئی سال جنگ و پیکار میں گزارے اور تمام شمالی ہندوستان اپنے زیر نگیں لے آیا، اس کی سلطنت میں بنگال، کشمیر، افغانستان، سندھ اور گجرات شامل تھے، وہ تہایت ذہین اور ذکی الطبع انسان تھا، ناخواندہ ہونے کے باوجود اس نے جو تجربات کئے اور جو اصلاحات نافذ کیں وہ پڑھے لکھے انسانوں کیلئے بھی قابل شکر ہیں، شروع میں وہ شریعت اسلام کا لڑا پابند تھا لیکن جوانی اور برعظیم ہندوستان کی بادشاہی کا نشہ آخر تک لایا اور اس کے نفس و شیطان نے دھوکہ دیکر اس کو گمراہیوں کی طرف دھکیل دیا۔ بعض شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ آخر عمر میں اکبر اپنے غلط عقائد سے تائب ہو کر کبھی ایک سچا مسلمان بن گیا تھا و اللہ اعلم۔ تقریباً پچاس سال حکومت کر کے بروز منگل ۸ جمادی الاولیٰ ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۷۰۹ء کو انتقال ہوا اور سکندریہ میں جوکہ آگرہ سے چار میل ہے دفن کیا گیا۔

۱۷ روضۃ القیومیہ رکن روم ص ۳۔ ۱۸ ایضاً ص ۴۷ حضرت القدر ص ۲۳۹ ۱۹ ملات مشائخ نقشبندیہ ص ۳۰

وہ (یعنی خود) درویش چودہ سال کی عمر کے لگ بھگ تھا، آپ (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کی خدمت اشراف میں اُس نے عرض کیا تھا کہ میں اپنے اندر ایک تورپانا ہوں کہ تمام دنیا اس تور سے منور ہے اور وہ نور ذراتِ عالم کے ہر ذرہ میں آفتاب کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے، اگر وہ تور ختم ہو جائے تو دنیا تاریک ہو جائے حضرت عالی (مجدد الف ثانیؒ) نے اس کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ تو اپنے وقت کا قطب ہوگا، میری یہ بات یاد رکھ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس چیز کا وعدہ کیا گیا تھا وہ پوری ہو گئی اور بشارت کا اثر حاصل ہو گیا کیونکہ قطب ہونا قومیت ہی کا ایک شعبہ ہے۔

آپ کی تعلیم و تربیت جب آپ سنِ تعلیم کو پہنچے تو آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا وہاں آپ نے قلیل مدت میں قرآن کریم حفظ کر کے دیگر علوم حاصل کرنے پر توجہ فرمائی۔

آپ سولہ سال کی عمر میں تحصیلِ علوم سے فارغ ہو گئے، حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری خلیفہ حضرت مجدد اور اتوند سجاد سمرندی مؤلف شرح وقایہ اور سلطان العلماء ملا عبدالین سلطانی اور آپ نے تحصیلِ علم کی اور میں شرفی دورانِ قیام آپ اپنے خلیفہ مولانا سید زین العابدین محبت مدنی سے اجازتِ حدیث بھی لی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کی مبارک توجہ کے اثر سے آپ بھی اپنے بڑے بھائیوں کی طرح سولہ سال کی عمر میں تحصیلِ علوم سے فارغ ہو گئے تھے، اگرچہ اس دوران میں بھی تحصیلِ حال (تصفیہ باطن) میں سرگرم تھے لیکن جب تحصیلِ علوم سے فارغ ہوئے تو ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے والد ماجد کی عیالات و توجہ کی بنا پر احوال و اسرافِ خاصہ سے کامل حصہ حاصل کیا۔

نیز صاحبِ زبیرہ المقامات فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کی زبانِ مبارک سے یہ فرماتے سنا ہے کہ ”محمد معصوم کا ہماری نسبتوں کو یوں یا فیوناً اقتباس کرنا اسی طرح پر ہے جیسا کہ صاحبِ شرح وقایہ کا اپنے دادا سے ان کی تالیف وقایہ کا حفظ کرنا“ چنانچہ انھوں نے کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ ”وقایہ جس طرح سبقاً سبقاً میرے جد امجد تالیف کرتے جاتے تھے میں بھی اسے سبقاً سبقاً یاد کرتا جانا تھا چنانچہ جب یہ تالیف مکمل ہوئی تو تمام کی تمام میرے ذہن میں محفوظ آتی تھی۔“

آپ کی درج و تعریف و علو استعداد کے متعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ نے فرمایا ”وہ محمدی المشرب ہیں“ ایک اور مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں ”اپنے فرزند محمد معصوم کے متعلق کیا لکھوں وہ خود اس دولت یعنی ولایتِ خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمہ کی استعداد رکھتے ہیں۔“ تیز فرماتے ہیں ”یہ اس کی علو استعداد کا تقاضا تھا کہ تین سال کی عمر ہی میں اس نے جامعیتِ استعداد و

۱۔ مکتوباتِ معصومیہ دفتر اول مکتوب ۵۱۔ ۲۔ حالاتِ مشرخیہ نقشبندیہ ص ۳۴۔ ۳۔ حیاتِ محمدیہ ص ۱۸۱۔ ۴۔ زبیرہ المقامات ص ۳۱۔

حقیقتِ نبلی ذاتی اور توحید میں لب کشائی کی اور کہنے لگا کہ میں آسمان ہوں، میں زمین ہوں اور میں فلاں ہوں اور فلاں ہوں۔ سچ ہے ۵

چوں زینحاکر سپنداں تا بعود نام جملہ چیز یوسف کردہ بود
 [جیسا کہ زینحانے ہر چھوٹی بڑی چیز کا نام یوسف کر دیا تھا] اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا کہ "اس راہ میں فیضانِ الہی کے اتوار حاصل ہوتے ہیں پیر و جوان، عورت مرد اور بچے سب برابر ہیں ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ [یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دینا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے] اسی استعداد کی بلندی اور رشد و ہدایت کے آثار مشاہدہ فرمانے کی وجہ سے جو بچپن کے زمانے میں آپ سے مشاہدہ فرماتے تھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خاص نظر رعایت آپ کے شامل حال رہتی تھی اور حضرت ان مخفی کمالات کے طور کے منظر رہتے تھے جو آپ کی استعدادِ نامیہ میں ودیعت تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ علمِ مبرا حال ہے اس لئے اس کے حاصل کے بغیر چارائیں، اسی وجہ سے علوم معقول و منقول کو حاصل کرنے کی بھی رہنمائی فرماتے اور کتبِ دقیقہ علمیہ کا صفحہ صفحہ اور ورق و ورق پڑھنے کا حکم فرما کر ارشاد فرمایا کرتے تھے "بیٹیاں علوم کی تحصیل سے جلد از جلد فارغ ہو جاؤ ہم کو تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں" ۵

شادی حاتم آبادی | جب آپ بالغ ہوئے تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے آپ کی شادی کرنی چاہی اور اس بارے میں مسنون طریقہ پر استخارہ کیا لیکن اجازت نہ ملی، حضرت ایک عرصت تک اس سلسلہ میں بارگاہِ خداوندی میں ملتجی رہے، ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ استخارہ کرنے کے لئے مکان کی چھت پر تشریف لے گئے، ابھی پیشاب کرنے کے ارادے سے بیٹھے ہی تھے کہ وہاں گہروں کے چند دانے پڑے ہوئے نظر آئے، آپ نے ان دانوں کا ادب کر کے وہاں پیشاب نہ کیا اور ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے... اسی اثنا میں آپ کو الہام ہوا کہ ہم نے نہیں تمہارے فرزند کے نکاح کی اجازت دیدی اور ساتھ ہی منکشف ہوا کہ ہم نے اس کام سے اس لئے روکا تھا کہ ہمیں غیرت آتی تھی کہ محمد معصوم کا تعلق دنیا سے ہو مگر چونکہ ہمارے ارادہ میں تھا کہ تمہارے فرزند بارگاہِ الہی کے مقرب ہوں گے اور دین و دنیا کا کارخانہ اس فرزند کے حوالہ ہوگا اس لئے نکاح کی اجازت دی جاتی ہے چنانچہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۰۲۸ھ کو آپ کا عقد مبارک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ایک خلیفہ میر صفحہ احمد رومی علیہ الرحمہ کی دوسری صاحبزادی بی بی رقیہ سے ہوا اور آپ کی تمام اولاد اسی خاتون کے بطن سے ہے۔ ۵

۱۔ زبیر القمات ص ۳۱۶۔ ۲۔ روضۃ القیومین ص ۲۵۷۔ ۳۔ عمرة المقالات ص ۲۵۶۔ ۴۔ انوار معصومیہ ص ۱۳ و ۱۴۔
 ۵۔ میر صفحہ احمد رومی علیہ الرحمہ صحیح النسب میر اور ملک روم کے مشائخ کبار میں سے تھے (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

بعض حوادث اور آزماتِ کشیش | حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی حکمتوں کو کون سمجھ سکتا ہے اور کس کی مجال ہے کہ اُس کے حضور میں چون و چرا کر سکے، وہ شہر سرہند جس کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی غایت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل شہر سرہند گویا میری جلے پیدائش ہے کہ میرے لئے اس گہرے اور ناریک کنوئیں کو پُر کر کے ایک بلند چوڑا بنا یا گیا ہے اور اس کو اکثر شہروں اور مقاموں پر بلندی (فضیلت) بخشی گئی ہے اور اس زمین میں بے صفی اور بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور پر رکھا گیا ہے اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک و مقدس زمین سے بلند اور روشن ہو رہا ہے۔" لہ

اور حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اس شہر کی فضیلت و بزرگی میں تحریر فرماتے ہیں: "اس زمانہ میں یہ معنی جو کہ ولایت کے کمالات میں سے پہلا کمال ہے اور اسی طرح ولایت کے تمام کمالات پیشوائے اکابر حضرت پیر و سنگیر قدس اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس کے مزار افاضی الاوار سے مفاض و مستفاد (جاری و حاصل) ہیں اور اس روئے متورہ کے مجاورین (ٹروسے) بلکہ اطراف و اکناف کے طالبان جو کہ صحیح اعتقاد کے ساتھ آتے ہیں اور نیا زمندی کا سر اس آستانہ بلند سے گھستے ہیں ان دولتوں سے فیضیاب و بہرہ ور ہوتے ہیں اور ایک گھونٹ پی کر صد جوش و خروش کے ساتھ اپنے آپ کو ترک (فنا) کر کے مطلب پہنچ جاتے ہیں۔ آج سرہند کی زمین فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کی بہتات کی وجہ سے ہند و غیر ہند کے لئے رشک (کی جگہ) ہے لوگ اس کو ہندوستان سے نہیں جانتے کیونکہ یہ ولایت کی کھڑکی ہے، ہندوستان کی خاک و ولایت کے پانی کے ساتھ مل گئی ہے اور محبت کی شراب جمع کی ایفون کے ساتھ اس کی طیت میں گھل مل گئی ہے اس لئے ناچار سکر کے جوش سے عین و اثر کو اس کے طالبوں سے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) زیارتِ حرمین شریفین کے شوقِ ندیمہ متورہ حاضر ہوئے، ایک روز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر نور کے سامنے بے عجز و تیا ز بیٹھے تھے کہ واقعہ میں آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میر صاحب موصوف کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں سرہند شریف جانے کی ہدایت فرمائی چنانچہ آپ ہندوستان روانہ ہو گئے۔ پہلے لہور میں جب لاہور پہنچے تو حسن اتفاق کہ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بھی لاہور ہی میں تشریف فرما تھے لہذا آپ حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی تکمیل کے بعد آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ میر صاحب موصوف نے بقیہ زندگی حضرت کی خدمت میں گزاری اور ۱۱۹۵ھ میں سرہند شریف ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔ (روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۱۱۹ و ۳۳۹)

لہ مکتوبات حضرت مجددیہ و قروم مکتوبہ ۲۲۔

دور کر دیا ہے اس جگہ کے رقص کرنے والوں سے سرور سنا لٹھا لیا ہے، کسی نے کیا اچھا کہا ہے
ازاں ایون کہ ساتی درے افگند حریفان را نہ سرماند نہ دستار

[اس ایون کی وجہ سے جو کہ ساتی نے شراب میں ڈال دی ہے حریفوں کو نہ سر (کا ہوش) رہا ہے نہ پگڑی (کا)۔
اس کے باوجود جمع الجحیم کے شربت سے سیراب ہے اور صحو و دعوت کے دودھ سے تروقازہ ہے، یہ سب ہدایت
و ارشاد اس بقعہ کا اثر ہے اور یہ دب و داد (دیکھنا اور دینا) اس (جگہ) کا پرتو ہے، اس بقعہ (قطعہ زمین)
کی طینت کی لطافت کہاں تک بیان کرے اور اس کے وجود کے فیض و اسرار اور اس کے وجود و آثار کو
کہاں تک ظاہر کرے کہ یہ چیر عقل و ہوش والے طالبوں سے چھپی ہوئی ہوتی ہیں ہے اور صفائی کی طبیعت
مضفوں پر پوشیدہ نہیں ہے، اس کے اسرار کے سمندروں سے ایسا موتی ہاتھ آتا ہے کہ کسی دوسری
جگہ کیا ہے اور اس کے شراب خانے سے متاقوں کے حلق میں ایک ایسا گھونٹ پہنچتا ہے جو کہ
آفاق و انفس سے بے خبر کر دیتا ہے۔" ۱۷

تیر ایک دوسرے مکتوب میں حضرت عودۃ الوثقیٰ تحریر فرماتے ہیں،

”بیشک آج طالبان حق جبل و علا کی چشم امید اس مزار پر ڈال رہی ہوئی ہے اور علوم و اسرار سے
فیضیاب ہونا اس ملک میں اس سرزمین کے ساتھ وابستہ ہے اور سرزمین سرستد اگرچہ بظاہر ہندوستان
سے ہے لیکن جنت کا باغ اور ولایت کی کھڑکی ہے بلکہ رشک ولایت ہے، ولایت سہ گانہ
(ولایت اولیاء و ولایت ملائکہ و ولایت انبیاء علیہم السلام) کا وہاں مرکز ہے اور کمالات نبوت و وراثت
اس جگہ میں جلوہ گر ہیں، اسرارِ صلّت و محبت اسی مقام میں نمایاں ہیں اور کعبۂ حسنا کے انوار اس سرزمین
میں ظاہر ہیں اس کی مٹی کو مدینہ منورہ کی خاک سے گوندھا گیا ہے، کہاں تک اس قطعہ زمین کی لطافتوں
کو بیان اور اس کی نفاستوں کو ظاہر کرے جو کہ طالبان اہل بصیرت پر مخفی اور نگاہ دور میں پر پوشیدہ
نہیں ہے، وہاں وہ موتی ہاتھ آتا ہے جو کہ دوسری جگہ کیا ہے اور اس کے بکثرت فوائد دنیا میں
ممتاز ہیں۔

جہاں کہیں نور و برکت اور رشد و ہدایت ہے وہ سب شرب و بطحا (دیرینہ طبیہ و مکہ معظمہ)
زادہا اللہ سبحانہ عز و شرفاً و افاض علینا من اسرار ہما کرنا و لطفاً کے انوار سے ماخوذ
مستفاد ہے۔“ ۱۸

لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ کی شان بے نیازی ملاحظہ ہو کہ ۱۰۲۵ھ میں اسی متبرک شہر سے طاعون

۱۷ بکتوبات معصومہ دفتر اول مکتوب ۵۷۔ ۱۸ البضاد دفتر سوم مکتوب ۸۷۔

تیر مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوب ۲۸-۱۲۲-۲۳۹۔ میں بھی سرہند شریف کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔

کی ایسی سخت ویا پھیلی کہ ہندوستان کے مختلف شہروں کو اپنے لپیٹ میں لے لیا اور روزانہ ہزاروں انسانوں کو قلمہ اجل بنایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ختم بھی وہیں ہوئی کیونکہ حضرت خواجہ محمد صادق (رضی اللہ عنہ) حضرت مجدد الف ثانی کے بڑے صاحبزادے) فرماتے ہیں کہ ”وہا کوئی ترقیمہ چاہتی ہے جب تک میں جاؤنگا یہ فروتہ ہوگی“ چنانچہ ”روزِ دو شنبہ ہجرتِ رابع الاول“ (اسی جملہ سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے) کو آپ کا اسی وہا میں انتقال ہوا۔ اس حادثہ عظیمہ سے دو یوم قبل آپ کے دو خورد سالہ بھائی خواجہ محمد فرخ اور خواجہ محمد علی بھی اس وہا کا شکار ہو چکے تھے، یہ حوادث جملہ متعلقین کیلئے بہت غم اندوز اور المناک تھے۔

بعد ازاں ۱۰۲۸ھ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو الہام ہوا کہ ”اب تک آپ کی تربیت جمالی طور سے ہوئی تھی اب حق سبحانہ و تعالیٰ کو منظور ہے کہ جلالی طور سے ہو“ چنانچہ حضرت مجدد کو جہانگیر کے دربار میں پیش ہونا پڑا اور پورے ایک سال قلعہ گوہیار میں قید و بند کی تکالیف برداشت کرنی پڑیں، اس زمانے میں حضرت عروۃ الوثقیہ اور آپ کے بڑے بھائی خواجہ محمد سعید کو اپنے والد ماجد کی بدایت کے بموجب گھر سے دور کوہستان میں ایک عرصہ گزارنا پڑا اور سرسہ شریف میں آپ کی حویلی، سرلے، کنواں، باغ، کتابیں اور دوسری تمام اشیاء پر حکومت نے جابرانہ قبضہ کر لیا۔ یہ تمام واقعات آپ کی آرزائش کے لئے بڑے صبر آزماتھے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ”حقیقی غضب دشمنوں کے نصیب میں ہے دوستوں کے ساتھ ظاہری صورت میں غضب ہے اور حقیقت میں عین رحمت ہے، غضب کی اس صورت میں محب کے لئے اس قدر فائدے اور منافع ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔“ لکھ

عہ حضرت خواجہ محمد صادق، حضرت مجدد الف ثانی کے بڑے صاحبزادے اور کار باریا میں سے تھے، آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۲۸ھ میں سرسہ شریف میں ہوئی، بچپن ہی سے آپ کی پیشانی مبارک سے سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار نمایاں تھے حضرت مجدد الف ثانی فرماتے تھے کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ ”تمہارا یہ لڑکا مجھ سے حقایق و معارف کی ایسی عجیب باتیں دریافت کرنا ہے کہ ان کا جواب مشکل سے بن پڑتا ہے۔“ حضرت مجدد الف ثانی جب ۱۰۳۸ھ میں حضرت خواجہ بابی باشر قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ صاحبزادے بھی ہمراہ تھے چنانچہ آپ بھی حضرت خواجہ کی نظر قبولیت میں آکر ذکر و مراقبہ اور صیاب و نسبت سے مشرف ہو گئے۔ آپ کو صغریٰ کے باوجود وہ کمالات نصیب ہوئے کہ بڑے بڑے بزرگوں کو بھی کم حاصل ہوتے ہوں گے، آپ نے فنونِ عربیہ شیخ محمد طاهر لاہوری سے اور علومِ حکمیہ مولانا محمد معصوم کابلی سے پڑھے اور اٹھارہ سال کی عمر میں علومِ ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ اکیس سال کی عمر میں حضرت مجدد الف ثانی کی خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے اور ارشاد و تلقین کی عام اجازت حاصل ہوئی جب سرسہ شریف میں طاعون کا بہت زور ہوا تو اس کا زور آپ کی وفات پر ختم ہوا اور بروزِ دو شنبہ ۹ ربیع الاول ۱۰۳۵ھ کو وصال فرمایا اور مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی جن ۹۹ تا ۹۹۵ھ (درا اللیثین) لے زبۃ المقامات ص ۳۵۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ۲۲۹ فرسوم مکتوب ۷۱۔ لکھ ایضاً فرسوم مکتوب ۷۱۔ لکھ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ۲۲۹ فرسوم مکتوب ۱۵۔

جہانگیر بادشاہ نے ایک سال بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی رہائی کا حکم صادر فرمایا اور اپنے پاس بلا کر بہت لطف و کرم سے پیش آیا حتیٰ کہ جہانگیر کی شیفتگی اور عقیدتمندی اس درجہ بڑھی کہ بقول صاحب خزینۃ الاصفیاء بادشاہ (جہانگیر) از حجاب شیخ شد، بحمدیکہ گاہے اس حجاب را از خود جدا نمی کرد و شاہزادہ حرم را و اصل حلقہ مہریدان شیخ نمودہ، چنانچہ تا عہد شاہ جہاں و عالمگیر بادشاہان با ہمہ علماء و وزرا داخل سلسلہ مجددیہ می شدند۔ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

”یہ بات خزینۃ الاصفیاء کی صحیح نہیں ہے کہ جہانگیر نے شاہ جہاں کو حضرت مجدد کامرید کر لیا۔ شاہ جہاں (حرم) خود ہی حضرت مجدد الف ثانی نے قید سے رہائی کے بعد جب حالات کو خوشگوار پایا اور جہانگیر بادشاہ آپ کا مخلص و معتقد ہو گیا تو آپ نے ۱۶۲۹ء کے اواخر میں دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد معصوم و خواجہ محمد سعید کو کوہستان سے بلا کر کچھ عرصہ اپنے پاس لشکر میں رکھا اور مزید درجہ طے کر کر سرسند روانہ کر دیا۔ اربیع الثانی ۱۶۳۲ء کو حضرت مجدد الف ثانی کی حیات مبارکہ ہی میں حضرت عروۃ الوثقی کے ہاں

سرسند شریف میں صاحبزادہ کلاں شیخ محمد صبغۃ اللہ کی ولادت با سعادت ہوئی۔ حضرت عروۃ الوثقی کے بعض خصائص و فضائل حضرت خواجہ باقی بانہ قدس سرہ، حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادوں کے متعلق اپنے ایک مرید کو تحریر فرماتے ہیں: ”فرزندان آن شیخ کہ اطفال اند اسرار الہی اند با کلمہ شجرہ طیّبہ اند انبٹھا اللہ نباتا حسنا اس شیخ (حضرت مجدد الف ثانی) کے صاحبزادے جو راہمی بچے ہی ہیں اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں، مختصر یہ کہ شجرہ طیّبہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اچھی طرح نشوونما کرے۔“

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ محمد زادہ کلاں شیخ محمد صادق قدس سرہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ”تمہارے خط سے ایسا مفہوم ہوا کہ تم کو ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے ساتھ ایک مناسبت پیدا ہو گئی ہے، اس بات سے خداوند جل و علا کا شکر بجالایا کہ بہت مدت سے ایک آرزو تھی کہ یہ دولت تمہیں حاصل ہو جائے اور ان دنوں امیدوار ہو کر اس طرف منوجہ ہوا کہ تم کو اس دولت کی طرف جذب کروں، اتفاقاً اس جستجو میں تم کو ولایت موسوی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں داخل پایا اور وہاں سے کھینچ کر دائرہ ولایت خاصہ میں داخل کیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ الحمد والمنة علی ذلک دوسرے یہ ہے کہ فرزند محمد سعید نے اپنے مکتوب میں جو اپنے احوال ظاہر کئے تھے بہت صحیح ہیں اور اس خصوصیت کے ساتھ دوستوں میں سے بہت کم کسی کو حاصل ہوئے ہیں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ولایت خاصہ سے مشرف فرمائے گا، اور فرزند زنی محمد معصوم بالذات اس دولت کے قابل ہے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ

”حضرت مجدد الف ثانی کا معتقد بن گیا تھا جیسا کہ زبیر اللغات میں تحریر ہے۔“

۱۔ بزم تمہوریہ ص ۱۶۶۔ ۲۔ ہدیہ مجددیہ ص ۳۶۔ ۳۔ کلیات باقی ص ۱۳۰، مکتوب ۲۵

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بطفیل قوت سے فعل میں لائے۔ لہ

نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "حق جل سلماتہ
کے انعامات کیا کیا لکھے اور اُن کا کیا شکر ادا کرے، وہ علوم و معارف جن کا فیضان ہونا ہے خداوند جل و
کی توفیق سے ان میں سے اکثر لکھے جاتے ہیں اور سہاہل و اہل یعنی کس و ناکس کے کانوں تک پہنچتے
رہتے ہیں لیکن وہ خاص اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر متمیز ہے اُن کا تصور اساحصہ بھی ظہور میں
نہیں لاسکتا بلکہ ضرورتاً اشارہ کے ساتھ بھی اس مقولہ کی نسبت گفتگو نہیں کر سکتا بلکہ اپنے فرزند عزیز
(حضرت عروۃ الوثقیٰ) کے ساتھ بھی جو کہ فقیر کے معارف کا مجموعہ اور مقامات سلوک و جذبہ کا نسخہ ہے
اُن اسرار و دقائق کا کوئی رمز بیان نہیں کر سکتا اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں بڑی کوشش کرتا ہوں،

حالانکہ فقیر جانتا ہے کہ فرزند عزیز (حضرت عروۃ الوثقیٰ) محرمان اسرار سے ہے اور خطا و غلطی سے محفوظ ہے
لیکن کیا کرے کہ معافی کی دقت اور باریکی زبان کو کبیر طبعیتی ہے اور اسرار کی لطافت لبوں کو بند کر دیتی ہے
وَيَصْنَعُ صَدْرِي وَكَأَيُّ طَبَقٍ لِسَانِي [میرا سینہ بند ہو جائے اور میری زبان نہیں چلتی] تقدیر وقت ہے
اور وہ اسرار اس قسم کے نہیں ہیں کہ فقیر اُن کو بیان نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ ایسے ہیک بیان میں لائے ہی نہیں جاسکتے۔
فریادِ حافظ! ہم آخر ہرزہ بیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست
[حافظ کی یہ تمام فریاد آخر فضول تو نہیں ہے، یہ تو نادر قصہ اور عجیب بات ہے۔]

یہ دولت جس کے چھپانے میں ہم کوشش کرتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کے چرار ع نبوت سے
مقتبس ہے اور بلا لگہ ملائے اعلیٰ علی انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات بھی اس دولت میں شریک ہیں
اور انبیاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کے تابع داروں میں سے جس کسی کو اس دولت سے مشرف قرار میں
وہ بھی اس دولت میں شریک ہے۔" لہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مکتوبات سے بھی آپ کے فضائل کا اندازہ ہوتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-
"ہمارے حضرت عالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ سرور دین و دنیا علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰة و البرکات العالی
کی پیدائش سے جو (مادہ) باقی رہ گیا تھا مثل پس خوردہ اس کو آپ کی امت کے تجھا وروں میں سے ایک فرد
(یعنی حضرت مجدد) کو عطا فرمایا ہے اور اس کی طینت (سرشت) کو اس سے خمیر کیا (گوندھا) ہے اور اس کے
ذریعے اس فرد کو اصلت سے بہرہ ور کیا ہے، اس بقیہ میں سے اس فرد کی طینت کو خمیر کرنے کے بعد کچھ
تھوڑا سا بقیہ رہ گیا تھا وہ بقیہ اس فرد کے منتسبین میں سے ایک شخص (یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ) کے حصہ

لہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، دفتر اول مکتوب ۲۳۶ - ۲۵ ایضاً دفتر اول مکتوب ۲۶۷۔

میں آیا ہے اور اس کی طینت کی خمیر اس سے کی گئی ہے اور اس نے اس کے اندازے کے مطابق اصالت سے بھی کچھ حصہ پالیا ہے، اِنَّ رَبَّكَ وَاَسْمِعُ الْمَخْفِرَةَ [بیشک تیرا رب وسیع معفرت والا ہے] ۱۷

تیز حضرت عروۃ الوثقیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مجھ سے فرمایا کہ "اصالت سے کچھ حصہ تمہیں نصیب ہے اور محبوبیت تمہارے وجود میں ودیعت ہے۔" یعنی محبوبیت ذاتی اور کمالِ انفعالی دونوں حضرت عروۃ الوثقیٰ میں موجود ہیں ۱۸۔ صاحب جواہر معصومیہ لکھتے ہیں کہ محبوبیت کی تین قسمیں ہیں: افعالی، صفاتی اور ذاتی۔ کامل اولیا و محبوبیت افعالی تک پہنچتے ہیں اور صفاتی اکمل اولیا کو نصیب ہوتی ہے لیکن ذاتی صرف حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے ۱۹۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم زادہ کلال خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ والرضوان کی حیات کے ایام میں ایک روز فرمایا کہ سابقین کے گروہ میں کہ جن کی شان میں حضرت حق سبحانہ نے تَلْتَلِيْمًا وَاَوَّلِيْمًا وَقَلِيْلًا مِمَّنْ الْاٰخِرِيْنَ (۱۰۶) ایک بڑا گروہ اٹھ لوگوں سے اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوگا" فرمایا ہے، میں نے نظر کی تو اپنے آپ کو اس جماعت میں دیکھا اور اپنے منسوبین میں سے بھی ایک شخص (حضرت عروۃ الوثقیٰ) کو اس مقام میں اپنے ساتھ پایا۔ اور اسی کی مثل نشاہات کے اسرار میں بھی اس مخدوم زادہ (خواجہ محمد صادق قدس سرہ) کی رصلت فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ "نشاہات معاملات سے کنایہ میں جائز ہے کہ کسی شخص کو معاملہ حاصل ہو اور اس معاملہ کے متعلق علم نہ ہو" اس معنی کو اپنے منسوبین میں سے ایک فرد (یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ) میں مشاہدہ کیا ہے تو پھر دوسروں کو کیا پہنچاؤ، کسی نے خوب کہا ہے یہ سعادت ہاست اندر پردہ غیب

نمک کن تا کرا ر بر بند در حجاب

[پردہ غیب کے اندر بہت سی سعادتیں ہیں دیکھئے کس خوش نصیب کی حبابیں ڈالتے ہیں] ۲۰

صاحب روضۃ القیومیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے آپ (حضرت عروۃ الوثقیٰ) کو تین دن رات ایک ہی جلسہ میں حرف حق کے اسرار بیان فرمائے بعد ازاں باقی حروف مقطعات کے اسرار حضرت عروۃ الوثقیٰ کو مستدارِ ارشاد پر خود بخود منکشف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعات تمہارے باطن میں تھے لیکن تمہیں معلوم نہ تھا۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۰)

حضرت عروۃ الوثقیٰ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ "حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حضور میں ایک سال تین ماہ سات یوم قیومیت کی۔" (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۰)

۱۷۔ مکتوبات معصومیہ خزانہ مکتوبات ۱۹۲۴ء، روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۵۔ مکتوبات معصومیہ خزانہ مکتوبات ۲۱۔

فوج الناظرین میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے متعلق لکھا ہے "مرید و خلیفہ والد بزرگوار خود شیخ احمدؒ بود، در تربیت مریدان و تعمیر و قلع و حل مشکلات ایماں از برداران و سایر شیوخ زبان استیاز داشت و از حیلہ تصانیف او سہ جلد مکتوبات است کہ بس اسرار غیبیہ و نکات عجیبہ و علوم بدیعہ در ان درج یافت و بنا بر استدلای بادشاہ دین پناہ (عالمگیر) چند بار بار گاہ عظمت و جاہ رسید باقسام تجلیل و تکریم و اتواع توقیر و تعظیم مخصوص گشت تہ بود" [یہ اپنے والد بزرگوار شیخ احمدؒ کے مرید و خلیفہ تھے، مریدوں کی تربیت، واقعات کی تعبیر اور ان کی مشکلات کے حل کرنے میں اپنے بھائیوں اور تمام مشائخ وقت سے استیاز رکھتے تھے اور ان کی تصنیفات میں سے میں جلدیں ہیں کہ جن میں تہایت تادار اسرار عجیب نکات اور انوکھے علوم درج ہیں اور بادشاہ دین پناہ (عالمگیر) کی خواہش کی بنا پر چند بار بار گاہ عظمت جاہ (بادشاہ کی خدمت) میں پہنچے قسم قسم کی عزت و تکریم اور طرح طرح کی توقیر و تعظیم کما تہم مخصوص ہوئے تھے۔] نیز عالمگیر نامہ میں درج ہے کہ "شیخ محمد سعید و شیخ محمد معصوم پسران شیخ مغفور و واقف اسرار حقائق و علوم شیخ احمد سرسندی کہ ہر ایک در فضائل و کمالات صوری و معنوی خلف الصدق آن سالک سالک طریقت و عرفان است با تمام سہ صد شرفی... مورد توازش گردیدند" [شیخ مغفور و واقف اسرار حقائق و علوم شیخ احمد سرسندی کے صاحبزادے شیخ محمد سعید و شیخ محمد معصوم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک ظاہری و باطنی فضائل و کمالات میں اس سالک سالک طریقت و عرفان کے سچے جانشین ہیں تین صد شرفی کے افاغ کے ساتھ... مورد توازش ہوئے] حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ [حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اپنے ایک مکتوب میں عارف صاحب زبان کے متعلق محمد امین حافظ آبادی کو تحریر فرماتے ہیں "آپ نے لکھا تھا کہ مولانا احمد برکی نے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی خدمت میں لکھا تھا کہ "بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ "آدمی جو کچھ کرے صاحب زبان کے حکم سے کرنے ناکہ فائدہ دے اگرچہ شرع کے موافق کام ہوں" اگر یہ بات صحیح ہے تو تمام شرعی کاموں میں (آپ کے) فرمان کا امیدوار ہے۔ حضرت عالی نے ان کو تحریر فرمایا کہ "آپ کیلئے اجازت حاصل کر کے آپ کو اجازت دیدی، لیکن جان لیں کہ فائدہ سے مراد خاطر خواہ فائدہ ہے نہ کہ مطلقاً" اور آپ نے بھی اس حقیر سے اجازت طلب کی تھی، میرے مخدوم! اگرچہ فقیر کی اجازت کو کوئی دخل نہیں ہے (پھر بھی) ہم نے آپ کو اجازت دی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ بھی "عارف صاحب زبان" تھے لیکن کس نفسی کے باعث صاف اظہار نہیں فرمایا۔ (مؤلف)

۱۵۵۔ فوج الناظرین بحوالہ رد و کوثر ص ۳۳۶۔ مکتوبات معصومیہ و مخدوم مکتوب ۱۵۵۔

عہ حضرت موصوف کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مکتوبیہ کیلئے کسی دوسرے شخص سے جو اس وقت صاحب نال تھا اجازت حاصل کر کے ان کو اجازت دی ہے اس کے مطلب میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس وقت تک حضرت صاحب موصوف خود عارف صاحب زبان نہیں تھے بلکہ کوئی دوسرا شخص تھا جس سے حضرت نے ان کیلئے اجازت حاصل کی ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت اس وقت بھی صاحب زبان تھے لیکن حضرت اولیائے کرام صلوٰۃ علیہم کے طریقہ کے مطابق حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ سے بطریق استخارہ یا القابا الہام وغیرہ اجازت حاصل کی ہوگی و اللہ اعلم بالصواب اور یہ دوسرا احتمال قوی معلوم ہوتا ہے۔ (مؤلف)

حضرت عروۃ الوثقیٰ کو خلعتِ قیومیت | آپ کی خلعتِ قیومیت و قطب الاقطابی سے سمرقازی
 و قطب الاقطابی کی بشارت | کی بشارت حضرت مجدد الف ثانیؒ اور خود موصوف کے
 مکتوبات شریف سے مندرجہ ذیل اقتباسات سے واضح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ جس زمانے میں اجمیر شریف میں قیام پذیر تھے اسی زمانہ میں
 ایک روز آپ نے فرمایا ”اتار تاتے ہیں کہ اب کوچ کا زمانہ قریب ہے“ چنانچہ سرسہ شریف اپنے صاحبزادوں
 حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمہ کو مندرجہ ذیل مکتوب تحریر فرماتے ہیں:
 ”کل صبح کی نماز کے بعد مجلس سکوت یعنی مراقبہ و خاموشی کے وقت ظاہر ہوا کہ وہ خلعت جو میں
 پہنے ہوئے تھا مجھ سے جدا ہو گئی اور بجائے اس کے اور خلعت مجھے پہنائی گئی۔ دل میں خیال آیا کہ یہ خلعت
 زائلہ (میری اناری ہوئی خلعت) کسی کو دیتے ہیں یا نہیں، مجھے یہ آرزو ہوئی کہ اگر یہ خلعت زائلہ میرے
 فرزند محمد معصوم کو دیدیں تو بہتر ہے۔ ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ میرے فرزند (محمد معصوم) کو مرحمت فرمائی گئی؟
 اور وہ خلعت سب کی سب اس کو پہنائی گئی ہے، یہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت سے مراد ہے جو نبرہ بیت و
 تکمیل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے اس عرصہ مجتہد کے ساتھ ارتباط کا باعث ہوا ہے۔“ لہ

اس مکتوب شریف کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے گرامی قدر صاحبزادوں کے نام ایک
 دوسرا مکتوب بھی تحریر فرمایا جس میں فرماتے ہیں ”فرزند دور میں اور عمر کا معاملہ نزدیک ہوتا جا رہا ہے“ ۱۲
 ان دونوں نامہ ہائے مبارک کے پہنچنے ہی دونوں صاحبزادے یعنی حضرت خواجہ محمد سعید و
 حضرت خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے
 چند روز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایک دن دونوں صاحبزادوں سے خلوت میں فرمایا
 ”اب مجھے اس جہان سے مطلق رنجی نہیں رہی ہے، اُس جہان میں جانا چاہئے کیونکہ کوچ کی علامت
 نمایاں ہو رہی ہیں وغیرہ۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اپنے مکتوب میں اس مجلس کا حال اس
 طرح تحریر فرماتے ہیں :-

”جس وقت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الاقدس نے اپنے مخلصوں میں سے ایک
 درویش (یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ) کو خلعتِ قیومیت سے نوازا اور اس کو اس امر عظیم سے سرفراز فرمایا، اس
 درویش کو خدمت میں طلب کر کے فرمایا کہ ”اس مجمع گاہ (دنیاء) کے ساتھ میرے ارتباط کا تعلق یہی قیومیت کا
 لہ مکتوبات حضرت مجددؒ، دفتر سوم مکتوب ۱۰۴ - ۱۰۵ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۰۶ - ۱۰۷ معہ تہذیب المقالات ص ۲۸

معاملہ رہا ہے جو کہ تجھ کو عطا کر دیا گیا ہے اور مکونات (موجودات) پورے شوق کے ساتھ تیری طرف توجہ ہو گئے ہیں، اب میں اس فانی دنیا میں اپنے رہنے کا کوئی سبب نہیں پاتا۔ اور جب اس پر آشوب دنیا سے اپنی رحلت فرمانے کا وقت قریب ہونے کی بابت فرمایا تو وہ زخمی دل درویش اس تذکرہ بشارت کے سننے کے باوجود جگر سوختہ اور چشم پر غم ہو کر اپنے اندر تہایت غم و اندوہ میں ڈوب گیا، نہ زبان کو کچھ کہنے کی طاقت رہی اور نہ کانوں کو سننے کی تاب رہی۔ حضرت عالیؒ نے اس تبدیلی کو اس مسکین میں ملاحظہ کیا تو تہایت مہربانی سے فرمایا ”غم مت کر، اللہ تعالیٰ کی سنت (طریقہ) اسی طرح جاری ہے کہ کسی ایک کو اپنے پاس بلائے ہیں اور کسی دوسرے کو اس کی جگہ بیٹھا دیتے ہیں۔“ اور تہایت لطف و مہربانی سے اس بزرگ کی عجرت کو جو کہ وہ نفحات میں لائے ہیں زبان پر جاری فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھایا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ بیٹھے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اٹھایا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی جگہ بیٹھے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھایا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی جگہ بیٹھے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اٹھایا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی جگہ بیٹھے۔“ اس درویش نے چونکہ اس معنی کی کوئی قابلیت اپنے اندر نہیں پائی اور نہ ذکر و رنج و غم بھی اس کے دل میں چھپا ہوا تھا، ہاں یا نہیں کچھ بھی نہیں کہا اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا درمیان میں نہ لایا، یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عالی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”اشیا میری قیومیت سے تیری قیومیت کے ساتھ زیادہ راضی اور خوش ہیں“ یہ درویش اُس کی بھی بل و علت کو پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

وحشی گذشت یار و نکر دی حکایتے لے خان و مان خراب زبان تو لبہ بود

[لے وحشی! یار گذر گیا اور تو نے کوئی گفتگو نہ کی، لے خانماں برباد کیا تیری زبان بندھی ہوئی تھی]

جب حضرت عالی قدس سرہ نے اس درویش کا غم بہت ہی زیادہ دیکھا تو فرمایا کہ ”میرے حلت کرنے میں قدرے مہلت (تاخیر) ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کیا تعلق درمیان میں ہے، متوجہ ہو کر ایک لمحہ کے بعد فرمایا ”میرے وصال کے دنوں تک تیرا قیام میرے ساتھ ہوگا اور افرادِ عالم کا قیام تیرے ساتھ ہوگا“ یہ قول اس مسکین کے غمگین دل کو قدرے تسلی دیتے والا ہو گیا۔ اس ماجرا (واقعہ) کے ایک سال اور چند روز کم تین ماہ بعد حضرت عالی رضی اللہ عنہ کے وصال کا واقعہ پیش آیا کیونکہ یہ گفتگو سن ایک ہزار تینسبجری کے ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہوئی تھی اور اس ہادی نام کا ارتحال (وصال) اٹھائیس صفر سن

۱۰۳۴
ایک ہزار چوبیس کو ہوا تھا۔ (چند سطور کے بعد فرماتے ہیں)۔

اب ہم اصل بات کی طرف جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیوم اس عالم میں حق جل و علا کا خلیفہ اور اس کا نائب مناب (قائم مقام) ہوتا ہے، قطب و ایصال اس کے دائرہ ظلال میں داخل اور افراد و اوتاد اس کے کمال کے محیط میں شامل ہوتے ہیں، تمام افراد عالم اس کی طرف رخ رکھتے ہیں اور اہل جہان کی توجہ قبلہ وہی ہونے پہ غولہ وہ جاتیں یا نہ جاتیں، بلکہ اہل عالم کا قیام اسی کی ذات سے ہے اس لئے کہ افراد عالم چونکہ اسماء و صفات کے مظاہر ہیں، کوئی ذات ان کے درمیان کائن (موجود) نہیں ہے اس لئے سب کے سب اعراض و اوصاف ہیں اور اعراض و اوصاف کو ذات وجود کے بغیر چارہ نہیں ہے تاکہ ان کا قیام اس کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے کہ طویل زمانوں کے بعد کسی عارف کو ذات سے حصہ عطا فرما کر اس کو ایک ایسی ذات عطا فرماتے ہیں کہ وہ تیابت و خلافت کے طور پر اشیاء کا قیوم ہو جائے اور اشیاء اس کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔

جاننا چاہئے کہ نسبت قیومیت کا حاصل ہونا کسی شخص کو اس وقت تک میسر نہیں ہے جب تک کہ وہ اصالت سے کچھ حصہ نہ رکھتا ہو، اُن عالی حضرت و متعالی منقبت (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ) نے جس درویش کو نسبت قیومیت کے حاصل ہونے کی بشارت دی تھی اس کو مقام اصالت کے حاصل ہونے کی خوشخبری کے ساتھ بھی سر بلند کیا اور نیز فرمایا کہ ”جس قدر تو اصالت سے حصہ رکھتا ہے اسی کے موافق محبوبیت کی قطرت تیری ذات میں ودیعت کی گئی ہے“ یعنی محبوبیت ذاتی و کمال انفعالی کی بھی اس کے حق میں نشاندہی فرمائی، **وَاذَلِكَ عَلٰی اللّٰهِ يَحْتَسِبُ** [اور یہ بات اللہ تعالیٰ کیلئے مشکل نہیں ہے] لہ

قیومیت کی مزید توضیح و تشریح | حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوبات شریفہ آیت مبارکہ ”اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَسْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا مَّجْحُوْلًا“ کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

”جاننا چاہئے کہ (حدیث شریفہ میں ہے) اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اَدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ [بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے] اور اللہ تعالیٰ صورت سے پاک و برتر ہے، پس آدم کا اُس کی صورت پر پیدا ہونا اس معنی میں ہو سکتا ہے کہ اگر مرتبہ تشریح کی صورت عالم مثال میں فرض کی جائے تو بیشک یہ صورت جامع ہوگی جس پر یہ انسان جامع موجود ہوا ہے، دوسری صورت کو یہ قابلیت حاصل نہیں کہ اس مرتبہ تقدس کی

مثال ہو سکے اور اس کا آئینہ بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی خلافت کے لائق ہو اے کیونکہ خلیفہ جتنک شے کی صورت پر مخلوق نہ ہو اُس شے کی خلافت کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ شے کا خلیفہ اس کا خلف اور قائم مقام ہونا ہے۔ چونکہ انسان رحمن کا خلیفہ بن گیا اس لئے بارِ امانت بھی اسی کو اٹھانا پڑا۔ لَا تَجِدُ عَطَايَا الْمَلَائِكَةِ إِلَّا مَطَايَاہُ [یاد شاہ کے عطیوں کو اسی کے بار بردار اٹھا سکتے ہیں] آسمان وزمین اور پہاڑیہ جامعیت کہاں سے پائیں کہ حق تعالیٰ کی صورت پر پیدا ہو لو۔ اور اس کی خلافت کے لائق ہو کر بارِ امانت کو اٹھا سکیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر بالفرض اس بارِ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے حوالے کرتے تو یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ نشان باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسانِ کامل کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسانِ کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو بحکم خلافت تمام اشیاء کا قیوم بنارہتے ہیں اور تمام مخلوق کو تمام فیضانِ وجود بقا اور تمام کمالات ظاہری و باطنی اسی کے واسطے سے پہنچاتے ہیں، اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ متوسل ہے اور اگر انسان و جن ہے تو وہ بھی اسی کا (دامن) پکڑنے والا ہے اور درحقیقت تمام اشیاء کی تو جس اسی کی طرف ہے اور سب اسی کی طرف متوجہ ہیں خواہ وہ اس حقیقت کو چاہیں یا نہ چاہیں۔ الخ

نیز فرسوم مکتوب ۲۷۱ میں تو بالکل واضح طور پر فرماتے ہیں "وہ خلعتِ زائلہ کما یت از معاملہ قیومیت بودہ است" یعنی اس خلعتِ زائلہ سے مراد (جو خلعت سے قبل آپ سے جد ہو گئی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو مرحمت فرمائی گئی جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہو چکا ہے) معاملہ قیومیت ہے جو کہ تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتا ہے۔

اور حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ قیومیت سے متعلق ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "اور اللہ تعالیٰ کی سنت (اس طرح) جاری ہوئی ہے کہ زمانہ دراز کے بعد کسی عارف کو فائز اکل کے بعد اپنے پاس سے ایک ذات عطا فرماتے ہیں کہ اس ذات سے ذاتِ اقدس کی طرف راستہ ہے۔ پس یہ عارف (اس مہبوب) ذات کے تعلق سے ذاتِ مقدس (تعالیٰ شانہ) سے کچھ حصہ پالیتا ہے اور افرادِ عالم جو کہ اعراض کی مانند ہیں اور ان کی کوئی ذات نہیں ہے کہ جس کے ساتھ وہ قائم ہوں، ان کا قیام (اس) عارف کی ذات کے ساتھ ہے اور ان سب کی ذات ہی عارف کی ذات ہے اور عارف نیابت و خلافت کے حکم کے مطابق ان کا قیوم ہے پس عارف کو افرادِ عالم کے ساتھ نام کی مشارکت اور صورت کی مماثلت کے سوا کوئی مشارکت اور کیا مماثلت ہے؟ (کیونکہ جو سب کو اعراض کے ساتھ کیا مشارکت ہو سکتی ہے؟" ۳

۱۷ اس میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی قیومیت کی طرف اشارہ ہے نیز مکتوباتِ محصوبہ فرسوم مکتوب ۲۹ میں بھی یہ بات تفصیل سے موجود ہے۔
۱۸ مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانی "فرسوم مکتوب ۷۴۔ ۳ مکتوباتِ محصوبہ فرسوم مکتوب ۵۸۔

نیز حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ ایک دوسرے مکتوب میں قیومیت کے دقائق اور اسانِ کامل کی جامعیت کو بہت تفصیل سے تحریر فرمایا ہے جس کے اقتباسات درج ذیل ہیں: "اللہ تعالیٰ کی عادت جاری کھدیوں کے بعد تہاروں میں کسی ایک کو بقائے ذات کے ساتھ مشرف کرتے ہیں اور اس مرتبہ مقدسہ سے اس عارف کو ایک ذات جو کہ بے چوٹی سے کچھ حصہ رکھتی ہے عطا فرماتے ہیں جو کہ عارف کی کہہ (حقیقت) باہمت) ہوتی ہے اور یہ تمام اوصاف اس ذات کے ساتھ قائم ہوتے ہیں بلکہ افرادِ عالم بھی اس ذات کے ساتھ قائم ہوتے ہیں کیونکہ افرادِ عالم اس کے بالمقابل ہیں، چونکہ اسماء و صفات کے مظاہر ہیں (اور) کوئی ذات ان میں کا ان (کار فرما) نہیں ہے اس لئے وہ عارف خلیفۃ اللہ ہونے کے حکم سے قیومِ عالم ہو جاتا ہے اور وزیر کا حکم حاصل کر لیتا ہے۔

(اسی مکتوب میں مزید فرماتے ہیں) ہم اصل بات بیان کرتے ہیں جو ذات کہ عارف کو بخشی گئی ہے چونکہ وہ بے چوٹی سے کچھ حصہ رکھتی ہے اس کی جامعیت ظاہری نگاہ میں چون کے درک میں نہیں آتی لیکن حقیقت میں تمام اسماء و صفات سے جو کہ عارف کے اجزاء کی مانند ہو گئے ہیں زیادہ جامع ہے بلکہ اس جامعیت کو اس جامعیت کے ساتھ کچھ بھی نسبت نہیں ہے اور اس کے مقابلے میں لاشعہ ہونے کا حکم رکھتی ہے سبحان اللہ و بحسبہ۔ اس قسم کی وسیع مملکت کو حقیر شخص کی صورت میں ظاہر کیا گیا ہے اور ملک و نسلکوت کے ان تمام خزانوں کو اس طرح کے بے قدر و قیمت و پرانہ میں ودیعت فرمایا گیا ہے اور ان سب بے رنگ حسن و جمال اور بے کیف اتوار و اسرار کو اس ظلمانی ڈھانچے میں جو کہ ذلیل (گندے) پانی سے پیدا ہوا ہے نہال کر دیا گیا ہے وَاذَلِّقْ عَلٰی اللّٰهِ بَعْرُزٍ (اور یہ بات اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ مشکل نہیں ہے) لے

اب ہم قیومیت سے متعلق حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ العالی کی تالیف لطیف "مقامات خیر" کا اقتباس پیش کرتے ہیں:۔

"امام بخاریؒ اور دوسرے محدثین نے اس حدیث قدسی کو روایت کیا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک و تعالیٰ قال من عادى لي وليا فقد اذنته باحرب وما تقرب الي عبدى بشئ احب الي مما اقرضت عليه وما ينزل عبدى يتقرب الي بالنواقل حتى اجد فاذا اجبت كنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصر به ويده التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها وان سألنى اعطيته وكان استعاذنى لا عيذته۔ یہ صحیح حدیث شریف ہے اور اس میں کامل ولی کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لے رہا ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی

لہذا حضرت محمدی رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا کہ عالم تجلیات میں ہے کیونکہ تجلیات ذات کا مفہوم تو ہی ہے نہ پائے اور ہی قیوم برتر ہے

رضامندی اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے عبادت میں مصروف ہونا ہے، تو وہ ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ اس کے تمام افعال اللہ تبارک و تعالیٰ کے افعال ہو جاتے ہیں اور اس کو جو بیت کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اب نہ اس کی اپنی سماعت رہتی ہے اور نہ بصارت، نہ اس کی اپنی گرفت رہتی ہے اور نہ چلنا پھرنا۔ اور وہ وارہیت ازہمیت و لکن اللہ رمی، اور ان الذین یمایعونک انما یمایعون اللہ کے دائرہ میں آجاتا ہے، یہ دائرہ خلافت الہیہ کا ہے یعنی ایسا فرما کہ اللہ جل شانہ کا خلف اور اس کا نائب مناب ہو جاتا ہے اور تمام کائنات کا قیام بہ حکم خلافت اس سے ہوتا ہے، کیا فرشتے، کیا جن، کیا انس، کیا آسمان، کیا زمین، سب سب ہی کی طرف منوجر رہتے ہیں۔ کائنات میں سے ہر کان کی نظر کامرکز وہی بن جاتا ہے، ایسے فرما کہ اہل کو کسی نے غوث اعظم کا نام دیا ہے کوئی قطب الاقطاب کہتا ہے، حضرت مجدد قدس سرہ نے اس کو قیوم کہا ہے، حضرت شیخ اکبر قدس سرہ قطب الاقطاب کا نام تجویز کرتے ہیں، آپ نے "فتوحات مکیہ" میں خوب تفصیل سے اس کی حقیقت واضح کی ہے۔ حضرت مجدد قدس سرہ نے جو نام (قیوم) تجویز کیا ہے وہ آپ کی کمال معرفت پر دل ہی، اخلاق الہیہ سے متعلق ہونا میں سعادت ہے، قیوم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے کامل فرد کو اس صفت سے محلی و منصف کر دیا ہے۔ تمام کائنات کا قیام اس کی ذات سے وابستہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے پوتے مولانا محمد اسماعیل رحمہما اللہ و قدس اسرارہما نے اپنی کتاب "بعثات" کے مقدمہ کے بیسویں عقبہ میں لکھا ہے "اتفق اہل الکشف والوحدان واریاب الشہود و العرفان مؤیدین بالبراہین العقلیۃ و الاشارات النقلیۃ علی ان القیوم لکثرات الکوئیۃ و واحد شخصی" یعنی اہل کشف و وجدان اور ارباب شہود و عرفان جو کہ راہین عقیلہ و اشارات نقلیہ سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ کثرات کوئیہ کا قیوم شخص واحد ہوا کرتا ہے۔ یعنی قیوم کا جو بیان حضرت مجدد قدس سرہ نے کیا ہے کوئی ہی بات نہیں ہے بلکہ اس بات پر تمام اہل کشف و وجدان اور ارباب شہود و عرفان کا اتفاق ہے۔ (مقامات قیوم، ص ۶۱ و ۶۲)

حضرت عروۃ الوثقی کی سجادہ نشینی حضرت مجدد الف ثانی نے بادشاہ کی بیعت کے زمانے میں حضرت عروۃ الوثقی کو اپنے حضور میں مسند ارشاد پر بیٹھا کر تمام خلفاء و مریدین کو حکم دیا کہ حضرت عروۃ الوثقی سے بیعت کریں اور ان کے حلقہ میں بیٹھیں اور خانقاہ کے تمام معاملات بھی آپ کے سپرد کر دیئے گئے۔ بعد ازاں دونوں صاحبزادوں کو سر ہند شریف واپس بھیجا گیا تھا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی کی عمر کا تقریباً ایک سال باقی رہ گیا تو آپ نے بادشاہ سے رخصت حاصل کر کے اجیر سے سر ہند شریف لے آئے، اہل سر ہند نے آپ کے تالیان شان استقبال کیا اور آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں سجدہ شکر بجالائے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے سر ہند پر سبھی تمام تعلقات سے کلی انقطاع کر کے خلوت اختیار کی حتیٰ کہ تریسٹھ سال کی عمر میں بوقت اشراق بروز شنبہ ۲۸ صفر ۳۲۴ھ کو آپ نے انتقال فرمایا۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت محمدی سر ہند شریف اور دارالحدیث

حضرت عروۃ الوثقی

کی

سجادہ نشینی کا پہلا سال

(از یکم ربیع الاول ۱۰۳۳ھ)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا ساخنہ ارتحال، حضرت عروۃ الوثقی کی سجادہ نشینی، جملہ خلفاء و مریدین کی تجدید بیعت اور مخدوم زادہ خواجہ محمد نقشبند کی ولادت کے

اس سال کا سب سے بڑا ساخنہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسندی قدس سرہ کی وفات حسرت آیات ہے جو بروز منگل ۲۸ صفر ۱۰۳۳ھ کو ہوئی۔ آپ کے وصال کے تیسرے دن یعنی یکم ربیع الاول ۱۰۳۳ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۶۲۴ء کو بروز جمعرات بوقت اشراق حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ مسند ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے، حضرت مجدد الف ثانی کے تمام خلفاء اور مریدوں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے حلقے میں بیٹھے، کہتے ہیں کہ اُس روز چاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی جن میں دو ہزار حضرت مجدد الف ثانی کے بڑے بڑے خلفاء بھی تھے، نیز بادشاہ، خراسان، بدخشان وغیرہ ممالک کے امراء نے بھی تجدید بیعت کے لئے اپنے اپنے وکیل مع مخالف و ہدایا حضرت عروۃ الوثقی ہی خدمت میں روانہ کئے۔

چنانچہ بادشاہ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کی خبر سن کر تعزیت کے لئے سرسند آیا مزار مقدس کی زیارت و فاتحہ سے فارغ ہو کر اُس نے پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی کا جانشین کون ہے؟ حاضرین نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان تھے اور عرصہ دراز تک میرے ساتھ رہے اور مجھے خلوت میں توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے لہذا میں حضرت کا

مرید خاص ہوں اور مجھے خرقہ بھی عیانت ہوا ہے وغیرہ۔۔ اور حضرت مجددؑ سے عطا شدہ خرقہ پہن کر خانقاہ میں آکر بیٹھ گیا اور اپنے امراء و لشکریوں سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانیؑ کا سب سے بڑا خلیفہ میں ہوں لہذا میری بیعت کرو، تمام لشکر نے خوف اور ڈر کے سبب اس کی بیعت کی پھر اُس نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنی اپنی انگشتریوں اور مُہروں پر مرید سلطان جہانگیرؑ لکھا کریں۔۔۔۔۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانیؑ کے خلفاء و مریدین کو اپنی بیعت کی تکلیف دی تو سب حیران رہ گئے کہ کیا کریں آخر مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ بادشاہ سے یہ عرض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد الف ثانیؑ کو عیانت فرمایا تھا لہذا جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے اور جو باتیں دین سے متعلق ہیں ان کی خلافت حضرت عروۃ الوثقیٰؑ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو حاصل ہے اس لئے کہ بادشاہ کو اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو توجہ دیکے۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آگئی، چنانچہ حضرت کے تمام خلفاء و مریدین اور شاہی امراء و لشکر نے بیعتِ سلطنت تو بادشاہ سے کی اور بیعتِ قیومیت و ارشاد حضرت عروۃ الوثقیٰؑ قدس سرہ سے کی بلکہ

بعد ازاں جہانگیر بادشاہ نے سرسبز شریفی میں ڈیرے خیمے نصب کر کے چاندن قیام کیا اور تعزیت کیلئے آنے والوں کی ہمانداری کے انتظامات کا حکم دیا، چنانچہ حضرت خواجہ میر محمد نعمان قدس سرہ تشریف لائے تو بادشاہ نے اپنے امراء کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا جو آپ کو بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ میر صاحب نے پہلے مزارِ فالص الاوار پر فاتحہ پڑھی بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰؑ سے بیعت کی، اسی طرح جو صاحب بھی حاضر ہوئے اول مزارِ مبارک پر فاتحہ پڑھتے اس کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰؑ سے بیعت کرتے۔ ۱۷

بعد ازاں بگ بادشاہوں کے امراء و وزراء مع تحائف و ہدایا حضرت عروۃ الوثقیٰؑ قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر بیعت ہوتے رہے اور بادشاہ کی طرف سے بھی غائبانہ بیعت کر کے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانیؑ قدس سرہ العزیز کے جملہ خلفاء و مریدین بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تجدیدِ بیعت سے مشرف ہوئے ۱۸

۱۷ تا ۱۸ روضۃ القیومہ رکن دوم ص ۱۳ ملخصاً

مرات العالم اور مات جہاں میں لکھا ہے کہ آپ (یعنی حضرت عروۃ الوثقی) سے پہلے ایسا کوئی شخص نہیں گذرا جس کی خدمت میں اسقدر معتقدوں اور مریدوں کا مجمع ہو، یا اسقدر ارشاد و مشیخت کا اس سے ظہور ہوا ہو یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخت کی سند چلوہ افروز ہوا ہو۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ہاں دوسرے صاحبزادے خواجہ محمد نقشبند ثانی کی ولادت باسعادت، رمضان المبارک ۳۳۸ھ (مطابق ۱۳ جون ۱۶۲۵ء) کو سرمد شریف میں ہوئی تھی۔ حضرت عروۃ الوثقی نے صاحبزادے کی ولادت کی خوشخبری سن کر دو گانہ شکر ادا کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے ایصالِ ثواب کے لئے بہت سا طعام پکوا کر فقراء کو تقسیم کیا اور مولود مسعود کا اسم مبارک محمد نقشبند کنیت ابو القاسم اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا۔ . . . صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ "حضرات قیوم اربعہ کے طریقہ میں اس سال کو "سال قیومیت مطلق" کہتے ہیں کیونکہ ایک قیوم (حضرت مجدد) نے وفات پائی، دوسرا قیوم (حضرت عروۃ الوثقی) متدار شد و قیومیت پر بیٹھا اور تیسرا قیوم (خواجہ محمد نقشبند) پیدا ہوا۔ ۳

سجّادہ نشینی کا دوسرا سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء)

(حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو عروۃ الوثقی کا خطاب)

اس سال ایک روز حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے فرمایا کہ آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے معافی کیا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تم کو عروۃ الوثقی کا خطاب عنایت فرمایا ہے لہذا اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔ ۴

سجّادہ نشینی کا تیسرا سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۳۶ھ مطابق ۱۶۲۶ء)

(شہزادہ خرم حضرت عروۃ الوثقی سے طالبِ توجہ)

اس سال شہزادہ خرم (شاہجہاں) نے خفیہ طور پر حضرت عروۃ الوثقی کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ "مجھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے خوشخبری دی تھی کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت حاصل ہوگا، اب حضرت کے وصال کو تقریباً دو سال گذر چکے ہیں اور میں بھی بہت کوشش کر چکا ہوں

۱۶۲۵ھ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۳۰۔ ۱۶۲۶ھ ایضاً رکن سوم ص ۱۳۰ ایضاً رکن دوم ص ۱۳۰۔ ۱۶۲۷ھ ایضاً رکن دوم ص ۱۳۱

لیکن ابھی تک گوہر مقصود ہاتھ نہیں آیا۔ . . . امید ہے کہ آپ اس بارے میں توجہ فرمائیں گے تاکہ شریعت و طریقت کو حسب درخواست رونق ہو۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ کہ خاطر جمع رکھو عنقریب بلا محنت و مشقت سلطنت تمہارے ہاتھ آئے گی۔ شہزادہ یہ خیر فرحت اثر سن کر بہت خوش ہوا۔ لہ

سجّادہ نشینی کا چوتھا سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۳۷ھ تا ۱۰۳۸ھ)

(جہانگیر کا انتقال اور شاہجہاں کی تخت نشینی تیرمخروم زادہ سوم خواجہ محمد عبید اللہ کی ولادت باسعادت)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے وصال کے پورے تین سال بعد اسی جہینے اسی تاریخ یعنی ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۸ نومبر ۱۶۲۷ء کو جہانگیر بادشاہ کا انتقال ہوا اور شہریار (تورجہاں کا دادا) تخت سلطنت پر قابض ہو گیا۔ جب جہانگیر کی وفات اور شہریار کی تخت نشینی کی اطلاع حضرت عروۃ الوثقیٰ کو ہوئی تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اس کی مغفرت کی خوشخبری دی، بعد ازاں فرمایا کہ شہریار کا تسلط چند روزہ معلوم ہونا ہے آخر صاحب تخت و تاج شاہجہاں ہی ہوگا۔ لہ

لے روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۵ لکھ ایضاً ص ۱۶ و ۱۷

عہ جہانگیر بادشاہ کا اصل نام "سلیم" تھا چونکہ حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ کی دعائی برکت سے شہزادہ کی ولادت ہوئی تھی اس لئے اکبر بادشاہ نے اس کی پیدائش سے قبل شہزادہ کی والدہ جو داہیا کی کو حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ کے مکان پر بھیجا تھا جہاں چچا اہلی کے مکان واقع فوجی سبکی آگرہ میں بروز بدھ ۱۷ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۵۹۹ء کو شہزادہ کی ولادت ہوئی۔ اکبر نے حصول برکت کی غرض سے شیخ کے نام پر شہزادہ کا نام بھی "سلیم" رکھا اور اس کی تعلیم ذریعہ اعلیٰ درجہ پر کی گئی۔ اکبر کے انتقال کے بعد شہزادہ سلیم بروز جمعرات ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۰۳۸ھ کو تخت نشین ہوا اور سلطان نور الدین جہانگیر لقب اختیار کیا، اس کے زمانے میں دکن کے بعض حصے فتح ہو کر سلطنت مغلیہ میں شامل کئے گئے۔

صاحب بزم تیموریہ رقمطراز ہیں: "جہانگیر نے ترکی زبان بعد از عجم خان خانان سے سیکھی اور فارسی زبان کا وہ ایک بے مثل استاد پورا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا علمی شاہکار خود اس کی تزک ہے جو سادگی، صفائی، بے کلفی اور فادانگامی کے لحاظ سے بے عدیل ہے، مولانا شبلی کی رائے میں اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ واقعات کو ایسے بے کلف برجستہ اور دلآویز طریقہ سے ادا کرتا ہے کہ پڑھے پڑھے استاد ہنس کر کہتے، "وہ جب کسی جنگ کی ہنگامہ آرائیوں کی تصویر کھینچتا ہے تو ہم میدان کارزار میں کھڑے نظر آتے ہیں، جب کسی جشن کی چیل پہل یا شہستان عیش کا نقشہ کھینچتا ہے تو آنکھوں کے سامنے اس کی ساری رنگینیاں اور سرمئیال آجاتی ہیں، جب وہ کسی علمی مسئلہ پر بحث کرتا ہے تو اس کے ہر پہلو کو نمایاں کرتا ہے (بزم تیموریہ) سلسلہ تیموریہ میں یوں تو فرما کر اس سخن فہم اور ادانتناس گذرا ہے لیکن جہانگیر اس فن میں اچھل کر کھٹا تھا وہ فقط محنت لیش تھا اور اس سے درد مند دل لیکر آتی تھا (بزم تیموریہ ص ۱۳۶) تاریخ خان جاں میں ہے کہ جہانگیر نے ان تمام مدارس کو از سر نو آباد کیا جو گذشتہ تیس سال سے پرندوں اور چوپایوں کے مسکن بنے ہوئے تھے۔ (بزم تیموریہ ص ۱۶۸) باقی حاشیہ صفحہ آئندہ

جب شاہجہاں چند روز بعد اپنے نصیب کی یاوری سے سلطنت ہند پر قابض ہو گیا تو شہر پارا
اس کی آل و اولاد اور بھائی بھتیجیوں کو تہ تیغ کر دیا، اس پر شہر پارا کی بیوی روتی بیٹی حضرت عروۃ الوثقیٰؓ
کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے بیٹوں کے ناحق قتل کئے جانے کی شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ اس کی
اولاد بھی اسی طرح ناحق قتل ہوگی شاہجہاں کو حضرت کے ارشاد کا علم ہوا تو اپنے کئے پر سخت نادم ہوا،
اور جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہاں نے کہا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے فرمانے
کے مطابق مجھ سے شہر پارا کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے

پھر جب شاہجہاں کو مالک محروسہ پر پوری طرح استحکام حاصل ہو گیا تو حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی
خدمت میں سرست شریف حاضر ہوا، بہت کچھ تحفے اور ہدیے آپ کی خدمت میں پیش کئے، نیز حضرت مجدد
الف ثانی قدس سرہ کی روح پر فتوح کے ایصال تو اب کیلئے سات روز تک فقیروں کو کھانا تقسیم کیا چونکہ شاہجہاں
کو حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی خدمت میں بڑا سرخ و اعتقاد تھا اس لئے حضرت سے بیعت ہو کر صبح و شام
حضرت کے حلقہ میں شامل ہوتا تھا، حضرت بھی اس پر دیدر جفا غایت مہربان تھے۔

دقیقہ حاشیہ (صفحہ گذشتہ) ربیع الاول ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۶۲۰ء میں غیاث الدین کی بیٹی مہر النساء اپنے شوہر شیر افغان کے
قتل ہو جانے کے تقریباً چار سال بعد حرم شاہی میں داخل ہوئی اور توجہاں لقب پایا۔ توجہاں مذہباً شیعہ تھی لیکن حسین و جمیل اور
عقل مند عورت ہونے کی وجہ سے اس نے جہانگیر پر اقتدار تسلط حاصل کر لیا تھا کہ بادشاہ کی حکومت برائے نام تھی ورنہ تمام احکام
سلطنت اور مہمات سلطانی صرف توجہاں پر منحصر تھے، ان سب باتوں کے باوجود جہانگیر کے دینی عقائد کا اندازہ اس بات سے
ہوتا ہے کہ اس نے ایک موقع پر اسی توجہاں کو مخاطب کر کے کہا تھا "جان داؤم ایمان ندادیم"

جہانگیر کے کردار کا ایک بڑا پہلو یہ تھا کہ وہ شراب کا بہت عادی تھا، ابتدائی دور میں وہ اپنے باپ بکر کے جاری کردہ
دین الہی پر قائم تھا، حضرت مجدد الف ثانیؓ کی شہرت اور اثر و سرخ کو دیکھ کر بعض حاسدوں نے جہانگیر کی توجہ اس طرف کی
چنانچہ اس نے حضرت مجدد الف ثانیؓ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا تھا لیکن جلد ہی اس نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا اور حضرت
کو رہا کر کے انعام و اکرام سے نوازا۔ اس کا انتظام سلطنت بہت اچھا تھا اور اس کے عدل و انصاف کی وجہ سے اس کو
جہانگیر عادل مانا گیا، اس کے زمانے میں پہلی مرتبہ انگلستان سے سفراء دربار تغلیب میں آئے۔ اسی ۱۰۳۸ھ سال گیارہ ماہ دس دن کی عمر
میں بروز جمعرات ۲۸ صفر ۱۰۳۸ھ مطابق اتوار ۲۲ دسمبر ۱۶۲۷ء کو کشمیر میں انتقال ہوا اور نعش کو شاہ پورہ (منسل لاہور) میں دفن کیا گیا
دین سلطنت پانیس سال آٹھ ماہ تیرہ دن بتائی جاتی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸) ۱۷۰۰ھ و ۱۷۰۱ھ روضۃ القبور میں رکن دوم ص ۱۸
عہ ان واقعات کو تاریخ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی تحریر فرماتے ہیں: "جہانگیر کی وفات کے
وقت شہزادہ حرم معروف بہ شاہجہاں ایک باغی کی حیثیت سے دکن میں تھا، باپ کے انتقال کی خبر سننے ہی مہابت خاں کو ساتھ
لیکرا کر روانہ ہوا، ادھر شہر پارا توجہاں کی نائید سے حوصلہ یاب ہو کر اس کو شش میں کھٹاکے تخت پر قابض ہو جائے لیکن
آصف خاں وزیر اعظم شہزادہ حرم کا خسر ہونے کی وجہ سے اس کا زبردست حامی تھا چنانچہ شہزادہ حرم کے دارالسلطنت
پہنچتے ہی آصف خاں نے شہر پارا پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اور شاہجہاں کو تخت سلطنت حاصل ہو گیا (باقی صفحہ آئندہ)

شاہجہاں نے اپنے زمانے میں اکثر بدعتوں کو جو جاہانگیری دور میں باقی رہ گئی تھیں دور کیا اور حکم دیا کہ اشرفی اور روپے کے سکوں پر کلمہ طیبہ کندہ کرایا جائے۔

اور تمام شہروں، قصبوں اور دیہات میں مسجدیں اور در سے بتائے جائیں چنانچہ بکثرت مساجد و مدارس تعمیر کئے گئے اور علماء و فقہاء اور حفاظ کے وظائف مقرر کئے گئے اور دین اسلام کی ترویج میں بے حد کوشش کی گئی۔ ۱۷

اسی سال بروز پیر ۲۱ شعبان ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۶۲۵ء کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزندِ سوم حضرت جوشیح محمد عبید اللہ مروج الشریعت کی ولادت ہوئی ۱۷ نیز اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی جو کابل کے کابر میں سے تھے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور بعد تکمیل سلوک خلافت پائی۔ حضرت کے فرزندوں کے بعد خلفا میں آپ ہی کا درجہ ہے ۱۸

سجّادہ نشینی کا پانچواں سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۳۵ھ تا ۱۰۳۶ھ)

(حضرت عروۃ الوثقیٰ سے خواجہ محمد صدیق پشاوری اور شیخ ابوالمظفر دکنی کی بیعت)

اس سال خواجہ محمد صدیق جو دران کے خواجہ زادوں میں سے تھے اور شیخ ابوالمظفر دکن کے روسا میں سے تھے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے ۱۹

سجّادہ نشینی کا چھٹا سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۳۹ھ تا ۱۰۴۰ھ)

(حضرت عروۃ الوثقیٰ سے سید اخون موسیٰ اور خواجہ عبد الصمد کابلی کی بیعت)

اس سال ننگر ہار کے بڑے سید اخون موسیٰ اور خواجہ عبد الصمد کابلی حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت سے نوازے گئے ۲۰

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) شاہجہاں نے تخت نشینی کے بعد پہلا کارنامہ یہ کیا کہ شہر یار اور اپنے دو بھتیجوں کو احتیاط کے خیال سے قتل کرادیا۔ (خلاصہ مسلمانوں کا عروج و زوال ص ۳۰۸)

نیز منتخب البلباب میں ہے "شاہجہاں کے درازا نکلا تا اگر پہنچے کے بعد، مجاہدی الاخری ۱۰۳۳ھ کو دن کے ڈیڑھ ساعت پر تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی، تمام مساجد میں نئے بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا (ص ۱۶۶) تخت نشینی کے بعد پہلے ہی دربار میں بادشاہ نے غیر شرعی مراسم اور بدعتوں کی مخالفت کے احکام دیے۔۔۔ اور الہی مہینوں کے ہجری سن سے مطابقت کرنے کا حکم دیا۔۔۔ اشرفی اور روپے کے ایک رنچ پر کلمہ توحید اور چاروں خلفاء کے اسم گرامی تھے اور دوسرے رنچ پر بادشاہ کا نام۔ (منتخب البلباب حصہ دوم ص ۱۹)

۱۷ روضۃ الترمذیہ کن دوم ص ۱۸ ۱۸ ایضاً ص ۲۰ و ۱۸۰ ۱۹ ہدیہ مجددیہ ص ۵۷ ۲۰ روضۃ کن دوم ص ۲۰ ۲۱ ایضاً ص ۲۲ ۲۳ ایضاً

۱۷ روضۃ الترمذیہ کن دوم ص ۱۸ ۱۸ ایضاً ص ۲۰ و ۱۸۰ ۱۹ ہدیہ مجددیہ ص ۵۷ ۲۰ روضۃ کن دوم ص ۲۰ ۲۱ ایضاً ص ۲۲ ۲۳ ایضاً

سجّادہ نشینی کا ساتواں سال (از یکم ربیع الاول ۱۹۳۱ء)

(حضرت عروۃ الوثقی سے شیخ بدرالدین سلطانی اور شیخ انور کی بیعت اور ممتاز محل کی وفات)

اس سال شیخ بدرالدین سلطانی اور شیخ انور سرائے والے حضرت عروۃ الوثقیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور سلوک کی تکمیل کے بعد خلافت پائی۔ اسی سال شاہجہاں بادشاہ کی چہیتی سیوی ممتاز محل کا انتقال ہوا۔

سجّادہ نشینی کا آٹھواں سال (از یکم ربیع الاول ۱۹۳۱ء)

(شیخ عبدالرشیدی اور شیخ عبدالسلام متولی مسجد اقصیٰ کا بیعت ہونا)

صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالرشیدی مشقی جو ملک شام کے مشائخ کے سردار تھے ایک شب بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ کے ایک کونے میں بیٹھ کر مشغول میں مشغول تھے، واقعہ میں دیکھتے ہیں کہ بکثرت اولیائے کرام مسجد میں آکر مودب بیٹھ رہے ہیں، اس کے بعد ایک بزرگ تخت پر

۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

نمودار ہوئے سب نے اُن کا استقبال کیا، بعد ازاں ایک جوان کو ان کی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے اس جوان کو خلعت فاخرہ پہنانے کا حکم دیا اور اپنے دست مبارک سے اس کے سر پر دستار رکھی۔ شیخ عبداللہ دمشقی کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ بزرگ حضرت عروۃ الوثقیٰ ہیں جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور قیوم ہیں، آج اس ملک (شام) کا قطب فوت ہو گیا حضرت نے اس کی جگہ اس جوان کو مقرر فرمایا ہے۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر آپ شیخ عبدالسلام متولی مسجد اقصیٰ اور بکثرت دیگر علماء و شائخ کے ہمراہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سرسبز شریف حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ نیز اہل شام نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے بہت لوگ حضرت کے معتقد ہیں لیکن بعض رکاوٹوں کی بنا پر حاضر خدمت ہو کر مرید نہیں ہو سکتے اُن کی درخواست ہے کہ ہم کو غائبانہ مرید کر لیں، حضرت نے اُن سب کو غائبانہ مرید کر لیا۔ ۱۷

سجّادہ نشینی کا نواں سال (ازیکم ربیع الاول ۱۰۲۲ھ ۱۶۳۲ء)

حضرت عروۃ الوثقیٰ کو خلیفہ شیخ خالد کبابادشاہ روم کی خدمت میں حاضر فرمایا اور بادشاہ کا حضرت کی خدمت میں ہر اور عہد بھیجا، والی شام نے شیخ عبداللہ دمشقی اور شیخ عبدالسلام متولی مسجد اقصیٰ کی روانگی کا مفصل حال بادشاہ روم (سلطان مراد رابع) کی خدمت میں لکھا، سلطان روم شیخ عبداللہ اور شیخ عبدالسلام کا بہت معتقد تھا، سلطنت کے اکثر امور میں اُن سے مشورہ لیتا اور ہمیشہ دعا و توجی کی درخواست کیا کرتا اور اُن کو ظاہر و باطن میں اپنی سلطنت کا مدد و معاون جانتا تھا، ان شائخ کے ہندوستان جانے سے حیران رہ گیا اور تعجب سے دریافت کیا کہ جن بزرگ کی خدمت میں یہ حضرات گئے ہیں وہ کون ہیں اور اگر ان کا کوئی خلیفہ یا مرید ہمارے علاقہ میں ہو تو اُسے ہمارے پاس بھیجو۔ حسن اتفاق کہ اُن دنوں شیخ خالد حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ بعض تجارت روم گئے ہوئے تھے اور کہاں موجود تھے آپ کو بادشاہ روم (سلطان مراد رابع) کی خدمت میں پیش

عہ سلطان مراد رابع خلافت عثمانیہ کا چودہواں فرمانروا اور آل عثمان میں آخری جنگجو سلطان تھا وہ ۱۰۱۹-۱۰۲۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۰۲۶ء میں فوت ہو گیا۔ وہ صرف ۱۳، ۱۴ سال کا تھا کہ بار خلافت اس کے کندھوں پر رکھا گیا، لیکن اس مختصر مدت عمر میں اُس نے نہ صرف پچھلی حکومتوں کی بدنامی کو مٹایا بلکہ ایک بار پھر خلافت عثمانیہ کی عظمت و شوکت کو بحال کر دیا۔ اس کے زمانہ میں یورپ میں پولینڈ سے اور ایشیا میں ایران سے لڑائیاں رہیں۔ اس نے بغداد کو فتح کر کے دوبارہ سلطنت ترکیہ میں شامل کیا جو پہلی عالمگیر جنگ تک ترکوں کے قبضہ میں رہا۔ پھر کیس کے جنوب کا علاقہ فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا۔ اس نے صرف جنگی کارنامے ہی انجام نہیں دیئے بلکہ داخلی معاملات کو بھی درست کیا۔ لیکن اس کی عمر نے وفات کی اور صرف اکتیس سال کی عمر میں اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ خانہ کعبہ کی موجودہ عمارت سلطان مراد رابع کی بنوائی ہوئی ہے۔ اور یہ مشورہ میں بھی اس کا بتویا ہوا ہے۔ خلاصہ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۷۔

کیا گیا۔ بادشاہ نے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہما کے حالات و عقائد اور شریعت و طریقت سے متعلق حقائق دریافت کئے۔ شیخ حاتم نے بنایا کہ ہمارے حضرت کتاب اللہ سنت نبوی، اصحاب کرام کی پیروی اور اہل حق ائمہ مجتہدین کے تدریب کی دعوت دیتے ہیں۔ بعد ازاں ذکرِ قلبی تعلیم کرتے ہیں جیسا کہ ایک کرمیہ سے ظاہر ہے "الَّذِينَ كَرِهُوا لِقَاءَ رَبِّهِمْ يُصَلُّونَ الْقُلُوبِ" اور اپنے مریدوں کو بدعت سے تائید اور کتے ہیں کیونکہ بدعت گمراہی ہے اور فرماتے ہیں کہ سنت نبوی کی پوری پوری متابعت کرونا کہ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جامع ہو سکو۔ کشف میں غلطی کا امکان خیال کرتے ہیں، وحدت وجود کے قائل نہیں، نقص و سماع اور نغمہ سے منع فرماتے ہیں، بال برابر بھی شریعت کی مخالفت کو پسند نہیں کرتے، سوائے متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور بات کو اپنے طریقے میں جائز نہیں سمجھتے غرض کہ آپ کا سلسلہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قدم بقدم ہے۔

بادشاہِ روم (سلطان مراد رابع) یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے پوچھا کہ تمہارے شیخ نے حقائق و معارف کی کونسی اصطلاحات مقرر کی ہیں؟ شیخ حاتم نے فرمایا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ ولایت اولیاء کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اور تمام اولیائے سلف و خلف کی اصطلاحات ولایتِ صغریٰ میں مندرج ہیں، اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت موصوف کو عنایت فرمائی ہے اور جس کی سبب وہ باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں وہ ولایتِ کبریٰ ہے جو کہ ولایتِ انبیاء اور ولایتِ علیا ہے جو کہ ولایتِ ملائکہ ہے، ان کے علاوہ کمالاتِ نبوت (کمالاتِ رسالت و کمالاتِ اولوالعزم) حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ قرآن اور حقیقتِ صلوة وغیرہ آپ کے مخصوص کمالات ہیں، حضرت کے نزدیک نبوت ان نبیوں کے ولایتوں سے بدرجہا افضل ہے بلکہ ان کی مثال سمندر کے مقابلہ میں قطرہ کی بھی نہیں اور سب بڑا منصب جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کو حاصل ہے وہ قیومیت ہے جو کمالاتِ نبوت کا انتہائی مقام ہے اور ہزار سال کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ نے منصبِ قیومیت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو عنایت فرمایا بعد ازاں وہ منصب حضرت عروۃ الوثقیٰ کو عنایت ہوا۔ سلطان روم یہ گفتگو سن کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کا بہت معتقد ہوا اور حضرت کے مریدوں کا حال دریافت کیا، شیخ حاتم نے جواب دیا کہ سب کے سب عالم، صالح، متقی اور عارف کامل ہیں چنانچہ سلطان روم (مراد رابع) نے ایک مکتوب مع تحفہ و دیباچہ اپنے وکیل کی معرفت حضرت کی خدمت میں بھیجا اور غائبانہ مرید ہو گیا بعد ازاں ہر سال حضرت کی خدمت میں عربیہ نیاز مندی اور تحفہ تحائف بھیجتا رہا۔

(روضۃ القیومیہ رکن روم ص ۲۷ تا ۲۹ ملخصاً)

سجّادہ نشینی کا دسواں سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۳ء)

شیخ حبیب اللہ بخاری اور مولانا شریف کابلی کامریڈ ہونا اور محمد زادہ شیخ محمد اشرف کی ولادت

اس سال بکثرت لوگوں کے مرید ہونے کے علاوہ شیخ حبیب اللہ بخاری اور مولانا شریف کابلی حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور بعد تکمیل سلوک خلافت پائی۔ اسے نیز اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے فرزند چہارم شیخ محمد اشرف کی ولادت باسعادت سرہند شریف میں ہوئی۔

سجّادہ نشینی کا گیارہواں سال (۱۰۴۴ھ ۱۶۳۴ء)

(شہزادہ اورنگ زیب کا بیعت ہونا)

اس سال شہزادہ محمد اورنگ زیب حضرت عروۃ الوثقیٰ کامریڈ ہوا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ شاہجہاں کے بیٹوں میں جو سب سے پہلے آکر مرید ہوگا ہم سلطنت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیں گے، چونکہ شہزادہ اورنگ زیب پہلے مرید ہوا اس لئے حضرت نے سلطنت کی توجیہ اس کی عنایت فرمائی۔ . . . کہتے ہیں کہ جب اورنگ زیب مرید ہو چکا تو داراشکوہ بھی حضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادہ سے حاضر ہوا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تم حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس نہیں آئے بلکہ حصول سلطنت کی نیت سے آئے ہو سو وہ ہم سے اورنگ زیب لے گیا۔ داراشکوہ مایوس ہو کر حضرت کی خدمت سے اٹھا اور جا کر شاہ (میاں) میر لاہوری کامریڈ ہو گیا۔

۱۔ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۳۰۔ ۲۔ ہدیۃ احمدیہ ص ۶۸ و عمدۃ المقامات ص ۳۹۱

۳۔ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۳۸۔ ۴۔ ایضاً ص ۳۹

۵۔ شاہجہاں بادشاہ نے زرد کا ایک تخت مور کی شکل کا مندر بہت خوبصورت بنوایا تھا جو ایک عجیب صنعت و کارگری کا نمونہ تھا ابتداً وہ تخت طاؤس کے نام سے مشہور ہوا۔ طاؤس کے سر پر ایک بہت عمدہ نعل جڑا ہوا تھا جس کی جگہ گاہٹ سے اندھیرے میں آجلا ہوا جانا تھا وہ تخت ۱۰۴۲ء میں تیار ہو کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، چنانچہ خانی قاں اس کے متعلق منتخب اللباب میں رقمطراز ہیں :-

” ۱۰۴۲ء میں تخت طاؤس سات سال کی مدت میں ایک کروڑ کی لاگت سے تیار ہوا تھا جس میں چوہرہ لاکھ روپیہ کا نو سونا لگا تھا اور باقی رقم میں بیش قیمت جواہرات لگائے گئے تھے (حصہ دوم ص ۱۰۱)

سجّادہ نشینی کا یارہواں سال^{۱۲} (۱۰۴۵ھ - ۱۰۴۶ھ)

(خواجہ ازغون کو برائے تبلیغ ملک چین بھیجا اور محرم زادہ محمد عبدالرشید کی شادی)

اس سال قآن بادشاہ چین کی فرمائش پر حضرت عروۃ الوثقی نے اپنے ایک خلیفہ خواجہ ازغون کو مع ایک جماعت کے ملک خطا (چین) بھیجا وہاں خواجہ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی اور بہت بڑی تعداد میں مخلوق خدا نے اسلام قبول کیا حتیٰ کہ اس علاقہ کے بعض حکمران بھی مسلمان ہو کر حضرت عروۃ الوثقی کے حلقہ بگوش ہو گئے، کہتے ہیں کہ خواجہ ازغون نے ایک ہزار لوگوں کو خلافت عنایت فرمائی اور مریدوں کی تعداد تو اسی جانتا ہے۔ آپ کا مرزا چین میں زیارت گاہ خاص عام ہے۔ اسی سال محرم زادہ شیخ محمد عبدالرشید مروج الشریعہ کی شادی حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔

سجّادہ نشینی کا تیرہواں سال^{۱۳} (۱۰۴۶ھ - ۱۰۴۷ھ)

(عبدالغزیز خاں بادشاہ توران کا حضرت عروۃ الوثقی کی دعا کی

برکت سے تخت حاصل کرنا تیرہنہ زادہ اورنگ زیب کی شادی)

عبدالرشید ایک شاہ توران کے انتقال کے بعد ارکان سلطنت نے عبدالغزیز خاں کے بھائی کو تخت پر بٹھا کر عبدالغزیز خاں کو قتل کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ جب عبدالغزیز کو اس بات کا علم ہوا تو وہ سمرقند بھاگ گیا اور حضرت عروۃ الوثقی کے خلیفہ خواجہ کلاں کی خانقاہ میں پناہ حاصل کر کے خواجہ صاحب سے دعا اور مدد کی درخواست کی۔ خواجہ صاحب نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ رات کو عبدالغزیز نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقی فرما رہے ہیں کہ "خط جمع رکھو انشاء اللہ عنقریب تم کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی قندھار چلے جاؤ۔" دوسرے روز عبدالغزیز خاں اور خواجہ کلاں دونوں قندھار روانہ ہو گئے اور وہاں سے ایک لشکر تیار کر کے بخارا پہنچ گئے۔ عبدالغزیز کے بھائی شاہ توران کو جب یہ خبر پہنچیں تو وہ حواس باختہ ہو کر وہاں سے بھاگ گیا اور عبدالغزیز خاں کو بلا فرامحت توران کی سلطنت حاصل ہو گئی۔ بعد ازاں عبدالغزیز نے اپنی کامیابی اور تخت سلطنت حاصل ہونے کی خوشی میں حضرت عروۃ الوثقی کی خدمت میں ایک عریضہ مع تحائف روانہ کیا اور غائبانہ مرید ہو گیا۔

۱۳ روضۃ القومیہ بلخصاً کن دوم ص ۶۶ تا ۷۳۔ ۱۴ ایضاً ص ۶۰۔ ۱۵ ایضاً ص ۳۶ تا ۳۸۔

اسی سال ۲۳ رذی الحجہ ۱۰۲۶ھ کو شاہزادہ اورنگ زیب کی شادی شاہنواز خاں کی بیٹی سے منعقد ہوئی اور چار لاکھ روپیہ بہر بندھا۔ (تخت البلیاب جلد سوم ص ۲۳۳ و ۱۳۴)

سجّادہ نشینی کا چودہواں سال (۱۰۲۶ھ)

اس سال کے حالات میں کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں بل سکا اور بکثرت لوگوں کا حضرت مرید ہونا تو ہر سال کے حالات میں پایا جاتا ہے۔

سجّادہ نشینی کا پندرہواں سال (۱۰۲۸ھ)

(شاہجہاں بادشاہ کا ایک عجیب و غریب خواب دیکھا اور خواب کے مطابق شہر تعمیر کرانا۔)

اس سال شاہجہاں بادشاہ نے خواب میں ایک نہایت عظیم الشان اور نزاکت و لطافت کے اعتبار سے نہایت خوشنما شہر دیکھا کہ اس سے قبل ویسا شہر نہ دیکھا تھا۔ سنا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس شہر میں ایک سرخ رنگ کا قلعہ ہے جس میں سونے اور جواہرات سے مرصع محلات بنے ہوئے ہیں، تہریں اور چشمے جاری ہیں جن پر فی جنتِ تھری من تحتھا الاثمار بجاطور پر صادق آتا ہے۔ ان شہر کے نزدیک جواہرات و باقوت سے بڑا ہوا ایک بڑا خیمہ ہے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ دریا کرتے پر معلوم ہوا کہ یہ شہر حضرت عروۃ الوثقی کا ہے۔ بادشاہ نے کہا وہ کہاں تشریف فرما ہیں؟ بتایا گیا کہ برج میں تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ بادشاہ حضرت کی زیارت کے لئے گیا تو وہ اس برج کو دیکھ کر ڈنگ رہ گیا کیونکہ برج ہشت پہلو خالص سونے کی جالی دار دیواروں پر بنا ہوا ہے جس میں لعل و زمرد اور الماس و باقوت بڑے ہوئے ہیں، اس برج کے اندر حضرت عروۃ الوثقی تشریف فرما ہیں، اور ایک گردا و لو العزم اولیائے کرام صف بستہ ہیں۔ بادشاہ بھی سلام کر کے باادب کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے بادشاہ سے فرمایا ہم نے بڑی دعاؤں سے تمہیں بادشاہت دلوائی اور اب بھی تمہارے محمد معاون ہیں۔ اب یہ قلعہ اور قلعہ کی تمام چیزیں ہم نے تمہیں بخشیں۔ بعد ازاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت طاؤس پر بٹھایا۔ جب بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تو رات کے خواب کا نقشہ صحیح طور پر ذہن میں نہیں رہا لیکن اطمینان تھا کہ حضرت عروۃ الوثقی کا عطا کردہ ہے لہذا حضرت کی خدمت میں سر بند شریف حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ بادشاہ کچھ عرض کرے حضرت نے فرمایا تم نے دیکھا کہ کیسا جنت نشان شہر حق سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے تم کو عنایت ہوا۔ بادشاہ نے اظہارِ شکر کے بعد عرض کیا کہ مجھ اس شہر اور

قلعہ کا نقشہ اچھی طرح یاد نہیں رہا؟ حضرت نے قلم روات منگا کر نقشہ کی مزید وضاحت فرمادی اور جگہ وغیرہ کا تعین کر دیا۔ چنانچہ بادشاہ وہ نقشہ لیکر دعائیں حاصل کر کے آداب و شکر یہ بجالایا اور واپس آکر نقشہ کے مطابق دہلی شہر، لال قلعہ اور جامع مسجد وغیرہ کی تعمیر شروع کرادی اور قلعہ کے اندر محلات وغیرہ بنوائے، ایک ہشت پہلو برج بھی خواب والے نقشہ کے مطابق بنوایا۔ اس برج کے شمال کی طرف ایک باغ لگوایا جس کی دیوار سنگ رخام کی ہے دیوار پر پرمینی عقیق جڑوائے اور اس کے اندر طرح طرح کے پھل دار درخت اور قسم قسم کے پھول دار پودے لگوائے اور اس کے محلوں میں بہنیں جاری کرائیں اور باغ کے دروازے پر یہ شعر کندہ کرایا۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است ہمیں است وہمیں است ہمیں است

اگرچہ یہ تعریف شاعرانہ مبالغہ ہے لیکن درحقیقت ان عمارات کی حسن و خوبی کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس بلعہ کا نام ”حیات بخش“ رکھا اور اس کے محاذی ”دیوان خاص“ سہری کا مدار بنوایا جس میں سوائے ارکان سلطنت کے اور کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی، اس کے مغرب کی طرف ”دربار عام“ بنوایا جس میں چالیس ستون تھے ان میں بھی سہری کام تھا، دربار عام کے سامنے ایک بہت وسیع میدان میں گرداگرد ستونوں والی تسو محرابوں پر ایک عمارت بنوائی جو قسم قسم کے نقش و نگار سے آراستہ تھے ہر ستون کا فاصلہ دس گز تھا۔ اس قلعہ کے چار دروازے بنوائے، ایک دریائے جمنہ کی جانب، دوسرا قلعہ سلیم گڑھ کی طرف جو دریا اور شہر کے درمیان واقع ہے ایک مغرب کی طرف اور ایک جنوب کی طرف، مغرب اور جنوب کے دروازے لوگوں کی آمد و رفت کے لئے ہیں۔

اس قلعہ کے باہر شہر آباد کیا جس کے گرد ایک قلعہ نما فیصل بنوائی اس میں چھ دروازے قائم کئے جن کے نام یہ ہیں: (۱) کشمیری دروازہ (۲) کابلی دروازہ (۳) لاہوری دروازہ (۴) اجمیری دروازہ (۵) ترکمان دروازہ (۶) دہلی دروازہ۔ قلعہ کے مغربی دروازے کے سامنے ایک ٹیلے پر جامع مسجد تعمیر کرائی جو اپنی خوبصورتی، خوشنمائی، بلندی اور وسعت کے اعتبار سے عجائبات میں سے ہے پھر ایک عرصہ بعد دہلی کی آبادی کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل اور گرداگرد چھتیس میل لکھا ہے۔

شہر اور قلعہ کی تکمیل اور ان کے آباد ہوجانے کے بعد بادشاہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمہ کو مع مخدوم زادگان کرام و خلفائے عظام تشریف آوری کی دعوت دی اور اسی ہشت پہلو برج میں ٹھہرایا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے بادشاہ سے فرمایا جیسا تم نے خواب میں دیکھا تھا کیا یہ سب کچھ ویسا ہی ہے؟ بادشاہ نے عرض کیا گویا وہی خواب ہے جسے حضرت کے طفیل بیداری میں دیکھ رہا ہوں

بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے بادشاہ کو تختِ طاؤس پر بٹھایا اور چند روز قیام فرما کر بادشاہ کو دعائیں دیکر واپس سرسہند تشریف لے آئے۔

بفصلہ تعالیٰ دہلی میں لال قلعہ اور جامع مسجد، تیز آگرہ میں تاج محل وغیرہ شاہجہانی عمارتیں آج تک قائم اور محفوظ ہیں البتہ تختِ طاؤس نادر شاہ لے گیا تھا جس کا اب نام و نشان تک نہ رہا۔

سجّادہ نشینی کا سولہواں سال (۱۰۲۹ھ - ۱۰۶۳ھ)

(شاہجہاں کی دوسری لڑکی روشن آرا کا حضرت بیعت ہونا اور خواجہ سیف الدین کی ولادت)

شاہجہاں بادشاہ کی دوسری لڑکی روشن آرا بیگم جو اپنے بہن بھائیوں میں بہت خوبصورت تھی، اس کے سب بھائی اپنے اپنے پیروں کی تعریف کرتے اور اس کو ان سے مرید ہونے کے لئے کہتے تھے۔ اسی طرح جب شہزادہ اورنگ زیب نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے بیعت کی تو اس نے بھی روشن آرا سے حضرت کا مرید ہونے کے لئے کہا۔ آخر روشن آرا نے ایک رات استخارہ کیا کہ مجھے کس بزرگ سے بیعت ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش ہے اور اس طرح چمک دک رہا ہے کہ اس پر نظر نہیں ٹھہرتی، اس کے چاروں طرف سنگِ رخام کے برج بنے ہوئے ہیں اور اس محل کے اوپر ایک ستہری گنبد بنا ہوا ہے جو بہت بڑا اور آفتاب کی مانند روشن ہے، اس محل میں حضرت عروۃ الوثقیٰ تشریف فرما ہیں، نیچے کے حصہ میں بکثرت اولیائے کرام موجود ہیں، حضرت اس وقت خرزہ کھا کر چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں، جو اولیائے امت وہاں موجود ہیں وہ ان چھلکوں کو بڑی جدوجہد سے حاصل کرتے اور بڑی خوشی و رغبت سے کھاتے ہیں اور ان چھلکوں کے کھانے پر بڑا فخر کرتے ہیں، اسی اثنائیں ہاتھ کی نذا آئی کہ جو شخص حضرت عروۃ الوثقیٰ کے پس خوردہ چھلکے کھائے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمائے گا۔

روشن آرا نے صبح کو یہ خواب اپنے بھائی اورنگ زیب سے بیان کیا، وہ اس کو حضرت کی خدمت میں لے گیا اور مرید کر دیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے انتقال کے بعد روشن آرا بیگم نے اسی خواب والے نقشہ کے مطابق حضرت کے مزار پر عمارت تعمیر کرائی۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے پانچویں صاحبزادے خواجہ سیف الدین کی سرسہند تشریف

میں ولادت ہوئی۔

۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۳ھ

سجدہ نشینی کا سترہواں سال (سنہ ۱۰۵۱ھ)

حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے خسر میر صفحہ احمد رومی کا انتقال پر لالہ اور شاہجہاں بادشاہ کی تیسری بیٹی گوہر آرا بیگم کا حضرت سے مرید ہونا۔

جس طرح جمادی الاخریٰ ستائیس حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے لئے بڑا رنج و الم کا زمانہ تھا کہ ۲ جمادی الاخریٰ ستائیس کو آپ کے خسر شیخ سلطان کے حزنناک انجام کا ساتھ پیش آیا اور پچیس دن کے بعد ۲ جمادی الاخریٰ کو آپ کے والد ماجد وفات پا گئے۔ اسی طرح سنہ ۱۰۵۱ھ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے لئے بڑے رنج و الم کا سال تھا کہ اس سال آپ کے خسر حضرت میر صفحہ احمد رومی کا انتقال ہوا جو حضرت مجدد الف ثانیؓ کے خلفائے سے تھے اور اسی سال آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی رحلت فرمائی، صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ "اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور حضرت مجدد الف ثانیؓ کے قبہ سے سات ہاتھ پر مغرب کی طرف دفن کی گئیں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کو والدہ ماجدہ کے انتقال کا بہت رنج ہوا اور چند روز مریدوں کو توجہ بھی نہ دی، ایک دن فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا ہے کہ ایک بڑی مجلس منعقد ہے جس میں تمام بزرگ بی بیوں مثلاً حضرت مریمؑ، حضرت حدیجۃ الکبریٰؑ، حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہ الزہراءؑ وغیرہ جمع ہیں، وہیں میری والدہ ماجدہ بھی تشریف فرما ہیں اور کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہاری والدہ کو بھی زمانہ کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے۔"

حضرت عروۃ الوثقیٰؓ بھی ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "شب دو شنبہ ۷ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۱ھ کو حضرت قبلہ گاہی والدہ ماجدہ جو نے سفر آخرت اختیار کیا اور سپہاندگان کو با سینہ پیرا اور با چشم گریاں چھوڑ گئیں، ان کا وجود مبارک وسیلہ سعادت کو بن اور در پیکر رضا مند رب المشرقین تھا، اب اس راہ سے کسب فیض سے محرومی ہوگئی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ہ دوست اور اجاب ستر ہزار بار کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ کر اس کا ثواب آل محرومہ کی روحانیت کو پہنچائیں۔"

شاہجہاں بادشاہ کی تیسری لڑکی گوہر آرا بیگم، عقل و فہم، علم و عمل، میں اپنا نظیر نہ کھتی تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتی اور صبح و شام خوفِ خدا سے روتی اور سنتِ نبویؐ سے

۷ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۵ و ۲۶۔ ۷ مکتوباتِ معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۳۔

سرموختا ورنہ کرتی، ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلغ ہے جس کی دیواریں سرخ یا قوت کی ہیں درخت زرد کے ہیں اور زمین سنہری ہے، اس بلغ کے اندر ایک محل مروارید کا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی محل میں کھڑا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بار بار متوجہ ہوتے ہیں اور وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جملہ مہات سرا انجام دیتا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجه محمد معصوم ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و دنیا کا کارخانہ اُن کے سپرد کر دیا ہے۔

یہ خواب گوہر آرا بیگم نے اپنے بھائی اورنگ زیب سے بیان کیا اور اسی کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئی، حضرت عروۃ الوثقیٰؒ اس کے حالات سے بہت خوش تھے، تکمیل سلوک کے بعد اس کے حق میں تہایت اعلیٰ درجہ کی خوشخبری دی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گوہر آرا بیگم سرسہد شریف ہی میں مقیم ہو گئی تھی اور وہیں اس نے وفات پائی، کیونکہ صاحب روضۃ القیومیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سر جمعہ کو نماز کے بعد بلغ کی سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو سرسہدی بلغ میں گوہر آرا کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے رہتے اور فرماتے کہ اس قبر پر بزرگ عظیم کا عجب ظہور ہے جو اکثر اولیاء کی قبر پر بھی نہیں ہوتا۔ ۱۷

سجدہ نشینی کا اٹھارواں سال (۱۰۵۱ھ - ۱۶۴۱ء)

(حضرت کی دعا کی برکت سے قندھار فتح ہوا)

اس سال بادشاہ ہند (شاہجہاں) نے ایران پر فوج کشی کی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ والی ایران نے اپنی مجلس میں کہا کہ سلطان ہند میں اہل ایران سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں اگر ہم چاہیں تو صرف

۱۷ لہ روضۃ القیومیہ لمخضار کن دوم ص ۲۰ و ۲۱۔

۱۸ صاحب منتخب البلب لکھتے ہیں: "شاہجہاں نے قلعہ قندھار کی تسخیر کیلئے فوجیں روانہ کیں اور اواخر شوال ۱۰۵۱ھ کو قندھار میں شاہجہاں بادشاہ کے نام کا خطبہ اور سکھ جاری ہو گیا (۱۷) ۱۸۰ سالہ میں پھر اطلاع ملی کہ شاہ صفی نے رستم خان گرجی کو ایک لشکر اور بھاری توپ خانہ کے ساتھ قلعہ قندھار کی تسخیر کیلئے روانہ کر دیا ہے۔ (اس خبر کی بنا پر) آخر محرم میں دارا خلوہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا گیا (۱۹) اسی آنایس شاہ ایران کے قوت ہوجانے کی اطلاع ملی۔ اس کے ساتھ ہی دارا شکوہ کی عرضداشت پہنچی جس میں شاہ ایران کی وفات کی اطلاع تھی اور اس نے لکھا تھا کہ اگر حکم ہو تو لشکر اور توپ خانہ لیکر بلاخر اس پر فوج کشی کر دی جائے۔ بادشاہ نے جواب میں لکھا کہ ایک بیہم خورد سال حکمراں پر جس کی سلطنت ابھی قائم نہیں ہو سکی، چڑھائی کر دینا نیک سیرت سلاطین کی روش کے خلاف ہے۔" (منتخب البلب حصہ دوم ص ۱۷۱ و ۱۷۰)

ایک جینے میں تمام ہندوستان پر قبضہ کر سکتے ہیں لیکن چونکہ زمانہ قدیم سے ہم میں اور ان میں برادری کا تعلق ہے اس لئے ہمیں کبھی خواہش نہیں ہوتی کہ ہم ہندوستان پر قبضہ کریں۔ جب شاہجہاں نے یہ بات سنی تو..... ایک جہاد لشکر لیکر ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سرحد پہنچ کر حضرت عروۃ الوثقی کی خدمت میں اس عہد کے لئے دعا اور توجہ کی درخواست کی، حضرت نے فرمایا کہ ”ہم آج رات اس بارے میں توجہ کریں گے جو کچھ معلوم ہو گا اس کے موافق جواب دیں گے۔ دوسرے روز جب بادشاہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ ”ہم نے اس عہد کے بارے میں توجہ بلیغ کی ہے فضل الہی سے قوی امید ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو فتح و نصرت عطا فرمائے گا“ بادشاہ اس خوشخبری سے بلوغ بالغ ہو گیا بعد ازاں ایران کی جانب روانہ ہوا، جب ستر لیں طے کر کے کابل کے قریب پہنچا تو شہزادہ محمد اورنگ زیب کو آگے بھیجا، شہزادہ نے کابل پہنچ کر ایک عریضہ حضرت عروۃ الوثقی کی خدمت میں دعا و توجہ کیلئے لکھا اسے (دوسرے روز) حضرت عروۃ الوثقی نے اس کے جواب میں ایک بہت طویل مکتوب جہاد اصغر کے فضائل اور جہاد اکبر کے معارف کی شرح جس کے بیان میں تحریر فرمایا جس کے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین کے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت عروۃ الوثقی نے اس مکتوب کو ان معرزا الفاظ سے شروع کیا ہے:-

”بشاہزادہ دین پناہ سلطان محمد اورنگ زیب سلمہ اللہ تعالیٰ..... ان لوگوں کا وقت و حال لکنا اچھا ہے جنہوں نے اس بہت بڑے کام اور عظیم عہد کے لئے مکرہت کو پُرست خدمت کے ساتھ چُست باندھا ہے اور نیک نیتی کے ساتھ اس سخت سفر کو جو کہ حقیقت میں خیرات و برکات کا پھل دینے والا اور درجات کی ترقی کا وسیلہ ہے ذوق و شوق کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جنت میں توراہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کیا ہے ہر روز چول کا درمیانی فاصلہ آسمان و زمین کے درمیانی فاصلہ کی مانند ہے..... (نیز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک ساعت ٹھہرنا شب قدر کو مکہ مکرمہ میں حجرا سود کے نزدیک قیام کرنے سے بہتر ہے..... اگر گوشہ نشین فقرا ساہا سال ریاضت کریں اور چلے کھینچیں تو بھی اس عمل کی گرد کو نہ پہنچیں، جو طاعت و عبادت اُس مقام میں ادا ہوتی ہیں گوشہ نشین کی طاعات سے کسی گناہ زیادہ (افضل) ہیں..... نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کھڑا ہونا (اگرچہ) وہ اس میں تلوار بھی میان سے نہ نکالے اور وہ تیرے سے کسی کو زخمی بھی نہ کرے اور کسی پر تیر بھی نہ پھینکے ایسی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے جس میں آنکھ چھپکنے کی مقدار بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو..... (اس میں کچھ) شک نہیں ہے کہ یہ خدمت و عہد جس کی طرف آپ متوجہ ہیں

جہاد فی سبیل اللہ ہی ہے۔ اب ہم جہادِ اصغر (جہادِ اعداء) سے جہادِ اکبر (جہادِ نفس) کی طرف لوٹتے ہیں۔ انسان کا نفس امارہ تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی کے باوجود اپنے کفر و انکار پر پُصر ہے آسمانی احکام کی طرف مائل نہیں ہونا اور احکامِ الہی جل سلاطین کی اطاعت نہیں کرتا وہ (نفس) چاہتا ہے کہ سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں اور وہ کسی کا فرمانبردار نہ ہو۔ صوفیہ کے کرام کے طریقہ میں اولین مطلوب اسلام حقیقی کا حاصل ہونا ہے جو کہ نفس امارہ کے مطیع ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ اسلام جو اطمینانِ نفس سے پہلے محض تصدیقِ قلبی سے حاصل ہوتا ہے صوفیہ اُس کو مجازی کہتے ہیں اور اس کو حقیقی اسلام کہتے ہیں۔ الیٰ آخرہ ۱۹

سجّادہ تشینی کا انیسواں سال (۱۰۵۲ھ ۱۶۲۲ء)

(حضرت آدم نبوریؒ کا حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کی خدمت میں)

اس سال کے حالات میں سے یہ ہے کہ جس طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ نے اپنے حضور میں حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کو اپنا قائم مقام بنا کر سزا دینا شروع کیا تھا اور تمام خلفاء و مریدین کو ان کی بیعت کا حکم دیا تھا اور سب نے بیعت کی تھی اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وصال کے بعد حسب سابق تمام خلفاء و مریدین نے حضرت عروۃ الوثقیٰؒ سے تجدیدِ بیعت کی تھی، ان دونوں بیعتوں میں حضرت آدم نبوریؒ بھی شریک تھے اور روزانہ صبح و شام حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے حلقہ میں شامل ہوتے تھے، بعد ازاں چند دن شہر تبور (جو کہ سرہند شریف سے باہر میل کے فاصلہ پر واقع ہے) میں رہتے اور چند دن حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کی خدمت میں، لیکن جب شیخ کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا تو سرہند شریف کی حاضری میں بہت کھاگئی اور شیخ کے مریدوں نے (جیسا کہ مریدوں کی عادت ہوتی ہے) کہ اپنے پیر کی تعریف میں حد سے بڑھ جاتے ہیں کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے پیر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نائبِ نائب ہیں اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ سے افضل ہیں۔ — دوسری وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چھوٹے صاحبزادے جو حضرت کی حیات میں کم سن تھے) سیر کے لئے تبور شریف لے گئے تو حضرت شیخ آدم نے اعلانیہ مجلس میں کہا کہ یہ مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کی حیات میں چھوٹے تھے اس لئے حضرت کے

۱۹ مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۶۴۔

۱۹۵۲ء کے واقعات میں ہے کہ ممتاز محل کے مزار کی عمارت "تاج محل" کو گرو مہرت خاں کے انتہام میں بارہ سال کی مدت میں پچاس لاکھ کے صرف سے تیار ہوئی۔ (شعب الملباب حصہ دوم ص ۱۷۵)

سلوک حاصل نہ کر سکے اور یہ نعمت جو مجھے حاصل ہے یہ بھی انہی کے والد بزرگوار کی عطا کردہ ہے۔ اس بات کے کہنے سے ان کا یہ مقصد تھا کہ شاہ جو مجھ سے فیض حاصل کریں۔ اس بات کو بہت لمبا چورا کر کے اور مزید باتوں کے اضافہ حکایت لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰؒ تک پہنچا دیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کو ان باتوں کا علم ہو کر سب رنج ہوا اور شیخ آدمؒ سے ناراض ہو گئے۔ لیکن جب شیخ آدمؒ بوریؒ کو حضرت کی ناراضگی کا علم ہوا تو سرسند شریف حاضر ہوئے اور ایک خادم کو حضرت کی خدمت میں بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت ہوں، حضرت نے اجازت دی، چنانچہ شیخ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ میں آنجناب کا ادنیٰ خادم ہوں اگر مجھ سے سہواً کچھ خطا ہو گئی ہے جو آنجناب کے ملول خاطر کا باعث ہوئی ہے تو میں معافی کا خواستگار ہوں، حضرت خواجہ محمد سعیدؒ اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ دونوں نے معاف فرما دیا اور بہت کچھ عنایت و شفقت فرما کر رخصت کیا۔ شیخ صاحب آداب بجا لاکر حج کو تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ حضرت مروج الشریعہ یواخت المحرمین میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰؒ خواجہ محمد محصومؒ حج کے لئے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو جب کبھی یقیع کی زیارت کے لئے تشریف لیا تو شیخ کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے اور باطن میں ان کے حمد و معاون ہوتے اور فاتحہ کے بعد فرماتے کہ شیخ آدمؒ ہم سے شرماتا ہے لیکن ہم نے اُسے بالکل معاف کر دیا ہے

سجدہ نشینی کا بیسواں سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۵۳ھ تا ۱۰۶۳ھ)

(سلطان عبدالرحمن بلخی کامرید ہونای)

سلطان عبدالرحمن بلخی شہزادہ اورنگ زیب کی قید میں سرسند شریف پہنچا اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کی زیارت سے مشرف ہو کر اسقدر متاثر ہوا کہ فوراً مع اپنی بیوی کے حضرت کامرید ہو گیا اور سرسند شریف میں ہی اقامت اختیار کر لی اور وہیں دفن ہوا، چنانچہ سلطان کی قبر حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے روضہ کے چوتھے کے جنوب میں سنگ رخام کی بنی ہوئی ہے "شرف المکان بالمکین" اس کے حق میں صادق آتا ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ اس پر بہت مہربان تھے۔ شاہجہاں بادشاہ نے بلخ کی سلطنت اُسے واپس دینی چاہی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کی صحبت میں رہنے کو ترجیح دی۔ اور سلطنت اپنے بھائی گودلادی سے

۱۰۶۳ تا ۱۰۶۵ھ ایضاً ۱۰۳۹ھ

۱۸ شعبان ۱۰۵۳ھ کو بادشاہ حضرت معین الدین حسینیؒ کے ہزار کی زیارت کے لئے آجیر گئے
۸ رمضان کو وہاں پہنچ کر زیارت کی، وہاں کے قادموں کو دس ہزار روپیہ عیانت کیا کہ ایک بڑی دیگ
بنا کر شکار کے ہوتے تیل گایوں کے گوشت اور چاول پکا کر حیت مکانی چھا کر بادشاہ کو ایصالِ ثواب
کے لئے مستحقوں میں تقسیم کرائیں، ایک سو پینتالیس من بچتہ چاول گوشت اور گھی اس دیگ میں پکایا گیا

سجّادہ نشینی کا اکیسواں سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۵۲ھ تا ۱۶۴۳ھ)

اس سال جب شاہجہاں بادشاہ کی سواری سرسند شریف پہنچی تو جشن نوروز اور بادشاہ کی
کے غسلِ صحت کی خوشی منائی گئی ۱۵

سجّادہ نشینی کا بائیسواں سال (۱۰۵۵ھ تا ۱۶۴۵ھ)

کوئی قابلِ ذکر بات نہیں ملی۔ ۱۵

سجّادہ نشینی کا تیسواں سال (از یکم ربیع الاول ۱۰۵۶ھ تا ۱۶۴۶ھ)

کاشغر کا بادشاہ حضرت عروۃ الوثقیٰ سے غایب ہو گیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے دوسرے فرزند
حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ کی شادی حضرت عروۃ الوثقیٰ کی ہمیشہ حضرت خدیجہ کی صاحبزادی سے ہوئی ۱۵

علیہ منتخب اللباب حصہ ۳ ص ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷۔ ۱۸۳۔ ۳ روضۃ القویۃ رکن دوم ص ۵۸
۱۰۵۳ھ کا واقعہ ہے کہ بادشاہ بیگم کی سالگرہ کے جشن کے دن اتفاق سے شمع کا شعلہ بادشاہ بیگم کے دامن میں لگ گیا
جس سے اس کے دونوں ہاتھ، پیٹ اور سینہ جل گیا۔۔۔ بادشاہ بیٹی کے غم میں بہت کم دریا میں آنے زیادہ تر بیگم کے بستر کے
پاس ہی رہتے تھے۔۔۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ کو جتنی محبت داراشکوہ اور بادشاہ بیگم سے تھی اتنی کسی اولاد سے نہیں تھی بیگم کی بیماری
میں وہ رات کو دروہر تک بیٹھا ہوا اللہ تعالیٰ کے حضور میں رورو کر دعا میں گزارا کرتا تھا۔۔۔ آخر اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی (۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷)
۱۵ اس سال یکم ذی قعدہ (۱۰۵۵ھ) کو توجہاں بیگم نے وفات پائی۔ منتخب اللباب حصہ ۳ ص ۱۹۲
۱۵ اس سال قبلہ عالم (شہزادہ اورنگ زیب) بیخ میں عید العزیزیاں کے مقابلے میں صفت آرائی اور غنیم کی فوج مورخ کی طرح
بہر طرف سے حضرت کو گھیر رکھا تھا تاہم آگ کا وقت آگیا تو جہاں پناہ نے زادہ فرمایا کہ عین معرکہ کارزار میں نماز سے فراغت حاصل کر لیں۔
قدام بارگاہ نے حضرت کو منع کیا کہ ایسے نازک وقت میں اپنے سوا کسی اور کو غافل ہونا مناسب نہیں ہے۔ قبلہ عالم نے اراکین دربار کے
معروضے پر توجہ دفرمائی اور سواری سے نیچے اتر کر فرضِ وسنت اور نفل بے حد اطمینان کے ساتھ میدان کارزار میں ادا فرمائے۔
عید العزیزیاں والی بجارانی یہ واقعہ سنا تو حضرت کی شجاعت کا اندازہ کر کے حیران رہ گیا چنانچہ اس نے جنگ سے کنارہ کشی
کی اور کہا کہ ایسے شخص سے جنگ کرنا اپنے کو قہرِ ہلاکت میں گزارنا ہے۔ (ماثر عالمگیری ص ۳۵۹)

سجّادہ نشینی کا چوبیسواں سال (س ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء)

(والیٰ میں کاغابانہ مرید ہوتا)

حضرت عروۃ الوثقیٰ کے کچھ مرید حج کے لئے گئے تو اثنائے راہ میں یمن کی بندرگاہ محہ پر پہنچے وہاں کا حاکم امام یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا، جب اس نے حضرت کے ان مریدوں کا طور و طریقہ دیکھا اور شریعت مطہرہ پر پابند پایا تو ان کا معتقد ہو گیا اور ان کے حالات سے والیٰ یمن کو بھی مطلع کیا، چنانچہ والیٰ یمن ان کو اپنے پاس بلا کر تفصیلی حالات معلوم کئے بعد ازاں مخلصانہ ارادت و نیاز مندی کا ایک عریضہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں ارسال کیا اور کاغابانہ مرید ہوا۔

سجّادہ نشینی کا چھبیسواں سال (س ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء)

(شیخ حبیب اللہ کو خلافت عطا فرما کر بخارا روانہ فرمایا)

اس سال حضرت عروۃ الوثقیٰ نے شیخ حبیب اللہ کو خلافت عطا فرما کر بخارا بھیجا وہاں ان سے بڑی کرامات ظاہر ہوئیں جس کی وجہ سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بخارا میں مزید شہرت ہو گئی۔

سجّادہ نشینی کا چھبیسواں سال (س ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء)

(شاہ بدخشاں کاغابانہ مرید ہوتا)

شاہ بدخشاں جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کا معتقد و مرید تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ جس کو بادشاہ بنایا گیا وہ نوجوان و نوا موز تھا اس لئے وہ بہت جلد شاہزادہ اورنگ زیب کے رعب دہ سے

لے روختہ اقبومیہ بلخسار کن دوم ص ۵۹، ۵۸۔ لے ایضاً ص ۶۰

۵۷ھ حتی سجانہ و نقالی نے شاہجہاں بادشاہ کو تعمیرات کا جو عمدہ ذوق عطا فرمایا تھا اس کی نظیر بھی مشکل ہے اس سال (۲۲۳۳ھ) دو تعمیرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں: (۱) دہلی کا لال قلعہ: ۹ محرم ۱۰۵۸ھ کو قلعہ کی عمارتوں کی بنیاد رکھی گئی۔ (۲) ۲۲۳۳ھ (۲۲۳۳ھ) بعد ازاں بادشاہ ۱۲ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو دریائے راستہ شاہجہاں آباد روانہ ہو گئے اور ۲۲ تاریخ کو بادشاہ کی سواری قلعہ پر پہنچی۔ یہ قلعہ آٹھ سال کی مدت میں ساٹھ لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوا۔ تعمیر کا انتظام پہلے غیرت خاں عرف کا مگر اس کے اہتمام میں شروع ہوا تھا پھر اللہ وردی خاں تعمیرات کا روضہ مقرر ہوا آخر اس کی تکمیل کمرت خاں کے زیر اہتمام ہوئی۔

بادشاہ کو یہ تاریخ بہت پسند آئی، شاہ شاہ جہاں آباد از شاہ جہاں آباد (شعب الیاب حصہ دوم ص ۲۲۴، ۲۲۳)

(۲) ٹھٹھہ کی جامع مسجد اس میں خوبی ہے کہ امام خواہ منبر پر خطبہ پڑھے یا محراب میں نماز پڑھے اس کی آواز ہر سمت کے دالان میں اسی طرح پہنچتی ہے جس طرح کہ محراب و منبر پر ہوتی ہے۔ تاریخ ملاحظہ ہو "گشت زیبا جو مسجد اقصیٰ"

مرعوب ہو گیا اور اس نے شہزادہ کو بہت بڑی رقم بطور ضیافت پیش کر کے صلح کر لی، اس بنا پر حضرت عروۃ الوثقیؓ کے بعض حاسدین نے موقع پا کر شاہ بدخشاں سے کہا کہ اورنگ زیب نے حضرت عروۃ الوثقیؓ کے اشارے سے تجھ پر چڑھائی کی تھی وغیرہ شاہ بدخشاں کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور اس کے دل میں حضرت کی طرف سے کدورت آگئی۔ بعد ازاں ایک رات شاہ بدخشاں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقیؓ اس پر ناراض ہو رہے ہیں، جب خواب سے بیدار ہوا تو حضرت کے رعبِ جلال سے متاثر ہو کر اپنے خیالات سے توبہ کی اور ایک عریضہ تحفے اور ہدیے کے ساتھ حضرت عروۃ الوثقیؓ کی خدمت میں ارسال کر کے درخواست کی کہ مجھے ایسا مرید بنا لیا جائے۔ حضرت نے اس کو غالباً نہ مرید کر کے بطور تبرک اپنی کلاہ مبارک اس کے لئے ارسال فرمائی جو ایک عرصہ تک بدخشاں کے بادشاہوں کی زینت رہی۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقیؓ کے چھٹے فرزند شیخ محمد صدیق کی ولادت ہوئی۔ ۱۷

سجّادہ نشینی کا سا اسیواں سال (سنہ ۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء)

(حضرت عروۃ الوثقیؓ کا اپنی خانقاہ و مسجد کی توسیع کرانا)

جب حضرت عروۃ الوثقیؓ کے ارشاد و تبلیغ کی شہرت زیادہ ہوئی اور لوگوں کا ہجوم بہت بڑھ گیا تو وہ قدیم مسجد جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بنوائی تھی نا کافی ہو گئی لہذا حضرت عروۃ الوثقیؓ نے اس میں توسیع کرنی چاہی تو دیگر حضرات کے علاوہ تربیت خاں نے بھی حصولِ سعادت کے لئے درخواست کی حضرت نے اس کی درخواست منظور فرمائی، چنانچہ تربیت خاں نے تہایتِ عالی شان اور وسیع مسجد و خانقاہ بنوائی اور قدیم مسجد کو علامت کے طور پر ایک چوتھرہ کی شکل میں رہنے دیا کیونکہ وہ مقام بھی بہت متبرک ہے اسی مقام پر مثالی شکل میں کعبہ کا نزول ہوا تھا۔ اس چوتھرہ سے مغرب کی جانب ایک حوض بنوایا جس کے اوپر مچھلی کی پیٹھ کی طرح کی ایک آبتنی مسجد کے خوب میں سالکانِ طریقت کے لئے چند حجرے بنوائے۔ قدیم مسجد کا حوض اور بہت سی زمین حضرت مجدد کے روضہ کے صحن میں داخل کر کے روضہ کے گرد و نواح کو وسیع کر دیا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضہ کے مغرب اور شمال کی طرف ایک بلع تھا جو "بلع ملک احمد" کے نام سے مشہور تھا جس کا طول و عرض ایک ایک کو س تھا، یہ بلع ایک مخلص نے حضرت عروۃ الوثقیؓ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا تھا جس میں حضرت کے صاحبزادوں نے اپنے رہنے کیلئے عالی شان

۱۷ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۸ و ۲۹۔ ۱۸ ہدیہ احمدیہ ص ۸۴۔

محلات تعمیر کرائے۔ اس کے شمال و مغرب میں عزیز زمین حاصل کر کے ایک خوبصورت بازار بنوایا، جس میں ہر قسم کی دکانیں اور ساز و سامان تھا۔ چونکہ ان عمارتوں کا ہتتمہ مندر نامی حضرت کا نواجہ سرائے تھا اس لئے اس بازار کا نام صدر پورہ ہو گیا۔ اس بازار کے مشرقی سمت بلغ کے کنارے پر حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے لئے ایک بڑا محل بنایا گیا جس میں حضرت حلقہ و مراقبہ کرایا کرتے تھے حضرت نے عمر کے آخری آٹھ سال یہیں گزارے۔

اس سال شاہجہاں بادشاہ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی زیارت کے لئے سرسدا آیا، کافی دن قیام کیا اور اپنے ارکان سلطنت سے کہا کہ چونکہ یہ شہر میرے دونوں دارالخلافوں (لاہور و دہلی) کے درمیان ہے نیز یہ کہ میں حضرت کی زیارت کے لئے آتا رہتا ہوں اس لئے بھی اس شہر میں میرے لئے عالی شان محلات بنوائے جائیں چنانچہ یہاں بھی اسی طرح کے محلات بنوائے گئے جیسے کہ شاہجہاں آباد میں بنے تھے۔ ۵ الاسودائیاں شہرے سنت درہند کہ اندر پائے او بہناد سرہند ۶ رے عاشقوا ہندوستان میں ایک شہر ہے جس کے پیروں پر خود ہندوستان نے سر رکھ دیا ہے۔

سجدہ نشینی کا آٹھائیسواں سال (۱۰۶۱ھ ۱۶۵۱ء)

(شاہجہاں بادشاہ کا حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے مشورے سے مملکت کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کرنا)۔
اس سال مملکت کی سیاست میں ایک طرح کا انقلاب آیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شاہجہاں بادشاہ سرہند شریف میں حاضر ہوا اور حضرت سے ملاقات کے بعد عرض کیا کہ دنیاوی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں مملکت کو اولاد میں تقسیم کروں تاکہ میرے بعد شہزادے آپس میں نہ لڑیں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور فرمایا کہ کوئی عہد اور نگ زب کو بنا سکتا ہے نہ وہ سب شہزادوں میں زیادہ لائق ہے۔ شاہجہاں نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ دہلی پہنچ کر جب شاہجہاں نے اورنگ زیب کو ولیعہد بنا دیا اور ملک دکن داراشکوہ کے حوالے کرنا چاہا تو داراشکوہ نے جو بڑا بیٹا تھا دکن لینے سے انکار کر دیا، چونکہ شاہجہاں بادشاہ کو داراشکوہ سے بے حد محبت تھی جو وہ کہتا مان لیتا تھا اس لئے مجبوراً دکن اورنگ زیب کو دیا اور ہندوستان داراشکوہ کو۔ اورنگ زیب نے کہا مجھے سلطنت دکن نہیں میں تو ایک فقیر آدمی ہوں میں حضرت کی خدمت میں رہوں گا ہند اور دکن دونوں داراشکوہ کو دیدوں۔ آخر بادشاہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ہر چہ جیلہ کیا کہ کسی طرح داراشکوہ

دکن لینے پر راضی ہو جائے لیکن وہ راضی نہیں ہوتا اور میرے بس میں نہیں آتا، اگر میں نے ہندوستان اورنگ زیب کے حوالہ کر دیا تو فسادِ عظیم کا خطرہ ہے اس لئے درخواست ہے کہ چونکہ اورنگ زیب آنجناب کا مرید ہے اس لئے آپ اسے دکن لینے پر راضی کریں حضرت نے اورنگ زیب کو بلا کر فرمایا کہ اطمینان رکھو آخر تم ہی دکن اور ہندوستان کے بادشاہ ہو گے، تمہاری سلطنت کا پورے ہندوستان پر ہونا اظہارِ شمس ہے، اس وقت باپ کے فرمان کو قبول کرو اور دکن لینے پر راضی ہو جاؤ۔ اورنگ زیب حضرت کے فرمان سے مجبور ہو کر دکن لینے پر رضامند ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت نے بادشاہ سے فرمایا کہ ہم نے اورنگ زیب کو دکن لینے پر رضامند تو کر لیا ہے لیکن دارا شکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعتِ محمدیہ کو رواج دینے کی کما حقہ کوشش کرے اور شریعت کا کوئی دقیقہ فرگذاشت نہ ہونے پائے تاکہ اس کی سلطنت قائم رہے اگر امورِ شریعیہ کے اہرامیں ذرا بھی غفلت برتی تو نہ وہ رہے گا۔ اس کی سلطنت بلکہ شامیت اعمال کا خمیازہ تم کو بھی بھگتنا پڑے گا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کر لیا اور ملک کو اس طرح تقسیم کیا کہ شاہجہاں آباد، اکبر آباد، الہ آباد، بہار، اودھ، مالوہ، اجیر، سرہند، لاہور، ملتان، ٹھٹھہ، کشمیر اور کابل، دارا شکوہ کو دیئے۔ اور بریل، پورا، اورنگ آباد، بیدر، کرناٹک اور اراکاٹ وغیرہ دکن کے تمام ممالک اورنگ زیب کے سپرد کئے اور یہ قرار دیا کہ اورنگ زیب اورنگ آباد میں رہے اور دارا شکوہ شاہجہاں آباد میں، اور دونوں کی مسجد دریائے نرپدا قرار پائی۔ دونوں کے تائیکہ کردی کہ اپنے اپنے علاقہ میں بھائیوں کی طرح رہیں گے اور آپس میں جنگ و جدال نہ کریں گے۔ بنگال تیسرے بیٹے شہزادہ شجاع کو دیا اور گجرات چوتھے بیٹے مراد بخش کے سپرد کیا۔ چاروں سے عہد و پیمانہ لیا کہ اپنی اپنی حدود پر قائم رہیں گے۔ اور اس بارے میں ایک عہد نامہ تیار کر لیا جس پر حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حازن الرحمہ اور حضرت کے فرزندوں اور خلفاء کے علاوہ ارکان سلطنت و شاہیہ سے دستخط کرائے اور شہزادوں کو پتہ و نصائح کر کے اپنے اپنے علاقوں کو رخصت کر دیا۔

۱۷۰۰ء ان واقعات کو تاریخ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں: جب شاہزادہ محمد اورنگ زیب خدمت میں واپس آیا تو بادشاہ نے اُسے دکن کے چار صوبوں کا بااختیار صوبہ دار بنا کر رخصت کر دیا، احمد آباد کا صوبہ شائستہ خاں کو عطا ہوا شاہزادہ دارا شکوہ کو ترقی دیکر تیس ہزاری سپہ سالاروں کا منصب اور دو کروڑ دام انعام اور کابل کی صوبہ داری عطا ہوئی۔ کابل کی نیابت سلیمان شکوہ کے تفویض ہوئی اور اسے ترقی دے کر آٹھ ہزاری چار ہزار سپہ سالاروں کا منصب دیا اور سرخ خیمہ بھی عطا کیا جو اس تاریخ تک شاہزادوں کو نہیں دیا جاتا تھا۔ دارا شکوہ کی طرف سے ملتان کی نیابت محمد علی خاں کو دی گئی۔ شاہزادہ محمد شجاع کو بنگالہ رخصت کر دیا۔

(تختِ اللباب حصہ دوم ص ۲۷۲)

۱۷۰۰ء تا ۱۷۰۸ء -

سجادة نشیمنی کا تیسواں سال ^{۲۹} (۱۰۶۲ھ - ۱۰۶۳ھ) ۱۶۵۲ء

(شیخ میر کامریہ ہوتا اور شیخ محمد رادی کی ولادت)

اس سال ارکان سلطنت میں سے شیخ میر نامی حضرت عروۃ الوثقیٰ سے مرید ہوئے۔ شیخ میر کے دو صاحبزادے مکرم خاں اور محترم خاں پہلے ہی سے حضرت کے خصوصی مریدوں میں سے تھے، امارت و ریاست کے باوجود یہ دونوں صاحبزادے محبت و احترام کے جذبہ میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کی پابندی کتدھوں پر اٹھا کر شاہجہاں آباد (دہلی) تک لیجاتے تھے حضرت بھی ان دونوں صاحبزادوں پر بہت مہربان تھے۔ اسی سال حضرت شیخ محمد عبید اللہ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد رادی کی ولادت ہوئی۔

سجادة نشیمنی کا تیسواں سال ^{۳۰} (۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۴ھ) ۱۶۵۳ء

(حضرت نے شیخ مراد کو مرید کرنے کے ہفتہ عشرہ بعد خلافت دیکر بیت المقدس روانہ کیا)

اس سال ہندوستان کے ایک بزرگ شیخ مراد حضرت عروۃ الوثقیٰ سے مرید ہوئے۔ حضرت نے ان کو ایک ہفتہ یا تین ہفتہ بعد خلافت عطا فرما کر ملک شام بھیج دیا، شیخ صاحب نے عذر پیش کیا لیکن حضرت نے فرمایا کہ میں نے تمام خواجگان کی رائے سے تم کو مامور کیا ہے لہذا کسی قسم کا فکرتہ کرو۔ بعد ازاں فرمایا کہ پہلے ماوراء النہر میں شیخ جید اللہ کے پاس جاؤ پھر براہ ایران ملک شام پہنچ کر بیت المقدس میں مقیم ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ نے حسب الارشاد عمل کیا اور وہاں پہنچ کر لوگوں میں تبلیغ کی۔ جب بادشاہ روم (ابراہیم خاں) کو معلوم ہوا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنا ایک خلیفہ ملک شام میں بھیجا ہے تو ایک امیر کے بدست ایک لاکھ دینار شیخ صاحب کے لئے اور تین لاکھ دینار آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے سالانہ مقرر کئے۔ شیخ مراد اپنے زمانہ میں ملک شام کے مشہور شیخ تھے۔ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ حج کے لئے تشریف لے گئے تو شیخ مراد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر طرح کی خدمت بجالائے۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مکتوبات شریفہ کی جلد اول تکمیل ہوئی، اس کے آغاز کا مادہ تاریخ "درۃ الحاج" ہے اور اختتام کا مادہ تاریخ "جمع کالات نبوت" ہے۔

۱۰۶۳ھ

۱۰۶۳ھ

سجّادہ نشینی کا اکتیسواں سال^{۳۱} (ازیکم ربیع الاول ۱۰۶۴ھ)

صاحب روضۃ القیومیہ نے اکتیس^{۳۱} اور تیسویں سال کا ایک ہی عنوان لگایا ہے غالباً ان کو اس سال کے واقعات میں کوئی اہم واقعہ نہ ملا ہوگا۔

سجّادہ نشینی کا تیسواں سال^{۳۲} (ازیکم ربیع الاول ۱۰۶۵ھ)

(شہر سامانہ کے ایک رئیس کا قتل)

اس سال شہر سامانہ (جو کہ مضافات سرحد میں ہے) ایک رئیس تلج محمود نامی سے دین اسلام کی اہانت سرزد ہوئی جس کی وجہ اس کو قتل کیا گیا چونکہ تلج محمود کی والدہ اور چچی دونوں کاشا ہی محل میں بڑا سرفراز تھا بلکہ اس کی والدہ نے داراشکوہ کو دودھ بھی پلایا تھا اس لئے داراشکوہ نے اس کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن حضرت عروۃ الوثقیٰ^{۳۲} دینی حمیت کے جوش میں دہلی تشریف لے گئے اور اس کو قتل کر کر دم لیا۔

سجّادہ نشینی کا تیسواں سال^{۳۳} (ازیکم ربیع الاول ۱۰۶۶ھ)

(وزیر اعظم سعد اللہ خاں کی وفات اور ہندوستان میں بدعات کا زور)

مذکورہ بالا واقعہ تلج محمود کے سلسلہ میں وزیر سعد اللہ خاں نے بھی اس کے بچانے کی کوشش کی تھی اس لئے سعد اللہ خاں بھی حضرت کے مورد عتاب ہوا، سعد اللہ خاں نے اپنے بیٹے فتح اللہ خاں کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں بھیج کر معافی چاہی، حضرت نے فرمایا اب موقع ہاتھ سے نکل گیا البتہ ہم دعا کرتے ہیں کہ اس کا خاتمہ بخیر ہو سکے۔ اب ہندوستان میں پھر بدعات کا زور و شور ہو گیا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب شاہجہاں بادشاہ نے داراشکوہ کو ولیعہد مقرر کر کے تلج شاہی اس کے سر پر رکھ دیا تو وہ بڑی حد تک برسرِ اقتدار آ گیا اور

عہ دارالخلافہ کے قلعہ اور حصار کے تیار ہونے کے بعد بادشاہ نے ایک ایسی مسجد کی عمارت کا حکم دیا کہ اس جیسی عمارت ہندوستان میں آج تک تعمیر نہیں ہوئی ہے اس میں جس صنعت کاری سے کام لیا گیا اس کی تفصیل تحصیل حاصل ہے، معماروں جس ہنر اور کمال کا مظاہرہ کیلئے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے، یہ سیتین چار امیروں خلیل اللہ خاں جعفر خاں، سعد اللہ خاں اور روح اللہ خاں کے اہتمام سے سچے سال میں دس لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوئی، اس کی تاریخ ہے "قبلہ حاجات آمد مسجد شاہ جہاں"۔ (منتخب اللباب حصہ دوم ص ۳۰۶۔)

عہ سعد اللہ خاں کا اواخر جمادی الاخریٰ ۱۰۶۶ھ میں مرض قوی لُج کے عارضہ میں انتقال ہوا۔ (ایضاً حصہ دوم ص ۲۹۱)

۵ ر ۵ روضۃ القیومیہ مختصراً کن دوم ص ۸۱ تا ۸۵۔

اب اس کے پاس کھلم کھلا برہمنوں اور جوگیوں کا مزید جھگڑا رہنے لگا جو اس کی خام خیالیوں کی تائید و تعریف کرتے اور ہاں میں ہاں ملا کر اس کو آسمان پر بٹھاتے تھے، اور وہ ان برہمنوں سے سنسکرت کی تعلیم حاصل کر کے ان کی مذہبی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرنے لگا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے عقائد میں بڑی بڑی تبدیلی آگئی تھی کہ وہ ایسی باتوں کا قائل ہو گیا کہ کافروں کے طریق پر چلنے سے بھی انسان حق تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے، اس نے کفر و اسلام کو توام قرار دیا

ان وجوہات کی بنا پر مسلمانوں میں کافرانہ رسومات شروع ہو گئیں اور ہر قسم کی بدعات نے پنچے نکلنے شروع کر دیئے۔ شاہجہاں بادشاہ چونکہ ان باتوں کا سخت مخالف تھا اس لئے بادشاہ سے ایسی باتوں کو پوشیدہ رکھنے کی سخت ہدایات تھیں۔ آخر داراشکوہ تمام احکامات بادشاہ کے نام سے اپنی مرضی کے مطابق نافذ کرنے لگا، پھر بادشاہ سے ملاقات پر بھی پابندی لگا دی بلکہ ایک حد تک بادشاہ کو نظر بند کر دیا گیا تھا، بعد ازاں داراشکوہ میں خود مختاری کی سخت زیادہ آگئی تو وہ حضرت عروۃ الوثقی کے بھی خلاف ہو گیا اس سلسلہ میں شاہجہاں نے ہر چند اس کو سمجھایا لیکن اس کی سمجھ میں قاک نہ آیا، حضرت عروۃ الوثقیؒ بھی ان حالات کی وجہ سے بہت آزرہ خاطر تھے اور چاہتے تھے کہ ہندوستان سے کافرانہ رسومات ختم ہو کر اسلامی نظام کو عروج حاصل ہو جائے لہ

سجادہ نشینی کا چوتیسواں سال ^{۳۲}
 (۱۰۶۷ھ ۱۶۵۶ء) از یکم ربیع الاول

(حضرت عروۃ الوثقیؒ کا فریضہ حج اور زیارت حرمین شریفین)
 ممکن ہے کہ بعض حضرات کے دل میں اس موقع پر یہ وسوسہ پیدا ہو کہ ہندوستان کی سلطنت کے بگڑے ہوئے حالات سے متاثر ہو کر حضرت عروۃ الوثقیؒ نے سفر حج کا ارادہ کیا، یہ بات قطعاً نہیں اور نہ ہی یہ ان کی شایان شان ہے بلکہ حضرات اولیائے کرام کے پیش نظر تو حق سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہونا ہے اور اس کی رضا تمام امور میں مقدم ہوتی ہے، ان کا آرام و سکون حق سبحانہ و تعالیٰ کی یاد اور ذکر میں ہونا ہے ان کو نہ کسی کی دشمنی گزند پہنچا سکتی ہے اور نہ کسی کی دوستی فائدہ دے سکتی ہے۔ ان کو تو صرف حق تعالیٰ کی جانب نگاہ رکھنی ہوتی ہے، جو حکم ملتا ہے اس پر لبیک کہنا ان کا کام ہوتا ہے، وہ اولیاءِ راشدینؑ ہی اس وقت ہیں جب اپنی خواہشات

لہ روزنہ رکن دوم ص ۸۵ تا ۸۸ ملخصاً۔

بلکہ خود کو اس کے حکم اور خوشنودی کے تابع اور وقت کر دیں، لہذا حق سبحانہ و تعالیٰ نے جس سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کی قسمت میں فریضہ حج ادا کرنا مقدر فرمایا تھا اسی سال آپ کے دل میں وہاں کے شوق نے غلبہ کیا اور اسباب پیدا ہو گئے جیسا کہ یا قوتہ ۲۷ میں ہے کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ حج زیارتِ حرمین شریفین کے عشق نے غلبہ کیا۔ . . . تو استطاعت اور زاد راہ کی کمی اور دوسرے مہلکات کے خوف کے باوجود آپ نے عزم کر لیا کہ شوق کے پاؤں اس راستہ کی فضا میں رکھ دیں (بجز ازاں ایک مخدوم زادہ سے فرمایا) میں نے اپنے آپ کو اور تم سب بھائیوں کو اس مقام مقدس میں پہنچا ہوا پایا اور طواف کرتے ہوئے دیکھا اور ان تمام دشواریوں کو جو مشکل نظر آ رہی تھیں (حق تعالیٰ کی جانب سے) آسان کر دیا گیا۔ لہذا آپ نے حج مقدس کا ارادہ مصمم کر لیا اور اس کی تیاری شروع کر دی۔

صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حج کا عزم یا حزم کر لیا تو پہلے حضرت میردالغ تانی کے ہزار مبارک پر حاضر ہوئے پھر اپنے دونوں بھائیوں، مخدوم زادوں اور تقریباً سات ہزار خلفاء و مریدوں کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے، شاہجہاں آباد پہنچے تو بادشاہ اور دارا شکوہ حضرت کو رخصت کرنے کے لئے آئے اور بہت بڑی رقم بطور نذرانہ پیش کی، حضرت نے اس میں سے تھوڑی رقم قبول کی۔ پھر جس شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے عوام و خواص اور حکمران طبقہ حسبِ حیثیت آپ کا استقبال کرتے اور بڑی تعظیم و تکریم اور ہر طرح کی خاطر و مدارات سے پیش آتے۔ بعض حضرات آپ کی معیت کی سعادت اور حج کے ذوق و شوق میں آپ کے ہمراہ بھی ہو گئے اور نگ زیب بھی زبردہ کے قریب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت عروۃ الوثقیٰ نے ازراہ لطف و کرم اپنی خاص ٹوپی اور نگ زیب کو عنایت کی، تلج شاہی اپنے دست مبارک سے اس کے سر پر رکھا اور بہت دعائیں دے کر رخصت کیا۔ نیز اورنگ زیب کی درخواست پر حصولِ برکت کیلئے مخدوم زادگان شیخ محمد اشرف و شیخ سعد الدین کو اس کے پاس چھوڑ دیا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ نے سورت پہنچ کر بحری سفر کے لئے پلنچ جہاز خود کرایہ پر لئے اور دس جہاز اورنگ زیب کی طرف سے آپ کو عنایت ہوئے جن میں غریب اور فقرا کو سوار کیا گیا اور صاحبِ حیثیت حضرات نے اپنے لئے خود انتظام کیا۔ کہتے ہیں کہ تین ہزار علماء اور مشائخ آپ کے ہمراہ تھے اس طرح پندرہ جہازوں میں تقریباً سات ہزار کا قافلہ بندرگاہ سورت سے حج کے لئے روانہ ہوا۔ جب جہاز بندرگاہ مخہ پر پہنچے تو وائی مین نے ارکانِ سلطنت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے

استقبال کے لئے بھیجا اور شایان شان جہاندارى کے فرائض انجام دیئے۔ اسی طرح ارض مقدس میں امام بن، شریف نکر، روم و شام اور عرب کے امارانے ہر جگہ حضرت کا استقبال کیا اور ہر ممکن خدمت بجالائے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے جقد ر خلفا، ان علاقوں میں مقیم تھے اپنے مریدوں سمیت حاضر ہوئے خصوصاً شیخ مراد بن کو حضرت نے خلافت عطا فرما کر بلکہ شام بھیجا تھا شامیوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور حضرت کے زمانہ قیام میں تمام انتظامات بحسن و خوبی انجام دیئے سلطان روم بھی مع ارکان سلطنت اور مخالف و ہدایا زیارت سے مشرف ہوا عرفات، مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ میں ہر جگہ حضرت ہی امیر حج سمجھے جاتے تھے، غرض کہ حج کی کثرت اور چل اس سال اسقدر ہوئی کہ اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔

سفر نامہ حرمین شریفین

یواقیت الحرمین کا ترجمہ پیش کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدس سفر حج اور زیارت حرمین شریفین کی تاریخوں کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

حج کی روانگی کے متعلق خود حضرت عروۃ الوثقیٰؓ تحریر فرماتے ہیں: "انشاء اللہ تعالیٰ ماہ ذی الحجہ میں اس جگہ (سرہند شریف) سے حجاز کے سفر پر روانگی ہوگی" (دفتر دوم مکتوب ۳۹)۔ نیز ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "میرے مخدوم امام امیر لکھنے میں کہ اس مہینے کے آخری دنوں میں جو کہ ماہ ذی الحجہ ہے ۲۲ یا ۲۹ تاریخ تک کسی روز سرہند سے روانگی ہو جائے اور سورت کی بندرگاہ سے کعبہ مقصود تک پہنچنا حاصل ہو جائے" (دفتر دوم مکتوب ۷۴)۔ اور ۶۷ء کا تعیین یا قوتہ ۷۱ سے ہوتا ہے "جب ۶۷ء میں حضرت (عروۃ الوثقیٰؓ) پر زیارت حرمین شریفین کے عشق نے غلبہ کیا انہی ۲۲ تا ۲۹ ماہ ذی الحجہ ۶۷ء کی کسی تاریخ میں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ سرہند شریف سے حرمین شریفین کے لئے روانہ ہوئے۔ سرہند شریف سے سورت کی بندرگاہ تک پہنچنے اور راستے میں مختلف مقامات پر ٹھہرنے میں کتنا عرصہ لگا پھر کس تاریخ کو وہاں سے جہاز پر سوار ہوئے اور کب بندرگاہ محمہ (حرمین) پہنچے اس کا تعیین مشکل ہے البتہ یواقیت الحرمین کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یا قوتہ ۷۱ تا ۷۲ء سرہند سے محمہ (حرمین) کی بندرگاہ تک پہنچنے کے واقعات پر مشتمل ہیں۔ ————— یا قوتہ ۷۱ میں درج ہے کہ

لے روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۸۹ تا ۹۳ لکھا۔

”حضرت (عزوة الوثقی) شب جمعہ ۲۳ شعبان ۱۰۶۸ھ کو فرار عہ سے صبحی کی طرف روانہ ہوئے“۔
 پھر یاقوتہ ۷ میں مکہ معظمہ میں داخلہ اور طواف کا ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ
 کی آخری تاریخوں میں سرہند شریف سے روانہ ہو کر ہند اور چین کے مختلف شہروں میں قیام فرماتے ہوئے
 آٹھ ماہ میں ماہ شعبان ۱۰۶۸ھ کی آخری تاریخوں میں مکہ معظمہ پہنچے۔

مقدمہ یواقیت الحرمین میں درج ہے کہ اُن حضرت (عزوة الوثقی) کو ۱۰۶۸ھ میں جو کہ کلمہ
 ”محمد معصوم زار الشفیع“ کے عدد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل و علا کی عنایت سے طواف بیت اللہ
 اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور اصحاب کرامؓ اور متبرک زیارت گاہوں کی زیارت
 میسر ہوئی۔ یعنی ۱۰۶۸ھ میں آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

یاقوتہ ۹ و ۱۰ میں درج ہے کہ اُن حضرت (عزوة الوثقی) کو ۱۰۶۸ھ میں جو کہ کلمہ
 ”محمد معصوم زار الشفیع“ کے عدد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل و علا کی عنایت سے طواف بیت اللہ
 اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور اصحاب کرامؓ اور متبرک زیارت گاہوں کی زیارت
 میسر ہوئی۔ یعنی ۱۰۶۸ھ میں آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

یاقوتہ ۹ و ۱۰ میں درج ہے کہ اُن حضرت (عزوة الوثقی) کو ۱۰۶۸ھ میں جو کہ کلمہ
 ”محمد معصوم زار الشفیع“ کے عدد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل و علا کی عنایت سے طواف بیت اللہ
 اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور اصحاب کرامؓ اور متبرک زیارت گاہوں کی زیارت
 میسر ہوئی۔ یعنی ۱۰۶۸ھ میں آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

یاقوتہ ۹ و ۱۰ میں درج ہے کہ اُن حضرت (عزوة الوثقی) کو ۱۰۶۸ھ میں جو کہ کلمہ
 ”محمد معصوم زار الشفیع“ کے عدد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل و علا کی عنایت سے طواف بیت اللہ
 اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور اصحاب کرامؓ اور متبرک زیارت گاہوں کی زیارت
 میسر ہوئی۔ یعنی ۱۰۶۸ھ میں آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اب یواقیت الحرمین کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عروۃ الوثقی

ح

سفرنامہ حرمین شریفین (اردو ترجمہ)

یواقیت الحرمین

مسمی بہ
و

حسانت الحرمین

حق سبحانہ و تعالیٰ کی معرفت کی کوئی حد نہیں، نہ ہی اس کے علم کی کوئی انتہا ہے وہ جس کو جب قدر چاہے عطا فرمائے یہ اس کے فضل و کرم پر موقوف ہے، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو سفر حج میں جو عجیب و غریب واقعات پیش آئے اور حقائق و معارف کے جو انعامات آپ پر وارد ہوئے ان کو محمد زواد حضرت خواجہ محمد عبداللہ قدس سرہ نے اہل عرب کے اصرار پر عربی زبان میں یواقیت الحرمین کے نام سے مرتب فرمایا تھا پھر شیخ محمد شاہ کفر زید صاحب حضرات القدس حضرت مولانا ابوالدین محمد صاحب نے حسانت الحرمین کے نام سے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام یاقوتِ احمر تجویز کیا جیسا کہ اس کے مقدمہ اور اختتامیہ میں اس کی صراحت ہے۔ کوشش کے باوجود اصل عربی رسالہ تو دستیاب نہ ہوسکا البتہ "حسانت الحرمین" کا (فارسی) نسخہ حضرت مولانا پیر محمد ہاشم صاحب مجددی سے حاصل ہو گیا، جس کا مکمل اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے (ترجمہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے اولیاء کے رلوں کو عجائب امور کے نازل ہونے کی جگہ بنایا اور ان کی زبان پر ایسا کلام جاری کیا جو کہ نادر چیزوں پر مشتمل ہے اور ان کے کلام کو مصائب کے لئے شفا بخشنے والی دوا بنایا اور اس کے حبیب پر درود و سلام ہو جن کی نعمت و ثنا علم احاطہ نہیں کر سکتا، ان کی تعریف میں یہ حدیث (قدسی) "لولاک لما خلقت الافلاك" (اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) کافی ہے۔ اور ان کے آل و اصحاب اور ان کی پیروی کرنے والوں اور تمام اولیاء کرام اور ان کے متوسلین و متبعین پر صلوة و سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ کے الطاف کی پناہ حاصل کرنے والوں میں سب سے کم درجہ والا محمد شا کر ابن شیخ
 بدرالدین احمد سرسندی عرض کرتا ہے کہ جب حضرت قطب الاقطاب، غوث شیخ و شاب، خازن گنجائے
 ہدایت و معرفت، قاسم معادن رحمت و برکت، واصل بلند ترین درجات ولایت، معرفت
 کی انتہائی سیڑھیوں پر چڑھنے والے، کامل وارث، اکمل تتبع، محبت ذاتیہ سے مشرف، خلعت قیومیہ کی
 سعادت والے، کمالاتِ اصلیہ و ظلیہ کے جامع، محبوبیتِ صرف سے پیدا ہونے والے اسرار کے بشارت یافتہ،
 خدائے قیوم کی طرف سے نورِ کامل، ہمارے سید، ہمارے امام، ہمارے قبلہ حضرت خواجہ محمد معصوم اللہ تعالیٰ
 اُن کو سلامت رکھے اور اُن کی برکات کو دوام عطا فرمائے اور اُن کے ارشاد کو قیامت تک جاری رکھے،
 کہ اُن کو ۱۶۸۰ھ میں جو کہ کلمہ ”محمد معصوم زارا الشفیع“ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل و علا کی عنایت سے
 طواف بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور اصحابِ کرامؓ اور تبرک زیارت گاہوں
 کی زیارت میسر ہوئی اور اُن با عظمت مقامات میں اعلیٰ درجہ کی بخششوں اور نہایت گہرے اسرار کے ساتھ
 مشرف کئے گئے اور بلند ترین واردات و الہامات اور عمدہ ترین مقامات و کمالات سے نوازے گئے اور مخصوص
 انوار و اسرار اور اعلیٰ تخلعین مرحمت کی گئیں، اُن عالی حضرت (عروۃ الوثقی) نے دلی شادمانی کے وقت میں
 ”واما بجمعہ ربک فحدثت“ [اور البتہ اپنے رب کی نعمت کو بیان کر کے حکم کے مطابق قابلِ فخر واردات و
 عنایات اور واضح مکاشفات میں سے کچھ حصہ محترم مخدوم زادوں پر ظاہر فرمایا جو کہ اس سفر فیض اثربین
 آپ کے ہمراہ تھے۔ ان مخدوم زادگان میں سے ہر ایک کمال درجہ کے شرع و تقویٰ سے آراستہ اور سنت
 منورہ کی متابعت اور عزیمت پسندیدہ پر عمل کے ساتھ مزین اور واردات و مقامات عالیہ و درجات
 کمالات متعالیہ تک پہنچے ہوئے تھے، خصوصاً مخدوم زادہ عالی درجات حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ نے
 جو کہ کم عمری ہی میں (حضرت عروۃ الوثقی) کے خفیہ اسرار و پوشیدہ نکات کے خصوصی محرمِ لازم تھے اور
 خلوت و جلوت میں ہمیشہ حاضر خدمت رہتے تھے اور اُن حضرت (عروۃ الوثقی) کو بھی آپ سے خاص
 محبت اور خصوصی نظر عنایت تھی جیسا کہ ہدایت و کرامت کے آثار اور شرافت و ولایت کے اطوار
 اس عالی خاندان کے چہرہ ہدایت سے نمایاں ہیں۔ اور جب آپ (خواجہ محمد عبید اللہ) نے اُن حضرت
 (عروۃ الوثقی) کے اسرار مقامات سننے کے لئے اہل عرب کا کامل ذوق و شوق ملاحظہ کیا اور اُن
 (اہل عرب) کی جانب سے بار بار درخواست کی گئی (تو آپ نے) ان حضرات کی درخواست کو قبول فرما کر اُن
 معارف میں سے پوشیدہ رکھنے کے قابلِ معارف کے علاوہ جو قابلِ اظہار تھے ان کو قلمِ عبرتین رقم سے
 عربی زبان میں فصیح و بلیغ عمارت کے ساتھ جمع فرمایا۔

جب (حضرات واپس) وطن مالوف پہنچے تو بعض اجاب و طالبانِ حقایق و معارف نے خواہش کی کہ اگر یہ پوشیدہ اسرارِ فارسی زبان میں بیان ہو جائیں تو اس کا فائدہ کامل اور فیض عام ہو جائے، اس بنا پر مخدوم زادہ عالی مرتبہ نے اس ناچیز خاکسار (محدث کر) کو ازراہ مہربانی اس کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا اس جلیل القدر کام سے مشرف فرمایا تاکہ ان مقاماتِ عالیہ کو فارسی میں منتقل کرے اور ان کے چہرے سے نقاب اٹھا کر عاشقوں کی آنکھوں میں جلوہ افروز کرے۔

آج جبکہ اللہ ہے ان شاہدانِ معانی کو جو کہ عرفان کا کتب خانہ ہیں عربی سراپردہ سے نکال کر فارسی کی ایسی فضا میں لاکر جو کہ رسمی تکلفات سے پاک ہے صاحبانِ اسرار کی خدمت میں پیش کیا تاکہ طالبانِ یقین اپنی عقل و فہم کے حوصلے مطابق اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ (امید ہے کہ اہل تحقیق اس ناکارہ کو دعلے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

آپ جان لیں کہ اس رسالہ شریفہ کے تمام معارف مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ سے منقول ہیں البتہ چند معارف دوسرے مخدوم زادوں سے نقل کئے گئے ہیں جن کی وضاحت ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ کر دی گئی ہے۔ اور یہ رسالہ شریفہ نجات و رشتات کے طریق پر "حسرات اکرمین" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اور چونکہ اس رسالہ کے اسرار کو "یاقوتہ" سے معنون کیا گیا ہے لہذا اس "یاقوتِ احمد" (یا یواقیت اکرمین) کے نام سے موسوم کیا جائے تو بھی زیبا ہے۔ اور اس رسالہ کو اس اسم کے ساتھ مسمیٰ کرنے کی ہوزوں وجہ اس رسالہ کے آخر میں تحریر کی گئی ہے، اور یہ رسالہ تین فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

فصل اول: حضرت (عدوۃ الوثقی) کے بعض مکاشفات و مہمات کے بیان میں جو کہ حرمین شریفین سے تعلق رکھتے ہیں اور جو ان حضرت (عدوۃ الوثقی) کے ان متبرک مقامات پر پہنچنے سے پہلے ظاہر ہوئے، وہ اس یواقیت پر مشتمل ہیں۔

(۱) یاقوتہ: حضرت (عدوۃ الوثقی) دامت برکاتہ، فرماتے تھے کہ میں ایک روز صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے قبل (اپنے) اجاب کے ساتھ حلقہ ذکر میں مشغول تھا کیا دیکھتا ہوں کہ مخلوق اور فرشتوں کی بہت سی جماعتیں میرا احاطہ کئے ہوئے نماز پڑھ رہی ہیں اور مجھے سجدہ کرتی ہیں، میں حیران رہ گیا اور اس کشف (راز) کے ظاہر ہونے میں توجہ مبذول کی تو نہایت غور کے بعد معلوم ہوا کہ کعبہ حسنی نے ملاقات کے لئے اگر مجھ کو احاطہ کر لیا ہے (یعنی کعبہ معظمہ کی مثالی صورت نے آپ پر زور فرمایا) اسی وجہ سے متمثل ہوا کہ جو جماعت کعبہ کی جانب سجدہ کرتی ہے وہ سجدہ میری طرف واقع ہوتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ (بعینہ) ایسا معاملہ امام بہام ہادی امام حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی (قدس سرہ) والدِ ماجد (حضرت عروۃ الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا جیسا کہ مقاماتِ حضرتِ عالیِ قدس سرہ (یعنی حضراتِ القدس) میں تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے جو کہ اس مترجم (محمد شاکر) کے والدِ ماجد شیخ بدالدینؒ کی تالیفات میں سے ہے کہ وہ حضرت مجدد (قدس سرہ) کے خاص احباب (خلفاء) میں سے تھے۔ بعد ازاں (یہ سعادت) ان خلف الرشید (حضرت عروۃ الوثقیؒ) کو نصیب ہوئی۔ فنعم السلف ونعم الخلف (پس کیسا اچھا سلف ہے اور کیسا اچھا خلف ہے)۔

(۲) یا قوتِ ۱۸۸۸ء: جب ۱۸۶۴ء میں حضرت عروۃ الوثقیؒ پر زیارتِ حرمین شریفین کے عشق نے غلبہ کیا اور رسول اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوة و سلام کے روضہ منورہ کی زیارت کے عشق نے شہرتِ اختیار کی تو استطاعت کی قلت اور زادِ راہ کی کمی اور دو روزانہ دو سنتوں کے اس سفر کے اختیار کرنے سے مشورہ کے طور پر منع کرنے اور سمندر کی سواری اور دوسرے جہلکات کے خوف کے باوجود آپ نے غم کیا کہ شوق کے پاؤں اس راستہ کی فضا میں رکھ دیں، کبھی مقدماتِ عقلی کی راہ سے ایک گوتہ تشویش و گرانی خاطر مبارک میں پیدا ہوتی تھی حتیٰ کہ ایک روز چاشت کے وقت تماز کے بعد محذورمِ زادۃِ عالی مرتبہ خواجہ عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ خدمتِ گرامی میں حاضر ہوئے اور حضرت (عروۃ الوثقی) کو تہایتِ تشویش میں پایا حضرت نے زبان کو ہر نشان سے فرمایا کہ میں اس مبارک سفر کی کیفیت کی طرف متوجہ تھا کہ میں نے اپنے آپ کو اور تم سب بھائیوں کو اس مقامِ شریف (حرم شریف) میں پہنچا ہوا پایا اور طواف کرتے ہوئے دیکھا اور ان تمام دشواریوں کو چونکہ شدید نظر آ رہی تھیں آسان کر دیا گیا اور ظاہری و باطنی برکات کو اس سفر میں ودیعت کیا گیا ہے پس جیسا کہ حضرت عروۃ الوثقی سلمہ اللہ سبحانہ نے فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا جیسا کہ اس کو ہر شریف و وضع دار شخص نے مشاہدہ کیا ہے۔

(۳) یا قوتِ ۱۸۸۸ء: ان دنوں کی توجہات میں حضرت عروۃ الوثقی (قدس سرہ) پر ایسا ظاہر کیا گیا تھا کہ آپ کے اُس مقامِ شریف کی طرف تشریف لیجانے کے بعد ہندوستان کی سرزمین میں ظلمت اور بعض مصائب سر اٹھائیں گے، چنانچہ اس طرح واقع ہوا کہ آپ کے تشریف لیجانے اور سمندر سے گزر جانے کے بعد ہندوستان میں وہاں کی مصیبت تہایت شدت کے ساتھ پھوٹ پڑی، خصوصاً شہرِ مرہٹہ میں ہر روز تین چار سو جازے نکلتے تھے اور شہرِ مذکورہ کے لوگوں نے عجیب سختیاں اٹھائیں اور سلطنت کے اختلاف اور اہم امور میں تغیر و تبدل کے سبب سے آپس میں قتل عام پیش آیا اور عظیم فحط و مآسیاں ہوا کہ جس سے بہت سی مخلوق ہلاک ہو گئی۔

(۴) یاقوتؒ: جہاز کی سواری کے دنوں میں حضرت (عزوة الوثقی) کو وجع المفاصل لاحق ہو گیا تھا، ایک دن مرض کی تخفیف کے دوران حسبِ عادت طویل مراقبہ فرمایا اور آپ کے چہرہ پر فرحت و مسرت کے آثار نمایاں ہو رہے تھے اس کے بعد کچھ رقت و گریہ و شوق ظاہر ہوا، بزرگ مخدوم زادوں خواجہ محمد نقشبند و خواجہ محمد عبداللہ سلمہ اللہ سبحانہ نے مراقبہ کی مجلس سے فراغت کے بعد حضرت عزوة الوثقی (قدس سرہ) سے (اس کے متعلق) دریافت کیا، آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ اس مرض میں اللہ جل شانہ کی برکات و عنایات اس قدر کثرت سے اس ضعیف پر ظاہر ہوئی ہیں کہ ان کے بارے میں کیا بیان کرے، میں نے اس مراقبہ میں اُس بشارت کا مشاہدہ کیا ہے جو کہ حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) نے اپنی آخری عمر میں میرے حق میں فرمائی تھی اور وہ بشارت ذاتِ بحت تک وصول اور صفاتِ ثمانیہ حقیقیہ اور حقیقتِ کعبۂ حُسنی سے ترقی سے وابستہ اور ان صفات کے اصول کے مراتب کو قطع کرنے کے ساتھ مشروط تھی جو کہ شیونِ ذاتیہ اور مجرد اعتبارات میں، جب اس معاملہ میں غور کیا گیا تو نسبتِ عالیہ نے ظہور فرمایا اور وہ اسرارِ ربان میں آئے کہ جن کا اظہار نہیں کر سکتا، اس نسبت کی بلندی کی وجہ اس نسبت کے حاصل ہو جانے کے باوجود ایک گونہ تردد واقع ہوا اور میں نے صریح بشارت حاصل ہونے کے بارے میں عاجزی کے ساتھ درخواست کی، ندا آئی، تم کسی وقت بھی تم سے جدا نہیں ہو۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ [اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے]۔

(۵) یاقوتؒ: اور نیز جہاز کی سواری کے زمانہ میں ایک روز فرمایا کہ حضرت قبلہ اولیاء محمد (الف ثانی (قدس سرہ)) ان دنوں بہت ظاہر ہو رہے ہیں، آج رات میں دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) تشریف لائے ہیں اور ہمارے بڑے بھائی عارف سبحانی خواجہ محمد صادقؒ ہمراہ ہیں اور فقیر و خواجہ محمد سعیدؒ بھی موجود ہیں۔ حضرت عالی (مجدد الف ثانی) (قدس سرہ) نے تین اونٹنی چادریں ہم تینوں کو عنایت فرمائیں، مخدوم خواجہ محمد صادقؒ نے اس چادر کو جیسی کہ وہ تہ کی ہوئی تھی لیکر اپنے پاس محفوظ رکھ لی اور اوڑھنی ہے اور مخدوم خواجہ محمد سعیدؒ نے اس کا کچھ حصہ کھول لیا اور کچھ حصہ ویسے ہی تہ کیا ہوا رہنے دیا اور اپنے کندھے پر ڈال لیا، اور فقیر نے پوری چادر کو کھول کر اوڑھ لیا۔

(۶) یاقوتؒ: حضرت (عزوة الوثقی) جب محمہ (بندرگاہِ یمن) سے حرم شریف کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ ان متبرک مقامات کے تمام جنگل کے تشیب و فرزا کو انوارِ نبوی علی مصدرہا الصلوات و التسلیمات والبرکات سے معمور پایا ہوں، ان مقامات کی تمام اشیاء کو ان انوارِ کریمیہ میں گم دیکھتا ہوں اور اپنے آپ کو بھی ان سمندرول کی گہرائیوں میں مستغرق سمجھتا ہوں۔

۱۷) یاقوتؒ: حضرت (عروة الوثقی) دامت برکاتہا، شبِ جمعہ ۲۳ شعبان (۶۷۵ھ) کو ازراہ سے صفحی کی طرف روانہ ہوئے اور محذورم زادہ والا گور حضرت خواجہ محمد عبداللہ سلمہ اللہ سبحانہ، حضرت عروة الوثقیؒ کی شغرف کے ایک جانب سوار تھے، حضرت نے فرمایا کہ کعبہ حسنیٰ کے اتواران ایام میں بہت ظاہر ہوتے ہیں اور چہار پر سونے (کے وقت) سے اس وقت تک ظاہر ہوتے رہتے ہیں آج دوسرے دنوں کی نسبت بہت زیادہ ظاہر ہوتے ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے (مثالی طور پر) منتقل ہو گیا، کچھ دیر کے بعد مشاہدہ ہوا کہ وہ تہایت بشارت کے ساتھ بسم کرتے ہوئے دراز قد و سفید رنگ کی عورت کی صورت میں منظر ہو کر میری طرف آیا کہ جس پر بہت سے اتوار چمک رہے ہیں اور وہ سرخ کپڑوں میں بلوٹا ہے اور وہ اتوار مغرب کی نمازیں بھی بلکہ یہ بات کہتے وقت تک ظاہر ہو رہے ہیں۔ عارفِ کامل شیخ ابن عربیؒ نے ایک رسالہ میں ان مکالمات کے بارے میں جو کہ شیخ کو کعبہ حسنیٰ کے ساتھ پیش آئے تھے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی اس کا شغف کے مطابق ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ایام قیام میں ایک چاندنی رات میں جبکہ ترشح بھی ہو رہا تھا طواف کے لئے نکلا جب حجرِ اسود کے قریب پہنچا اور (حالانکہ) میں اس سے پہلے اپنے آپ کو کعبہ پر فضیلت دیتا تھا کہ حقیقتِ انسانی حقیقتِ حجری سے فاضل تر ہے، اُس رات میں دیکھا کہ کعبہ حسنیٰ نہایت رعنائی میں ایک خوبصورت دوشیزہ کی شکل کے ساتھ متمثل ہوا کہ ہرگز اس کے مثل دیکھنے میں نہیں آیا ہے، اپنے دامن کو خوب اچھی طرح باندھ کر اور اپنے ہاتھ میں ہتھیار لیکر مجھ پر حملہ آور ہوا اور فرمایا تو میری کتنی بے قدری کرتا ہے خدا کی قسم میں تجھ کو اپنا طواف نہیں کرنے دوں گا اگر میں حطیم کے اندر بیانا نہ لینا تو اس کا حملہ مجھ تک پہنچ جاتا۔ شیخ قدس سرہ اس حکایت کے بعد لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کی طرف رجوع کیا (کہ میں غلطی پر تھا) ان کا کلام ختم ہوا۔

فصل دوم: حرمِ محترم مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا کے مکشوفات کے بیان میں۔

اس فصل میں انیس^{۱۹} یواقت ہیں۔

۱۸) یاقوتؒ: حضرت عروة الوثقیؒ فرماتے تھے کہ جب ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے اور طوافِ قدوم میں مشغول ہوئے، اس وقت ہم نے دیکھا کہ نہایت حسین و جمیل مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت طواف میں ہمارے ساتھ شریک ہے اور اس جماعت کا طواف تہایت اشتیاق و انصال کے ساتھ ہے (ان کا طواف) اس دنیا کے لوگوں کی مانند نہیں ہے وہ ہر ساعت میں بیتِ عتیق (خانہ کعبہ) کو بوسہ دیتے ہیں اور ہر لحظہ (کعبہ معظمہ سے) معانفہ کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ اس جماعت کے قدم زمین سے اونچے ہیں

(یعنی زمین پر کئے ہوئے نہیں ہیں) اور ان کے سر آسمان تک پہنچے ہوئے ہیں، اور مشاہدہ ہوا کہ کعبہ حسنیٰ بھی اس جماعت کے ساتھ آسمان تک چلا گیا ہے، اس کے بعد ظاہر ہوا کہ مذکورہ مرد قرشتے ہیں اور مذکورہ عورتیں (جنت کی) حوریں ہیں۔

(۹) یاقوت ۸۸: حضرت (عروۃ الوثقی) سلمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم عرفات کے قصد سے نکلے اور منیٰ میں قیام کیا تو ہم نماز کے لئے مسجدِ حقیف گئے، اس مسجد میں ایک قبۃ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبۃ کے نزدیک خیمہ لگا کر قیام فرمایا تھا اور یہ پیغمبروں کا مقام بھی ہے منجملہ ان کے حضرت موسیٰ واران علیہما السلام ہیں اور نیز اس مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے نیچے حضرت آدم (علیہ السلام) کی قبر جیسا کہ روایات میں آیا ہے، ہم مسجد مذکورہ میں بیٹھے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جاہ و جلال کے ساتھ وروہ ہوا اور اس عنصر لطیف (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود تشریف سے زمین و آسمان متور ہوئے، چنانچہ تمام اشیاء ان انوار میں مستغرق ہو گئیں۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تشریف آوری گویا شکرِ خدا (حاجیوں) کے دیکھنے اور ان لوگوں کے درجہ و مرتبہ اور ان کے ذوق و شوق کے معائنہ کے لئے تھی۔

(۱۰) یاقوت ۸۸: ان حضرت (عروۃ الوثقی) نے بتایا کہ ۱۱ ذی الحجہ ایام تشریق میں جبکہ آپ منیٰ میں قیام پذیر تھے طوافِ زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ فرماتے تھے کہ جب ہم طواف سے فارغ ہو گئے تو مشاہدہ ہوا کہ حج کے ثواب و قبولیت کا کاغذ (پروانہ) مہر لگا کر ہمیں عنایت کیا گیا، اگرچہ جمرات (شیاطین پر کنکریاں مارتا) باقی تھے لیکن ارکان حج کی ادائیگی کے بعد گویا حج پورا ہو گیا تھا۔

(۱۱) یاقوت ۸۸: حضرت (عروۃ الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ وادامت برکاتہ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران اکثر طواف میں مشغول رہتے تھے اور اس عبادت کو ان دنوں میں دوسری عبادتوں سے زیادہ اہم شمار کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ عجیب امور اور نادر چیزیں مشاہدہ میں آتی ہیں، اکثر دیکھتا ہوں کہ کعبہ حسنیٰ ہمارے ساتھ معانفہ کر رہا ہے اور کمال اشتیاق کے ساتھ تقبیل و استلام (بوسہ) واقع ہو رہا ہے۔ اور اتنی دنوں میں ایک دن ایسا مشاہدہ ہوا کہ انوار و برکات میرے وجود سے بکثرت نکل رہے ہیں اور اس قدر زیادہ ہوئے کہ تمام اشیاء کا احاطہ کر لیا اور تمام فضا پر چھا گئے ہیں، ان کے مقابل میں دوسرے انوار معدوم ہو گئے۔ اس کے بعد اس معاملہ میں غور کرنے پر ظاہر ہوا کہ ہم کو اپنے آپ ایک گونہ انخلاء (جلائی) ہو کر کعبہ حسنیٰ کے ساتھ متحد ہو گیا، اسی لئے یہ تمام انوار مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ بہت سے روحانی حضرات ہیں اور کعبہ حسنیٰ کا طواف کر رہے ہیں جس طرح بادشاہوں کے خدام ہر وقت ان کی خدمت میں کھڑے ہوتے ہیں۔

(۱۲) یا یاقوتؑ: حضرت (عروۃ الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ، ۳۳ محرم الحرام ۶۹۹ھ کو اہل جنت^{المعلیٰ} کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، فرماتے تھے کہ یہ قبرستان بلندی درجہ اور یہاں کے اہل قبور کے اتوار کی کثرت کے اعتبار سے تمام قبرستانوں سے ممتاز ہے، جب آپ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر پہنچے جو کہ وہاں پر (جنت المعلیٰ میں) ہے تو ٹھہرے اور فرمایا کہ اتوار کا سمندر موجزن ہے اور خیر البشر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صحیحہ کے کمالات (اس سے) روشن و متور ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ متورہ پر پہنچ کر دو سنتوں کے ساتھ طویل مراقبہ کیا اور فرمایا کہ اہمات المؤمنین میں جو سب سے بڑی ہیں ان کی جانب سے اس قدر الطاف و عنایات اور مواہب و عطیات ظاہر ہوئے کہ اس وقت تک اس قسم کے الطاف کسی سے ظاہر نہیں ہوئے تھے اور محسوس کیا کہ آپ کو میرے ساتھ جو کامل اہتمام اور کثیر توجہ تھی اس کی وجہ سے آپ پردہ کی قناتوں سے نکل کر سامنے کھڑی ہو گئی ہیں اور انعام و بخشش عنایت فرماتا چاہتی ہیں اور فرماری ہیں کہ فلاں شخص (عروۃ الوثقی) کو فلاں عطیہ دیدہ و شم کذا [پھر اسی طرح فرمایا]۔ مختصر یہ ہے کہ عجیب و غریب امور اور نعمتوں سے نوازا اور حضرت (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) کی نسبت تشریف کمال بلندی اور بجد رفعت و اصالت کے ساتھ محسوس ہو رہی تھی گویا کہ کمالات نبوی علیٰ مصدرہا الصلوات والسلام نے ان کو ڈھانپ رکھا ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیؑ فرماتے تھے کہ جب ہم فاتحہ سے فارغ ہو گئے تو ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) پردہ کی قناتوں میں چلی گئیں گویا وہی شخصت کی فاتحہ تھی اس کے بعد ہم نے ان کے ظاہر ہونے کے لئے توجہ کی مگر ظاہر نہیں ہوئیں۔

اس کے بعد حضرت عروۃ الوثقیؑ اس احاطہ میں تشریف لائے جس میں حضرت فضیل ابن عیاضؒ و سفیان بن عیینہؒ اور بہت سے مشائخ عظام کے مزارات ہیں اور حضرت فضیلؒ کی شان میں بہت سے تعریفی کلمات فرمائے اور فرمایا کہ امت مرحومہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے چند مشائخ خاص طور پر ممتاز ہیں اور علیحدہ شان رکھتے ہیں، حضرت فضیل بھی اسی جماعت میں پائے جاتے ہیں۔

اس کے بعد آپ اس شخص کی قبر تشریف لے گئے جس نے ہندوستان میں طریقہ عالیہ حضرت (عروۃ الوثقی) سے اخذ کرنے کی سعادت حاصل کی تھی لیکن اپنی کوتاہ اندیشی عقل پر اعتبار کر کے کسی دوسری جماعت سے جا ملا تھا، کچھ دیر توقف کر کے فرمایا کہ فلاں شخص رنجیدہ و غمگین اور سر جھکائے ہوئے عجیب حالت میں ظاہر ہوا کہ کیا بیان کیا جائے۔ ہم نے جس قدر اس کے حال پر توجہ کی لیکن نفع حاصل کرنے کا اثر بہت کم محسوس ہوا۔ حضرت دامت برکاتہ نے فرمایا کہ غیب کا جاننے والا اللہ سبحانہ ہے پس جس نے

اس کی طرف سعی کی وہ سعادت مند ہوا اور جس نے اس کے پاس التجائی وہ کامیاب ہوا۔
 (۱۳) یاقوت ۱۸۸: حضرت (عزوة الوثقی) دامت برکاتہ، مثلح ہند میں سے کسی اور بزرگ کی (قبر) کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے جنہوں نے مکہ معظمہ کو وطن بنا لیا تھا اور حضرت (عزوة الوثقی) و حضرت محمد الفِ ثانی قدس سرہ کے ساتھ واقفیت اور خصوصی تعلق رکھتے تھے اُن کی قبر پر دو ستون کے ہمراہ کچھ دیر توجاؤ مراقبہ کیا۔ واپسی کے بعد فرمایا کہ فلاں شخص ایک عجیب حالت میں حاضر ہوا کہ خجالت و شرمندگی کے باعث اس بات کی جرأت نہیں رکھتا تھا کہ سر اوپر اٹھائے اور ہماری جانب نظر کرے، اس کا سبب پوچھا گیا، فرمایا کہ اُن کی یہ حالت حضرت محمد الفِ ثانی (قدس سرہ) کا مطیع و متبع نہ ہونے کی وجہ سے ہے کہ ان کی اس حقیقت پر مطلع ہونے کے باوجود کہ وہ اپنے وقت کے امام ہیں ان کی اطاعت و اتباع (مجھ سے) واقع نہیں ہوا۔

(۱۴) یاقوت ۱۸۸: چونکہ حضرت محمد الفِ ثانی (قدس سرہ) کے کلام میں حقیقتِ کعبہ حسیٰ کی تحقیق میں مختلف عباراتیں واقع ہوئی ہیں۔ حضرت ایشاں (عزوة الوثقی) دامت برکاتہ، ہمیشہ ان کی تطبیق میں کوشش فرماتے تھے اور ان میں مطابقت کرنا چاہتے تھے اور عالمِ غیب سے اس معنی کی حقیقت کے ظہور کے لئے التجا کرتے رہتے تھے اور طالبانِ یقین جو کہ اُن حضرت (قدس سرہ) کے دامنِ ہدایت کے گرد پھرتے تھے وہ بھی ان معارفِ بلند کے سننے کے منتظر رہتے تھے یہاں تک کہ ایک روز مکہ معظمہ کی اقامت کے ایام میں آپ شاداں و مسرور تھے خلوت میں عالی مرتبہ بزرگ مخدوم زادوں کا ارشاد فرمایا کہ جب ہم نے اس بارے میں کچھ غور کیا تو ہم نے اس نہایت عجیب و غریب حقیقت کو اصل الاصل کے ساتھ ملحی پایا اور تمام حقائق پر فائق دیکھا اور محسوس ہوا کہ تمام اشیاء کی حقیقتِ حقائق اس کو سجدہ کرتی ہے اور مقامِ عبودیت سے تعلق رکھنے والے تمام مراتب حتیٰ کہ نبوت و رسالت بھی اس بلند بارگاہ سے نیچے ہیں یہاں تک کہ جس جگہ بھی عبودیت کے امکان و آمیزش کا اثر ہے وہ اس حقیقت سے نیچے ہے اور عبودیت کا مقام اسی حقیقت تک بنتی ہوا ہے اور اس حقیقت کے بعد عبودیت صرف ہے پس لازماً ملکی اور بشری حقائق سے فائق ہوگی کیونکہ وہ حقیقت دراصل ذاتِ بحتِ تعالیٰ و تقدس پر محض ایک اعتبار ہے کہا جاسکتا ہے کہ پہلا تو جو کہ ذات پر اعتبار کیا جاتا ہے یہی حقیقت ہے بلکہ یہ حقیقتِ عظمت کے سراپدوں سے ہے جو کہ ذات کے لئے حجاب ہو گیا ہے اس معنی میں نہیں کہ یہ حجابات ذاتِ تعالیٰ پر زائد ہیں بلکہ اس معنی میں کہ عظمتِ ذاتیہ جو کہ اس تعالیٰ و تقدس کی کبریائی کے لئے لازم ہے اس کا حجاب ہو گئی ہے پس اس کی حقیقتِ معنیٰ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ ذاتِ مقدسہ پر صرف اعتبار ہے ہذا یہ بات ختم ہوئی۔

دوبارہ نظر ڈالنے اور خوب غور و فکر کرنے پر ایک دقیق راز ظاہر ہوا اور وہ یہ ہے کہ بتایا گیا کہ کعبہ حسنیٰ کی حقیقت کے لئے اس قرب و منزلت کے باوجود جو کہ بیان کی گئی ہے ان سرپردوں کے ماوراء میں کہ جن سے اس حقیقت کو تعبیر کیا جاتا ہے کوئی ترقی و عبور نہیں ہے کیونکہ ترقی و عروج انسان کا خاصہ ہے اس امر میں اور کوئی مخلوق اس کے ساتھ شریک نہیں ہے پس لازماً کعبہ کیلئے اپنی حقیقت کے ماوراء سے کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور محسوس ہوا کہ انسان کے اکل افراد خصوصاً حبیب و خلیل و کلیم علیہم علیٰ آلہم الصلوٰت و التسلیمات کا طبعی مقام اگرچہ حقیقت کعبہ حسنیٰ سے نیچے ہے لیکن ترقی و عروج کے طور پر ان کا گذر و حصہ عظمت کے ان سرپردوں سے ماوراء ثابت ہے پس کعبہ مکرم اگرچہ مقام اصلی کے اعتبار سے افراد عالم کے تمام حقائق پر فوقیت رکھتا ہے لیکن ترقی و عروج کے واسطے جو کہ انسان کا خاصہ ہے کامل افراد کو اس حقیقت کے اوپر کے مقامات کے ساتھ تحقق میسر ہے اور قانہ کعبہ اسی وجہ سے پوشیدہ اتوار کا منتظر ہے۔ اور کعبہ اور انسانوں میں سے بعض کامل افراد کے درمیان مکان و مکانیت کے اعتبار سے ایک اور فرق بھی واضح ہوا اور معلوم ہوا کہ فرشتے وغیرہ بعض روحانین اگرچہ مکان کے اعتبار سے بشر سے فوقیت رکھتے ہیں لیکن منزلت (مرتبہ) و مکانیت (درجہ) جو کہ مدارِ فضل ہے خاص بشر (انسان) کے لئے جیسا کہ عالم مجاز میں جو کہ حقیقت کے لئے پُل ہے مشاہدہ ہوتا ہے کہ اگرچہ بادشاہوں کے غلام و خادم و وزراء سے زیادہ قرب مکان رکھتے ہیں لیکن جو منزلت (مرتبہ و عزت) کہ وزراء کو حاصل ہے وہ غلاموں کو حاصل نہیں ہے۔

(۱۵) یا قوت ۱۵، حضرت ایشاں (عروۃ الوثقیٰ) کو بیت اللہ میں داخل ہونا پہلی مرتبہ عاشوراء کے دن میسر ہوا، فرماتے تھے کہ بیت اللہ کے اندر اس قسم کے عجیب و غریب اسرار و مطالب مشاہدہ میں آئے کہ جن کا اثر خارج میں محسوس نہیں ہوتا تھا جیسا کہ عالم مجاز میں بادشاہوں کے مکانات کے اندر اور باہر میں فرق واضح ہے کہ خلوتِ خاص اور مجلسِ مخصوص اندر سے تعلق رکھتی ہے خارج میں (باہر) نمونہ کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(۱۶) یا قوت ۱۶، مخدوم زادہ عالی تبار حضرت خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ تعالیٰ انقل فرماتے ہیں کہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ) نے مکہ معظمہ میں اقامت کے ایام میں اپنے بڑے بھائی قدوۃ المحققین و زیدۃ المدرقتین حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کے مرض کے دفعیہ کے لئے جن کو ان دنوں سخت مرض لاحق ہو گیا تھا نوجہ فرمائی اور نضرع و التجا کے ساتھ دعا کے لئے دست مبارک اٹھائے، فرماتے تھے کہ سلمہ المجاز قنطرة الحقیقة (مترجم)

اس وقت مشاہدہ ہوا کہ جس قدر احاطہ امکان میں ہے سب تے خضوع و حضور اور ہاتھ اٹھانے میں ہماری موافقت کی ہے اور ہر قسم کی مخلوق کے ہزار ہا ہاتھوں نے اس مسکین کی متابعت کی ہے بلکہ اللہ جل شانہ کے اسماء و صفات کے تمام تخالفاً اور ان کے اصول و ظلال ہماری مراد کے حاصل ہونے میں باہم شریک ہیں۔ یہ بیات ذات بحت تعالیٰ و تقدست تک منتهی ہوئی تھی کہ قبولیت کا اثر ظاہر ہوا اور ہاتھوں نے صحت پائی۔

حضرت ایشاں (عروۃ الوثقی) دامت برکاتہ فرماتے تھے کہ ایک روز ہم طواف کر رہے تھے کہ کعبہ حُسنیٰ نے ہمارے ساتھ معانقہ کیا اور عجیب شوق کے ساتھ شدت سے بغل گیر ہو گیا۔

(۱۶) یا قوت ۱۸۸۸: محرم زادہ گرامی ذر خواجہ محمد سیف الدین سلمہ سبحانہ نے نقل کیا کہ حضرت (عروۃ الوثقی) ایک رات طواف سے فارغ ہونے کے بعد رکن یمانی کے بالمقابل اس جگہ جہاں پر کہ سرور انبیا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز پڑھی ہے نماز وتر میں مشغول تھے فرماتے تھے کہ محسوس ہوا کہ فرشتوں کی ایک کثیر جماعت رکن یمانی کے نزدیک حاضر ہے، اس معنی کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ ستر ہزار فرشتے رکن یمانی کے نزدیک حاضر رہتے ہیں، اور مشاہدہ ہوا کہ وہ جماعت اپنی جگہ سے منتقل ہو کر میرے گرد اگر جمع ہو گئی ہے اور وہ ہاتھوں میں دوات و قلم رکھتے ہیں، میرے معاملہ کی حقیقت کے متعلق کچھ لکھ کر چلے گئے۔

(۱۷) یا قوت ۱۸۸۸: حضرت عروۃ الوثقی فرماتے تھے کہ شب بیخوشی کی صبح کو ہم بعض کمالات کے حصول کے لئے تضرع و التجا کر رہے تھے کچھ دیر کے بعد ہم تضرع سے رک گئے اور کہا کہ بندہ کا اپنا ارادہ ہی کیا ہے، اس خطرہ کے آتے ہی سینہ میں کشادگی (شرح صدر) اور سبط عظیم ظاہر ہوا، صبح کی نماز کے بعد ذکر کے حلقہ میں مشغول تھا میں نے دیکھا کہ اعلیٰ درجہ کا خلعت ہم کو غایت کیا گیا ہے اس وقت ہم متوجہ ہوئے کہ یہ کونسا خلعت ہے، بتایا گیا کہ یہ خلعت عبودیت ہے محمد اللہ علی ذلک [اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے]۔

(۱۸) یا قوت ۱۸۸۸: حضرت ایشاں (عروۃ الوثقی) دامت برکاتہ، ایک روز مصلائے مالکی میں ذکر کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور استغراق و توجہ و مراقبہ میں مشغول تھے حلقہ سے فراغت کے بعد فرمایا کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی خلعت نہایت بلندی شان میں اپنے جسم پر دیکھی اور اپنے آپ کے لئے مرتبہ ارشاد کے ساتھ اس قدر متا سبت پائی کہ اس سے زیادہ منصور نہیں ہے لیکن وقت اور قرب قیامت کا مقضیٰ اس کے ظہور کی کما حقہ تاب ہمیں رکھتا۔ اور نیز اسی مجلس سکوت میں محسوس ہوا کہ ہم کو روایات و قلم غایت کی گئی ہے جیسا کہ منصب وزارت کے لئے دیتے ہیں پس لازماً عالم ملک و ملکوت کے ظاہری اور

باطنی احکام کے دفاتر حضرت (عروۃ الوثقی) کو تفویض ہوئے اور آپ تمام عالم کے مرجع و جائے پناہ ہو گئے اور امور کی تجویز و تصحیح آپ کے سپرد ہو گئی۔

(۲۱۴) یا قوت ۱۸۸۸ :- حضرت (عروۃ الوثقی) جب دوسری دفعہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے قریباً کہ بیت اللہ شریف کے اندر اسقدر پوشیدہ اسرار ظاہر ہوئے کہ خارج (باہر) میں ہرگز ان کے مثل محسوس نہیں ہوئے اور ہم کو اس جگہ سبز رنگ کا خاص خلعت مرحمت فرمایا گیا۔

(۲۱۵) یا قوت ۱۸۸۸ :- (حضرت عروۃ الوثقی) فرماتے تھے کہ میں بیت اللہ شریف کے گرداگرد روحانیوں کی موجودگی اور طواف دیکھتا ہوں اور اکثر حضرت مجدد الف ثانی اور (اپنے) بڑے بھائی عالم ربانی عارف سبحانی شیخ محمد صادق (قدس سرہ) کو بھی روحانیوں کے ہمراہ طواف کرتے ہوئے پاتا ہوں اور بعض انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی موجودگی اور طواف بھی مشاہدہ ہوتا ہے لیکن یہ طواف مکلف ہونے کی حیثیت کا طواف نہیں ہے بلکہ شوق کے باعث ہے چنانچہ حدیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰت والتسلیمات میں آیا ہے کہ جب آنسور انبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علاج کی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبہ کے پاس سے گذر ہوا تو آپ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) قبر (مبارک) میں نماز پڑھ رہے ہیں صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیٰ جمیع الانبیاء وعلیٰ آلہم و سائرہ الصالحین۔

(۲۱۵) یا قوت ۱۸۸۸ :- ماہ صفر (۱۲۶۹ھ) کی سات تاریخ کو ارکان حج سے فراغت کے بعد مکہ معظمہ میں قیام کے دوران حضرت (عروۃ الوثقی) قدس سرہ) اپنی قیام گاہ میں جو کہ باب ایرامیم اور باب ودارع کے درمیان مسجد حرام سے باہر واقع ہے بیٹھے تھے اور بلند درجات والے صاحبزادگان آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے کہ حضرت (عروۃ الوثقی) نے فائے تم کی تحقیق اور اس عالم سے الگ ہو جانے اور شرک خفی کی نفی ہو جانے کے بارے میں کلمات عالیہ بیان فرمائے، اسی اشارہ میں حضرت امام ہمام قبلہ اولیا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے یہ افادہ نقل کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے ایک روز کسی سلسلہ میں عارف کامل شیخ محی الدین عربیؒ سے حکایت نقل کی کہ شیخ قدس سرہ آیت کریمہ ”وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا لَيْسَ مِنْهُ شَيْءٌ“ کی تاویل میں لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے مجھہ کی ضمیر شے کی طرف راجع ہو یعنی کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنی تعریف کی تیسع کرتی ہے یعنی چونکہ وہ شرک خفی کی باریکیوں سے پوری طرح سے باہر نہیں آئی ہے اور نفس درمیان میں حائل ہے اس لئے اس کی تیسع اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مقدس بارگاہ کے لائق نہیں ہے اور اس بارگاہ قدس تک نہیں پہنچتی بلکہ اسی (چیز) کی طرف لوٹ جانی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس معرفت کو پسند فرمایا اور فرمایا

کہ میں اس وقت جب کشفی نظر کو دوڑاتا ہوں تو تمام عالم میں کسی شخص کو ایسا نہیں پاتا جس نے نفی و انتقاد کے دائرہ کو پورا کیا ہو اور شرکِ خفی کی باریکیوں سے کامل و مکمل طور پر نکل چکا ہو۔ اور محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت (زمانہ) میں جو شخص بھی ذکرِ الہی میں مشغول ہے اور کلمہ توحید کہتا ہے چونکہ یہ کہنے والا شرک کے کوچہ سے نہیں نکلا ہے اس لئے اس کا اثبات (إلا اللہ کہنا) مجبوراً حقیقی عزّ شانہ تک نہیں پہنچتا بلکہ کہنے والے کی ذات پر لوٹ آتا ہے اور اس کے حق میں کلمہ طیبہ کا حاصل کلاً اللہ اکلاًہ آنا (یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر ہم) ہو جاتا ہے۔ فرمایا لیکن میں اپنے آپ کو اس حکم مستثنیٰ پاتا ہوں۔ اللہ جل شانہ کے کرم و عنایت سے میں دیکھتا ہوں کہ جو اثبات مجھ سے واقع ہوتا ہے حضرت وہاب جل شانہ کی بارگاہِ قدس میں پہنچتا ہے اور اس کے مرتبہ عالی کے لائق ہے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت ایشاں (عروۃ الوثقی) دامت برکاتہا نے فرمایا، اللہ سبحانہ کی حمد اور احسان ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نہایت لطف و کرم سے وہ مقام ہم کو بھی مرحمت فرمایا اور مجھے بھی (اس میں) حضرت مجددِ قدس سرہ کا شریک بنایا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ لطافتِ (عالمِ) خلق و امر کے وجود و مراتب میں سے کسی مرتبہ میں شرک کی کچھ بھی بُو باقی نہیں رہی ہے۔ یذکر نفسہ بنفسہ (وہ خود اپنا ذکر کرتا ہے) اس مقام میں متحقق ہو گیا ہے۔

اور چونکہ نفی کا مقام کامل و مکمل طور پر انتہا کو پہنچ گیا ہے اس لئے مرتبہ اثبات سے بہت زیادہ حصہ اور کامل نصیب حاصل ہو گیا ہے اس وقت میں عارفِ مخلصان بفتح لام (ربانی یا فنگان) میں سے ہو جاتا ہے چونکہ اس کی ذات و صفات سب اُس سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ہو گئی اس لئے وہ کسی عمل میں نیت کے صحیح کوئے کا محتاج نہیں ہے اور نہ (آئندہ) ہوگا، کیونکہ نیت محتمل (مشکوٰۃ وغیر متعین) میں ہر متعین نیت کا محتاج نہیں ہے اس وقت کوئی آرزو اپنے اندر نہیں پاتا وہ اور اس کے لطافتِ نیت سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد آن عالی حضرت متعالی مرتبہ (عروۃ الوثقی) نے فرمایا کہ اس مدعا کی شاہد یہ ہے کہ میں ایک روز مسجدِ حرام میں بابِ وِدارِ کے قریب کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا اس کے بعد ذکرِ لسانی کو چھوڑ کر میں مراقبہ میں مشغول ہو گیا محسوس ہوا کہ کعبہ حُسنی اپنے مقام سے منتقل ہو گیا ہے اور اپنی صورت و حقیقت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو گیا ہے میں اس وقت ایسا پاتا تھا کہ کعبہ کی حتیٰ کہ اس کی دیواروں اور چھت کا بھی کوئی اثر اس مقام میں نہیں رہا، اور اپنی لطافت و محاسن کے اظہار کے ساتھ آکر مجھ کو اپنی آغوش میں لے لیا اس وقت میں نے مراقبہ کے ساتھ ذکرِ لسانی کو بھی ملا دیا میں نے دیکھا کہ جس وقت میں کلمہ طیبہ کہتا تھا وہ مجھ کو بوسہ دیتا تھا اور چونکہ کعبہ حُسنی مقامِ اصل الاصل سے پیدا ہوا ہے پس (بندہ)

کلمہ مبارک کے اثبات تک اس مقام کے ساتھ واصل نہیں ہوتا اور اس بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا، اس کے مشاہدہ سے مجھ کو اس عالی شان مقام کے حضور پر کمال امید حاصل ہوگئی۔

(۲۳) یاقوتِ ۱۸ :- بزرگِ مخدوم زادوں نے نقل کیا کہ اُن عالی حضرت (عزوة الوثقی) کو نصف ماہ شعبان میں بیت اللہ شریف میں داخل ہونا ایسر ہوا اور مخم سے رخصت ہونے کے دن نزدیک آگے تھے آپ نے فرمایا کہ الطافِ عظیم و عنایاتِ جلیلہ رحمت ہوئیں اور تیر منکشف ہوا کہ سبز رنگ کی جوہر سے مرصع خلعتِ عنایتِ قربانی لگئی ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعتِ محبت کی خلعت ہے اس کے بعد اپنے صاحبزادوں کے حق میں جو کہ اس سفر میں ساتھ تھے رخصت و عنایاتِ حاصل ہونے کے لئے متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ان سب کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک خلعتِ عنایت ہوئی، الحمد للہ علیٰ ذلک۔ فرمایا کہ مقامِ ابراہیم میں اس کے نزدیک حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا ظہور عجیب و غریب تھا اور اسی لئے وہ مقامِ اسرارِ خلعت سے ہمیشہ پر معلوم ہوتا ہے۔

(۲۴) یاقوتِ ۱۹ :- حضرت ایثار (عزوة الوثقی) دامت برکاتہم تا ریح الاربابِ بیع الاول کو جو کہ آنحضرت علیہ علیٰ آلہ الف الف صلوة و سلام کی پیدائش کی رات ہے فرماتے تھے کہ آج ہم ملتزم کے نزدیک کارِ ارشاد میں مشغول ہونے اور اس کے ترک کرنے کے بارے میں التجا و نضر ع کر رہے تھے کہ ان دونوں میں سے کونسی بات حق جل شانہ کو پسند ہے پس اس جلیل القدر امیر میں مشغول ہونے کیلئے حکم کیا گیا اور کامل رضا اور کامل درجہ کا اہتمام اس میں ظاہر ہوا اور اس کے ترک کرنے میں کسی قسم کی رضامندی مفہوم نہیں ہوئی۔

(۲۵) یاقوتِ ۲۰ :- حضرت ایثار (عزوة الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہم شبہ کے دن بتاریخ ۱۸ رجب المرجب طیبہ مبارک (مدینہ منورہ) سے واپسی پر مکہ مکرمہ میں مصلیٰ مالکی میں حلقہ ذکر میں اجابِ مجلس کے ساتھ سکوت کا مراقبہ فرما رہے تھے، فرماتے تھے کہ اس مجلس میں ایک گونہ غیبیت نے وارد فرم کر دیا گویا کہ کوئی شخص مجھ کو بارگاہِ الہی جل شانہ سے عظیم عنایات اور شاندار عطیات کے وارد ہونے کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اور اطلاع بخشتا ہے کہ فاخرہ لباس اور جلیل القدر خلعت کہ جس کے انوار کی چمک کی کثرت کے باعث کسی صورت کے ساتھ مثال نہیں دی جاسکتی بلکہ تو صیر نظر آتا ہے مجھ کو پہنایا گیا اس کے بعد اس بقعہ (جگہ) سے اٹھ کر مسجد سے باہر چلا گیا اور خلعت مذکورہ کو اپنے اوپر پاتا تھا اس کے بعد پھر غیبیت حاصل ہوئی، اس اثنا میں آواز آئی کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ یہی

لباس جو کہ اس کے شایانِ شان نہیں ہے پہنتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے الکبریٰ اور دائی و العظمتہ لزاری (کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا زار ہے)۔ جاننا چاہئے کہ اس قسم کے معاملات اسرار میں داخل ہیں اور (چونکہ بیان میں نہیں آسکتے) اس لئے ظاہری الفاظ پھر سے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

(۲۶) یا قوت ۱۸۸: حضرت (عروۃ الوثقی) جب مکہ معظمہ سے واپسی پر صبرہ پہنچے تو فرماتے تھے کہ جو انوار و اسرار حرم شریف کے اندر ظاہر ہوئے تھے ان سے زیادہ حرم شریف سے باہر نظر آ رہے تھے کیونکہ سامنے موجود انار کی شاعوں کے غلبہ کی وجہ سے نظر ان کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتی تھی اور نہ ادراک ان کو پاسکتا تھا لیکن اب واپسی پر انوار فہم و ادراک میں آتے ہیں۔

فصل سوم: حضرت عروۃ الوثقی کے ان مکاشفات اور اہامات کے بیان میں جو مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم آلہ الف الف صلوة والسلام میں، اور وہاں سے مراجعت کے دوران مکہ معظمہ پہنچنے تک وارد ہوئے، یہ واقعات چھبیس موافقت پر مشتمل ہیں۔

(۲۷) یا قوت ۱۸۹: حضرت عروۃ الوثقی و امت برکاتہ مکہ مکرمہ سے مدینۃ منورہ جاتے وقت راستہ میں نہایت تجسس کے ساتھ متبرک مقامات کا موقع و محل دریافت کرتے تھے (یعنی خواہ وہ (دیگر) آثار یوں یا مساجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰت والسلام ہوں، جہاں تک ہو سکتا ہے آپ کو اس جگہ پر پہنچاتے تھے اور اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات پر پہنچنے میں نہایت کوشش کرتے تھے، الا ان شفاء ربی شیئا (مگر یہ کہ جو میرا رب چاہے)۔ اور جب وادی بدر سے صفرانگ پہنچے راستہ سے ہٹ کر حضرت عبیدہ ابن الحارث کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے جو کہ شہدائے بدر میں سے ہیں اور بدر میں زخمی ہو کر صفر میں آرام فرما ہیں کچھ دیر ان کی قبر پر دوستوں کے ہمراہ مراقبہ میں مشغول ہوئے اس کے بعد قافلہ میں پہنچ کر فرمایا کہ ہم ان رضی اللہ عنہ کی قبر پر متوجہ ہوئے ہم نے (ان کو) ہمیں پایا، کچھ دیر کے بعد نہایت عالی شان مرتبہ کما تھ ظاہر ہوئے اور ہماری جانب آ کر بڑی کشادہ رُوئی کے ساتھ بلاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر جلدی سے واپس ہو گئے گویا کسی کام میں مشغول تھے مہمان کے اکرام کے لئے آگے بچھرا سی کام میں متوجہ ہو گئے جب مدینۃ منورہ کے نزدیک پہنچے تو اس رات میں شوق کی کثرت اور تجلیات کے ظہور کی شدت کے باعث غالباً بیدار رہے صبح کے وقت رسول اللہ علیہ وسلم آلہ الف صلوات و سلام کے شہر (مدینۃ منورہ) میں آ کر روضۃ منورہ و مسجد شریف کے آداب بجالائے، روضۃ مطہرہ شریفہ سے نہایت الطاف و عنایات اور دریافتِ احوال و عطیات کا انعام ظاہر ہوا اور تین چار روز کے بعد اہل مدینۃ منورہ میں سے بعض لوگوں نے چاہا کہ حضرت (عروۃ الوثقی قدس سرہ) کے طریقہ میں داخل ہو جائیں اس جلیل القدر امر کے بارے میں رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور میں نہایت ادب کے ساتھ اجازت چاہی اور مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر مراقبہ کیا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے) اس جلیل القدر کام میں مشغول رہنے کے بارے میں کامل رضامندی اور اس کا نہایت اہتمام.....
ظاہر ہوا جیسا کہ کعبہ حسنیٰ میں ظہور پذیر ہوا تھا اور مقدس و مطہر (رسول اللہ) علیہ وعلیٰ آلہ الف صلوات و سلام کی بارگاہ سے نہایت بلند درجہ کا خلعت ارشاد عنایت ہوا اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عنایات کے انوار اور سرور انبیاء علیہم الصلوٰت والبرکات کے کمالات سران کے منور ہونے کا قرب ظاہر ہوا اور اکثر اوقات مشاہد و آثار خصوصاً مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰت والتحیۃ فاصکر مواجہہ شریف میں (اور) اسطوانۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک کہ ان مقامات میں پوشیدہ اسرار کامل ظہور کے ساتھ موجزن رہتے ہیں انوار کے منوار ظہور کا بیان فرماتے تھے۔

(ان بیانات سے) حضرت امام اجل مجدد الف ثانی قدس سرہ کے کمالات اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا مرتبہ مذکورہ مقامات میں واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

اس کے بعد بقیع شریف کے خزارات کی طرف تشریف لے گئے، امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایات و الطاف اور اہل بیت و اہمات المؤمنین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی مہربانیاں بھی ظاہر ہوئیں خاص طور پر صدیقہ حبیبہ (عائشہ) رضی اللہ عنہا کے کمالات حد و شمار سے زیادہ ظاہر ہوتے تھے، فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت صدیقہ کا دفن بقیع میں ہے لیکن اس لحاظ سے کہ حجۃ شریفہ ان کا گھر ہے اکثر اوقات ان ام المؤمنین کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ شریفہ میں پاتا ہوں اور مسجد شریف کو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے انوار سے پُر دیکھتا ہوں۔ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے الطاف اپنے بارے میں اس قدر مشاہدہ کئے ہیں اور ان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے اپنے حال کے متعلق اس قدر اہتمام پایا ہے کہ کیا بیان کروں منجملہ امداد و اعانت کے جو کہ حضرت صدیقہ سے حضرت عروۃ الوثقی سلمہ اللہ سبحانہ کی نسبت ظاہر ہوئیں یہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ نے ایک چیز کے بارے میں حضرات شیخین کے توسط سے حضرت خیر المخلات علیہ الصلوٰت السلام والتحیۃ کے حضور میں سفارش چاہی، چونکہ سفارش سے فوری طور پر کچھ اثر ظاہر نہ ہوا اور اس میں بھی کوئی راز ہوگا، (لیکن جب) حضرت عروۃ الوثقی نے حضرت صدیقہ حبیبہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کا توسل اختیار کیا تو انھوں نے التماس کے ساتھ ہی اپنے آپ کو آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الف

صلوات و سلام کی بارگاہ میں نہایت عجلت کے ساتھ پہنچا کر آپ کے پہلو میں جلوہ افروز ہو گئیں اور آپس میں محبت و انسیت کی باتوں کے بعد حضرت (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) کی المناسک و بارگاہ مقدس بنوی علیہ وعلی آلہ الف الف صلوات و برکات سے فوراً منظور کر لیا اور جو کچھ وہ چاہتے تھے اس بارگاہِ معلیٰ سے حاصل کر دیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا)۔

اور نیز حضرت فاطمہ زہرا علیہا وعلیہا وعلیہا وعلیہا السلام کے کمالات ان رضی اللہ عنہما کی شب و ولادت کو ظاہر ہوئے اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عظیم اجتماع اور عالی شان مسرت حجہ شریفہ میں مشاہدہ ہوئی۔

(۲۶) یا قوتی! اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی غیابات میں سے یہ ہے کہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ) کو آپ کے اجاب کی کثیر جماعت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجہ مطہرہ و مقصورہ منورہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، جب آپ اس عالی مقام میں داخل ہوئے تو حضرت (عروۃ الوثقیٰ) اور آپ کے اجاب کو بہت زیادہ رقت و بخیر دی طاری ہوئی، بہت دیر تک مراقبہ میں کھڑے رہے پھر نہایت انکساری کے ساتھ سراؤں چہرہ کو پردہ خاص و حجاب مخصوص کے اندر داخل کر کے اس خاکِ پاک سے ملا اور اس کو اپنے لئے انتہائی درجہ معراج کا شرف جانا۔

اس کے بعد اس مقامِ عالی سے باہر اگر کچھ دیر حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ عنہما) کے روضہ میں جو کہ حجہ شریفہ کے متصل ہے کھڑے ہوئے اور قربانے تھے کہ جب ہم اس مقام میں پہنچے محسوس ہوا کہ سونے اور چاندی سے تیار کیا ہوا جواہر اور یاقوتوں سے جڑا ہوا نہایت بلند خلعت عالیہ آنحضرت رسالتِ خاتمیت علیہ وعلی آلہ الف الف صلوات و سلام کی بارگاہ سے اس کمترین کو مرحمت ہوا۔ فرمانے تھے کہ ہم روضہ منورہ سے جس قدر زیادہ دور ہوتے جاتے تھے اس خلعت کی ضیا و انوار اور زیادہ ہوتے تھے، گویا قرب کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ انوار کے ساتھ نسبت پوشیدہ و مغلوب ہوجاتی ہے (ہم سمجھ لیجئے) (۲۹) یا قوتی! ۱۸۸

کے اجاب میں سے ایک شخص نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں اس وقت کے کسی بزرگ کے احوال و مقامات بیان کئے، آپ کے قلبِ مبارک میں غیرت کی وجہ سے وسوسہ گذرا ہوا گا (اس لئے) حضرت (عروۃ الوثقیٰ) نسبتوں کے تقابری کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ کی نسبت شریفہ جلوہ گر ہو گئی اور تمام عالم اس کے انوار سے پُر ہو گیا اور خاص قرب و مخصوص مرتبہ جو کہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ) کو بارگاہِ مقدس و معلیٰ عن شانہ میں ہے اور وہ اس کے ساتھ ممتاز ہیں ظاہر ہوا اور افرادِ عالم کی نسبت اور ان کا اس عارفِ کامل کے ساتھ افتقار و

اختیاج ظاہر ہوا اور محسوس ہوا کہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ) عالمِ کائنات کا مرکز اور امامِ وقت ہیں اور تمام افرادِ عالم حضرت (عروۃ الوثقیٰ) کے گرد اگر دصفین باندھے حضرت سے فیوض کے منتظر ہیں، اس اشارہ میں القار ہوا کہ ایسی عالی مقام ہستی کو یہ حق حاصل ہے کہ دوسروں پر غیرت کرے۔

ایک روز حضرت (عروۃ الوثقیٰ) نے عشا کی نماز شافعی جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ بعد ازاں فرمایا امامِ اجل محی السنۃ محمد بن ادریس شافعی نے تشریف لاکر تہایت خندہ پستانی اور سرت سے ہمارے ساتھ ملاقات کی، گویا اس موافقت کی وجہ سے انسا کا اظہار فرمایا۔

یا قوتِ ۱۸۸۸ (منہم) اور ایک غایتِ عالیہ جس سے حضرت (عروۃ الوثقیٰ) ممتاز ہوئے یہ ہے کہ حضرت سلمہ اللہ سبحانہ کو اپنے احباب کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں دو روز ایک رات کے اعتکاف کی اجازت ہوئی، جب عشا کی نماز سے فارغ ہوئے اور ہر وضع و تشریف کو مسجد سے باہر کر دیا گیا جیسا کہ اس مقام شریفہ میں معمول ہے اور خلوتِ خاص حاصل ہوئی، تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کو موجب شریفہ میں آکر بہت دیر تک مراقبہ میں مشغول رہے، اور اسی طرح تہجد کے وقت بھی آکر مراقبہ میں بیٹھ گئے، فرماتے تھے کہ حضرت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کمال بندہ نوازی اور تہایتِ کم سے حجرہٴ خاص و حجابِ مخصوص سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم کو آنحضرتِ معلیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ اسقدر شرف حاصل ہوا کہ اس کے مثل کسی کے ساتھ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اسی طرح تہجد کے وقت محسوس ہوا کہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الف الصلوٰۃ والسلام مقصودہ منورہ سے باہر تشریف لے آئے اور تہایتِ غایت و شفقت سے اس کمترین کے ساتھ معاف فرمایا اور اس فقیر کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کے ساتھ الحاقِ بیسر ہوا، واللہ شہد علیٰ ذلک۔

یا قوتِ ۱۸۸۸ (ع ۳) شروعِ جمادی الاولیٰ میں جب بقیع شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبتِ عالیہ کمال یلندی و تہایتِ لطافت کے ساتھ جلوہ گر ہوئی، استعجاب کی جانب سے بکثرت غایت اور بہت زیادہ الطاف اور کمالِ اہتمام حضرت (عروۃ الوثقیٰ) کے حالِ پڑھا ہوا۔ اور اسی طرح حضرت عباس کے الطاف محسوس ہوئے۔ جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک پہنچے تو ان سیدہ مطہرہ کی نسبت کی موجوں کا جوش و خروش معلوم ہوا اور ان سے بیشمار لطف و کرم ظاہر ہوا اور ایسا محسوس ہوا کہ سیدہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہیں گویا فرما رہی ہیں کہ تو ہم میں سے ہے اور ہمارا جہان ہے۔

(حضرت عروۃ الوثقی) فرماتے تھے کہ اس معاملہ سے پہلے اپنے آپ کو صدیقہ حبیبہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی کثرتِ عیایات کے باعث ان کی طرف زیادہ مائل پاتا تھا جب بقیع شریف سے لوٹ کر مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا اور حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ عنہا) کی نسبت میں مستغرق تھا حضرت صدیقہ حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کی نسبت عالیہ نے شرفِ جلوہ رخشا اور رونما ہوتی سابقہ حالت میں تحقق و استہلاک (فنائیت) کے باوجود صدیقہ حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کی نسبت میں بھی ایک گونہ استغراق پیدا ہو گیا، اس کے بعد اسی مقام میں ان دونوں محتربات میں سے ہر ایک خود بنفس نفیس ظاہر ہوئیں اور دونوں مجھ کو اپنی طرف متوجہ کرتی رہیں - حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ عنہا) دہلی طرف ظاہر ہوئیں اور حضرت صدیقہ زبائیں طرف اور مغرب کے وقت سے عشا کی نماز تک (اپنی طرف کشش کا) یہی معاملہ ان میں پیش آتا رہا، اس کے بعد مسجد شریف میں ایسا معلوم ہوا کہ حضرت زہرا بتول (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی نسبت غالب آگئی اور ان (دونوں محترم خاتون) کی نسبت شریف حضرت رسالت پناہ فاطمہ نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچ گئی یہی معاملہ وہاں بھی ظاہر ہوا کہ ہر ایک (کی نسبت) مجھ کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتجۃ کی بارگاہ شریف میں صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نسبت نے بھی قوت و علیہ پیدا کر لیا اور دونوں نسبتیں برابر ہو گئیں۔ عشا کے بعد جب حضرت عالی (عروۃ الوثقی) قیام گاہ پر آئے تو بزرگ مخدوم زادوں سے بیان کرتے تھے فرمایا کہ ابھی تک وہی معاملہ درپیش ہے اور اس مسکین ناتواں کے حال پر اس قسم کی دو عالی شان مستیوں کی عیایات کی کثرت سے میں ایک ایسی فرحت و مسرت میں ہوں کہ ہرگز اس سے زیادہ منصور نہیں ہو سکتی۔

یا قوت ۱۸۸ (جلد ۳) حضرت عروۃ الوثقی اطالت حیوۃ و دامت برکاتہ بجمادی الاولیٰ کی تیسرے تاریخ کو نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مواجہہ کریم میں کھڑے ہوئے، فرمایا کہ جب میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنے سے فارغ ہوا تو ایک خلعت عنایت ہوا اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیایات سے ہے، اس کے بعد میں نے اسی مجلس و مقام میں دوسرا خلعت اپنے اوپر پایا، ہم نے سمجھا کہ حضرت فاروق اعظم کے الطاف سے ہے اور یہ دونوں خلعت الگ الگ رنگ کے ہیں پہلا سرخ رنگ کا ہے اور دوسرا تدرنگ کا۔ واپسی کے وقت اس مقام عالی سے تیسرا خلعت سبز رنگ کا مجھ پر نازل فرما کر القا کیا گیا کہ یہ حضرت خیر المخلوقین علیہ السلام الف الف سلام و تحیۃ کی طرف سے مرحمت ہوا ہے۔

یا قوت ۱۸۸ (جلد ۳) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت سروری و استغنائے

محبوبی و رحمت عامہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ محسوس ہونا ہے کہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آله الصلوٰۃ التسلیمات کا وجود شریف دورۂ عرش سے مرکز فرشتہ تک تمام اہل جہان کا مرکز ہے اور تمام مخلوقات یعنی فرشتے، حوریں، انسان، جنات اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے تمام لشکر آپ کے محتاج ہیں اور آپ سے فیض لیتے ہیں، فیض دینے والی حقیقی ذات اگر چہ وہ بابِ مطلق جل شانہ ہے لیکن تمام قسم کے فیوضات جس کسی کو بھی پہنچتے ہیں آپ ہی کے توسل سے پہنچتے ہیں اور ملک و ملکوت کے اہم کام آپ ہی کے انتظام سے انجام پاتے ہیں اور مشاہدہ ہوتا ہے کہ دن رات تمام مخلوقات پر روضہ مطہرہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے متواتر انعامات جاری ہیں جیسا کہ مشکیزوں کے منہ کھول دیئے جاتے ہیں، وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ [ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے] فرماتے تھے کہ اس رحمت عامہ و شفقت مشمولہ کے باوجود محبوبیت کا استغناء و عظمت جو کہ آپ کے مقام خاصہ کے لئے لازم ہے تہایت کامل و مکمل طور پر ثابت ہے اسی لئے عرض کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اس بارگاہ میں وسیلے کے بغیر کسی امر کا اظہار دشوار ہے۔

یا قوتِ ۱۸۸ (۳۳۳) شنبہ کی رات اکیس جمادی الاولیٰ کو حضرت (عزوة التوفی) سلمہ اللہ سبحانہ نے نماز عشا سے فارغ ہونے کے بعد خلوت میں عالی مراتب مخدوم زادگان طالت جو ہم کو افادہ فرمایا کہ میں گذشتہ رات سے جو کہ شب جمعہ تھی اسرار ظاہر ہونے کے مقدمات اور اتوار کی موجوں کا تامل (جوش مارا) پایا ہوں آج ہم پر وہ اسرار ظاہر کئے گئے کہ ہم ان کو اشارہ سے بھی بیان نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کچھ ظاہر ہو جائے تو نرخرہ کاٹ دیا جائے اور گلا ذبح کر دیا جائے ہاں اگر ہم ان کے بعض مقدمات کی طرف اشارہ کریں تو مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض مشائخ کامل شیخ وسعاد محمد مرید کے درمیان کون و پرورد ثابت کرتے ہیں یعنی جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات کو مرید صادق میں الفا کرے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید کی ذات میں ظاہر ہو جاتا ہے اور اس وقت میں مرید پوری طرح مرشد کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور اس کے دقائق و لطائف کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے، فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اس معاملہ کو حضرت خیر البر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے متعلق اثبات فرماتے تھے اب یہ فقیر بھی اس قسم کا عظیم معاملہ بارگاہ عالی سے اپنے متعلق پایا ہے۔ ان دو معاملات سے یہ معلوم ہوا کہ اس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں لا عین رأیت ولا اذن سمعت [نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا]۔ فرماتے تھے کہ نعتیہ اشعار و مدحیہ قصائد جو کہ اس رات قدیم دستور کے مطابق پڑھتا تھا سب کو اپنے سے زیادہ پاتا تھا۔ اسی آشنائیں مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ سبحانہ نے حضرت عالی مرتبت سے

سوال کیا کہ آیا یہ کون و بروز عین فنا و بقا ہے جو کہ قوم (صوفیہ) میں مشہور ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور امر ہے؟ فرمایا کہ یہ معاملہ فنا و بقا کے علاوہ ہے اور ان خصوصیات کے ساتھ جو کہ وہاں نہیں پائی جاتیں اُس (فنا و بقا) سے ممتاز ہے۔

یا قوت ۱۸۸ (۳۵۹) حضرت (عروۃ الوثقی) دامت برکاتہا، فرماتے تھے کہ اکثر اوقات روحانیوں اور آسمان والوں اور ان کے علاوہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے لشکروں کی حاضری روضہ منورہ مقدسہ کی بارگاہ میں مشاہدہ ہوتی ہے خاص طور پر قبہ مبارک کے اوپر جو کہ مسجد شریف سے خارج ہو لشکروں کا اس قدر اجمل عطا ہوتا ہے کہ اندر کی طرف اس کی مانند دیکھنے میں نہیں آتا، اور ہو سکتا ہے کہ اس حقیقت میں یہ راز ہو کہ اندرونی انوار کے تلاطم کی وجہ سے درک و ادراک (محسوس کرنے) کی طاقت نہیں رہتی بخلاف باہر کے کہ (وہاں) اندرونی انوار کمتر ظاہر ہوتے ہیں۔

یا قوت ۱۸۹ (۳۶۳) فرماتے تھے کہ قبلہ الاولیا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مجھ کو پوشیدہ اسرار کے ساتھ بشارت دی تھی اور میں اگرچہ ان معاملات کو اپنے اندر ملاحظہ کرتا تھا (لیکن) کبھی کبھی اُن اسرار و معاملات کی بلندی کی وجہ سے خلیجان ہو جاتا تھا اور وہ تردد میں مبتلا کرتا تھا، اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ حجرہ منورہ مطہرہ کی حاضری میں اُن اسرار کے چہرے سے پردہ اٹھا دیا گیا، ظاہر کیا گیا کہ میرے لئے مطلوب تک پہنچنے کے لئے دو طریقے ہیں، اول وہ جس کا حصول اصالت کے اعتبار سے سوا نہیں ہے اور وہ اجتہاد کا طریقہ ہے اور دوسرا طریقہ کہ جس کا سلوک (طے کرنا) تو وسط و صمیمیت کے ذریعہ ہے وہ آیت کا طریقہ ہے۔ جانتا چاہے کہ پہلا طریقہ وصول (الی اللہ) کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور دوسرے طریقہ میں حضرت خیر الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف و عنایات حد سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔

یا قوت ۱۹۰ (۳۶۳) دوشنبہ (پیر) کے روز تاریخ چھ جمادی الاخریٰ حضرت عروۃ الوثقی اہل بیعیہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، واپسی کے بعد فرماتے تھے کہ میں متبرک قبروں میں سے جس قبر پر بیٹھا تھا تو جس طرح کہ صاحب قبر کی عنایات اپنے حال پر مشاہدہ کرتا تھا اسی طرح دوسرے اہل قبور کا انتظار کہ جن کی زیارت کا ارادہ رکھتا تھا مشاہدہ کرتا تھا اور میں اپنی ملاقات کے لئے ان کا اجتماع اس طرح پاتا تھا جیسا کہ کسی عزیز اور نہایت پسندیدہ مہمان کی غیر متوقع آمد پر اجتماع ہو جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان علیہ الرضوان کی زیارت سے فارغ ہوا تو ایک نازہ خلعت اپنے اوپر پایا معلوم ہوا کہ یہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا عطیہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم (ابن رسول اللہ) علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ منورہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ ہماری جانب بائیں کل آئے ہیں اور خود کو میرے ساتھ

متصل کر دیا ہے کبھی میری گود میں آتے تھے اور کبھی کبھی وہ ہماری جانب آ کر خود مجھ سے پلٹ کر کمال مہربانی سے معاف کرتے تھے اور وہ حضرت (ابن رسول اللہ) نور صرف نظر آتے تھے اس میں کوئی حیرت نہیں ہے کیونکہ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الف صلوات وسلام نے اس جگر گوشہ (صاحبزادہ) کی شان میں اس طرح فرمایا: "بالفرض اگر وہ زندہ رہتا تو بی ہوتا۔" حضرت عروۃ الوثقیٰ فرماتے تھے کہ جو لذت کیفیت کہ ہم نے ان حضرت علی ابیہ وعلیہ الصلوات والسلام کی نسبت و غایات کے ظہور سے پائی ہے اور اس عالی نسبت کا اپنے ساتھ اہتمام (انہماک) محسوس کیا ہے وہ لذت و کیفیت مجھ سے جانے والی نہیں اور اسی طرح جو صحابہ کرام کہ ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ متورہ میں مدفون ہیں مثلاً عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) وغیرہ وہ سب تشریف لائے (اور) بہت زیادہ عنایتوں اور بیحد شفقتوں کے ساتھ ہمارا احاطہ کر لیا، اس کے بعد ہم امام اجل انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی قبر مبارک پر پہنچے ہم نے دیکھا کہ نہایت سرعت کے ساتھ ہماری جانب باہر آ کر نہایت خذہ روئی و شادمانی کے ساتھ اور اہل عرب کی ملاقات کے طرف پر ملاقات کی کیونکہ ان (اہل عرب) کا ملنا نہایت کشادہ روئی سے ہوتا ہے اور یہ طریقہ ان کے علاوہ دوسروں میں نہیں ہوتا، اس کے بعد میں نے ازواجِ مطہرات کی غایات و الطاف حد سے زیادہ پائے جیسا کہ ماں کی شفقت بیٹے کے حق میں ہوتی ہے خاص کر حضرت صدیقِ حبیبیہ کی شفقت جو کہ کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ میں ہمیشہ ہی پاتا ہوں اسی طرح حضرت زہرا بنتِ علی ابیہا وعلیہا الصلوات والسلام کے الطاف کثیرہ ظاہر ہوئے اور اہل بیت یعنی مقدس صاحبزادوں، امیر المؤمنین حضرت عباس، حضرت حسن اور اسی طرح ائمہ کرام (اہل بیت) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شفقتیں شمار سے باہر معلوم ہوتیں۔ جب میں عارف ربانی خواجہ محمد یار ساقدس سرہ کی قبر مبارک کے پاس پہنچا تو نہایت بشارت و خصوصیت کے ساتھ باہر آ کر غایات و الطاف فرمائے اس وقت میں نے ان کی نسبت کو نہایت صفائی و لطافت میں ظلال سے اوپر پایا جب (حضرت عروۃ الوثقیٰ) بقیع شریف سے نکل کر قلعہ کے دروازہ پر پہنچے کچھ دیر کھڑے رہ کر امام اسمعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے جو کہ قلعہ کے اندر مدفون ہیں وہ کمال بلندئی شان اور نہایت لطف و احسان سے حضرت عروۃ الوثقیٰ پر ظاہر ہوئے۔ محقق نہ رہے کہ مخزن الاسرار حضرت مخدوم زادہ عالی تبار (خواجہ محمد عبید اللہ قدس سرہ) حقائق آگاہ شیخ آدم کے احوال کو رسالہ اصل میں اس عبارت (عنوان) کے ساتھ لائے ہیں کہ فقیر بھی ان کی پیروی کر کے وہی عبارت (عنوان) بعینہا لاتا ہے "احوال شیخ آدم فقیہ کی بعض تفصیل ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک ورق میں ذکر کریں گے۔" لیکن اس قدر سنا گیا ہے کہ حضرت ایشاں (عروۃ الوثقیٰ) بقیع شریف جاتے تھے

صحیح (لیکن چونکہ آپ کے بعد کوئی بی بی آئے والا نہیں اس لئے ان تو ذرہ ہی نہیں رکھا گیا)۔

شیخ مشاء الیہ (آدمؑ) کی قبر پہنچ کر مراد ہو جاتے تھے **إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا** [مگر جبکہ میرا رب کوئی چیز چاہے] مختصر یہ کہ اس بارے میں بہت غور فرماتے۔

یا قوت ۸۸ (۳۸۸) یہ کلمات بیان کرنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ دامت برکاتہ نے فرمایا کہ بقیع شریف کے مبارک مقامات اور تبرک مزارات میں میری نسبت نے ایک عجیب ظہور اور نادر نورانیت پیدا کر لی ہیں نے اس تعالیٰ شانسی بارگاہ مقدس میں اپنے قریب منزلت کو شاہدہ کیا مجھ کو محسوس ہوا کہ تمام عالم اس نسبت کے نور سے معمور ہو گیا اور تمام موجودات عالم صف بستہ ہیں، کبھی میرے چاروں طرف ہیں اور میں مخلوق کے درمیان ہوں اور ظاہر ہوا کہ طرح طرح کے فیوض و برکات جو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ سے مخلوق کے کام کی بابت پہنچتے ہیں، جو کچھ بھی پہنچتا ہے وہ اس درویش کے واسطے سے پہنچتا ہے اور تمام مخلوقات خواہ اولیا ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور ہوں اس ضعیف سے برکات و ترقیات حاصل ہونے کے منتظر ہیں اور اصالت و محبوبیت کے اسرار میں سان عجیب غریب اسرار کے ظہور کے باوجود جو کہ اس جلیل القدر خدمت کے علاوہ مجھ کو مرحمت فرمائے گئے ہیں اکثر اوقات اہم امور کی درستی کیلئے دوات و قلم کو بھی اپنے پاس موجود پاتا ہوں جس طرح وزیر اعظم بادشاہ ذی شان کے دربار میں نسبت و قدرت رکھتا ہے وہ حالت میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ اس بعد فرمایا کہ جس قدر یہ نسبت ظہور و علیہ کرتی تھی میں منتعجب و شرمندہ ہوتا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حضور میں دوسری نسبت کے طور پر گنجائش رکھتا ہے لیکن چونکہ یہ حالت بھی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غایات کا اثر اور برکات کا جز ہے ان سب کو ان اکابر کے طفیل سے جانتے ہوئے مطمئن اور خوش ہوں۔

یا قوت ۸۹ (۳۸۹) ایک دفعہ حضرت (عروۃ الوثقیٰؓ) نے بقیع شریف کی زیارت سے واپس آ کر فرمایا کہ ان مزارات تبرک سے بکثرت خلعتوں کے حاصل ہونے سے منتعجب ہوں جو کہ حقیقت میں ان بزرگوں کی نسبتوں کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے کہ رنگارنگ کی مختلف خلعتوں سے کہ ہر ایک دوسری سے ممتاز ہے اپنے جسم پر پاتا ہوں اور ان کے انوار کی چمک سے مسرور ہوں۔ اس کے بعد زبان گوہر فشان سے فرمایا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و افاض علینا برکاتہما اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔ سرور کائنات علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت و التسلیمات کی بارگاہ میں اس قدر کمال درجہ فنا و الحاق رکھتے ہیں اور آنحضرت علیہ و علیٰ آلہ الف الف صلوات و سلام کے حضور شریف میں اپنی آپ کو اس درجہ تک گم کر لیا ہے کہ عام طور پر ان ہر دو حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضور اور ان کی غایات کا ظہور اور ان سے فیوض کا اخذ کرنا اور ان دونوں عالی درجات سے کسی امر کے لئے التماس کرتا بہت

دشوار ہوتا ہے مگر جس شخص پر ان ہر دو حضرات کا الطاف حد سے زیادہ ہو لیکن اس بارے میں بہت غور کیا اور ان (ہر دو حضرات) کی عیایات کے حاصل ہونے کا منتظر رہا، چنانچہ انھوں نے نہایت مہربانی سے اپنی خاص خلعتیں اس فقیر کو مرحمت فرمائیں بخلاف حضرت امیر المؤمنین عثمان (رضی اللہ عنہ) کے کہ وہ چونکہ حضرت رسالت خانمیت سے کچھ دور مدفون ہیں علیحدہ طور رکھتے ہیں اس لئے جو وقت بھی ان کی زیارت کے لئے جاتے ہیں معاملات و اسرار پیش آتے ہیں۔

یاقوتؒ (۱۱۴) پچھتنبہ (جمعات) کے روز بتاریخ ۱۲ جمادی الاخریٰ کو وہ عالی حضرت (عروۃ الوثقی) اہل بقیع کی زیارت اور اس مقام کے اکابر سے رخصت حاصل کرنے کیلئے تشریف لگے اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار کے قریب بیٹھ گئے اور اس معدن جا (حضرت عثمان) سے رخصت ہونے کے بعد دوسرے مزارات پر بیٹھ کر فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان نے کمال الطاف و مہربانی کے ساتھ رخصت کے لئے باہر آ کر مجھ کو بوسہ دیا اور قسم قسم کی خلعتیں پہنائیں اور رخصت کیا اور اسی طرح میں نے ہر مزار پر بکثرت عیایات اور بے شمار الطاف مشاہدہ کئے، اس کے بعد دو شنبہ (پیر) کے روز دوسری مرتبہ اہل بقیع سے رخصت ہونے کے لئے گئے فرمایا کہ میں حضرت امیر المؤمنین عثمان (رضی اللہ عنہ) سے رخصت ہو جانے کے بعد بچہ حاضر ہو جانے کی وجہ سے بہت شرمندہ تھا کیونکہ ہمارا ان کی خدمت گرامی میں دو بارہ حاضر ہونا غالب طور پر عطیہ کے لالچ اور بخشش کے حصول کے لئے ہے، جب میں معدنِ حلم (حضرت عثمان) کے مزار پر انوار کے پاس بیٹھا میرے غمگین دل میں یہ خیال آیا کہ اس وداع سے پہلے خلعت حاصل ہو چکا ہے اور آج ہم کو صحبتِ حضور کے سوا کچھ نصیب نہیں ہے اٹھنے کے بعد دوسری خلعت اتہائی لطافت میں پہلی خلعتوں سے بہتر مرحمت ہوئی۔ آپ (عروۃ الوثقی) نے فرمایا کہ بقیع کے مزارات میں تبرکہ میں حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کا معاملہ سب سے الگ ہے اور ان کا مقام و مرتبہ دوسروں سے ممتاز ہے اگرچہ بعض اہمات المؤمنین عظمت و اتوار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہیں لیکن عطیات و عیایات کا اس طرح سے تفویض ہونا جو کہ ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا ثمرہ ہے ایک جدا امر ہے۔

یاقوتؒ (۱۱۵) حضرت عروۃ الوثقی (۱) دو مرتبہ سید الشہداء امیر المؤمنین حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیلئے تشریف لگے جن کا مزار شریف جبل احد کے نزدیک مدینہ منورہ سے تین میل کے قریب ہے اور ان حضرت عروۃ الوثقی (۱) پر ان (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی نسبت شریف اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰت و التحیات سے قرب و منزلت ظاہر ہوئی اور اپنے بارے میں عیایات و الطاف پائے، فرماتے تھے کہ بعض اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اپنے بارے میں اس قدر الطاف و عیایات

اور دریافت احوال مشاہدہ ہوتی ہے کہ اس کا کیا بیان کرے، بقیغ مبارک میں امیر المؤمنین حضرت عثمان و صدیقہ (عائشہ) و سیدنا ابراہیم و عبد الرحمن بن عوف و عبد اللہ بن مسعود اور جو حضرات کہ سیدنا ابراہیم کے روضہ میں مدفون ہیں اور امام اسمعیل بن امام جعفر صادق و محمد زکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جانب سے اس قدر لطافت اس حقیر کی نسبت فائض ہوئے ہیں جو کہ دوسروں سے زائد ہیں۔

بیاقوت ۱۸۸ (۲۲۴) حضرت (عروۃ الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ نے ہر دو محرم زادگان عالی درجات یعنی خواجہ محمد نقشبند و حضرت خواجہ محمد عبید اللہ سلمہ اللہ سبحانہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم دونوں کے لئے بارگاہ سرور کائنات علیہ علی آلہ الف الف صلوات و سلام سے روز سارا چاندی اور سونے کی بی ہوئی محرم ہوئیں اور ان دونوں محرم زادوں میں سے ہر ایک نے ختم قرآن پڑھ کر اس بارگاہِ معلیٰ میں ہدیہ و تحفہ پیش کیا تھا اس کے صلہ میں اس عنایت سے ممتاز ہوئے۔

بیاقوت ۱۸۹ (۲۲۵) حضرت (عروۃ الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ ہمیشہ نماز فجر کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مواجہ تشریف میں حاضر ہو کر حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی محراب میں اپنے اجاب کے ساتھ معروف طریقہ پر حلقہ لگا کر فرمایا کرتے تھے دو شبہ (پیر) کے روز نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ آج مشاہدہ ہوا کہ گویا حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام و النجیۃ روضہ منورہ سے باہر تشریف لاکر اس حلقہ کی طرف متوجہ ہیں اور غلاموں اور خادموں کی ایک جمعیت روضہ مبارکہ سے باہر آ رہی ہے اس اشارہ میں چند خاص حضرات جو کہ مرتبہ و کمال میں حضور (عروۃ الوثقی) کے درجہ کے قریب ہیں باہر آئے ہیں قرینہ ارجمند محمد عبید اللہ بھی اعلیٰ درجہ کے لباس اور زیور سے آراستہ اپنی خاص اور بزرگ حضرات میں ہے اور نزدیک آ رہے ہیں، اللہ سبحانہ اکرم [اللہ سبحانہ کے لئے حمد ہے]۔

بیاقوت ۱۹۰ (۲۲۶) فرماتے تھے کہ مستورات اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے درمیان حدیجۃ الکبریٰ عائشہ صدیقہ اور زہرا بتول علیہما علیہما شان رکھتی ہیں اور رسالت خاتمیت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ التسلیمات کے قریب منزلت کی وجہ سے) یہ تینوں بزرگ (مستورات) بلند ہی شان میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ لیکن اس قدر مشاہدہ میں آتا ہے کہ حضرت صدیقہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو (حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم سے) ایک خاص تعلق ہے، معاملات و واردات میں دوسروں سے زیادہ دخل ظاہر ہوتا ہے اور حضرت خدیجہ و حضرت زہرا کمال قرب میں وقار و سیکنے کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں و لکل وجہۃ و العلم عند اللہ سبحانہ [اور ہر ایک کے لئے ایک قبلہ ہے اور صحیح علم اللہ سبحانہ ہی کو ہے]۔

بیاقوت ۱۹۱ (۲۲۷) مدینہ منورہ میں قیام کے ایام میں حضرت (عروۃ الوثقی) ایک روز صلوات میں

مولانا عبدالدین سلطان پوری کو توجہ رہے تھے جو کہ آپ کے اجل خلفا اور بہت بڑے علماء میں سے ہیں کہ خلیل الرحمن (حضرت ابراہیم) علی نبینا وعلیہ الصلوٰت والسلام حضرت (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) پر ظاہر ہوئے اور ان حضرت (خلیل اللہ) علیہ السلام نے نہایت کرم سے کامل کشادہ روائی و بے تکلفی کے ساتھ مولانا موصوف کے پیچھے سے آکر انھیں بغل میں لے لیا اور رعایت قربائی، اور اس معاملہ سے پہلے حضرت (عروۃ الوثقیٰ) نے مولانا موصوف کو دائرہ ولایتِ ابراہیمی میں داخل ہونے اور اس ولایت کے کمالات حاصل ہونے کی بشارت دی تھی۔ اور نیز مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰت والسلام میں اعتکاف کے ایام میں ایک روز حضرت (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) مواجہہ شریفہ میں مولانا زکوریہ کے ساتھ سکوت کی مجلس (مراقبہ) میں تھے اٹھنے کے بعد فرمایا کہ ان کو خلعتِ حلتِ مرحمت ہوئی ہے، الحمد للہ علی ذلک۔

یا قونین ۱۸۸۸ (۱۲۶۶ھ) حضرت مخدوم زادگان عالی درجات نے نقل کیا کہ دو شنبہ (پیر) کے روز بیس جمادی الاخریٰ کو حضرت (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) نے مدینہ سکینہ سے روانہ ہونے وقت مخیر موجودات و سرورِ کائنات خواجہ دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رخصت (کی اجازت) کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، فرماتے تھے کہ میں ظہر کی نماز میں محرابِ نبوی علیہ الصلوٰت والسلام کے نزدیک تھا کہ فرقت کے غم اور رخصت کے سرج کی وجہ سے مجھ پر گریہ غالب آگیا، میں اسی غم و الم میں تھا کہ مقصودہ شریفہ و روضہ معطرہ کی جاتب سے سطوتِ آوار و حشمتِ سلطنت نے طلوع کیا اور حضرت رسالتِ خاتمتِ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات نہایت تو لائیت و کمالِ عظمت کے ساتھ حجۃ شریفہ سے باہر ہمارے سامنے تشریف لائے اور نہایت مہربانی سے کمالِ بلندی و نہایت رفعت میں بادشاہوں کے تلج کی مانند خلعتِ تلج کہ جس کی مانند ہرگز دیکھا نہیں گیا اس احقر کو پہنایا گیا محسوس ہوا کہ اس نالج پر شہرہ کا طرہ ہے کہ جس کے اوپر اعلیٰ درجہ کے لعل جڑے ہوئے ہیں اور ایسا محسوس ہوا کہ یہ ایک خاص خلعت ہے جو کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن شریفاً اُترا ہوا ہے دوسری خلعتوں کی مانند نہیں ہے اس کے بعد میں نے اپنے بعض فرزندوں کے لئے جو کہ اس سفر میں (میرے) ہمراہ تھے اور اس وقت میرے ساتھ حاضر تھے اس بلند بارگاہ میں خلعت کے حصول کے لئے التجا و تضرع کیا، کمالِ بندہ نوازی سے ان میں سے ہر ایک کے لئے منور خلعتیں مرحمت ہوئیں اس کے بعد میں نے مواجہہ شریفہ میں جا کر یہی معاملہ مشاہدہ کیا، فرماتے تھے کہ ان دونوں مقامِ محرابِ خواجہ و مواجہہ شریفہ میں ایک دوست میرے پہلو میں رخصت حاصل کرنے کے لئے کھڑا تھا میں نے اس کے لئے کبھی تضرع کیا کہ اس کو خلعت مرحمت ہو جائے، لیکن قبول نہیں کیا گیا، اس بات نے مجھ کو کمالِ التجا پر آمادہ کیا، بہت تضرع کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ خلعت کی قسم کی کوئی چیز

اس کو بھی غایت ہوئی، چنانچہ اُس وقت اس کی دستار (بگڑی) ممتاز نظر آرہی تھی۔ یہ خفیہ غیبی عنہ (جامع کتاب) کہتا ہے کہ اس کا شفیق گویا اس واقعہ کی تعین ظاہر ہوئی جو کہ حضرت عروۃ الوثقی سلمہ اللہ سبحانہ نے اس سے پہلے شاہجہاں آباد (دہلی) کے راستہ میں دیکھا تھا اور وہ اس طرح ہے کہ انھوں نے فرمایا آج رات میں دیکھنا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نماز کی امامت کرے ہیں اور بہت سی مخلوق نے حضرت موصوف (قدس سرہ) کے پیچھے صف باندھ کر اقتدار کی ہے فقیر (عروۃ الوثقیؒ) اور ہمارے دونوں بڑے بھائی خواجہ محمد صادق و خواجہ محمد سعید قدس سرہما پہلی صف میں ہیں اور پھر حضرت مجدد الف ثانیؒ (قدس سرہ) عین نماز میں فرماتے ہیں کہ ”محمد معصوم سے ہم کو یہ پہنچا اور یہ پہنچا“ متعدد امور کا اظہار فرماتے ہیں اور اسی طرح دونوں بڑے بھائی اسی کلمہ کو کہتے ہیں کہ ”محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو فلاں فلاں چیزیں پہنچی“ اس آئنا میں گویا حضرت وہاب عریشانہ و عم الغمامہ کی جانب سے حضرت مجدد الف ثانیؒ (قدس سرہ) کو خطاب پہنچا ہے کہ اس (محمد معصوم قدس سرہ) کی آرائش کریں گویا حضرت مجدد عرض کرتے ہیں کہ اس کی کس طرح آرائش کروں؟ حکم پہنچا ہے کہ اس کے سر پر تاج رکھیں اور اس میں لعل بجر دیئے جائیں تاکہ روشنی سر سے پاؤں تک پہنچے اور تمام نور ہو جائے اسی۔

یاقوتؒ (۱۰۱۶) (۱۰۱۶) حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ) فرماتے تھے کہ خلعت عطا کرنے سے مراد نسبت خاصہ و معاملہ مخصوصہ کا تقویض ہونا ہے جو کہ عطا کرنے والے کی جانب سے عطا کردہ شخص کے حق میں کامل خصوصیت و مکمل غیبت پر اول درجہ کی دلیل اور ہدایت سچا گواہ ہے کہ نظر کشفی میں یہ عطیہ خلعت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے بخلاف دوسری تمام غیبات کے جو کہ اس خصوصیت کے ساتھ نہ ہوں کہ وہ متمثل نہیں ہوتیں اور اسی لئے ہم نے ہر چیز موجدہ تشریف میں بعض مخصوص دوستوں کو خلعت حاصل ہونے کیلئے التجا کی اس کا اثر ظاہر نہ ہوا اگرچہ اس جماعت پر التفات و غیبت محسوس ہوتی تھی سوائے بعض فقیر زادوں کے کہ ان کو محض کرم اور صرف فضل سے خلعتیں غیبت ہوئیں، پس سمجھ لیجئے۔

یاقوتؒ (۱۰۱۶) (۱۰۱۶) حضرت عروۃ الوثقی سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ جبکہ حرمین شریفین میں

تشریف فرما تھے تو ان عالی مقامات منبر کی محبت ہو گئی اور دیار ہند کے بارے میں توقع و تردد نہ ہوا ابتدا جب مدینہ منورہ سے نوافلہ کے نکلنے کا وقت قریب آیا تو حضرت (عروۃ الوثقیؒ) نے روضہ منورہ کے موجد تشریف میں التجا و تضرع کی تاکہ سرور کائنات علیہ الصلوٰات والسلام کی مقدس بارگاہ میں مرضی معلوم کریں کہ اس منور بارگاہ میں اقامت مقبول ہے یا وطن کو واپس ہونا پسندیدہ ہے (نو) وطن کی واپسی میں کمال رضامندی محسوس ہوئی اور واضح و صاف اشارہ رخصت کیلئے ظاہر ہوا۔ اسی آئنا میں حضرت (عروۃ الوثقیؒ) کے قلب مبارک میں

دیبا رہنے کے ایک شخص کا جو کہ شریعت منورہ اور اہل شریعت خصوصاً اس سلسلہ عالیہ کے متمسکین اور خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کے خاندان کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا اور ہمیشہ اس عجمت کو ضرر پہنچانے کے درپے رہتا تھا خیال آیا، اس بارے میں بارگاہ عالیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں التجا کی (حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کہ محسوس ہوا کہ حضرت رسالت قائمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات ظاہر ہوئے اور آنحضرت علیہ السلام کے دست مبارک میں برہنہ نلوار تھی اس کے قتل کا اشارہ فرماتے ہیں پس جیسا کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا۔ اس سے چند سال پہلے حضرت (عروۃ الوثقیٰ) سلمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کے روضہ میں اس شخص کی رسوائی کی بشارت دی گئی تھی پس جیسا کہ دیکھا ویسا ہی ہوا، پس سمجھ لیجئے کہ یہ ان کا اعجاز کرامت ہے۔

یا قوت ۱۸۸ (۲۹۹) جب مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت (عروۃ الوثقیٰ) (قدس سرہ) کو وجع المفاصل (جوڑوں کے درجہ کا مرض لاحق ہو گیا، ایک روز مرض کی شدت میں فرمایا حضرات عالیات زیر اہتول و صدیقہ حبیبہ و ابراہیم صاحبزادہ نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات تشریف لائے، گویا عبادت کے لئے آئے ہیں حضرت فاطمہؓ دائیں طرف ظاہر ہوئی اور حضرت صدیقہ (عائشہؓ) بائیں طرف اور حضرت ابراہیمؓ سامنے ظاہر ہوئے اور ان سب بزرگوں نے بہت زیادہ الطاف و عنایات فرمائیں خصوصاً حضرت صدیقہؓ سے انعامات و عطیات بیشمار ظاہر ہوتے ہیں، اکثر اوقات حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لاتی ہیں۔

یا قوت ۱۸۹ (۳۰۰) جب وادی صفا میں پہنچے تو عصر کی نماز کے بعد حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) کے مزار پر جا کر مراقب ہوئے ان کی نسبت تشریف کمال لطافت کے ساتھ ظاہر ہوئی، فرماتے تھے کہ اس وقت میں نے حضرت (ابوذرؓ) کی جانب سے اپنے لئے کوئی ہدیہ نہیں پایا معلوم ہوا کہ یہی (نسبت تشریف) آنجناب کا تحفہ ہے۔

یا قوت ۱۹۰ (۳۰۱) حضرت (عروۃ الوثقیٰ) سلمہ اللہ سبحانہ جب توی قلیص میں پہنچے جو کہ مکہ معظمہ سے تین منزل پر ہے، فرمایا مشاہدہ ہوتا ہے کہ یہ تمام مقامات مبارکہ کعبہ کرمہ حُسنی کے انوارِ سُبُور میں اور فرشتوں اور دو جانوں کا ہجوم اس صحر میں محسوس ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کعبہ کرمہ کی توجہ التفات اس ضعیف کی جانب معلوم ہوتا ہے۔

یا قوت ۱۹۱ (۳۰۲) جب حضرت (عروۃ الوثقیٰ) سلمہ اللہ سبحانہ وادامت برکاتہ، حرم شریف کے نزدیک پہنچے معلوم ہوا کہ انوارِ عظیمہ نے مکہ معظمہ کے اطراف و جانب کو احاطہ کیا ہوا ہے اور طواف میں

حضرت کعبہ سے غایاتِ جلیلہ پائی ہیں۔ فرماتے تھے کہ جب ہم نے مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو گانہ طواف ادا کیا تو حضرت خلیل الرحمن (حضرت ابراہیم) علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوئے اور اس مقامِ اعلیٰ میں حضرت (ابراہیم علیہ السلام) کے لئے حضورِ خاص و انفاقِ عجیب معلوم ہوا اور خلعت کے اسرار ظاہر ہوئے کہ ہم نے تمام مقام کو ان اسرارِ خلعت کے ساتھ معمور پایا۔

جاننا چاہئے کہ جو معاملات حضرت (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) پر لکھے مکرمہ میں مدنیہ متورہ سے واسطیٰ بعد ظاہر ہوئے تھے تفصیل کے ساتھ پہلی فصل میں بیان ہو چکے ہیں۔

خاتمہ: بطورِ ضمیمہ ان انعامات کا بیان جو حضرت عروۃ الوثقیٰ پر ظاہر ہوئے

وہ چار یواقیت پر مشتمل ہیں۔

(۳۳) یا قوت ۱۸۸: محہ کی بندرگاہ پر ماہِ رمضان (۱۶۹۰ھ) کی تالیسویں شب کو مخدوم زادہ عالی مرتبہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ نماز تراویح میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ) پر بکثرت برکات اور بے شمار غایات کا ظہور ہوا۔ آپ نے مخدوم زادہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس وقت میں نے تم سب بھائیوں پر متوجہ ہو کر (حق تعالیٰ کے حضور میں) التجا کی۔ میں نے دیکھا کہ تم پر بھی ان برکات کی بارش کی گئی۔ اس کے بعد میں دوسرے دوستوں پر متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ ساتھیوں پر بھی بوندیں پڑیں جیسا کہ کسی ایک پر بارش کرتے ہیں اور چھینٹے دوسروں پر (بھی) پڑ جاتے ہیں۔ وللارض من کاس الکوام نصیب (ابو زرگن کے پیالہ سے زمین کے لئے بھی حصہ ہے)۔

(۳۴) یا قوت ۱۸۹: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایت سے جب سمندر سے گزرنے کی بندرگاہ میں داخل ہوئے اور بکثرت لوگوں اور بے شمار طالبعلمین مردوں اور عورتوں نے طریقہ حاصل کرنے کے لئے اصرار کیا اور حلقہ ذکر میں عجیب اجملع ہوتا تھا گویا وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (اور تو نے دیکھا کہ لوگ اللہ کے دین میں گروہ درگروہ داخل ہوتے ہیں) کا مصداق ظاہر ہوا۔ ایک روز خلوت میں حضراتِ مخدوم زادگان سے فرمایا کہ آج رات صبح کے وقت اس حالت میں غور کر رہا تھا اور ارشاد کے کام میں مشغول ہونے کے بارے میں حیران تھا کہ آیا خدائے تعالیٰ جل شانہ کے بندوں میں اس قدر تصرف کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا نہیں، اس کے بعد میں نے اس کام کے ترک کرنے کا عزم کیا، الگ تھلگ رہنے کا طریقہ اختیار کرنا چاہا اور چاہا کہ تم کو بھی ارشاد کے ترک کرنے کی وصیت کروں جب کچھ دیر اسی حالت اور اسی ارادہ پر گزری تو اللہ تعالیٰ عزیر بمانہ وعم انعامہ کی طرف سے طرح طرح کی غایات اور قسم قسم کے الطاف ظاہر ہوئے اور خاص تجلی و مخصوص ظہور واقع ہوا کہ اس قسم کی تجلی بہت کم

ظاہر ہوئی ہوگی۔ الہام کیا گیا کہ ارشاد کا معاملہ جو تجھ سے صادر ہوتا ہے یہ سب ہماری جانب سے ہے اور ہم ہی کرتے ہیں اور تیرا کچھ اثر (نشان) باقی نہیں رہا ہے بفرماتے تھے کہ اس وقت ایسا متاثر ہوتا تھا کہ جو کچھ مجھ سے ہوتا ہے وہ اسی سبحانہ و تعالیٰ کی طرف منسوب ہے حتیٰ کہ کلاہ و شجرہ دینا جو کہ کبھی کبھی بعض طالبان کے لئے واقع ہوتا ہے اس کو بھی اسی سبحانہ کی طرف منسوب پایا۔ مخدوم زاہد عالی قدر و عالی مرتبہ صاحب اسرار اصل (کتاب) میں اس مکاشفہ کے پورا کرنے کے بعد یہ عبارت لائے ہیں کہ کتاب عصمہ اللہ من الخطا والزلزلہ [اللہ تعالیٰ اس کو خطا و لغزش سے محفوظ رکھے] کہتا ہے کہ یہ صحیح و صریح الہام عام لوگوں کے لئے اور ہر اس شخص کے لئے بشارتِ کامل ہے جو گناہوں سے باز رہا اور ان (عروۃ الوثقی) کے ہاتھ پر تویہ کی، اور اس سے ان (عروۃ الوثقی) کا اور ان کے طالبین کا مرتبہ اور ان کے مریدین کی منزلت معلوم ہوتی ہے، پس بیشک یہ کسی واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے، الحمد للہ رب العالمین ۵

(۳۵) یا قوتہ: ہم حرمین شریفین کے انعامات کو دو عقلیتوں کے ذکر کے ساتھ ختم کرتے ہیں جن کو ہمارے امام و قبلہ سید و شیخ (عروۃ الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ و دامت برکاتہ نے آنحضرت اعلیٰ مرتبت نبی کریم علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت و التسلیمات کی بارگاہ مقدس سے استفادہ کیا ہے، ایک عنایت ان کے حق میں ہے اور دوسری عنایت ان کے شیخ امام العالم مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے: اول یہ کہ حضرت (عروۃ الوثقی) اپنی ان اجاب غیر اجاب کے درمیان مجلس میں بیٹھے تھے آپ نے دیکھا کہ حضرت سید الاولین و الآخرین علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت و التسلیمات نے ہدایت شان و شوکت اور کامل نورانیت میں آسمان سے نزول فرمایا یہاں تک کہ نجلی نور کی فراوانی سے ان کی ہستی (جسم) متشخص نہیں ہوتی بلکہ نور محض (کی شکل میں) متمثل ہیں، رحمت سرور کی سے حضرت (عروۃ الوثقی) کو بوسہ دیکر پھر آسمان پر عروج فرمائے۔ دوم یہ کہ ایک روز حضرت موصوف (عروۃ الوثقی) نے سر سہاں قیام کے دوران واقعہ میں دیکھا کہ حضرت محبوب رب العالمین علیہ و علیٰ آلہ الف الصلوٰت و سلام امام ربانی مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کے گھر میں تشریف فرما ہیں اور عظیم آوارا آنحضرت علیہ الصلوٰت و التسلیمات پر جلوہ فگن ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہ) اس گھر کے صحن کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی نسبت میں ایک گونہ مستغرق ہیں، حضرت ختم المرسلین علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت و التسلیمات کمال بندہ نوازی سے ان کی تعریف میں بہت سے کلمات ارشاد فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں

سبحان اللہ، ان لوگوں میں یا اس ملک میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایسے بندہ کو پیدا کیا ہے کہ جس کے پاس اس سبحانہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے آتے ہیں اور وہ ان کی طرف التفات نہیں کرتا۔ (۵۱) یاقوت ۱۸۸۔ اس رسالہ شریف کی تکمیل کے بعد جب میں نے اس کو حضرت (عزوة الوثقی) سلمہ اللہ سبحانہ کی خدمت میں پیش کیا اور انھوں نے تمام کو سماعت فرمایا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے (وہاں سے واپس آکر) محرم زادہ مخزن الاسرار حضرت محمد عبید اللہ (قدس سرہ) سے فرمایا کہ میں پیر دستگیر کے حضور میں جا کر متوجہ ہوا کہ ان تمام چیزوں کے بارے میں جو کہ لکھی گئی ہیں پسندیدگی کا اظہار ہے یا نہیں۔ حضرت (مجدد الف ثانی) قدس سرہ نے اس قدر زیادہ الطاف و عنایات فرمائیں کہ اب تک اس قسم کی الطاف و عنایات بہت کم ظاہر ہوئی ہوں گی، ہم دیکھتے تھے گویا کہ کمال عنایت کی وجہ سے ہمارے گرداگرد گھوم رہے ہیں اور مسرت و شادمانی کا اظہار فرما رہے ہیں، اُس روز صبح کی نماز کے بعد جب میں حلقہ ذکر و مراقبہ میں بیٹھا تو دیکھا کہ دو شخص (طشت) ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد کے دونوں دروازوں سے ہمارے سامنے آئے اُن میں سے ایک کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوئی کہ اس نے کیا لا کر ہمارے سامنے رکھا میں نے دیکھا کہ اس میں آیدار جواہر و یاقوت کی مانند چمکدار چیزیں رکھی ہیں اس اثنا میں اس شخص نے جواہرات سے مرصع ایک تاج ہمارے سر پر رکھا انتہی۔

راقم الحروف کہتا ہے اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ اس رسالہ کو یاقوتِ اکبر (کے نام) سے موسوم کرنا اس معرفت کے موافق واقع ہوا، اور اس کا نام رکھنے کے لئے تہایت موزوں وجہ ظاہر ہوئی۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين ۶

تَمَّتْ

حق سبحانہ و تعالیٰ عزوجل کا بے حد و بے انتہا شکر ہے

کہ عاجز کے ہاتھوں اس متبرک رسالہ کا ترجمہ مکمل ہوا

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

از یکم ربیع الاول
 ۱۰۶۸ھ (۱۶۵۷ء) ۳۵
 سجادہ نشینی کا پینتسواں سال

(حضرت عروۃ الوثقیٰ کی حرمین شریفین کی زیارت اور فضیضہ حج کی سعادت میں مشغولیت)

اور ہندوستان میں اسلامی انقلاب)

حضرت عروۃ الوثقیٰ تواجہ محمد معصوم قدس سرہ اوخرزی الحج ۱۰۶۷ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے، ۱۰۶۸ھ میں حج کی سعادت حاصل ہوئی، پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں سے مکہ مکرمہ ہوتے ہوئے ۱۰۶۹ھ کے اواخر میں وطن مالوف تشریف لے آئے، یہ مبارک سفر پورے دو سال میں بحسن و خوبی انجام پذیر ہوا۔ حج کے واقعات و کیفیات، واردات و مکشوفات اور انوار و فیوضات آپ یواقیت الحرمین میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب حضرت عروۃ الوثقیٰ کے حجاز مقدس تشریف لیجا کے بعد واپسی تک ہندوستان میں جو حالات پیدا ہوئے ان کا مختصر تذکرہ صاحب روضۃ القیومیہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:-

جب داراشکوہ کو ہندوستان پر پوری طرح تسلط حاصل ہو گیا تو اس نے شاہجہاں کے پاس امور سلطنت اور رعایا کی خبریں پہنچتی بند کر دیں اور تہ ہی بادشاہ کی خیر و عافیت کی اطلاع رعایا کو دیتا حتیٰ کہ شاہزادوں کے خطوط بھی بادشاہ تک پہنچنے کی ممانعت دی۔ بلکہ بادشاہ کی طرف منسوب کر کے اپنی حسب مشاخطوط کے جوابات دینے اور جملہ حکامات جاری کرنے لگا۔ اور نگ زریب کو جب ان حالات کا علم ہوا تو اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے جنگی کارروائی کرنے سے پہلے برہان پور میں کافی وقت گزارا کہ شاید شاہجہاں تندرست ہو کر سلطنت خود سنبھال لے۔ برہان پور کے دوران قیام میں اس نے وہاں کے علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور ان کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ نقشبندی صاحبزادگان پیر پور اس کے ساتھ تھے۔ خود حضرت عروۃ الوثقیٰ حج حرمین شریفین تشریف لیجانے سے قبل اور نگ زریب ملاقات کر چکے تھے۔

عہ صاحب تختیالالباب لکھتے ہیں کہ: "مذی الحج ۱۰۶۸ھ کو شاہجہاں بیمار ہوا اور مرض بزرگ جس بول ہو گیا۔ داراشکوہ مملکت کا وسیعہ دنیا میں تھا۔ اس بھونٹی مشرب بخوروں کی صحبت کا بڑا اثر تھا۔ اس کی مجلس میں برہمن اور گوسا میں جھے رہتے تھے اور اس کی خام خیالیوں کی تائید و موافقت کرتے رہتے تھے۔ جب شاہجہاں کی بیماری شدید ہوئی تو داراشکوہ نے سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور صوبوں کے جو تائندے دربار میں تھے ان سے اس بات کے چھلکے لے لئے کہ وہ دربار کی کوئی بات کہہ کر نہیں بھیجیں گے، بلکہ، احمدآباد اور دکن کے راستوں کی تاکہ بندی کرادی، ان پابندیوں کے باوجود تشریف انگیز خبریں پھیلتی رہیں اور شریک خاص قانون شکنی پر اترنے اور ملک میں فتنہ و فساد پھیل گیا۔ (حصہ سوم ص ۲۳)

عہ حاشیہ آئندہ سفر پر ملاحظہ فرمائیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ جب اورنگ زیب کو شاہجہاں بادشاہ کی صحت و عافیت کی کوئی خبر نہ مل سکی اور حالات کو زیادہ بگڑتا ہوا محسوس کیا تو وہ مجبوراً جنگی کارروائی کے لئے تیار ہوا اور اس نے مراد بخش کو اپنے ساتھ ملا کر چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ہندکار رخ کیا۔ یہ دونوں دریاے نرہدا کے پار آگئے جب ان کی آمد کی خبر دارا شکوہ کو ہوئی تو بادشاہ کی طرف سے ان کو حکم انشاعی صادر کر دیا لیکن اورنگ زیب نے کہا لا بھیجا کہ تم اتنی مدت باپ کی خدمت میں رہے ہو اب ہمیں ان کی خدمت میں رہنے دو۔ دارا شکوہ نے دوبارہ حکم انشاعی بھیجا لیکن اورنگ زیب نے پروا نہ کی اور اکبر آباد کار رخ کیا۔ جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ اورنگ زیب سر پرچلا آ رہا ہے تو مجبوراً ہندوستان کے مہاراجہ (جسوت) سے کہا کہ جس طرح بھی ہو سکے اورنگ زیب کو ہندوستان نہ آنے دو۔ مہاراجہ ایک کثیر لشکر لیکر اورنگ زیب کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ نیز دارا شکوہ نے قاسم خاں نامی ایک رکن سلطنت کو بھی ایک کثیر قوچ دیکر مہاراجہ کے ساتھ کیا۔ ابھی یہ دونوں مالوہ پہنچے تھے کہ اورنگ زیب سر پرچہ آیا۔ مہاراجہ (جسوت) نے اورنگ زیب کو پیغام بھیجا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ واپس چلے جاؤ ورنہ میں تمہیں آگے بڑھنے نہیں دوں گا۔ اورنگ زیب نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند محمد اشرف کی خدمت میں (جنہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ تہمتی کے لئے اُس کے پاس چھوڑ گئے تھے) دعا و توجہ کی درخواست کی آیتے توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ انشاء اللہ آپ کی فتح ہوگی اور چونکہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کا باطن مبارک (دلی توجہ) آپ کی طرف ہے اس لئے نہ صرف یہ فتح بلکہ اور بہت سی فتوحات کی بھی قوی امید ہے۔ اورنگ زیب یہ خوشخبری سن کر نہایت فرحان و شاداں ہوا اور فاتح پڑھ کر جنگ کے لئے روانہ ہو گیا۔ دونوں طرف سے جنگ کا بازار گرم ہوا، آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی اور مہاراجہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا، اورنگ زیب شکر الہی بجالایا۔

عہ منتخب اللباب میں اسی طرح کا ایک واقعہ درج ہے کہ جب ۲۵ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو سواری برہان پور سچی تو اورنگ زیب نے برہان پور کے مشہور بزرگ شیخ برہان سے ملنے کی خواہش کی، بڑے اصرار اور کوشش کے بعد ملاقات کی اجازت ملی، اورنگ زیب شیخ کے ایک مقرب کے ہمراہ ان کی زیارت کے لئے گیا اور ان سے فاتحانہ اور دعا کی درخواست کی۔ شیخ نے فرمایا "تم بادشاہ ہو تمہارے لئے ہم فقیروں کی دعا و فاتحہ کی کیا ضرورت، ہاں تم عدل و انصاف اور رعیت پروری کے قصد سے دعا مانگو ہم بھی تمہارے ساتھ دعا کے لئے ہاتھ اٹھالیں گے۔" شیخ کے مقرب نے اس مبارک کلام کو سنتے ہی اورنگ زیب کو سلطنت کی مبارکباد دی۔ دعا اور فاتحہ کے بعد شیخ نے نصیحت کے طور پر چند کلمے کہے اور تبرک وغیرہ دیکر رخصت کیا۔

(منتخب اللباب حصہ سوم ص ۳۰ و ۳۱)

۱۰۷۱ھ (۱۰۷۱ء) روضۃ القیومیہ لمختصر رکن دوم ص ۱۰۷

جب اورنگ زیب دکن سے آیا تو شجاع بھی بنگال سے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ داراشکوہ نے اس کے مقابلے پر اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا تھا، اتفاقاً سلیمان شکوہ شجاع پر غالب آ گیا اور شجاع شکست کھا گیا۔ جب اس فتح کی خبر داراشکوہ نے سنی تو باپ (شاہجہاں بلاتناہ) سے کہا کہ حکم ہو تو خوشی کا نقارہ بجایا جائے، شاہجہاں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو فتح نصیب ہوئی ہے تم خوشی کے نقارے بجادو، میرے بیٹے کو تو شکست ہوئی ہے میں کیوں خوشی کے نقارے کا حکم دوں۔ اتنے میں اورنگ زیب کی فتح اور راجہ جسونت کی شکست کی خبر پہنچ گئی تو داراشکوہ بہت گھبرایا اور چاروں طرف سے لشکر جمع کر کے اکبر آباد کے قریب اس کا مقابلہ کیا۔ شاہجہاں نے داراشکوہ کو بہت سمجھایا کہ تمہارا اورنگ زیب کے مقابلے پر جانا مناسب نہیں ہے وہ تم سے ضرور لڑے گا کیونکہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی دعائیں اس کے شامل حال ہیں، اغلب ہے کہ وہ تجھ پر فتح پا جائے، لہذا اس کے مقابلے پر مجھے جانے دو، وہ مجھ سے جنگ نہیں کرے گا اور میں اُسے دم دلاسا دیکر تیرا مطیع بنا دوں گا۔ داراشکوہ نے کہا کہ آپ اس بات سے نہ ڈریں کہ میں آپ کے بیٹے کو قتل کر دوں گا خاطر جمع رکھیں میں اسی گوشہ کمان سے زندہ پکڑ کر لے آؤں گا۔ آخر داراشکوہ تمام لشکر اور ارکان سلطنت کو سمرہ لیکر اورنگ زیب کے مقابلے پر آیا اور بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی، اتفاق سے اورنگ زیب کے لشکر ایک بارود کا گولہ داراشکوہ کے ہاتھی پر پڑا جس سے فیل بان جل گیا دوسرا گولہ فیلبان کے پیچھے فدائی پر پڑا وہ بھی مر گیا تیسرا گولہ ہاتھی کی عماری پر پڑا۔ داراشکوہ یہ حالت دیکھ کر مجبوراً ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ لشکر نے داراشکوہ کو ہاتھی پر نہ دیکھا تو خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے اس لئے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ داراشکوہ لشکر کے بھگنے سے مجبور ہو کر خود بھی بھاگ گیا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر روانہ کیا لیکن وہ شاہجہاں آباد سے بھی بھاگ گیا۔ اورنگ زیب فتح کی خوشی میں سجدہ شکر بجالایا ع۔

عہ کہتے ہیں کہ شاہجہاں نے داراشکوہ کو بھائیوں کے مقابلے پر فوج کشی کرنے کی بار بار مخالفت کی اور اس سے یہ بھی کہا کہ تمہارے جانے سے دونوں بھائیوں کی مخالفت اور زیادہ شدید ہو جائے گی یہاں تک کہ شاہجہاں نے طے کر لیا کہ دونوں بیٹوں کو سمجھانے اور صلح صفائی کرنے کی خاطر وہ خود جائے گا چنانچہ پیش خانہ شاہی کو شہر سے باہر لگانے کا حکم بھی صادر کر دیا لیکن داراشکوہ کسی طرح اس بات پر راضی نہ ہوا۔ (تنبخ اللباب حصہ سوم ص ۳۸)

عہ یہ جنگ ۲ رمضان ۱۰۶۸ھ کو سموگڈھ کے قریب ہوئی۔ (ایضاً ص ۳۹)

”مجمع البحرین، یہ کتاب دارانے اپنی عمر کے بائیسویں سال میں لکھی، اس میں اسلام اور ہندو مذہب کو ایک ہی سمندر کے دو دھارے بتایا ہے اور ان دونوں کو ملانے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اسلامی تصوف اور فلسفہ و بیانات میں لفظی اختلاف کے سوا کوئی اور فرق نہیں۔ توحید کے شدید ائی ان دونوں میں سے جس کی بھی تقلید کریں حقانیت کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت پہ دارا کو مزند اور محد قرار دیا گیا اور آگے چل کر اس کے ہی عقائد اس کے زوال اور موت کا سبب بنے (مستحق)۔۔۔۔۔ دارا کی تصانیف پانچ ہیں اس کے بعد اس نے زیادہ تر ہندو مذہب کی کتابوں کے ترجمے کئے یا کرائے، ان ترجموں کی تمہیدیں دارانے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خفی المشرب اور سلسلہ قادریہ کا پیرو ہونے کے بجائے رفتہ رفتہ ہندو ہونے کی کوشش کر رہا تھا یا کم از کم وہ اپنے عقائد کو ایسے سانچے میں ڈھال رہا تھا کہ ہندو اس کی طرف مائل ہو کر تختِ تاج کے حصول میں اس کے معاون اور مددگار ہوں (ص ۱۷۷)۔

سزا کبر: یہ ادیبِ شہد کے پچاس ابواب کا فارسی ترجمہ ہے جو دارا شاہ کو ۱۶۷۷ء میں بنا اس کے پنڈتوں کی مدد سے کیا۔ اس کتاب میں بسم اللہ کے بجائے گینش جی کی تصویر دی ہے اور دیباچہ میں لکھا ہے کہ اصل قرآن مجید ہی ہے (نعوذ باللہ) اس کی وجہ تصنیف کے متعلق وہ خود لکھتا ہے: (نعوذ باللہ نقل کفر نباشتم) — ”جب یہ فقیر نے اندر وہ محمد دارا شاہ کو ۱۶۷۵ء میں کثیر جنبت نظر گیا تھا تو... حضرت ملا شاہ مسلم اللہ سے سیادت اور امداد حاصل کی... لیکن طلب توحید میں جو ایک بحرِ بیکراں ہے اور بھی تشنگی ہر وقت برصغیر گئی دقیق مسائل ذہن میں آتے تھے جن کا حل بحسن کلام الہی اور اسناد ذات نامتناہی کے ممکن نہ تھا چونکہ قرآن مجید و عظیم اور فرقان کریم کی اکثر باتیں رضحی ہیں نہ یہ... اس لئے میں نے چاہا کہ تمام آسمانی کتابوں کو پڑھوں... میں نے تورتہ انجیل، زبور اور دوسری کتابیں پڑھیں لیکن ان میں بھی توحید کا بیان مجمل اور اشارات میں تھا...“

سلاہ دارا کے عقائد کی تلاش و جستجو میں اتفاقاً اس کترین عاجز محمد اعلیٰ عفی عنہ کو ایک نکتہ دوست سے دارا کی تصنیف ”سزا کبر“ فارسی ملی۔ یہ کتاب ۱۹۱۰ء میں طبع ہوئی، اس کے دیباچہ کی پیشانی پر لفظ ”بسم اللہ ام“ درج ہے، یعنی بسم اللہ اور ام ایک ہی بات ہے نیز اس کے نیچے باریک حروف میں ”رب بسروم بم ناخیر“ بھی لکھا ہوا ہے۔ انہی محترم دوست سے ”سری جگوت گیتا فیضی منظوم کا نسخہ بھی ملا جو ۱۹۰۵ء کا مطبوعہ ہے۔ اس کی ابتدا میں پیشانی پر باریک حروف میں ”سری کرشن ارجن سبناہ“ لکھا ہوا ہے اور اس کے نیچے غالباً انہی دونوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ہیر لال پریس جے پور کی مطبوعہ ہیں۔

اس لئے اس بات کی فکر میں ہوا کہ ہندوستان و ہرت عیان میں توحید کی گفتگو کیوں بہت زیادہ ہے اور قدیم ہند کے ظاہری اور باطنی علماء کو وحدت سے انکار اور موصدوں پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ ان پر اعتبار ہے بر خلاف اس کے جملائے وقت (یعنی دار علماء) خدا شاسوں اور موصدوں کے قتل کفر اور انکار میں مشغول ہیں رفت و متعت ان باتوں کی تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس قوم قدیم (یعنی ہندوں) کے درمیان تمام آسمانی کتابوں سے پہلے چار آسمانی کتابیں تھیں: رگ، بید، سام، بید، اتہرن، بید اور محض توحید کے اشغال اس میں درج ہیں جن کا نام انپکت ہے اس لئے چاہا کہ ان انپکت کو جو کہ توحید کا خزانہ ہے لفظ بلفظ بالمقابل ترجمہ کر کے سمجھوں ۱۰۶ میں بے غرضی کے ساتھ اس کا ترجمہ کیا اور توحید کے متعلق ہر قسم کی مشکل اور اعلیٰ باتیں جن کا میں طلبگار تھا لیکن حل نہیں پاتا تھا، اس قدیم کتاب کے ذریعہ سے معلوم ہوئے جو بلاشک وشبہ پہلی آسمانی کتاب ہے اور بحر توحید کا سرچشمہ ہے اور قدیم ہے اور قرآن مجید کی آیت بلکہ تفسیر ہے (ص ۲۴) اور صراحتاً ظاہر ہوتا چونکہ انپکت کہ ایک مخفی راز ہے، لہذا ماخذ ہے اور قرآن مجید کی آیتیں جیسے اس میں پائی جاتی ہیں پس تحقیق کہ چھپی ہوئی کتاب ہی کتاب قدیم ہے (ص ۲۵)۔

مولانا شبلی مرحوم نے دہر اکبر کے نسخہ کو ۱۹۰۶ء میں ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس منعقدہ بنارس کی علمی نمائش گاہ میں دیکھا تھا۔ اس کتاب کے دیباچہ کو پڑھ کر ان پر جو اثرات طاری ہوئے ان کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ "عالمگیر نے داراشکوہ کے مقابلہ کا جب قصد کیا تو اس کا یہ سبب ظاہر کیا کہ داراشکوہ بد عقیدہ اور بد دین ہے اس لئے اگر وہ ہندوستان کا فرمانروا ہوا تو ملک میں بد دینی پھیل جائے گی۔ عام مورخوں کا خیال ہے کہ یہ محض ایک فریب تھا، نہ داراشکوہ بے دین تھا اور نہ عالمگیر کی مخالفت کا یہ سبب تھا، دلوں کا حال خدا کو معلوم، لیکن اس کتاب کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ داراشکوہ بالکل ہندو بن گیا تھا اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تخت شاہی پر متمکن ہو جاتا تو اسلامی شعارا و خصوصیات بالکل مٹ جاتے۔ (مقالات شبلی، ج ۱) (ہرم تہوریہ از ۱۹۶۷ء ص ۲۵۴) فرید پلا خطہ ہوا داراشکوہ اپنے ایک خط میں شاہ دربار کو لکھتا ہے "محمد شہزاد نے کہا کہ ازیر کے بھتیجے ہیں اس طائفہ شریفیہ کو معظہ از دل میں قہر اسلام حقیقی بر جاست و کفر حقیقی رونمود اکتوں قدر کفر حقیقی دانستم ز نار پوش و بت پرست بلکہ خود پرست و دیر نشین گشتم سے مسلمان گردانے کہ بت پرست چیت بدانتے کہ دین دہرت پرستی است (نجیب اشرف، رفعات عالمگیری، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۳۷ء ص ۳۲۲)

لے سر اکبر، مطبوعہ میرالال پریس جیپو میں، چار کتاب آسمانی کہ رگ وید و یجر وید و سام وید و اتہرن وید پرست، "محرر اعلیٰ"

انوارِ معصومہ میں اس کتاب کا ایک اور نسخہ ہے جو ۱۹۰۶ء میں مولانا شبلی مرحوم نے دہر اکبر کے نسخہ کو پڑھا تھا۔ اس کتاب کے دیباچہ کو پڑھ کر ان پر جو اثرات طاری ہوئے ان کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ "عالمگیر نے داراشکوہ کے مقابلہ کا جب قصد کیا تو اس کا یہ سبب ظاہر کیا کہ داراشکوہ بد عقیدہ اور بد دین ہے اس لئے اگر وہ ہندوستان کا فرمانروا ہوا تو ملک میں بد دینی پھیل جائے گی۔ عام مورخوں کا خیال ہے کہ یہ محض ایک فریب تھا، نہ داراشکوہ بے دین تھا اور نہ عالمگیر کی مخالفت کا یہ سبب تھا، دلوں کا حال خدا کو معلوم، لیکن اس کتاب کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ داراشکوہ بالکل ہندو بن گیا تھا اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تخت شاہی پر متمکن ہو جاتا تو اسلامی شعارا و خصوصیات بالکل مٹ جاتے۔ (مقالات شبلی، ج ۱) (ہرم تہوریہ از ۱۹۶۷ء ص ۲۵۴) فرید پلا خطہ ہوا داراشکوہ اپنے ایک خط میں شاہ دربار کو لکھتا ہے "محمد شہزاد نے کہا کہ ازیر کے بھتیجے ہیں اس طائفہ شریفیہ کو معظہ از دل میں قہر اسلام حقیقی بر جاست و کفر حقیقی رونمود اکتوں قدر کفر حقیقی دانستم ز نار پوش و بت پرست بلکہ خود پرست و دیر نشین گشتم سے مسلمان گردانے کہ بت پرست چیت بدانتے کہ دین دہرت پرستی است (نجیب اشرف، رفعات عالمگیری، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۳۷ء ص ۳۲۲)

اورنگ زیب نے فتح کے بعد باپ سے ملاقات کرنے کے بارے میں ایک عرضیہ لکھا اور مرسلت کے بعد ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ اسی اشارے میں ایک جاسوس شاہجہاں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط اورنگ زیب کے پاس لایا جو اس نے دارا شکوہ کی طرف اس مضمون کا لکھا تھا کہ تو شاہجہاں آباد کے گرد و نواح میں رہ قلاں روز اورنگ زیب میری ملاقات کو آئیگا تو میں اُسے پکڑ کر قید کر لوں گا اور تجھے تخت پر بٹھا دوں گا۔ اورنگ زیب کو یہ خط دیکھ کر بہت ملال ہوا اور اس نے باپ کی ملاقات کے لئے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب مقررہ دن آیا تو شاہجہاں نے تمام شہر کو سجانے کا حکم دیا اور قلعہ کی آرائش کرائی اور بیٹے (اورنگ زیب) کی آمد کا انتظار کرنے لگا لیکن جب اورنگ زیب آیا تو شاہجہاں کو بڑا تعجب ہوا۔ دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہاں آرا بیگم کو اُس کے پاس بھیج کر آنے کی وجہ پوچھی، اورنگ زیب نے جواب میں شاہجہاں کا وہی خط پیش کر دیا۔ خط کو دیکھ کر جہاں آرا بیگم اپنا سامنے لیکر واپس آگئی اور باپ سے سارا حال بیان کر دیا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے لڑکے محمد سلطان کو شاہجہاں کے پاس بھیجا کہ دادا جان کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب شاہی بجالائے اور اپنا بندوبست کر کے سائے شہر اور قلعہ میں اپنے آدمی مقرر کرے چنانچہ وہ شاہجہاں کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالایا۔

عہ ان واقعات کو تاریخ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں صاحب منتخب اللباب لکھتے ہیں "شاہجہاں اور اورنگ زیب کے درمیان خط و کتابت کا طویل سلسلہ جاری رہا جس میں گلہ، شکوہ، تھکی، غصہ کا اظہار ہوتا رہا (حصہ سوم ص ۱۰۶)۔ تیز باپ (شاہجہاں) کے پاس سے ایک اور شفقت نامہ پہنچا جس میں ضروری ضمیعیں درج تھیں، خط کے ساتھ ایک بڑی قیمتی تلوار جس کا نام عالمگیر تھا شاہجہاں نے بھیجی تیموری خاندان میں اس سے اچھی تلوار نہیں دیکھی گئی۔ اورنگ زیب کی محفل کے نکتہ سنج لوگوں نے "عالمگیر" نامی تلوار کے آنے کو ایک اچھا شگون قرار دیا اور مزید غیبی کی رعایت سے اورنگ زیب کا لقب "عالمگیر" تجویز کیا (ایضاً ص ۴۸)۔ غرض کہ جب عالمگیر کو یقین ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت کا میلان طبع دارا شکوہ کی طرف ہی ہے تو اس نے باپ سے ملاقات کا ارادہ فرسخ کر دیا اور اپنی جگہ شہزادہ محمد اعظم کو مامور کیا کہ وہ قلعہ میں دادا کی خدمت میں تقرب خاں اور اسلام خاں کے ہمراہ حاضر ہو کر معذرت آمیز پیغام پہنچائے۔ شہزادے نے دادا کے پاس حاضر ہو کر پانچ سو اشرفی اور چار ہزار روپیہ کا تدارک پیش کیا۔ صاحب قرآن ثانی (شاہجہاں) نے بادل خواستہ و ناخواستہ محمد اعظم کو اپنے سینے سے لگایا، پھر اُسے آسو بہاتے ہوئے لطف و عنایت سے رخصت کیا (ایضاً ص ۱۷)۔ بعد ازاں ۱۷ رمضان ۱۶۶۸ء کو عالمگیر نے شہزادہ محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ قلعہ اکبر آباد میں داخل ہو جائے اور قلعہ کے دروازے پر اپنے آدمیوں کو متعین کر دے پھر دادا کی خدمت میں حاضر ہو کر نظر بندی کی اطلاع دے (ایضاً ص ۴۹)۔ عالمگیر نامہ کے نمبروں مؤلفین نے اعلیٰ حضرت کی نظر بندی کا مجملہ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نظر بندی خود اعلیٰ حضرت کی مرضی سے عمل میں آئی تھی (ایضاً ص ۴۸)۔

بدرزاں اورنگ نے تخت شاہی پر بیٹھ کر اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔
اسی اثنا میں ایک جاسوس نے مراد بخش کی فتنہ انگیزی اورنگ زیب پر ظاہر کر دی اس لئے
اورنگ زیب نے مراد بخش کو گرفتار کر لیا۔

شجاع نے جب سلیمان شکوہ سے شکست کھائی تو دوبارہ شکر جمع کر کے چڑھ آیا۔ اورنگ زیب کے
مقابلے کیلئے بھی جا پڑا۔ یہ جنگ بھی بہت شدید اور گھمسان کی لڑی گئی۔ چونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا فضل و کم

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "تاریخ العبر فی
لائحة عالمگیر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اورنگ زیب نے باپ کو ایک عرصہ لکھا کہ بعض باتیں ایسی سننے میں آئی ہیں جن
معلوم ہونا ہے کہ آنحضرت (یعنی شاہجہاں بادشاہ) مجھ کو قید کرنا چاہتے ہیں لہذا میں فی الحال حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔"
اس پر شاہجہاں نے ایک اور خط اورنگ زیب کو تحریر کیا جس میں لکھا تھا کہ "تم تو دنیا کو ترک کر چکے میں اور گوشہ عاقبت
میں بیٹھ کر خدا کو یاد کر رہے ہیں اب سلطنت جس کا جی چاہے سنبھال لے خواہ تم خواہ کوئی اور۔" اس پر اورنگ زیب
ایک ہفتہ تک برابر سوچتا رہا کہ اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ ابھی تک اس کا ارادہ یہ تھا کہ دارا کا فساد رفع کر کے باپ کو
جسے دالنے فی تحقیقت معزول کر دیا ہوا تھا تخت پر بٹھادے اور خود اس کی خدمت کرے۔ مگر اب اس نے یہ سوچا
کہ اگر عیان سلطنت شاہجہاں کے ہاتھ میں دیریں جائے تو دارا ضرور پھر آجائے گا اور خانہ جنگیاں پھر شروع ہو جائیں گی
اور تمام ملک برباد ہو جائے گا پس اس نے بحالات نظر ماسب جانا کہ باپ جیسا کہ وہ خود کہتا ہے گوشہ تنہائی اختیار
کر ہی چکا ہے اور بیماری کے سبب حکومت کے قابل بھی نہیں رہا، بہتر یہی ہے کہ عیان سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی جائے
اور دارا کی ناہنجاریوں کے سبب جو نقصان اس اسلامی سلطنت کو عفریب پہنچنے والا تھا اس کا انتظام کیا جائے (صفحہ ۱۷۹)
شاہجہاں ناکم رہا اور خود قید ہو گیا لیکن عالمگیر اس کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرتا رہا اور عہد سلطنت
میں باپ سے مشورہ لینا رہا اور اس پر عمل کرتا رہا (صفحہ ۱۷۹)

۱۷۹۹ء کو موتی۔ اس میں بھی اورنگ زیب کی
شجاعت و بہادری کا ایک واقعہ خاص طور قابل ذکر ہے، ملاحظہ ہو۔ "عالمگیر کی اس دیریں اور جرات کو دیکھ کر
حملہ آور غنیمت مرعوب ہو گیا اور شجاع کی فوج میں بڑی افراتفری مچ گئی۔ . . . مگر ان کے تین مست جنگی ہاتھی
جو سیاہ پہاڑی طرح نظر آتے تھے اپنی سوندوں میں دو دو تین تین من کی لوہے کی زنجیریں ہلاتے جس طرف بھی
نکل جاتے اور حملہ کرتے زمین پر صف کی صف بچھادیتے تھے یہاں تک کہ ایک ہاتھی شاہی سواری کی طرف بھی
جھپٹ کر آ نکلا۔ مست جنگی ہاتھی سر پہلا آ رہا تھا مگر بادشاہ کی عزیمت و استقلال کا یہ حال تھا کہ وہ ایک راج
بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا بلکہ اس نے اپنے ہاتھی کے پاؤں میں زنجیریں ڈلوادیں اور ایک محافظ سپاہی کو جو ماہر
نشانہ باز تھا حکم دیا کہ بتدریج کافر کر کے فیلبان کو گرادے، حکم شاہی پر حلال خال بندوچی نے گولی مار فیلبان کو گرادیا اور
شاہی جہاوت نے جلدی سے اس ہاتھی پر سوار ہو کر ہاتھی کو قابو میں کر لیا۔ (منتخب الیاب حصہ سوم ص ۷۱)
لے روضۃ القبریہ ملخصاً رکن دوم ص ۱۰۸ و ۱۰۹

اورنگ زیب کے شامل حال تھا اس لئے اس جنگ میں بھی اس کو فتح میں حاصل ہوئی اور شجاع شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس موقع پر ایک شخص نے شجاع سے کہا کہ تم شاہ نعمت اندولی کے مرید ہو اور اورنگ زیب حضرت عودۃ الوثقیٰ کا مرید ہے، اورنگ زیب کو اپنے پیر کی توجہ سے سلطنت ملی، لیکن تمہارے پیر کی توجہ نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ شجاع نے جواب دیا کہ سلطنت تو مجھ سے چھن گئی اب میرے دین میں کیوں قتل ڈالتے ہو، میں خدا کی خاطر مرید ہوا تھا سلطنت کی خاطر تو نہیں ہوا تھا۔ مشہور ہے کہ شجاع ایسا مفتواً تاجر ہوا کہ پھر کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گیا اور اس کا حشر کیا ہوا ۱۷

اسی طرح داراشکوہ بھی شکست کے بعد شکر جمع کر کے اجمیر پہنچ گیا، اورنگ زیب بھی اس کے مقابلے کے لئے تیار ہوا لیکن حضرت شیخ سعد الدین فرزند حضرت خواجہ محمد سعید نے اورنگ زیب سے فرمایا کہ اس جنگ کا سپہ سالار کسی اور شخص کو مقرر کرو کیونکہ سپہ سالار پر مصیبت معلوم ہوتی ہے چنانچہ اورنگ زیب نے آپ کے حکم کے مطابق ایک رکن سلطنت شیخ میر کو سپہ سالار مقرر کر کے داراشکوہ کے مقابلے کے لئے بھیج دیا اور خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ طرفین میں سخت جنگ ہوئی، شیخ میر ہاتھی پر سوار تھا جب تیروں کی بوجھاڑ سے سخت زخمی ہو گیا تو وہ تکیہ کا سہارا لیکر اس طرح بیٹھ گیا کہ کوئی اُسے مردہ تصور نہ کرے، نیز جو فدائی اس کے پیچھے بیٹھا تھا اس کو تاکید کر دی کہ میرے مرنے کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ کر اشارہ کرتے رہنا تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ میں زندہ ہوں۔ اتنے میں اورنگ زیب بھی مزید فوج لیکر مدد کو پہنچا، داراشکوہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا، آخر کار گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا ۱۸

شاہجہاں نے اپنے فرزندوں کے قتل کی خبر سن کر سخت افسوس کیا اور کہا "یہ حضرت عودۃ الوثقیٰ کی بددعا سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے ۱۹

۱۷ روضۃ القیومیہ لمختار رکن دوم ص ۱۱۱-۱۱۱۔ ۱۸ منتخب اللباب حصہ سوم ص ۱۱۳۔ ۱۹ یہ واقعہ منتخب اللباب حصہ سوم ص ۸۲ پر مردہ سپہ سالار کے عنوان سے درج ہے۔ ۲۰ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۱۳۔
 ۲۱ داراشکوہ اور اس کا بیٹا سپہ سالار اورنگ زیب بھی شکست کھا کر بھاگ گئے پھر کچھ عرصہ بعد ان کے رفیقوں نے ہی گرفتار کر دیا۔ آخر کار داراشکوہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۶۹۹ء کو قتل کر کے ہایوں کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا اور اس کے بیٹے سپہ سالار کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ (منتخب اللباب ص ۹۳ و ۹۴ و ماثر عالمگیری ص ۲۶)
 ۲۲ عالمگیر کے بلند حوصلہ کو ملاحظہ فرمائیں کہ اس نے داراشکوہ کے اسی رکن کے سپہ سالار کو جو باپ کی طرف سے عالمگیر کے ساتھ جنگ کرتا رہا تھا قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا پھر ۲۱ شوال ۱۱۶۲ھ کو قبلہ عالم (عالمگیر نے اپنی دختر ثریا نقاب زبده النسایم کو شہزادہ سپہ سالار کے جالہ عقد میں دیا۔ (ماثر عالمگیری ص ۸۵)

سجادہ نشینی کا چھتیسواں سال (ایکربیع الاول ۱۲۶۹ھ بمطابق ۱۹۵۸ء)

(حضرت عروۃ الوثقیٰ کا فریقہ اور زیارت ترین شریف کی سعادت و شرف ہو کر واپس ہندوستان پہنچا)
 حضرت عروۃ الوثقیٰ عرب، یمن، روم اور شام کے جملہ اجاب سے رخصت ہو کر اپنے اعزہ و اجاب کے ہمراہ بخیر و عافیت بندرگاہ سورت واپس تشریف لے آئے۔ ہندوستان پہنچے تو یہاں کے حالات بدل چکے تھے، اورنگ زیب عالمگیر تختِ سلطنت پر رونق افروز تھا اور اسلامی سلطنت اپنی عظمت و شوکت کے ساتھ پورے عروج پر تھی، چونکہ آپ و آپ کے بزرگ برادران و جملہ رفقاء اورنگ زیب کی فتح و نصرت کی خوشخبری سننے کے منتظر تھے اس لئے یہ حالات دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اسی طرح جب عالمگیر کو ان حضرات کی تشریف آوری کی اطلاع ملی تو اس نے بھی آپ سے خصوصی تعلق کی بنا پر فرخ و کامرانی کی اطلاع دینے کو اپنی سعادت سمجھا اور مندرجہ ذیل عریضہ حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا:-

”فرمان عالی شاہ بادشاہ عالمگیر بعد از مہرم شدن داراشکوہ — کہ شیخ محمد سعید و شیخ محمد معصومؒ نوشتہ - خمرہ و نصلی از جانب این نیازمندترین خلائق بدرگاہ حضرت و امہا لعیطاً بحقائق و معارف آگاہ فضائل و کمالات و سنگاہ شیخ محمد سعید سلام عافیت انجام برسد۔ آچہ از مجید و نصرت یافتن آن لشکر اسلام بر اعدا بدین بظہور آئمہ یہ سمع شریف رسید باشندہ از دست و زبان کہ برآمد کر عہدہ شکرش بدرآمد

کہ چون ظلمت شب پیدمان جان آں سیرہ روئے درآمد نیم جان ہزار نکبت از مہر کہ بیرون برد لشکر گرانہ بہ تعاقبت آن بے عاقبت تعین گشتہ امید از فضل بخشیدہ بے منت آمنت کہ بزودی اسیر گردد، توقع کہ این خیر خواہ عباد شاہ را بدعا سلامت دارین و خیریت نشاتین در مظان اجابت یادی نمودہ باشند۔ والسلام و بہ عنایت پناہ شیخ محمد معصومؒ و شیخ محمد سعیدؒ کی سلام عافیت

انجام رسد۔ والسلام والاکرام۔ لہ

(ترجمہ: عالمگیر بادشاہ کا خط (فرمان عالی) جو انھوں نے داراشکوہ کی شکست کے بعد شیخ محمد سعید و شیخ محمد معصومؒ کی خدمت میں ارسال کیا۔ خمرہ و نصلی۔ اس نیازمندترین خلائق کی جانب سے حضرت عطیات کے بخشنے والے، حقائق و معارف کے جاننے والے، فضائل و کمالات کے جامع شیخ محمد سعیدؒ کو سلام عافیت انجام پہنچے۔

لہ بشریہ حنات الحرمین از جناب محمد اقبال مجددی۔ ص ۱۳۱، ۱۳۳۔

اس اسلامی لشکر کو دین کے دشمنوں پر جو فتح و نصرت حاصل ہوئی ہر سیمح شریف تک پہنچی ہوگی۔
 ”کس شخص کے ہاتھ اور زبان کر یہ ممکن ہوا کہ اس (اللہ کے شکر کی ذمہ داری پر عہدہ برآ ہوا ہو۔“

جب رات کی تاریکی اس رو سیاہ کی جان کے درمیان آئی تو وہ اپنی نیم جان کو ہزار ذرات کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ایک بھاری لشکر اس بے انجام کے نفاقب میں مقرر کیا گیا۔ اس بے منت بختے والے کے فضل سے امید ہے کہ جلد قید ہو جائے گا۔ امید ہے کہ بندگان خدا کے اس خیر خواہ کو دعا کی قبولیت کے مواقع میں دونوں جہان کی سلامتی اور دونوں زندگیوں کی بھلائی کی دعا سے یاد فرمائیں گے۔ والسلام۔ فضیلت پناہ شیخ محمد معصوم و شیخ محمد یحییٰ کی خدمت میں بھی سلام عافیت انجام عرض ہے۔ والسلام والا کرام۔“

بعد ازاں عالمگیر نے راستہ کے تمام شہروں کے حکام کے نام پر روانے جاری کئے کہ جب آپ کا وہاں سے گزر ہو تو تمام امرار و علما اور مشائخ ان حضرات کا استقبال کریں۔ چنانچہ ہر جگہ آپ کے شایان شان استقبال کیا گیا۔ اسی طرح اکبر آباد پہنچے تو شاہجہاں نے صیافت کے لوازمات مکافضہ ہمیلے، خود اور تنگ زیب عالمگیر شاہجہاں آباد سے اکبر آباد حضرت کے استقبال کیلئے آیا۔ حضرت نے بھی حد درجہ اس پر مہربانی فرمائی اور اس کے ساتھ شاہجہاں آباد تشریف لائے اور دعائیں دیکر سر ہند تشریف لے گئے، پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارکہ کی زیارت کی پھر خانقاہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر قصر معصومی میں داخل ہوئے لے

سجادہ نشینی کا سینتسواں سال^{۳۷}
 از یکم ربیع الاول
 (۱۰۷۹ھ ۱۶۵۹ء)

(حضرت خواجہ محمد سعید کا استقبال پر ملال)

اس سال عالمگیر بادشاہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں ایک عیضہ لکھا اور درخواست کی کہ حصول برکت کے لئے اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیجیں تو پٹر اکرم ہو، نیز ایک مکتوب حضرت خازن الرحمہ کی خدمت میں لکھا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمہ بادشاہ کی درخواست پر اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مشورہ کے مطابق شاہجہاں آباد (دہلی) تشریف لے گئے، بادشاہ نے اپنے امراء کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا جو آپ کو بڑی عزت و تکریم سے شہر میں لائے اور آپ شاہی مہمان کی حیثیت سے ایک عرصہ وہاں قیام پذیر رہے بعد ازاں آپ بیمار ہو گئے، شاہی اطباء نے ہر چند علاج کیا لیکن ”مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی“ حتیٰ کہ امید زسیت باقی نہ رہی تو آپ نے بادشاہ سے لے روضۃ القبریہ بلخمار کن دوم ص ۱۱۴ د ۱۱۵۔

اجازت لیکر وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ راستہ میں سنبھالکے کے مقام پر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۰۷۱ھ کو آپ نے انتقال فرمایا اور آپ کا جنازہ سرسبز شریف لاکر قبۃ خواجہ محمد صادق میں دفن کیا گیا۔
حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ کے فرزندوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے سلوک کی تکمیل کرنی چاہی اور عرض کیا کہ ہم نے اس قدر تو اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر لیا ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے فرمایا: میری عادت ہے کہ میں ابتدا سے شروع کرنا ہوں۔ سب نے اس بات کو قبول کیا تو آپ نے ابتدا سے سلوک شروع کر لیا۔

اس سال حضرت عروۃ الوثقیٰ اپنے قدیم محل سے جو آپ کو والد بزرگوار کے ورثہ سے ملا تھا اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ سیف الدین کو عنایت فرما کر صندل پورہ کے نئے محل میں جو آپ نے خود بنوایا تھا قیام پزیر ہو گئے لیکن پانچوں تمازیں اسی خانقاہ میں آکر پڑھتے تھے۔

۱۱۷۱ھ وصال مشائخ نقشبندیہ ص ۲۱۱ ۲۱۲ روحۃ القویۃ کن دوم ۱۱۷۱ھ ۱۱۷۱ھ ایضاً ص ۱۱۹
حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دوسرے فرزند ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ماہ شوال ۱۱۷۱ھ میں ہوئی، بچپن ہی سے آثار ہدایت و کرامت آپ کے چہرہ اور سے ظاہر تھے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے تھے کہ چار پانچ سال کی عمر میں ایک مرتبہ محمد سعید سخت بیمار ہو گئے، غلبہ مرض میں جب ان سے دریافت کیا کہ بیٹا کیا چاہتے ہو تو ان کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ حضرت خواجہ (بانی ہائے) کو چاہتا ہوں، میں نے یہ کلمات حضرت خواجہ کو لکھے تو حضرت خواجہ نے جواب میں لکھا کہ "تمہارے محمد سعید نے تمہاری نسبت غایبانہ ایک لکھی۔"

آپ نے اکثر کتابیں شیخ محمد طاهر لاہوری سے پڑھیں اور بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق سے پڑھیں نیز اپنے والد ماجد اور شیخ عبدالرحمن رحزی سے حدیث کی کتابیں پڑھیں اور سند حاصل کی، بعد ازاں اپنے والد ماجد کی توجہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت سے مشرف ہوئے اور خازن الرحمۃ کا لقب پایا۔ سترہ سال کی عمر سے درس تدریس میں مشغول ہو گئے، بعض کتابوں پر حواشی بھی لکھے، انہی میں سے تعلق مشکوٰۃ المصابیح بھی ہے، فقہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور مشکل سے مشکل مسائل کو معمولی توجہ سے حل فرمادیتے تھے۔

۱۱۷۱ھ میں آپ اپنے بھائیوں اور احباب کے ساتھ حج کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے، جہاں با توابع عنایات حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ممتاز ہوئے۔ فرماتے تھے کہ میں ان ظاہری آنکھوں سے آٹھ مرتبہ حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ وہاں کے حالات آپ کے صاحبزادے شیخ عبداللہ نے ایک رسالہ مفصل تحریر کیے ہیں لیکن وہ رسالہ دستیاب نہ ہو سکا۔ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۱۷۱ھ کو انتقال فرمایا۔

آپ کے مکتوبات شریف کی تھلہ جے جوشائع ہو چکی ہے اس میں سو مکتوبات ہیں۔

آپ کی اولاد اجداد میں آٹھ صاحبزادے: شاہ عبدالنور، شاہ لطف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبداللہ وحدت، شیخ خلیل اللہ، شیخ یعقوب، شیخ محمد تقی اور پانچ صاحبزادیاں: بی بی فاطمہ، بی بی صالحہ، بی بی شاہ، شرف النساء، فخر النساء، بی بی فاطمہ۔

(مزید تفصیل کے لئے کتاب مستطاب "حضرت مجدد الف ثانی" ص ۶۹۶ تا ۷۰۲، دوسرا ایڈیشن ملاحظہ ہو)

۳۸
سجادہ نشینی کا اڑتیسواں سال (۱۰۷۱ھ تا ۱۰۷۸ھ)
از کبیر بیچ الاولاد

(حضرت عروۃ الوثقیٰ کی شہرہ آفاق مقبولیت اور کثرت ارشاد و فتوحات)

سفر حج سے واپس پہنچنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ کی شہرہ آفاق مقبولیت اور کثرت ارشاد و شیخت کا حال بیان کرنا تحریر سے باہر ہے، چنانچہ دنیا کے اطراف و جواتب، مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک یعنی ہندوستان، توران، ترکستان، بدخشان، کاشغر، خطا، روم، شام اور حجاز مقدس کے بادشاہ و امراء، علماء و مشائخ، وضع و تشریف حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مرید تھے، ہزار ہا بندگانِ خدا، خاص و عام، صبح سے شام تک پرواؤں کی طرح جمع رہتے، بکثرت مخلوق روزانہ مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتی اور فائز و نفا کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوتی۔ آپ کی مجلس کا رعب اور دبہ اس قدر تھا کہ مجلس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے، بغیر اجازت بات کرنے کی مجال نہ تھی، اگر کوئی ضروری بات عرض کرنی ہوتی تو کاغذ پر لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ حضرت بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن سبب ادب اس نے بھی آپ کے حضور میں کسی سے گفتگو نہ کی اور نہ بغیر اذن بیٹھا۔

اسی طرح فتوحات کا بھی عجب عالم تھا کہ چاروں طرف سے ہدیے، تحفے اور نذرانوں کی آمد رہتی تھی، ہزار ہا روپیہ نقد اور مال و اسباب حضرت کی خدمت میں آتا تھا اور مستحق لوگ بیٹھے رہتے تھے، ایک دن ایک بوالہوس ایسا آیا کہ جو رقم بھی تحفے اور ہدیے کی آتی اٹھا لیتا حتیٰ کہ اس قدر روپیہ اُس کے پاس اکٹھا ہو گیا کہ اس سے اٹھایا نہیں جاسکا، تب کہیں دوسرے لوگوں کو لینے کا موقع ملا۔ صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ میرے دادا جان کو اکب دربیہ میں لکھتے ہیں، ہم چار آدمیوں نے چاہا کہ آج جس قدر نذرانے آئیں اُن کا اندازہ کرنا چاہئے چنانچہ ہم نے صرف نقدی کا اندازہ اس طرح کیا کہ ہر نذرانہ کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتے گئے، صبح سے عصر تک اس قدر کنکریوں کا ڈھیر لگ گیا جن کا شمار کرنا مشکل تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ ہر نذرانہ میں سو روپیہ تھا یا ہزار اکثر نذرانے سینکڑوں روپے کے ہوتے تھے، نیز صبح و شام تقریباً پانچ ہزار آدمی حضرت کی خانقاہ سے کھانا کھایا کرتے تھے اور کھانا بھی اعلیٰ درجہ کا ہوتا تھا یعنی گیموں کی روٹی بکرے یا مرغ کا گوشت، حلوا اور موسمی پھل وغیرہ بھی ہوتے تھے۔

اسی سال محرم بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے سجادہ نشین شیخ محمد یوسف حضرت عروۃ الوثقیٰ

کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

لے روضۃ القیومیہ ملخصاً رکن دوم ص ۱۳۵ ۱۳۰ ایضاً ص ۱۲۹ ایضاً ص ۱۲۹

سجّادہ نشینی کا انتالیسواں سال (۱۰۷۲ھ تا ۱۰۷۳ھ)

بادشاہ کی درخواست پر حافظ صادق بادشاہ کی خدمت میں

اس سال عالمگیر بادشاہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے درخواست کی کہ کوئی خلیفہ بھیج دیں تاکہ اس کی صحبت سے مستفیض ہو سکوں حضرت نے اپنے خلیفہ سے حافظ صادق کو بھیج دیا تھوڑے دنوں بعد شیخ ابوالقاسم (ابن حضرت شیخ صبغۃ اللہ) بھی شاہجہاں آباد تشریف لے گئے۔ ایک روز شیخ صاحب موصوف یا بادشاہ کے پاس بیٹھے کچھ راز کی باتیں کر رہے تھے کہ حافظ صادق آئے اور شیخ صاحب کے پاس بیٹھے گئے، اس پر شیخ ابوالقاسم سخت ناراض ہوئے اور حافظ صاحب کی شکایت حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں لکھی حضرت نے حافظ صاحب کو تنبیہ کا خط لکھا کہ تم نے ابوالقاسم کا ادب کیوں ملحوظ نہ رکھا۔ وہ میرا فرزند ہے اس کو رنجیدہ کرنا مجھے رنجیدہ کرنا ہے۔ حافظ صاحب نے شیخ صاحب سے معافی مانگی اور بڑی منت سماجت کی، آخر شیخ صاحب حافظ صاحب پر مہربان ہو گئے اور حضرت کی خدمت میں بھی رضامندی کا اظہار کر کے لکھا کہ آپ بھی ان پر مہربانی فرمائیں حضرت نے شیخ ابوالقاسم کو لکھا کہ تم بھی عجیب آدمی ہو کہ پہلے ان کی شکایت لکھی اب ان کی سفارش کرتے ہو، آئندہ ایسا نہ کرنا

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مکتوبات کی دوسری جلد مکمل ہوئی جس کا تاریخ نام "وسیلۃ السعادت" ہے۔

سجّادہ نشینی کا چالیسواں سال (۱۰۷۳ھ تا ۱۰۷۴ھ)

(بادشاہ عالمگیر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں)

بادشاہ عالمگیر سرمد شریف میں آیا ہوا تھا ایک روز جب وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مروج الشریعہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات پڑھ رہے تھے، بادشاہ نے حضرت مروج الشریعہ کا رنگ ڈھنگ دیکھا اور ان کے پڑھنے کا طرز ملاحظہ کیا تو ان پر فریفتہ ہو گیا اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں چند روز حضرت مروج الشریعہ کی ہمنشینی سے مشرف ہوں حضرت نے آپ سے پوچھا کہ بادشاہ کی یہ خواہش ہے آپ کا کیا خیال ہے

۱۲۳ و ۱۲۴

۱۵۱ عہ اسی سال شہزادہ مراد بخش کو ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ میں قتل کر دیا گیا دشمن اللہ اللہ اللہ ص ۱۵۱

آپ نے عرض کیا کہ اگر حضرت کا حکم ہے تو سمرانکھوں پر ورتہ میری مرضی تو نہیں حضرت اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ سے فرمایا کہ ان کا دل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا۔ بعد ازاں بادشاہ حضرت سے رخصت ہو کر کشمیر گیا۔

سجّادہ نشینی کا اکیسواں سال ^{۲۱}

از یکم ربیع الاول (س ۱۰۷۳ھ ۱۶۶۳ء)

(مخدوم زادہ شیخ محمد صبغۃ اللہ کے صاحبزادگان کی شادی اور بطور کرامت)

اس سال شیخ ابو القاسم کی شادی حضرت حجۃ اللہ کی صاحبزادی سے ہوئی اور شیخ اسمعیل کی شادی حضرت مروج الشرعیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ کہتے ہیں کہ شیخ اسمعیل کی شادی کے دنوں میں ہر روز شام کے وقت بارش ہوتی تھی، جب بارات کا دن آیا تو صبح کے وقت لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقی سے عرض کیا کہ آج کل شام کے وقت ہر روز بارش ہوتی ہے اگر آج شام بھی بارش ہوئی تو بارات کا لطف نہیں آئے گا حضرت نے لوگوں کی التماس کے بموجب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کالی گھٹا اٹھی اور اس قدر بارش ہوئی جتنی کہ ہر روز شام کے وقت ہوا کرتی تھی بعد ازاں مطلع صاف ہو گیا اور شام تک گلی کو چے خشک ہو گئے اور شادی کی جملہ رسومات اطمینان سے ادا ہو گئیں۔

نیز اسی سال شیخ آدم بھکری بکثرت معتقدین کے ہمراہ حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔

سجّادہ نشینی کا بیالیسواں سال ^{۲۲}

(س ۱۰۷۴ھ ۱۶۶۴ء)

(مخدوم زادہ شیخ محمد صدیق کی شادی اور پوتوں پر خصوصی نسبت القا)

اس سال حضرت عروۃ الوثقی کے چھٹے فرزند شیخ محمد صدیق کی شادی ہانسی ضلع حصار میں حضرت جمال ہانسوی کی اولاد میں ہوئی۔ حضرت نے شیخ محمد صدیق کے ہمراہ خواجہ محمد عبید اللہ کو بھیجا۔ رخصت کرتے وقت حضرت عروۃ الوثقی نے شیخ محمد صدیق سے فرمایا کہ میں حضرت جیو (خواجہ محمد عبید اللہ) کو تمہارا ساتھ بھیجتا ہوں خیر دار ان سے بہت ادب سے پیش آتے رہنا جیسا ادب میرا کرتے ہو ویسا ہی ان کا کرنا۔ غرض کہ حضرت مروج الشرعیہ شیخ محمد صدیق کو ساتھ لیکر ہانسی پہنچے اور کچن تو بی شادی میں انجام پائی۔

عہ نخبہ اللباب میں ہے کہ عالمگیر کوچ پر کوچ کرتے ہوئے کشمیر روانہ ہو گئے۔ یکم ذیقعدہ (۱۰۷۳ھ) وسط خرداد میں کشمیر کے سبزہ زاروں میں بادشاہ نے قیام کیا اور ڈل کے کنارے چراغاں کا حکم دیا۔ (حصہ سوم ص ۱۶۶)

۱۷ روضۃ القیومیہ ملخصاً رکن دوم ص ۱۲۱ ۱۷ ایضاً ص ۱۳۱ ۱۷ ایضاً ص ۱۳۲۔

اس سال حضرت عروۃ الوثقی نے اپنے معزز پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا بڑا صالح اور متقی تھا القاء نسبت کے لئے بلایا، سب سے پہلے حضرت حجۃ اللہ کے فرزند ابوالعلیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد ازاں دوسرے پوتے حاضر خدمت ہوئے حضرت نے سب پر مہربانی فرما کر توجہ دی چنانچہ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ ہم تینوں بھائی، شیخ محمد مادی، شیخ محمد سالم اور میں اور ہمارے چچاؤں کے صاحبزادوں حضرت ابوالعلیٰ، شیخ ابوالقاسم، شیخ محمد اسماعیل، شیخ محمد اعظم، شیخ محمد قطب اور علی رضا وغیرہ سب حاضر تھے حضرت نے ہم سب کو توجہ دی اور ہر ایک کو خاص نسبت القافرائی ملے

از کیم ربیع الاول ۱۰۶۶ھ
 ۳۳
 سجادہ نقشبندی کا تینتالیسواں سال (۱۰۶۶ھ)
 عالمگیر بادشاہ کی تربیت سلوک کے لئے حضرت خواجہ سیف الدین شاہجہاں آبادیہ اور شاہجہاں بادشاہ کا انتقال۔

اس سال بھی عالمگیر بادشاہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کی خدمت میں درخواست کی کہ میں امور سلطنت کی مصروفیات کی بنا پر حاضر خدمت نہیں ہو سکتا لہذا محمد زاداوں یا خلفا میں سے کسی کو یہاں بھیجیں تاکہ میں اس سے مستفیض ہو سکوں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اس اہم کام کے لئے حضرت خواجہ سیف الدین کا انتخاب کیا اور آپ کو شاہجہاں آباد روانہ کر دیا۔ بادشاہ کو جب آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو مع ارکان سلطنت آپ کا استقبال کیا اور بہت عزت و احترام کے ساتھ آپ کو قلعہ معلیٰ میں اپنے قریب ٹھہرایا۔ جب قلعہ میں داخل ہونے لگے تو قلعہ کے دروازے پر پتھر کی تراشی ہوئی ہاتھی کی مورتیاں نصب دیکھیں، آپ نوراً رک گئے اور فرمایا کہ جب تک ان مورتیوں کو نہ ہٹایا جائے گا میں قلعہ میں داخل نہ ہوں گا لہذا بادشاہ نے ان مورتیوں کے فوراً ہٹانے کا حکم دیا تب آپ قلعہ میں تشریف لے گئے اور حلقہ و مراقبہ کی مجالس شروع کر دیں۔ عالمگیر بادشاہ آپ سے اس قدر متاثر ہوا کہ آپ کے دست حق پرست پر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گیا۔

ابھی حضرت خواجہ سیف الدین کو دہلی تشریف لائے ہوئے چند دن گزرے تھے اور بادشاہ صرف تین مرتبہ آپ کے حلقہ مراقبہ میں شریک ہوتے پایا تھا کہ شبِ دو شنبہ ۲۶ رجب ۱۰۶۶ھ کو شاہجہاں

۱۷ روزنہ القیومیہ ملخصاً رکن دوم ص ۱۳۳ ۱۷ ایضاً تصرفاً رکن دوم ص ۱۲۰

بادشاہ کا اگر وہ میں انتقال ہو گیا۔ یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالمگیر اگر وہ روانہ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ صوفی سعد اللہ افغانی کو تحریر فرماتے ہیں :-

”پوشیدہ رہے کہ بادشاہ (عالمگیر) طریقہ عالیہ میں داخل ہو کر بہت متاثر ہوئے، ان سے تین مرتبہ

صحبت رہی چونکہ شاہجہاں کی وفات واقع ہو گئی بنا بریں بادشاہ اگر تشریف لگئے۔ دیگر یہ

کتاب الہین جو کہ موروثی کی طرح کثرت رکھتے ہیں ان کے مجموعہ کے متعلق کیا لکھے کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔“

کہتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ سیف الدین دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بادشاہ (عالمگیر) شہزادگان

محمد اعظم و محمد معظم، شہزادی روشن آرا، نواب مکرم خاں، حضرت حافظ محمد حسن (نواسہ شیخ عبدالحق) و

حاجی عبدالرؤف (امام مسجد فچجوری) اور بکثرت مخلوق آپ سے بیعت ہوئی اس وقت آپ کی عمر

ستائیس سال تھی ۲۵۔ (باقی حالات حضرت خواجہ سیف الدین کے تذکرہ میں ۱۳۵ تا ۱۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

۳۵ شاہجہاں بن جہانگیر یکم ربیع الاول ۱۰۲۷ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۶۱۹ء کو لاہور میں پیدا ہوا۔ جہانگیر کے انتقال کے

بعد راجدای الاخری ۳۷ء کو اگر وہ تخت نشین ہو کر شہاب الدین شاہجہاں لقب اختیار کیا۔ اس کے زمانہ میں

سلطنت میں کافی وسعت ہوئی۔ اگرچہ قندھار کا علاقہ مغلیہ سلطنت سے نکل گیا لیکن دکن کا بہت سا علاقہ اس میں

شامل ہو گیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں شاہجہاں کا دور ملک کی خوشحالی اور ترقی کی وجہ سے سلطنت مغلیہ کا ”عہد زریں“

کہلاتا ہے اور ایک ناقابل فراموش یادگار ہے، اس کی یہ لازوال تابانی باہر سے عالمگیر تک کے اولوالعزم فرماؤں

کی مہربان منت ہے، لیکن حتی سبحانہ و تعالیٰ نے شاہجہاں بادشاہ کو جوشان و شوکت اور عظمت و اقتدار عطا کیا تھا

وہ سلاطین سلف میں کم ہی کسی کو ملا۔ اگر ہم بابر کی ذہنی نقش آرائیاں اس کی تزک بامری میں، ہمایوں کی تجلیل آرائیاں

اس کے شعر و شاعری میں، اکبر کی علمی فیاضیاں اس کے دربار کی بہتر برودت میں اور جہانگیر کی رنگینیاں اس کی تزک

جہانگیری میں پاتے ہیں تو شاہجہاں کے ذہن کی پرکاریاں اس کے تخت طاؤس، قلعہ معلیٰ اور تاج محل کے نقش و نگار

سے عیاں ہیں اس لئے یہ امر موجب تعجب نہیں کہ اگر اُس نے اپنے باپ یا اپنے لڑکوں دارا اور رنگ تیب کی

طرح کوئی علمی یادگاریں چھوڑی لیکن اس کے دماغ کی گل افشانی کاغذ کے صفحات کی بجائے دیوان خاص اور دیوان

عام کی دیواروں پر ہوئی اُس کا حسن ذوق علم و ادب کی بجائے جامع مسجد دہلی کی تعمیر و ندرت و نفاست میں

ظاہر ہوا، اس نے محبت کا ترانہ شعر و شاعری میں نہیں بلکہ تلج محل میں منظوم کیا جو آج بھی دنیا سے خارج تحسین

حاصل کر رہا ہے اور دنیا کے تمام مبصرین کا فیصلہ ہے کہ تلج محل سے زیادہ خوب صورت عمارت روئے زمین پر تعمیر نہیں

ہوئی۔ شاہجہاں تہایت دیندار، رعایا پرور اور عادل بادشاہ تھا، اکتیس سال دو ماہ حکم کی، مزید اٹھ سال

نظر بندی میں گزرے اور چھتر سال تین ماہ کی عمر میں بروز دوشنبہ ۲۶ رجب ۱۰۷۲ مطابق یکم فروری ۱۶۶۷ء کو وفات پائی

اور تاج محل اگر وہ میں اپنی بیوی ارجمند بانو عرف ممتاز محل کے برابر دفن کیا گیا۔ ”صحا اللہ“ تاریخ وفات ہے۔

دنیا بھی کیسی عجیب جگہ ہے کہ شاہجہاں کی عمر کا ابتدائی حصہ تو جہاں کی وجہ سے شدید کشمکش میں گذرا اور عمارت آخری

حصہ نظر بندی کی نذر ہوا، فاعتبہ وایا اولیٰ الابدصار، شاہجہاں کی اولاد میں چار لڑکے: دارا شکوہ، محمد شجاع، اورنگزیب

صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ شاہجہاں کے انتقال کے وقت اس کی بڑی لڑکی جہاں آرا بیگم جوشاہجہاں کے ساتھ رہتی تھی اگرچہ وہ عالمگیری کی مخالف تھی لیکن شاہجہاں کے انتقال کے وقت جہاں آرا بیگم نے شاہجہاں سے کہا کہ میری سفارش سے اورنگ زیب کا قصور معاف کر دیں تاکہ میرا احسان اس پر ثابت ہو جائے چنانچہ شاہجہاں نے کاغذ، قلم و دوات منگا کر اپنے ہاتھ سے لکھ دیا کہ "میں نے جہاں آرا بیگم کے کہنے سے اورنگ زیب کی تمام نقصیرات معاف کیں اور اب میں اس کی راضی ہوں" بعد ازاں اس کا انتقال ہو گیا۔ جب اورنگ زیب کو باپ کے انتقال کی خبر پہنچی اور وہ تعزیت کے لئے شاہجہاں آباد سے اکبر آباد گیا تو جہاں آرا نے وہ دستاویز اورنگ زیب کو پیش کیں جس کی وجہ سے اورنگ زیب اس کا ممنون و احسان مند ہوا اور اسے اپنے ساتھ دہلی لاکر بڑی عزت سے رکھا۔

جب حضرت عروۃ الوثقیٰ کو شاہجہاں کے انتقال کی خبر ہوئی تو اس کی بخشش کے لئے فاتحہ پڑھی اور اپنے خلفاء و مریدوں کو لیکر شاہجہاں آباد روانہ ہوئے، ہر منزل پر امراء اور شاہی فوجوں نے آپ کا استقبال کیا جب موضع سوئی پت (ضلع رتنک) میں پہنچے جہاں سے شہر دہلی بیس کوس کے فاصلہ پر تھا تو بادشاہ عالمگیر خود استقبال کے لئے آیا۔ روایت ہے کہ سوئی پت سے دہلی تک بیس کوس کے اندر آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ شاہجہاں آباد میں خان جہاں بہادر کے محل میں جو ایک تہایت وسیع، عالی شان اور خوبصورت محل ہے حضرت نے قیام فرمایا۔ دہلی کے تمام مدارس اور مساجد حضرت کے مریدوں سے بھگ گئے تھے، ان دنوں حضرت کی خدمت میں خلقت کا اسقدر ہجوم تھا کہ شہزادہ اعظم شاہ جو کہ ازراہ ادب بغیر نوکر چاکر سادہ طریقے پر حاضر خدمت ہوا تھا بڑی مشکل سے شرفِ ملاقات کرسکا حضرت عروۃ الوثقیٰ شاہجہاں آباد میں صرف گیارہ دن مقیم رہے بعد ازاں سرسبز شریف تشریف لے آئے، اس مختصر قیام میں حضرت ایک مرتبہ بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے اور خود بادشاہ تین مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رخصت کے وقت بادشاہ بارہ کوس تک حضرت کے ساتھ گیا۔ حضرت نے کچھ نصیحتیں فرمائیں اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے انشاء اللہ پھر آخرت میں ملاقات ہوگی۔ (روضۃ القیومیہ بلخارکین ص ۱۳۵ تا ۱۳۷)

عہ منتخب للباب ہیں کہ جب شاہجہاں نزع کی حالت میں تھا تو بیگم صاحبہ نے تین بار بادشاہ کے قصور معاف کر دینے کی التجا کی، دو مرتبہ تو شاہجہاں نے قبول نہیں کیا مگر تیسری بار جب میں نے بھائی کیلئے بڑی منت و ڈاری کی تو طوعاً و کرہاً قبول کر لیا (۱۳۵) عالمگیری باپ کے انتقال کی خبر پا کر زیادہ رونا ہو گیا اور وہاں پہنچنے کے بعد پیر بزرگوار کی قبر پر بہت آنسو بہائے فاتحہ پڑھی اس کے بعد بیگم صاحبہ (بڑی بہن) کے پاس گیا اور تمام مقرب درباریوں کو حکم دیا کہ وہ جم سرا کے دروازے پر جا کر حضرت سلیم کی خدمت میں تسلیات بجالائیں اور پڑھیں۔ بادشاہ نے چند دن اکبر آباد میں ٹھہرنے کے بعد داروغہ تخت کو حکم دیا کہ تخت مرصع (تخت طاووس) کو جشن کیلئے اکبر آباد سے دہلی پہنچایا جائے اس کے بعد محل کی بعض خواتین کو بھی دہلی بھیجا دیا گیا (منتخب للباب حصہ سوم ص ۱۷۸)

سجّادہ تشیبتی کا چوالیسواں سال (۱۹۶۶ء - ۱۹۶۷ء) از یکم ربیع الاول

حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کا اپنے صاحبزادوں اور خلفا کو مختلف علاقوں کیلئے مقرر فرمانا،

صاحب روضۃ القیومیہ رقمطراز ہیں کہ اس سال حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے اپنے چوتھے صاحبزادے خواجہ محمد اشرف کو توجہ قسری دی۔ (توجہ قسری کا مطلب یہ ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل، سالک کو ابتدا سے لیکر انتہا تک مقامات طے کر لیتا ہے) چنانچہ حضرت خواجہ محمد اشرفؒ اپنی بیاض میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال باقی ہے اور میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو، پھر توجہ کامل القائے نسبت فرمائی، بعد ازاں فرمایا کہ تم نے تمہیں کمال الہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے جس کے آگے وہم و خیال پہنچ کر حضرت نے ولایتِ صغریٰ، کبریٰ، علیا اور کمالات نبوت و رسالت، حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت صلوٰۃ اور صباحت و مباحث وغیرہ سب کچھ ایک ہی وقت میں مجھے حاصل کرادیئے اور میں ان تمام مقامات کا احساس اپنے اندر پاتا ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

اسی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے اپنے مریدوں اور خلفا کو حسب ذیل طور پر اپنے صاحبزادوں کے سپرد کیا۔ حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہؒ کو کابل اور اس کے گرد و نواح کے تمام پٹھان اور مغل علاقے سپرد کئے۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہؒ کو بدخشاں، ترکستان، دشتِ قچاق، کاشغر، خطا، روم، شام اور یمن کے تمام مریدوں اور خلفا سپرد کئے، نیز خواجہ محمد حنیف کابلی، خواجہ محمد صدیق پشاوری، خواجہ عبد الصمد، اخون موسیٰ ننگرہاری، شیخ مراد شامی، خواجہ ارغون خطائی وغیرہ آپ کے سپرد کئے۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعہؒ کو خراسان، ماوراء النہر، توران، دارگنج، غورسہ، اندراب، قہستان، طبرستان، سجستان کے علاقے سپرد کئے اور شیخ ابوالمظفر بیان پوری، شیخ حبیب اللہ بخاری صوفی پائندہ طلا، شیخ ابوالقاسم بلخی وغیرہ اور ہند کے اکثر امرا اور شہزادہ معظم بھی آپ کے سپرد کئے گئے۔ حضرت خواجہ محمد اشرف کو دکن اور پنجاب کے خلفا اور مرید سپرد کئے گئے۔ حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ کو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر، شہزادہ اعظم شاہ، جعفر خاں وزیر، شائستہ خاں، نواب مکرم خاں، محنت خاں، سلطان عبد الرحمن سپرد کئے گئے نیز حسب ذیل خلفا بھی حوالے کئے گئے، اخون میر محسن سیالکوٹی، صوفی پائندہ، شیخ آدم بھکری وغیرہ۔ حضرت محمد صدیق کو عرب، بحرین اور مشرقِ ہند کے اکثر علاقے سپرد کئے گئے۔

(روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۳۸ و ۱۳۹)

بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے تمام خلفا کو دنیا کے مختلف حصوں میں بھیجا، ایک ہزار سات سو خلفا ترکستان اور دشت قیچاق میں بھیجے جن کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبدالرحمن کو مقرر فرمایا، پانچ سو خلفا کا شغور و خطا کی طرف بھیجے جن کا سردار خواجہ ازغون کو بتایا، چار سو خلفا شام اور روم کی طرف بھیجے کران کا سردار شیخ مراد کو بتایا، سات سو خلفا خراسان، بدخشان اور توران میں بھیجے جو شیخ حبیب اللہ کے ماتحت تھے، ایک سو خلفا کابل میں اور ایک سو خلفا تاجک پشاوریں بھیجے، بیس خلفا سگر بار میں، ان سب کا سردار خواجہ محمد حنیف، خواجہ محمد صدیق اور ازغون موسیٰ کو مقرر فرمایا، باقی خلفا کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بھیجا لے

سجّادہ نشینی کا پینتالیسواں سال (۱۰۷۱ھ)

(خواجہ محمد حنیف کی وفات اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمہ اللہ کے

اشارہ پر بادشاہ عالمگیر کا مقبرہ کے بت خانہ کو گرانے کا)

اس سال خواجہ محمد حنیف نے اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی، حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اور اپنے بڑے صاحبزادے شیخ محمد صبغۃ اللہ کو تعزیت کے لئے کابل بھیجا وہاں ان کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور وہاں کے بیشتر عوام و خواص آپ کے معتقد و مرید ہو گئے لے

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ نے عالمگیر بادشاہ سے مقبرہ کا بت خانہ منہدم کرنے کیلئے کہا جو ظاہر میں کفار کا سب سے بڑا تبریحہ تھا اور باطن میں ان کی سازشوں اور عیاشیوں کا ڈاکھا، کہتے ہیں

عہ آثار عالمگیری میں ہے کہ "رمضان سنہ ۱۰۷۱ھ کے مقدس جینے میں بادشاہ دین پناہ نے حفظ شریعت و پابندی احکام الہی کا لحاظ فرما کر مقبرہ کے بت خانہ کو گرانے کا حکم صادر فرمایا۔۔۔ اور اس کی جگہ رقم کثیر خرچ کر کے ایک مستحکم مسجد کی بنیاد ڈالی گئی۔ بت خانہ مذکورہ سنگھ دیو بندیلہ کا تعمیر کیا ہوا تھا جو اب افضل کا قاتل ہے" (آثار عالمگیری ص ۶۷) عالمگیر نے جتنے بت خانے منہدم کرائے وہ سب سازشوں کے مراکز اور عیاشی کے اڈے تھے صرف بت خانہ ہونے کی وجہ سے ان کو منہدم نہیں کرایا گیا۔ اگر یہ وجہ ہوتی تو پورے ملک میں ایک بھی بت خانہ باقی نہ رہتا۔ بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ بعض ان مندروں کو تھوڑے پوجا پاٹ ہوتی تھی اور عیاشی کے اڈے نہ تھے عالمگیر بادشاہ نے جاگیریں عطا کیں۔ وہ اگرچہ خود مذہب کا پابند تھا اور مسلمانوں میں ترویج احکام شریعہ کا بھی خواہاں تھا لیکن تمام غیر مذہب والوں کو مذہبی خیالات و افعال کی پوری آزادی حاصل تھی کسی پر سختی کرنا اس کی طبیعت میں سرگزشتھا اگر کبھی کسی پر اس نے سختی کی بھی تو وہ بحالت مجبوری، لیکن تعصب کی بنا پر جو کچھ بھی کہا جائے تو اس کا کیا علاج۔۔۔ ۱۳۹ھ ایضاً ص ۱۲۰۔

اس وقت ایک سادھو نے پانچ سیرا کسیر کا ایک ڈبہ بادشاہ کو پیش کیا کہ یہ لے لو اور بت خانہ کو نہ گراؤ لیکن بادشاہ نے منظور نہیں کیا اور بت خانہ کو گرا کر ایک عالی شان مسجد بنوائی۔ ایک ہندو شاعر نے جس کا تخلص بہمن تھا اس مسجد و بت خانہ سے متعلق یہ شعر کہا ہے

بہمن کرامت بت خانہ مرا لے شیخ کہ چوں خراب شود خانہ خدا گرد
ایک مسلمان شاعر نے جس کا تخلص روحی تھا اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر کہا ہے

بہمن پر منش خانہ خدا گرد رہے
اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے ارتحال کے قریب ہونے کی خبر دی جس کو سن کر جملہ متعلقین واجاب بہت غمگین ہوئے۔

۱۰۷۹ھ

(حضرت عروۃ الوثقیٰ کا سانحہ ارتحال)

چونکہ یکم ربیع الاول سے سجادہ نشینی کا سال شروع ہوتا ہے اور ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کا وصال ہو گیا اس لئے ان دنوں کے واقعات کو سجادہ نشینی کے پینتالیسویں سال ہی میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ کو ایک عرصہ سے وجع المفاصل (جوڑوں کے درد) کی تکلیف تھی اب کچھ دنوں سے اس مرض کا پھر زور ہو گیا، ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، گھٹنوں کے درد میں شدت ہونے کی وجہ سے بخار بھی ہو گیا، یونانی علاج سے فائدہ نہ ہوا تو شاہی ڈاکٹر انگریز علاج کے لئے حاضر ہوا اور اس نے آپریشن کے ذریعہ دوا رکھی لیکن بے سود۔ آخر حضرت علاج معالجہ سے بیزار ہو گئے اور فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان دواؤں سے اثر اٹھالیا ہے اس لئے اب کوئی دوا فائدہ نہ دیگی، یہ میری آخری بیماری ہے اور میں غمگین اس دارقانی سے رخصت ہونے والا ہوں۔ یہ سن کر حاضرین پریشان ہو کر رونے لگے حضرت نے سب کو تسلی دی۔ بادشاہ عالمگیر بھی آپ کی علالت سے بہت پریشان و بے قرار تھا، روزانہ حضرت کی خیر و عاقبت معلوم کرنے کا انتظام کیا ہوا تھا، کئی مرتبہ مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوتا چاہا لیکن حضرت نے منع فرما دیا کہ بادشاہ کو آخری سلطنت میں مشغول رہنا چاہیے۔ ۱۷

۱۷ ذی قعدۃ القیومیہ بلخصار کن دوم ص ۱۲۲ و ۱۲۳ ۱۷ ایضاً ص ۱۶۰ و ۱۶۱۔

وفاتِ حسرتِ آیات

۱۰۔ محرم الحرام ۱۲۹۹ھ عاشورہ کے دن اشراق کی نماز کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰؓ نے لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا چنانچہ شہرِ اولاس کے گرد و نواح کے تمام عوام و خواص حضرت کی خانقاہ میں جمع ہو گئے، اس وقت حضرت نے مجمع عام میں حمد و ثنا کے بعد وعظ و نصح فرمائے اور فرمایا کہ اب میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں لہذا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ قرآن، حدیث، اجماع امت اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا، خلاف شرع فقہاء سے بچنا کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں وغیرہ۔ لوگ یہ باتیں سن کر زار و قطار رونے لگے اور بہت عملیں ہوئے۔

دوسرے دن حضرت اپنے اجداد کے مقبروں پر تشریف لے گئے اور فاتحہ خوانی کی، اکثر اوقات حضرت مجدد الف ثانیؑ کے مزار پر اتوار پر گزارتے۔ نیز ان دنوں حضرت نے بعض مشائخ کو تحریر فرمایا کہ ”میرے لئے ایمان پر خاتمہ کی دعا کرو“ اکثر حضرات نے جواب میں عرض کیا کہ حضرت ہمارے خاتمہ یا خیر ہونے کی دعا فرمائیں۔ ایک صاحب نے جواب میں یہ شعر لکھا ہے

یقین می داں کہ شیرانِ شکاری دریں رہ خواستند از مور یاری
(یقین جانے کہ شکار کرنے والے شیروں نے اس راستہ میں چوٹیوں سے مرد طلب کی ہے)

بعد ازاں آپ پر مرض کا اسقدر غلبہ ہو گیا کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی سکت باقی نہ رہی اس شدتِ مرض میں کبھی اُفت تک نہ کیا اور نہ کبھی بے قراری کا اظہار ہوا حتیٰ کہ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوا تھا کہ آپ بیمار ہیں، ان سب باتوں کے باوجود آپ حسب سابق تجارت و ریاضت میں مشغول رہتے اور قریباً نماز یا جماعت ادا کرتے۔

۸۔ ربیع الاول جمعہ کی نماز یا جماعت ادا کرنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰؓ نے فرمایا ”امید نہیں کہ ہم کل اس وقت تک دنیا میں رہیں“ پھر چند نصیحتیں فرما کر فلوت میں تشریف لے گئے۔ شام کے وقت سخت آندھی آئی اور زلزلہ بھی محسوس ہوا پھر بارش شروع ہو گئی۔ دوسرے دن صبح کی نماز تعدیل ارکان سے ادا کر کے مراقبہ کیا پھر نماز اشراق پڑھے خشوع و خضوع سے ادا کی، بعد ازاں سکراتِ موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں، تنفس میں تیزی آگئی۔ کواکب دریا میں ہے :-

کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی زبان مبارک آخری وقت میں بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی جب میں نے کان لگا کر سنا تو حضرت سورہ یسین پڑھ رہے تھے۔ مرآت جہاں تمایں لکھا ہے کہ حضرت نے آخری وقت میں "السلام علیک یا نبی اللہ" فرمایا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ ہفتے کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاول ۱۰۴۹ھ مطابق ۷ اگست ۱۶۶۸ء کو اس جہاں فانی سے فردوسِ اعلیٰ تشریف فرما ہو گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ وصال کے وقت حضرت کے چہرہ مبارک سے مسکراہٹ بہت نمایاں تھی، اس کے بعد لوگوں میں آہ و بکا، شور و فغاں ہو گیا اور سخت بیقراری و بے چینی پھیل گئی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ کی رحلت کے وقت ہوسلا دھار بارش ہو رہی تھی، جس محل میں حضرت کا وصال ہوا تھا اسی میں غسل دیا گیا، غسل کے وقت بھی آپ کے لیوں پر تبسم تھا، حاجی عاشور، خواجہ عبدالرحمن، صوفی احمد اور شیخ انور وغیرہ نے حضرت کو غسل دیا اور تین کپڑوں (لغافہ، تہ بند اور قمیض) میں کفن دیا۔ جو وقت جنازہ اٹھایا گیا اس وقت بارش بند ہو کر پھوٹا اور تبدیل ہو گئی تھی۔ جنازہ میں شریک حضرات کا گریہ و زاری اور آہ و فغاں سے ہر حال تھا بعض تیم سبل کی طرح تڑپ رہے تھے اور بعض دردِ الم کی وجہ سے حواس باختہ تھے، غرض کما سوقت کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ کواکب دربیہ میں لکھا ہے کہ حضرت کی نعش مبارک لوگوں کے کندھوں پر خود بخود چلتی تھی۔ قصر معصومی کے شمال میں نماز جنازہ ادا کی گئی، بہت وسیع میدان ہونے کے باوجود لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ تنگ ہو گئی اور اکثر حضرات نماز جنازہ میں شرکت سے محروم رہ گئے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ مروج الشریعہ نے نماز جنازہ کی امامت کی، قصر معصومی سے جنوب کی طرف آپ کو دفن کیا گیا۔

وقات کے دوسرے دن حضرت مروج الشریعہ کو واقعہ میں آپ کی زیارت ہوئی تو آپ سے کیفیت دریافت کی، حضرت نے فرمایا "نہایت خوبصورت فرشتے جو اپنی خوبصورتی و درخانی میں عیدم المثل تھے عمرو لباس میں میرے پاس آکر نہایت ادب سے کھڑے رہے پھر واپس چلے گئے لیکن مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔" پھر قبر کی تنگی کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا "مجھے تو سوائے راحت اور خوشی کے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔"

شیخ محمد تقی سعیدی فرماتے ہیں کہ پس شاہ جہاں آباد میں بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر گھر آیا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کا وصال ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خریدنے والا شخص فرشتہ ہو گا کیونکہ یہ قبر ستنے ہی میں گھبرا ہوا بادشاہ کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا

سہ روزۃ الفیومیہ مختصراً رکن دوم ص ۱۶۳ و ۱۶۴۔ سہ ایضاً ص ۱۶۵ تا ۱۶۸۔ سہ ایضاً ص ۱۶۸

سہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی ولادت و وفات کی تاریخوں میں اختلاف ہے

کہ میرے آدمی کو سب کو س بیٹھے ہیں اگر ایسا ہوتا تو پہلے مجھے اطلاع ہوتی۔ پھر رات کے وقت بادشاہ کو حضرت کے وصال کی خبر اپنے ہر کاروں کے ذریعہ پہنچی تو بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکلا "تو عالم پرقت" و "عالم ناریک شد" [یعنی جہان کا نور جانا رہا اور عالم تاریک ہو گیا] بادشاہ حضرت کی تعزیت کے لئے سر نہ آیا، پہلے حضرت کی قبر پر فاتحہ پڑھی بعد ازاں حضرت کے ہر فرزند کے پاس حاضر ہو کر تعزیت کی۔ اسی طرح حضرت کے جملہ بند و خلفا اور امراء و رؤسا تعزیت کے لئے آتے رہے اور یہ سلسلہ عرصہ تک جاری رہا۔ اکثر حضرت نے تاریخ وفات لکھی ہیں مثلاً حضرت مروج الشریعہؒ نے "هو عند مليك مقتدا" اور حضرت شیخ عبدالاحدؒ نے "رفتنہ ز جہاں امام معصوم" کہی ہیں لے

حضرت عروۃ الوثقیؒ کو جس جگہ دفن کیا گیا وہ حضرت مروج الشریعہؒ کی ملکیت تھی جب حضرت مروج الشریعہؒ نے اس جگہ کو تعمیر کرانا چاہا تو شاہ جہاں کی لڑکی روشن آرا بیگم نے یہ سعادت حاصل کرنے کی درخواست کی۔ حضرت مروج الشریعہؒ نے منظور فرمایا کہ تعمیر کی اجازت دیدی۔ چنانچہ روشن آرا بیگم نے نہایت اعلیٰ درجہ کے معمار اور کاریگر مہیا کئے اور جس قسم کا محل بیگم نے پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت عروۃ الوثقیؒ اس میں تشریف فرما ہیں اسی کا نقشہ بنا کر معماروں کو دیا کہ اس قسم کا محل تعمیر کیا جائے چنانچہ آپ کی قبر پر ایک نہایت عالی شان عمارت تعمیر کی گئی جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش تھی، درمیان میں سنگ رخام کا عالیشان گنبد اور چاروں کونوں میں برج بنوائے گئے، عرضہ روضہ مبارکہ کی تعمیر عالی شان عمارت کی شکل میں ہوئی اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا سامان وہاں رکھا گیا اور یہ تاریخ بنا روضہ پر کندہ ہوئی "مرقد محبوب حق قطب زباں" لے

حضرت کے روضہ شریف کے اندر آٹھ قبریں ہیں :- (۱) حضرت عروۃ الوثقیؒ خواجہ محمد معصومؒ (۲) مروج الشریعہؒ خواجہ عبید اللہؒ فرزند سوم حضرت عروۃ الوثقیؒ۔ (۳) شیخ ابو العلیٰ فرزند اکبر حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ (۴) حضرت شیخ محمد اشرفؒ فرزند چہارم حضرت عروۃ الوثقیؒ (۵) حضرت شیخ محمد مصنفؒ فرزند اکبر حضرت عروۃ الوثقیؒ (۶) شیخ محمد ہادی فرزند اکبر مروج الشریعہؒ (۷) شیخ الاسلام فرزند محمد پارسا۔ (۸) نور معصوم نیرہ محمد پارسا۔ آخر الذکر تین قبریں پابندی کی جانب ہیں۔

حضرت عروۃ الوثقیؒ نے آخر وقت تک جو مکاتیب تحریر فرمائے اس کا تیسرا دفتر ۸۰۰ میں "مکاتیب قطب زباں" کے تاریخی نام سے مرتب ہوا۔ الحمد للہ کہ آپ کے مکاتیب کے تینوں دفن فارسی زبان میں بھی دستیاب ہیں اور اردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔

لے روضۃ القیومیہ بلخاکن دوم ص ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲۔ لے ایضاً ص ۱۷۲، ۱۷۳۔

حضرت عروۃ الوثقی کے شامل اور اخلاق و آداب

حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا قد خاصہ تھا، بدن مبارک پر گوشت، رنگ گندمی، ابرو کشادہ، ناک اونچی، آنکھیں بڑی بڑی، ڈاڑھی سفید اور تمام اعضا نہایت متناسب اور خوش وضع تھے۔ حضرت کا لباس نہایت لطیف بلکہ لطف ہوتا، سر پر عمامہ باندھتے اور کبھی ہندی لباس زیب تن فرماتے تھے۔

حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کی آواز مبارک میں یہ کمال تھا کہ نماز میں قرأت پڑھتے وقت جس قدر بلند آواز پہلی صف والوں کو معلوم ہوتی تھی اسی قدر آخری صف والوں کو سنا دیتی تھی اگرچہ بعض اوقات حضرت کے پیچھے سو سو صفیں بھی ہوتیں لیکن آواز سب کو یکساں سنا دیتی تھی۔ حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کا اس درجہ ادب و احترام کرتے تھے کہ جب حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ حسب معمول شام کے وقت پالکی میں بیٹھ کر تفریح کے لئے تشریف لے جاتے اور پالکی دولت سرائے معصومی کے سامنے سے گذرتی تو حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ پالکی دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے اور جب تک پالکی نظر کے سامنے رہتی کھڑے رہتے۔ بار بار عرض کیا گیا کہ نہ آپ حضرت کو نظر آتے ہیں اور نہ حضرت آپ کو دیکھتے ہیں پھر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ فرماتے دکھانا مقصود نہیں ہے ادب مقصود ہے۔ اسی طرح آپ کے مکان میں بیرری کا درخت تھا اس کے زیرِ پہلے حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کو بھیجتے پھر خود کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے۔

حضرت عروۃ الوثقی

کی

تصنیفات

مکتوبات معصومیہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسندی قدس سرہ السامی کے صاحبزادے اور جانشین حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ بھی بزبان فارسی و عربی اپنے والد بزرگوار کے مکتوبات شریفہ کی طرح بہت بلند درجہ رکھتے ہیں اور شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے جامع اور ادب و انشا کا اعلیٰ شاہکار ہیں، ان میں سالکان طریقت کو پیش آنے والے سوالات کے جوابات، خواہوں کی تعبیرات اور بہت سے فقہی مسائل کا حل ہے نیز مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بہت سے ادق مقامات کی تشریحات پر مشتمل ہیں جو سالکان طریقت کے لئے ایک بے بہا ذخیرہ اور انمول خزانہ ہیں۔

مکتوبات معصومیہ دفتر اول: اس دفتر کی ترتیب و تدوین کی سعادت حضرت عروۃ الوثقی کے صاحبزادے سوم حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعہ کو حاصل ہوئی۔ انھوں نے ۱۳۹ھ میں جس کا مادہ تاریخ "درۃ التاج" ہے اس مبارک کام کا آغاز کیا اور ۱۶۳ھ میں جس کا مادہ تاریخ "جمع کمالات نبوت" ہے اختتام کیا۔ اس دفتر میں ۲۳۹ مکتوبات ہیں۔ اس کے بعد نقل در نقل قلمی نسخوں کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ غالباً پہلی مرتبہ ۱۳۲ھ میں اصل فارسی نسخہ مطبع نظامی کانپور نے شائع کیا۔

مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: اس دفتر کو حضرت عروۃ الوثقی کے صاحبزادے پنجم حضرت خواجہ سیف الدین کے حکم سے حضرت عروۃ الوثقی کے خلیفہ حضرت مولانا شرف الدین حسین بن میر محمد الدین محمد الحسینی الہروی نے جمع و تدوین کا کام انجام دیا اور اس کا تاریخی نام "وسیلۃ السعادت" (۱۶۲-۱۶۳ھ) رکھا۔ جس میں ۱۵۸ مکتوبات ہیں اور قلمی نسخوں کے سلسلہ کے بعد غالباً پہلی مرتبہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۰۶ء کو ٹھہر پور پریس لدھیانہ سے شائع ہوا۔

مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: اس دفتر کو حضرت خواجہ محمد نقشبند محمد اللہ صاحب زادہ دوم حکم سے حضرت حاجی محمد عاشور بن حاجی محمد البخاری خلیفہ مجاز حضرت عروۃ الوثقی نے ۱۳۰۷ھ میں جمع کرنا شروع کیا۔ مکاتبات قطبِ زماں سے آغاز تاریخ اور مکاتبات زلفِ زماں ۱۳۰۸ھ سے تکمیل کی تاریخ نکلتی ہے۔ دفتر سوم بھی غالباً پہلی مرتبہ حضرت مولانا نور احمد قرسری کی محنت و کاوش سے ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوا جس میں ۲۵۵ مکاتبات ہیں۔

بعد ازاں حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب مدظلہ العالی نے محنت و کوشش سے یہ سہرہ دفتر **۱۳۹۵ھ** میں شائع کئے۔ پھر اقامتِ الحروف نے ان سہرہ دفتر کا پہلی مرتبہ اردو ترجمہ کیا جو **۱۳۹۹ھ** میں ادارہ مجددیہ، ناظم آباد کراچی سے شائع ہوا۔ اور اب یہ ۱۳۹۹ھ میں اردو ترجمہ دونوں دستیاب ہیں۔

مکاشفاتِ عینیہ: یہ رسالہ حضرت مجدد العتباتی قدس سرہ کے مکاشفات پر مشتمل ہے جن کو حضرت عروۃ الوثقی نے ۱۵۱۰ھ میں مرتب فرمایا تھا۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب مدظلہ العالی نے اردو ترجمہ کیا جو **۱۳۸۳ھ** میں ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی سے شائع کیا۔

یواقیتِ اکھربین: یہ رسالہ حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کے فریضہ حج اور زیاراتِ حرمین شریفین کے سفر مقدس کے حالات و فیوضات اور انوار و برکات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۸۲ھ میں عربی میں ہے جو گوشہ گماٹی میں محمد ہاشم جان مجددی حاصل کر کے خاکسار مولف نے پہلی بار ترجمہ کیا اور اب پیش نظر کتاب منسٹاب انوار معصومیہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

اذکارِ معصومیہ: یہ رسالہ عربی و فارسی زبان میں ہے، یعنی عربی میں اذکار و ادعیہ اور فارسی میں اس کے فوائد ہیں۔ غالباً یہ رسالہ پہلی مرتبہ سنی سیفی لاہور سے یکم ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ کو شائع ہوا تھا۔ خاکسار مولف نے عربی دعاؤں کا ترجمہ آئندہ اشاعت موقوف رکھ کر فارسی فوائد کا اردو ترجمہ کر دیا جو پیش نظر کتاب کی زینت ہے۔

حضرت عروة الوثقیؒ

کی

اولادِ امجاد

حضرت عروة الوثقیؒ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

- (۱) حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہؒ ولادت ۱۱۳۲ھ و وفات ۱۱۴۲ھ
- (۲) خواجہ محمد نقشبند حجتہ اللہؒ ۱۱۳۲ھ ۲۹ محرم ۱۱۴۲ھ
- (۳) شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعہؒ ۱۱۳۶ھ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ
- (۴) شیخ محمد اشرف محبوب اللہؒ ۱۱۳۳ھ ۲۷ صفر ۱۱۸۸ھ
- (۵) خواجہ سیف الدین محی السنہؒ ۱۱۳۹ھ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۱۹۶ھ
- (۶) شیخ محمد صدیق محبوب الہیؒ ۱۱۵۶ھ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۰ھ

صاحبزادیاں

- (۱) امۃ اللہ بیگم، نسوب یہ شاہ عبداللہ بن خازن الرحمہؒ
- (۲) عائشہ بیگم، نسوب یہ شاہ لطف اللہ بن خازن الرحمہؒ
- (۳) عارقہ بیگم، غیر قوم کے مرزا آقزی کے ساتھ شوب تھیں۔
- (۴) عاقلہ بیگم، نسوب یہ حضرت سعد الدین بن خازن الرحمہؒ
- (۵) صفیہ بیگم، نسوب یہ حاجی فضل اللہ بن شیخ عبدالقادر محدومیؒ

حضرت کی پانچوں صاحبزادیاں صاحب کمالانظاہرہ و خوارق باہرہ تھیں، اپنے والد ماجد سے کمالاتِ نبوت کی خوشخبری پائی تھی ہزار ہا عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔
اب ہم محمد زاداگانِ عالی شانِ قدس اللہ سرہم کے تفصیلی حالات پیش کرتے ہیں :-

(۱) حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزندِ اکبر ہیں، آپ کی ولادت ۱۱ ربیع الثانی ۳۲۲ھ کو بمقام سرہند ہوئی۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانیؒ اجمیر میں قیام پتیر تھے۔ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ سرہند شریف تشریف لائے تو حضرت نے ان کو مولود کو دیکھ کر فرمایا "السلام علیکم یا صبغۃ اللہ" اور فرمایا کہ اس لڑکے سے بڑے اصالت آتی ہے اس لئے اس کا نام صبغۃ اللہ رکھنا چاہئے۔ ابھی شیر خوار ہی تھے کہ سخت بیمار ہو گئے مرض کا اس قدر غلبہ ہوا کہ امیدِ نیست باقی نہ رہی۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے اس فرزند کی صحت کیلئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا "اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو، اس کی عمر بہت ہوگی اور بڑا صاحبِ کمال ہوگا، میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے اور بکثرت مخلوق اس کے گرد حلقہ باندھے استفادہ کیلئے کھڑی ہے" چنانچہ واقعی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا یہ ارشاد پورا ہوا اور آپ کمالاتِ باطنی کو پہنچ کر مرجعِ خلافتی ہوئے اور تقریباً توڑے سال کی عمر میں وفات پائی۔

نقل ہے کہ چالیس روز میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا تھا بعد ازاں علوم معقول و منقول اور فروع و اصول میں کامل درجہ حاصل کر کے والدِ بزرگوار کی خدمت میں باطنی سلوک کی تکمیل کی، بہر مقام میں قدم راسخ اور عبادت و ورع اور تقویٰ میں استقامت کامل رکھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ آپ پر نہایت درجہ شفیق و مہربان تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنی روا ہوتی تو میں اپنے بیٹے صبغۃ اللہ کی تعظیم کیا کرتا۔ تکمیلِ سلوک کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرما کر کامل روانہ فرمایا اور وہاں کی قطیبت بھی آپ کے سپرد کی، وہاں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، بکثرت طالبانِ خدا کو مقاماتِ عالیہ پر پہنچایا۔

نیز نقل ہے کہ ایک روز سلطان وقت اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کو بلایا تاکہ آپ کی زیارت سے مستفیض ہوں حالانکہ سلطان آپ کے والد ماجد کا مرید و خلیفہ تھا، سلطان کے حدام کے پہنچنے سے پہلے ہی آپ مطلع ہو گئے، حکم دیا کہ بالکی حاضر کرو، پھر اُس پر سوار ہو کر باغ کی سیر کو تشریف لے گئے، اور متعلقین سے فرمایا کہ جو وقت بادشاہ کے آدمی مجھے بلانے کے لئے آئیں تو ان سے کہہ دیں کہ آپ لوگوں کے پہنچنے سے پہلے وہ کسی طرف چلے گئے۔ مختصر یہ کہ اس واقعہ کے بعد ایک تیار متذکرے

لے روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۷۵ ۱۷۶ حالات مشرخی فقہیہ مجددیہ ص ۳۳۷ -

عرضِ خدمت کیا کہ بادشاہ کی اس قدر خواہش کے باوجود اس کی مجلس سے اس درجہ بیزاری کا کیا سبب ہے حالانکہ آپ کے بھائی بادشاہ کی صحبت رکھتے تھے اور اس درجہ سے مخلوق کے کام انجام دیتے تھے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہمارے بھائی نیک نیت تھے، فقیر ایک دل رکھتا ہے جو کہ میں ایک بادشاہ کو دے چکا ہوں، دوسرا دل نہیں رکھتا جو دوسرے بادشاہ کو دوں، بعد ازاں عارف جاؤ گی رباعی کمال شوق کے ساتھ زبان مبارک پر لائے۔ رباعی

لے آنکہ بقبلہ تباہی روست ترا بر مغز چرا حجاب شد پوست ترا
دل در طلب این آن شکوست ترا یک دل داری بس است یک دوست ترا لے

[لے وہ شخص کہ تیرا رخ بتوں کے قبلہ کی طرف ہے، تیرا پوست (چھلکا) مغز پر حجاب کیوں ہو گیا، تیرے دل کا اس اور اس کی طلب میں ہونا اچھا نہیں ہے، تو ایک دل رکھتا ہے تجھ کو ایک دوست کافی ہے۔] عوہ آپ کی وفات تو ۳۵ سال کی عمر میں جمعہ کے روز بوقت عصر ۹ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ کو ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ سرسبز شریف پر سکھوں کا غلبہ تھا، اس کے باوجود ہزاروں مسلمان جنازہ میں شریک تھے اور بہت احترام و اہتمام کے ساتھ آپ کے جنازہ کو لیجا کر حضرت عروۃ الوثقی کے گنبد میں مغربی دروازے کے قریب خواجہ محمد اشرف کے پہلو میں دفن کیا گیا ۳۔

آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور سات لڑکیاں تھیں :- شیخ ابوالقاسم، شیخ محمد اسمعیل، شیخ اہل اللہ، شیخ میر - صائمہ، راضیہ، عالیہ، ماریہ، رافعہ، باقیہ، روشن - ارا۔

شیخ ابوالقاسم، آپ نے تکمیل سلوک حضرت عروۃ الوثقی سے کیا اور ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار اور چچاؤں سے حاصل کئے، حضرت حجۃ اللہ کے داماد اور حضرت مروج الشریعہ کے مثنوی تھے حضرت خواجہ سیف الدین کی خانقاہ کے میر سامان بھی رہے۔ آپ لا ولد تھے۔ ۱۰۸۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت عروۃ الوثقی کے گنبد میں سب سے پہلی قبر آپ ہی کی تھی۔ ۴۔

شیخ محمد اسمعیل - آپ حضرت مروج الشریعہ کے داماد تھے۔ ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں ۵۔

شیخ اہل اللہ، آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی جو شیخ محمد بن شافی الحال سے منسوب تھی۔ شیخ میر - آپ نے اپنے والد ماجد کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی ۶۔

(۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند حجتہ اللہ قدس سرہ

۱۰۳۲ھ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزندِ دوم ہیں، آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ، رمضان (مطابق ۱۳ جون ۱۰۲۵ھ) کو سرگندھ میں ہوئی۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے نوموؤد فرزند کا اسم محمد نقشبند،

اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا اور بطور شکرانہ بہت سا کھانا پکا کر حضرت رسالت پتاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پُرفورج کے نام پر تقسیم کیا۔ حضرت حجتہ اللہ تصدوی مدت میں قرآن شریف حفظ کر کے علوم ظاہری حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے اکثر کتابیں اپنے عم محترم حضرت خواجہ محمد سعیدؒ سے پڑھیں، ایسی تحقیق و تدقیق سے پڑھا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد سعید فرمایا کرتے تھے "یہ مجھ سے پڑھتے نہیں آتے بلکہ پڑھانے آتے ہیں"۔ غرض کہ آپ نے فقہ و حدیث اور جمیع علوم متداولہ تہایت کوشش سے پڑھے، علمِ قال کے ساتھ علمِ حال بھی آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کرنا شروع کر دیا۔ اور بوجہ علو استعداد تصدوی مدت میں ایسے حالات و واقعات پر پہنچے کہ عقل و فکر سے باہر ہیں۔

حضرت حجتہ اللہ کا پہلا نکاح حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بھانجی سے ہوا تھا، آپ کی اکثر اولاد اسی بیوی سے ہوئی، دوسرے نکاح کا واقعہ اس طرح ہے کہ تراسان کے مشہور سید میر عبد اللہ نے حضرت حجتہ اللہ کو خواب میں دیکھا تو زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا، ان دنوں آپ پشاور میں تشریف فرما تھے۔ میر صاحب یہاں حاضر ہو کر مدینہ گئے پھر حجتہ شیخ کا غلبہ ہوا تو اپنی لڑکی عائشہؒ کا نکاح آپ سے کر دیا، یہ نکاح ۲۷ ربیع الاول ۱۰۸۹ھ کو ہوا۔

اسی سال عرب کے بہت سے علماء و مشائخ مثلاً شیخ عبد الوہاب رئیس المشائخ، شیخ فخر الدین خطیب اور مولانا شمس الدین ملک العلماء عرب وغیرہ حاضر ہو کر مدینہ گئے۔

۱۰۸۱ھ میں اہل کابل نے حضرت حجتہ اللہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آپ کے دیدار فائض الانوار کے اشتیاق اور کابل میں آپ کی تشریف آوری کی خواہش کا اظہار درج تھا۔ حضرت بھی اہل کابل پر بہت مہربان تھے اس لئے کابل روانہ ہو گئے، جب اہل کابل کو حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو کسی منزل آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔ کہتے ہیں کہ بدخشاں خراساں، توران اور ترکستان کے لوگ اس کثرت سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جیسے ٹڈی دل ہو اور اس شوق سے جیسے پروانے شمع پر کرتے ہیں ہر روز ہزاروں آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر

۱۰ روزہ القیومیہ بلخمارکن دوم ص ۱۳ - ۱۴ ایضاً کن سوم ص ۹

مردید ہوئے، بہت سے ترک، مغل اور چٹھان شریف ارادت سے مشرف ہوئے، غرض کہ ہر صبح و شام حضرت کے حلقہ میں ہزار ہا آدمی شریک ہوتے۔ کابل کے دورانِ قیام رمضان المبارک کا مہینہ آگیا، تراویح میں لوگوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ کابل کی جامع مسجد وسیع و عریض ہونے کے باوجود سب نمازیوں کے لئے کافی نہ ہوتی اس لئے حضرت شہر کے باہر باغ میں نماز تراویح ادا فرماتے تھے۔ حضرت حجۃ اللہ کچھ عرصہ کابل میں تبلیغ دین فرما کر سرحد واپس تشریف لے آئے۔

۱۰۸۲ھ میں بروز جمعرات ۱۷ جمادی الاولیٰ کو روشن آرا بیگم بنت شاہجہاں کا انتقال ہوا۔ ۱۰۸۳ھ میں حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت ابوالعلیٰ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا اور لوگوں کی ہمیشگی کو ترک کر دیا۔

۱۰۸۴ھ میں حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ حجۃ اللہؒ اپنے بعض اعزہ و اجاب کے ساتھ دامن کوہ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے وہاں صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کیا پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر حجاز کی تائید فرما رہے ہیں، اس واقعہ کے بعد آپ سرحد تشریف لے آئے اور حریم شریفین کی تیاری شروع کر دی۔ ۱۰۸۵ھ میں آپ حج و زیارت حریم شریفین کے ارادہ سے روانہ ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ تقریباً سات ہزار آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ کا گذر شاہجہاں آباد سے ہوا تو عالمگیر بادشاہ نے آپ کا استقبال کیا اور قلعہ معلیٰ میں آپ کے قیام کا انتظام ہوا۔ تقریباً ایک سال بادشاہ نے آپ کو مہمان رکھا اور آپ سے تجدید بیعت کر کے فیوض حاصل کئے، بعد ازاں آپ حج کے لئے روانہ ہوئے، اتفاقاً راستہ میں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور وقت بھی بہت زیادہ لگ گیا۔

جب اہل عرب کو حضرت حجۃ اللہؒ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو کثرت عوام و خواص خصوصاً شیخ المشائخ عبدالوہاب، شیخ فخر الدین خطیب اور ملک العلماء مولانا شمس الدین وغیرہ نے آپ کا استقبال کیا۔ شیخ مراد شاہی مع دیگر خلفاء کے حاضر خدمت ہوئے، مکہ معظمہ کے دوران قیام میں لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوتے تھے، مسجد الحرام میں لوگ پانچوں وقت حضرت کے انتظار میں رہتے جب حضرت تشریف لاتے تو آپ کی امامت میں نماز جماعت ادا کرتے، جب حج کے لئے عرفات تشریف لے گئے تو آپ ہی تمام حجاج کے سالارِ قافلہ تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایات الہی ہوئی ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ خیال ہے کہ ۱۰۸۹ھ میں آپ حج کی سعادت سے مشرف ہوئے بعد ازاں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت کے لئے روضۃ القبریہ بخضار کن سوم ۱۱۰ھ تا ۱۱۱ھ، روضۃ القبریہ بخضار کن سوم ۱۱۰ھ، ۱۱۱ھ، ۱۱۲ھ، ۱۱۳ھ، ۱۱۴ھ، ۱۱۵ھ، ۱۱۶ھ، ۱۱۷ھ، ۱۱۸ھ، ۱۱۹ھ، ۱۲۰ھ، ۱۲۱ھ، ۱۲۲ھ، ۱۲۳ھ، ۱۲۴ھ، ۱۲۵ھ، ۱۲۶ھ، ۱۲۷ھ، ۱۲۸ھ، ۱۲۹ھ، ۱۳۰ھ، ۱۳۱ھ، ۱۳۲ھ، ۱۳۳ھ، ۱۳۴ھ، ۱۳۵ھ، ۱۳۶ھ، ۱۳۷ھ، ۱۳۸ھ، ۱۳۹ھ، ۱۴۰ھ، ۱۴۱ھ، ۱۴۲ھ، ۱۴۳ھ، ۱۴۴ھ، ۱۴۵ھ، ۱۴۶ھ، ۱۴۷ھ، ۱۴۸ھ، ۱۴۹ھ، ۱۵۰ھ، ۱۵۱ھ، ۱۵۲ھ، ۱۵۳ھ، ۱۵۴ھ، ۱۵۵ھ، ۱۵۶ھ، ۱۵۷ھ، ۱۵۸ھ، ۱۵۹ھ، ۱۶۰ھ، ۱۶۱ھ، ۱۶۲ھ، ۱۶۳ھ، ۱۶۴ھ، ۱۶۵ھ، ۱۶۶ھ، ۱۶۷ھ، ۱۶۸ھ، ۱۶۹ھ، ۱۷۰ھ، ۱۷۱ھ، ۱۷۲ھ، ۱۷۳ھ، ۱۷۴ھ، ۱۷۵ھ، ۱۷۶ھ، ۱۷۷ھ، ۱۷۸ھ، ۱۷۹ھ، ۱۸۰ھ، ۱۸۱ھ، ۱۸۲ھ، ۱۸۳ھ، ۱۸۴ھ، ۱۸۵ھ، ۱۸۶ھ، ۱۸۷ھ، ۱۸۸ھ، ۱۸۹ھ، ۱۹۰ھ، ۱۹۱ھ، ۱۹۲ھ، ۱۹۳ھ، ۱۹۴ھ، ۱۹۵ھ، ۱۹۶ھ، ۱۹۷ھ، ۱۹۸ھ، ۱۹۹ھ، ۲۰۰ھ، ۲۰۱ھ، ۲۰۲ھ، ۲۰۳ھ، ۲۰۴ھ، ۲۰۵ھ، ۲۰۶ھ، ۲۰۷ھ، ۲۰۸ھ، ۲۰۹ھ، ۲۱۰ھ، ۲۱۱ھ، ۲۱۲ھ، ۲۱۳ھ، ۲۱۴ھ، ۲۱۵ھ، ۲۱۶ھ، ۲۱۷ھ، ۲۱۸ھ، ۲۱۹ھ، ۲۲۰ھ، ۲۲۱ھ، ۲۲۲ھ، ۲۲۳ھ، ۲۲۴ھ، ۲۲۵ھ، ۲۲۶ھ، ۲۲۷ھ، ۲۲۸ھ، ۲۲۹ھ، ۲۳۰ھ، ۲۳۱ھ، ۲۳۲ھ، ۲۳۳ھ، ۲۳۴ھ، ۲۳۵ھ، ۲۳۶ھ، ۲۳۷ھ، ۲۳۸ھ، ۲۳۹ھ، ۲۴۰ھ، ۲۴۱ھ، ۲۴۲ھ، ۲۴۳ھ، ۲۴۴ھ، ۲۴۵ھ، ۲۴۶ھ، ۲۴۷ھ، ۲۴۸ھ، ۲۴۹ھ، ۲۵۰ھ، ۲۵۱ھ، ۲۵۲ھ، ۲۵۳ھ، ۲۵۴ھ، ۲۵۵ھ، ۲۵۶ھ، ۲۵۷ھ، ۲۵۸ھ، ۲۵۹ھ، ۲۶۰ھ، ۲۶۱ھ، ۲۶۲ھ، ۲۶۳ھ، ۲۶۴ھ، ۲۶۵ھ، ۲۶۶ھ، ۲۶۷ھ، ۲۶۸ھ، ۲۶۹ھ، ۲۷۰ھ، ۲۷۱ھ، ۲۷۲ھ، ۲۷۳ھ، ۲۷۴ھ، ۲۷۵ھ، ۲۷۶ھ، ۲۷۷ھ، ۲۷۸ھ، ۲۷۹ھ، ۲۸۰ھ، ۲۸۱ھ، ۲۸۲ھ، ۲۸۳ھ، ۲۸۴ھ، ۲۸۵ھ، ۲۸۶ھ، ۲۸۷ھ، ۲۸۸ھ، ۲۸۹ھ، ۲۹۰ھ، ۲۹۱ھ، ۲۹۲ھ، ۲۹۳ھ، ۲۹۴ھ، ۲۹۵ھ، ۲۹۶ھ، ۲۹۷ھ، ۲۹۸ھ، ۲۹۹ھ، ۳۰۰ھ، ۳۰۱ھ، ۳۰۲ھ، ۳۰۳ھ، ۳۰۴ھ، ۳۰۵ھ، ۳۰۶ھ، ۳۰۷ھ، ۳۰۸ھ، ۳۰۹ھ، ۳۱۰ھ، ۳۱۱ھ، ۳۱۲ھ، ۳۱۳ھ، ۳۱۴ھ، ۳۱۵ھ، ۳۱۶ھ، ۳۱۷ھ، ۳۱۸ھ، ۳۱۹ھ، ۳۲۰ھ، ۳۲۱ھ، ۳۲۲ھ، ۳۲۳ھ، ۳۲۴ھ، ۳۲۵ھ، ۳۲۶ھ، ۳۲۷ھ، ۳۲۸ھ، ۳۲۹ھ، ۳۳۰ھ، ۳۳۱ھ، ۳۳۲ھ، ۳۳۳ھ، ۳۳۴ھ، ۳۳۵ھ، ۳۳۶ھ، ۳۳۷ھ، ۳۳۸ھ، ۳۳۹ھ، ۳۴۰ھ، ۳۴۱ھ، ۳۴۲ھ، ۳۴۳ھ، ۳۴۴ھ، ۳۴۵ھ، ۳۴۶ھ، ۳۴۷ھ، ۳۴۸ھ، ۳۴۹ھ، ۳۵۰ھ، ۳۵۱ھ، ۳۵۲ھ، ۳۵۳ھ، ۳۵۴ھ، ۳۵۵ھ، ۳۵۶ھ، ۳۵۷ھ، ۳۵۸ھ، ۳۵۹ھ، ۳۶۰ھ، ۳۶۱ھ، ۳۶۲ھ، ۳۶۳ھ، ۳۶۴ھ، ۳۶۵ھ، ۳۶۶ھ، ۳۶۷ھ، ۳۶۸ھ، ۳۶۹ھ، ۳۷۰ھ، ۳۷۱ھ، ۳۷۲ھ، ۳۷۳ھ، ۳۷۴ھ، ۳۷۵ھ، ۳۷۶ھ، ۳۷۷ھ، ۳۷۸ھ، ۳۷۹ھ، ۳۸۰ھ، ۳۸۱ھ، ۳۸۲ھ، ۳۸۳ھ، ۳۸۴ھ، ۳۸۵ھ، ۳۸۶ھ، ۳۸۷ھ، ۳۸۸ھ، ۳۸۹ھ، ۳۹۰ھ، ۳۹۱ھ، ۳۹۲ھ، ۳۹۳ھ، ۳۹۴ھ، ۳۹۵ھ، ۳۹۶ھ، ۳۹۷ھ، ۳۹۸ھ، ۳۹۹ھ، ۴۰۰ھ، ۴۰۱ھ، ۴۰۲ھ، ۴۰۳ھ، ۴۰۴ھ، ۴۰۵ھ، ۴۰۶ھ، ۴۰۷ھ، ۴۰۸ھ، ۴۰۹ھ، ۴۱۰ھ، ۴۱۱ھ، ۴۱۲ھ، ۴۱۳ھ، ۴۱۴ھ، ۴۱۵ھ، ۴۱۶ھ، ۴۱۷ھ، ۴۱۸ھ، ۴۱۹ھ، ۴۲۰ھ، ۴۲۱ھ، ۴۲۲ھ، ۴۲۳ھ، ۴۲۴ھ، ۴۲۵ھ، ۴۲۶ھ، ۴۲۷ھ، ۴۲۸ھ، ۴۲۹ھ، ۴۳۰ھ، ۴۳۱ھ، ۴۳۲ھ، ۴۳۳ھ، ۴۳۴ھ، ۴۳۵ھ، ۴۳۶ھ، ۴۳۷ھ، ۴۳۸ھ، ۴۳۹ھ، ۴۴۰ھ، ۴۴۱ھ، ۴۴۲ھ، ۴۴۳ھ، ۴۴۴ھ، ۴۴۵ھ، ۴۴۶ھ، ۴۴۷ھ، ۴۴۸ھ، ۴۴۹ھ، ۴۵۰ھ، ۴۵۱ھ، ۴۵۲ھ، ۴۵۳ھ، ۴۵۴ھ، ۴۵۵ھ، ۴۵۶ھ، ۴۵۷ھ، ۴۵۸ھ، ۴۵۹ھ، ۴۶۰ھ، ۴۶۱ھ، ۴۶۲ھ، ۴۶۳ھ، ۴۶۴ھ، ۴۶۵ھ، ۴۶۶ھ، ۴۶۷ھ، ۴۶۸ھ، ۴۶۹ھ، ۴۷۰ھ، ۴۷۱ھ، ۴۷۲ھ، ۴۷۳ھ، ۴۷۴ھ، ۴۷۵ھ، ۴۷۶ھ، ۴۷۷ھ، ۴۷۸ھ، ۴۷۹ھ، ۴۸۰ھ، ۴۸۱ھ، ۴۸۲ھ، ۴۸۳ھ، ۴۸۴ھ، ۴۸۵ھ، ۴۸۶ھ، ۴۸۷ھ، ۴۸۸ھ، ۴۸۹ھ، ۴۹۰ھ، ۴۹۱ھ، ۴۹۲ھ، ۴۹۳ھ، ۴۹۴ھ، ۴۹۵ھ، ۴۹۶ھ، ۴۹۷ھ، ۴۹۸ھ، ۴۹۹ھ، ۵۰۰ھ، ۵۰۱ھ، ۵۰۲ھ، ۵۰۳ھ، ۵۰۴ھ، ۵۰۵ھ، ۵۰۶ھ، ۵۰۷ھ، ۵۰۸ھ، ۵۰۹ھ، ۵۱۰ھ، ۵۱۱ھ، ۵۱۲ھ، ۵۱۳ھ، ۵۱۴ھ، ۵۱۵ھ، ۵۱۶ھ، ۵۱۷ھ، ۵۱۸ھ، ۵۱۹ھ، ۵۲۰ھ، ۵۲۱ھ، ۵۲۲ھ، ۵۲۳ھ، ۵۲۴ھ، ۵۲۵ھ، ۵۲۶ھ، ۵۲۷ھ، ۵۲۸ھ، ۵۲۹ھ، ۵۳۰ھ، ۵۳۱ھ، ۵۳۲ھ، ۵۳۳ھ، ۵۳۴ھ، ۵۳۵ھ، ۵۳۶ھ، ۵۳۷ھ، ۵۳۸ھ، ۵۳۹ھ، ۵۴۰ھ، ۵۴۱ھ، ۵۴۲ھ، ۵۴۳ھ، ۵۴۴ھ، ۵۴۵ھ، ۵۴۶ھ، ۵۴۷ھ، ۵۴۸ھ، ۵۴۹ھ، ۵۵۰ھ، ۵۵۱ھ، ۵۵۲ھ، ۵۵۳ھ، ۵۵۴ھ، ۵۵۵ھ، ۵۵۶ھ، ۵۵۷ھ، ۵۵۸ھ، ۵۵۹ھ، ۵۶۰ھ، ۵۶۱ھ، ۵۶۲ھ، ۵۶۳ھ، ۵۶۴ھ، ۵۶۵ھ، ۵۶۶ھ، ۵۶۷ھ، ۵۶۸ھ، ۵۶۹ھ، ۵۷۰ھ، ۵۷۱ھ، ۵۷۲ھ، ۵۷۳ھ، ۵۷۴ھ، ۵۷۵ھ، ۵۷۶ھ، ۵۷۷ھ، ۵۷۸ھ، ۵۷۹ھ، ۵۸۰ھ، ۵۸۱ھ، ۵۸۲ھ، ۵۸۳ھ، ۵۸۴ھ، ۵۸۵ھ، ۵۸۶ھ، ۵۸۷ھ، ۵۸۸ھ، ۵۸۹ھ، ۵۹۰ھ، ۵۹۱ھ، ۵۹۲ھ، ۵۹۳ھ، ۵۹۴ھ، ۵۹۵ھ، ۵۹۶ھ، ۵۹۷ھ، ۵۹۸ھ، ۵۹۹ھ، ۶۰۰ھ، ۶۰۱ھ، ۶۰۲ھ، ۶۰۳ھ، ۶۰۴ھ، ۶۰۵ھ، ۶۰۶ھ، ۶۰۷ھ، ۶۰۸ھ، ۶۰۹ھ، ۶۱۰ھ، ۶۱۱ھ، ۶۱۲ھ، ۶۱۳ھ، ۶۱۴ھ، ۶۱۵ھ، ۶۱۶ھ، ۶۱۷ھ، ۶۱۸ھ، ۶۱۹ھ، ۶۲۰ھ، ۶۲۱ھ، ۶۲۲ھ، ۶۲۳ھ، ۶۲۴ھ، ۶۲۵ھ، ۶۲۶ھ، ۶۲۷ھ، ۶۲۸ھ، ۶۲۹ھ، ۶۳۰ھ، ۶۳۱ھ، ۶۳۲ھ، ۶۳۳ھ، ۶۳۴ھ، ۶۳۵ھ، ۶۳۶ھ، ۶۳۷ھ، ۶۳۸ھ، ۶۳۹ھ، ۶۴۰ھ، ۶۴۱ھ، ۶۴۲ھ، ۶۴۳ھ، ۶۴۴ھ، ۶۴۵ھ، ۶۴۶ھ، ۶۴۷ھ، ۶۴۸ھ، ۶۴۹ھ، ۶۵۰ھ، ۶۵۱ھ، ۶۵۲ھ، ۶۵۳ھ، ۶۵۴ھ، ۶۵۵ھ، ۶۵۶ھ، ۶۵۷ھ، ۶۵۸ھ، ۶۵۹ھ، ۶۶۰ھ، ۶۶۱ھ، ۶۶۲ھ، ۶۶۳ھ، ۶۶۴ھ، ۶۶۵ھ، ۶۶۶ھ، ۶۶۷ھ، ۶۶۸ھ، ۶۶۹ھ، ۶۷۰ھ، ۶۷۱ھ، ۶۷۲ھ، ۶۷۳ھ، ۶۷۴ھ، ۶۷۵ھ، ۶۷۶ھ، ۶۷۷ھ، ۶۷۸ھ، ۶۷۹ھ، ۶۸۰ھ، ۶۸۱ھ، ۶۸۲ھ، ۶۸۳ھ، ۶۸۴ھ، ۶۸۵ھ، ۶۸۶ھ، ۶۸۷ھ، ۶۸۸ھ، ۶۸۹ھ، ۶۹۰ھ، ۶۹۱ھ، ۶۹۲ھ، ۶۹۳ھ، ۶۹۴ھ، ۶۹۵ھ، ۶۹۶ھ، ۶۹۷ھ، ۶۹۸ھ، ۶۹۹ھ، ۷۰۰ھ، ۷۰۱ھ، ۷۰۲ھ، ۷۰۳ھ، ۷۰۴ھ، ۷۰۵ھ، ۷۰۶ھ، ۷۰۷ھ، ۷۰۸ھ، ۷۰۹ھ، ۷۱۰ھ، ۷۱۱ھ، ۷۱۲ھ، ۷۱۳ھ، ۷۱۴ھ، ۷۱۵ھ، ۷۱۶ھ، ۷۱۷ھ، ۷۱۸ھ، ۷۱۹ھ، ۷۲۰ھ، ۷۲۱ھ، ۷۲۲ھ، ۷۲۳ھ، ۷۲۴ھ، ۷۲۵ھ، ۷۲۶ھ، ۷۲۷ھ، ۷۲۸ھ، ۷۲۹ھ، ۷۳۰ھ، ۷۳۱ھ، ۷۳۲ھ، ۷۳۳ھ، ۷۳۴ھ، ۷۳۵ھ، ۷۳۶ھ، ۷۳۷ھ، ۷۳۸ھ، ۷۳۹ھ، ۷۴۰ھ، ۷۴۱ھ، ۷۴۲ھ، ۷۴۳ھ، ۷۴۴ھ، ۷۴۵ھ، ۷۴۶ھ، ۷۴۷ھ، ۷۴۸ھ، ۷۴۹ھ، ۷۵۰ھ، ۷۵۱ھ، ۷۵۲ھ، ۷۵۳ھ، ۷۵۴ھ، ۷۵۵ھ، ۷۵۶ھ، ۷۵۷ھ، ۷۵۸ھ، ۷۵۹ھ، ۷۶۰ھ، ۷۶۱ھ، ۷۶۲ھ، ۷۶۳ھ، ۷۶۴ھ، ۷۶۵ھ، ۷۶۶ھ، ۷۶۷ھ، ۷۶۸ھ، ۷۶۹ھ، ۷۷۰ھ، ۷۷۱ھ، ۷۷۲ھ، ۷۷۳ھ، ۷۷۴ھ، ۷۷۵ھ، ۷۷۶ھ، ۷۷۷ھ، ۷۷۸ھ، ۷۷۹ھ، ۷۸۰ھ، ۷۸۱ھ، ۷۸۲ھ، ۷۸۳ھ، ۷۸۴ھ، ۷۸۵ھ، ۷۸۶ھ، ۷۸۷ھ، ۷۸۸ھ، ۷۸۹ھ، ۷۹۰ھ، ۷۹۱ھ، ۷۹۲ھ، ۷۹۳ھ، ۷۹۴ھ، ۷۹۵ھ، ۷۹۶ھ، ۷۹۷ھ، ۷۹۸ھ، ۷۹۹ھ، ۸۰۰ھ، ۸۰۱ھ، ۸۰۲ھ، ۸۰۳ھ، ۸۰۴ھ، ۸۰۵ھ، ۸۰۶ھ، ۸۰۷ھ، ۸۰۸ھ، ۸۰۹ھ، ۸۱۰ھ، ۸۱۱ھ، ۸۱۲ھ، ۸۱۳ھ، ۸۱۴ھ، ۸۱۵ھ، ۸۱۶ھ، ۸۱۷ھ، ۸۱۸ھ، ۸۱۹ھ، ۸۲۰ھ، ۸۲۱ھ، ۸۲۲ھ، ۸۲۳ھ، ۸۲۴ھ، ۸۲۵ھ، ۸۲۶ھ، ۸۲۷ھ، ۸۲۸ھ، ۸۲۹ھ، ۸۳۰ھ، ۸۳۱ھ، ۸۳۲ھ، ۸۳۳ھ، ۸۳۴ھ، ۸۳۵ھ، ۸۳۶ھ، ۸۳۷ھ، ۸۳۸ھ، ۸۳۹ھ، ۸۴۰ھ، ۸۴۱ھ، ۸۴۲ھ، ۸۴۳ھ، ۸۴۴ھ، ۸۴۵ھ، ۸۴۶ھ، ۸۴۷ھ، ۸۴۸ھ، ۸۴۹ھ، ۸۵۰ھ، ۸۵۱ھ، ۸۵۲ھ، ۸۵۳ھ، ۸۵۴ھ، ۸۵۵ھ، ۸۵۶ھ، ۸۵۷ھ، ۸۵۸ھ، ۸۵۹ھ، ۸۶۰ھ، ۸۶۱ھ، ۸۶۲ھ، ۸۶۳ھ، ۸۶۴ھ، ۸۶۵ھ، ۸۶۶ھ، ۸۶۷ھ، ۸۶۸ھ، ۸۶۹ھ، ۸۷۰ھ، ۸۷۱ھ، ۸۷۲ھ، ۸۷۳ھ، ۸۷۴ھ، ۸۷۵ھ، ۸۷۶ھ، ۸۷۷ھ، ۸۷۸ھ، ۸۷۹ھ، ۸۸۰ھ، ۸۸۱ھ، ۸۸۲ھ، ۸۸۳ھ، ۸۸۴ھ، ۸۸۵ھ، ۸۸۶ھ، ۸۸۷ھ، ۸۸۸ھ، ۸۸۹ھ، ۸۹۰ھ، ۸۹۱ھ، ۸۹۲ھ، ۸۹۳ھ، ۸۹۴ھ، ۸۹۵ھ، ۸۹۶ھ، ۸۹۷ھ، ۸۹۸ھ، ۸۹۹ھ، ۹۰۰ھ، ۹۰۱ھ، ۹۰۲ھ، ۹۰۳ھ، ۹۰۴ھ، ۹۰۵ھ، ۹۰۶ھ، ۹۰۷ھ، ۹۰۸ھ، ۹۰۹ھ، ۹۱۰ھ، ۹۱۱ھ، ۹۱۲ھ، ۹۱۳ھ، ۹۱۴ھ، ۹۱۵ھ، ۹۱۶ھ، ۹۱۷ھ، ۹۱۸ھ، ۹۱۹ھ، ۹۲۰ھ، ۹۲۱ھ، ۹۲۲ھ، ۹۲۳ھ، ۹۲۴ھ، ۹۲۵ھ، ۹۲۶ھ، ۹۲۷ھ، ۹۲۸ھ، ۹۲۹ھ، ۹۳۰ھ، ۹۳۱ھ، ۹۳۲ھ، ۹۳۳ھ، ۹۳۴ھ، ۹۳۵ھ، ۹۳۶ھ، ۹۳۷ھ، ۹۳۸ھ، ۹۳۹ھ، ۹۴۰ھ، ۹۴۱ھ، ۹۴۲ھ، ۹۴۳ھ، ۹۴۴ھ، ۹۴۵ھ، ۹۴۶ھ، ۹۴۷ھ، ۹۴۸ھ، ۹۴۹ھ، ۹۵۰ھ، ۹۵۱ھ، ۹۵۲ھ، ۹۵۳ھ، ۹۵۴ھ، ۹۵۵ھ، ۹۵۶ھ، ۹۵۷ھ، ۹۵۸ھ، ۹۵۹ھ، ۹۶۰ھ، ۹۶۱ھ، ۹۶۲ھ، ۹۶۳ھ، ۹۶۴ھ، ۹۶۵ھ، ۹۶۶ھ، ۹۶۷ھ، ۹۶۸ھ، ۹۶۹ھ، ۹۷۰ھ، ۹۷۱ھ، ۹۷۲ھ، ۹۷۳ھ، ۹۷۴ھ، ۹۷۵ھ، ۹۷۶ھ، ۹۷۷ھ، ۹۷۸ھ، ۹۷۹ھ، ۹۸۰ھ، ۹۸۱ھ، ۹۸۲ھ، ۹۸۳ھ، ۹۸۴ھ، ۹۸۵ھ، ۹۸۶ھ، ۹۸۷ھ، ۹۸۸ھ، ۹۸۹ھ، ۹۹۰ھ، ۹۹۱ھ، ۹۹۲ھ، ۹۹۳ھ، ۹۹۴ھ، ۹۹۵ھ، ۹۹۶ھ، ۹۹۷ھ، ۹۹۸ھ، ۹۹۹ھ، ۱۰۰۰ھ، ۱۰۰۱ھ، ۱۰۰۲ھ، ۱۰۰۳ھ، ۱۰۰۴ھ، ۱۰۰۵ھ، ۱۰۰۶ھ، ۱۰۰۷ھ، ۱۰۰۸ھ، ۱۰۰۹ھ، ۱۰۱۰ھ، ۱۰۱۱ھ، ۱۰۱۲ھ، ۱۰۱۳ھ، ۱۰۱۴ھ، ۱۰۱۵ھ، ۱۰۱۶ھ، ۱۰۱۷ھ، ۱۰۱۸ھ، ۱۰۱۹ھ، ۱۰۲۰ھ، ۱۰۲۱ھ، ۱۰۲۲ھ، ۱۰۲۳ھ، ۱۰۲۴ھ، ۱۰۲۵ھ، ۱۰۲۶ھ، ۱۰۲۷ھ، ۱۰۲۸ھ، ۱۰۲۹ھ، ۱۰۳۰ھ، ۱۰۳۱ھ، ۱۰۳۲ھ، ۱۰۳۳ھ، ۱۰۳۴ھ، ۱۰۳۵ھ، ۱۰۳۶ھ، ۱۰۳۷ھ، ۱۰۳۸ھ، ۱۰۳۹ھ، ۱۰۴۰ھ، ۱۰۴۱ھ، ۱۰۴۲ھ، ۱۰۴۳ھ، ۱۰۴۴ھ، ۱۰۴۵ھ، ۱۰۴۶ھ، ۱۰۴۷ھ، ۱۰۴۸ھ، ۱۰۴۹ھ، ۱۰۵۰ھ، ۱۰۵۱ھ، ۱۰۵۲ھ، ۱۰۵۳ھ، ۱۰۵۴ھ، ۱۰۵۵ھ، ۱۰۵۶ھ، ۱۰۵۷ھ، ۱۰۵۸ھ، ۱۰۵۹ھ، ۱۰۶۰ھ، ۱۰۶۱ھ، ۱۰۶۲ھ، ۱۰۶۳ھ، ۱۰۶۴ھ، ۱۰۶۵ھ، ۱۰۶۶ھ، ۱۰۶۷ھ، ۱۰۶۸ھ، ۱۰۶۹ھ، ۱۰۷۰ھ، ۱۰۷۱ھ، ۱۰۷۲ھ، ۱۰۷۳ھ، ۱۰۷۴ھ، ۱۰۷۵ھ، ۱۰۷۶ھ، ۱۰۷۷ھ، ۱۰۷۸ھ، ۱۰۷۹ھ، ۱۰۸۰ھ، ۱۰۸۱ھ، ۱۰۸۲ھ، ۱۰۸۳ھ، ۱۰۸۴ھ، ۱۰۸۵ھ، ۱۰۸۶ھ، ۱۰۸۷ھ، ۱۰۸۸ھ، ۱۰۸۹ھ، ۱۰۹۰ھ، ۱۰۹۱ھ، ۱۰۹۲ھ، ۱۰۹۳ھ، ۱۰۹۴ھ، ۱۰۹۵ھ، ۱۰۹۶ھ، ۱۰۹۷ھ، ۱۰۹۸ھ، ۱۰۹۹ھ، ۱۱۰۰ھ، ۱۱۰۱ھ، ۱۱۰۲ھ، ۱۱۰۳ھ، ۱۱۰۴ھ، ۱۱۰۵ھ، ۱۱۰۶ھ، ۱۱۰۷ھ، ۱۱۰۸ھ، ۱۱۰۹ھ، ۱۱۱۰ھ، ۱۱۱۱ھ، ۱۱۱۲ھ، ۱۱۱۳ھ، ۱۱۱۴ھ، ۱۱۱۵ھ، ۱۱۱۶ھ، ۱۱۱۷ھ، ۱۱۱۸ھ، ۱۱۱۹ھ، ۱۱۲۰ھ، ۱۱۲۱ھ، ۱۱۲۲ھ، ۱۱۲۳ھ، ۱۱۲۴ھ، ۱۱۲۵ھ، ۱۱۲۶ھ، ۱۱۲۷ھ، ۱۱۲۸ھ، ۱۱۲۹ھ، ۱۱۳۰ھ، ۱۱۳۱ھ، ۱۱۳۲ھ، ۱۱۳۳ھ، ۱۱۳۴ھ، ۱۱۳۵ھ، ۱۱۳۶ھ، ۱۱۳۷ھ، ۱۱۳۸ھ، ۱۱۳۹ھ، ۱۱۴۰ھ، ۱۱۴۱ھ، ۱۱۴۲ھ، ۱۱۴۳ھ، ۱۱۴۴ھ، ۱۱۴۵ھ، ۱۱۴۶ھ، ۱۱۴۷ھ، ۱۱۴۸ھ، ۱۱۴۹ھ، ۱۱۵۰ھ، ۱۱۵۱ھ، ۱۱۵۲ھ، ۱۱۵۳ھ، ۱۱۵۴ھ، ۱۱۵۵ھ، ۱۱۵۶ھ، ۱۱۵۷ھ، ۱۱۵۸ھ، ۱۱۵۹ھ، ۱۱۶۰ھ، ۱۱۶۱ھ، ۱۱۶۲ھ، ۱۱۶۳ھ، ۱۱۶۴ھ، ۱۱۶۵ھ، ۱۱۶۶ھ، ۱۱۶۷ھ، ۱۱۶۸ھ، ۱۱۶۹ھ، ۱۱۷۰ھ، ۱۱۷۱ھ، ۱۱۷۲ھ، ۱۱۷۳ھ، ۱۱۷۴ھ، ۱۱۷۵ھ، ۱۱۷۶ھ، ۱۱۷۷ھ، ۱۱۷۸ھ، ۱۱۷۹ھ، ۱۱۸۰ھ، ۱۱۸۱ھ، ۱۱۸۲ھ، ۱۱۸۳ھ، ۱۱۸۴ھ، ۱۱۸۵ھ، ۱۱۸۶ھ، ۱۱۸۷ھ، ۱۱۸۸ھ، ۱۱۸۹ھ، ۱۱۹۰ھ، ۱۱۹۱ھ، ۱۱۹۲ھ، ۱۱۹۳ھ، ۱۱۹۴ھ، ۱۱۹۵ھ، ۱۱۹۶ھ، ۱۱۹۷ھ، ۱۱۹۸ھ، ۱۱۹۹ھ، ۱۲۰۰ھ، ۱۲۰۱ھ، ۱۲۰۲ھ، ۱۲۰۳ھ، ۱۲۰۴ھ، ۱۲۰۵ھ، ۱۲۰۶ھ، ۱۲۰۷ھ، ۱۲۰۸ھ، ۱۲۰۹ھ، ۱۲۱۰ھ، ۱۲۱۱ھ، ۱۲۱۲ھ، ۱۲۱۳ھ، ۱۲۱۴ھ، ۱۲۱۵ھ، ۱۲۱۶ھ، ۱۲۱۷ھ، ۱۲۱۸ھ، ۱۲۱۹ھ، ۱۲۲۰ھ، ۱۲۲۱ھ، ۱۲۲۲ھ، ۱۲۲۳ھ، ۱۲۲۴ھ، ۱۲۲۵ھ، ۱۲۲۶ھ، ۱۲۲۷ھ، ۱۲۲۸ھ، ۱۲۲۹ھ، ۱۲۳۰ھ، ۱۲۳۱ھ، ۱۲۳۲ھ، ۱۲۳۳ھ، ۱۲۳۴ھ، ۱۲۳۵ھ، ۱۲۳۶ھ، ۱۲۳۷ھ، ۱۲۳۸ھ، ۱۲۳۹ھ، ۱۲۴۰ھ، ۱۲۴۱ھ، ۱۲۴۲ھ، ۱۲۴۳ھ، ۱۲۴۴ھ، ۱۲۴۵ھ، ۱۲۴۶ھ، ۱۲۴۷ھ، ۱۲۴۸ھ، ۱۲۴۹ھ، ۱۲۵۰ھ، ۱۲۵۱ھ، ۱۲۵۲ھ، ۱۲۵۳ھ، ۱۲۵۴ھ، ۱۲۵۵ھ، ۱۲۵۶ھ، ۱۲۵۷ھ، ۱۲۵۸ھ، ۱۲۵۹ھ، ۱۲۶۰ھ، ۱۲۶۱ھ، ۱۲۶۲ھ، ۱۲۶۳ھ، ۱۲۶۴ھ، ۱۲۶۵ھ، ۱۲۶۶ھ، ۱۲۶۷ھ، ۱۲۶۸ھ، ۱۲۶۹ھ، ۱۲۷۰ھ، ۱۲۷۱ھ، ۱۲۷۲ھ، ۱۲۷۳ھ، ۱۲۷۴ھ، ۱۲۷۵ھ، ۱۲۷۶ھ، ۱۲۷۷ھ، ۱۲۷۸ھ، ۱۲۷۹ھ، ۱۲۸۰ھ، ۱۲۸۱ھ، ۱۲۸۲ھ، ۱۲۸۳ھ، ۱۲۸۴ھ، ۱۲۸۵ھ، ۱۲۸۶ھ، ۱۲۸۷ھ، ۱۲۸۸ھ، ۱۲۸۹ھ، ۱۲۹۰ھ،

ساتھ تھا، آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے ساتھ کھڑے ہوئے دیر تک روتے رہے، پھر حجرہ مبارکہ کے قریب بیٹھ کر اقبہ کیا اور دیر تک رسالت کے بحر احسان و انعام میں مستغرق رہے اور یہ کلمات ادا فرماتے رہے اذیت نفسی و روحی و اولادی عليك يا رسول الله يا رسول الله! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کمال لطف و کرم سے حضرت حجتہ اللہ کو عنایاتِ خاصہ اور تشریفاتِ مخصوصہ سے ممتاز فرمایا اور اس قسم کی مہربانی فرمائی جس کا پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ ۱۵۔ پچیس یوم مدینہ منورہ میں قیام کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ حاضر ہوئے پھر چند روز وہاں قیام کر کے ہندوستان تشریف لے آئے ۱۶۔

۱۹۱۸ء جب حضرت حجتہ اللہ بندرگاہ سورت پر پہنچے تو آپ کے صاحبزادے حضرت ابو العلیٰ نے جو نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا ہوا تھا اُتار دیا۔ حضرت حجتہ اللہ بندرگاہ سے وطن کی جانب روانہ ہوئے تو جس گاؤں یا شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے لوگ آپ کا استقبال کرتے، بادشاہ ان دنوں حسن ابدال میں تھا حضرت کی تشریف آوری کی خبر سن کر استقبال کے لئے شاہجہاں آباد کی جانب روانہ ہو گیا ۱۷۔

انہی دنوں حضرت حجتہ اللہ کی والدہ ماجدہ (یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ) کی زوجہ محترمہ اس سرزمینِ فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گئیں اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے گنبد کے مشرقی محراب میں دفن کی گئیں۔ جب بادشاہ عالمگیر سرہند پہنچا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے جو فرزند اس وقت سرہند میں موجود تھے ان کی والدہ کی تعزیت کی اور فاتحہ پڑھی پھر شاہجہاں آباد روانہ ہو گیا۔ حضرت حجتہ اللہ والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر سن کر غمزدہ سرہند آ رہے تھے کہ تھا نیرس میں بادشاہ سے ملاقات ہو گئی۔ بادشاہ نے پہلے حضرت کی والدہ ماجدہ کی تعزیت کی پھر اپنے ہمراہ شاہجہاں آباد چلنے پر اصرار کیا حضرت بھی کمال لطف و کرم سے اس کی التماس کو منظور فرما کر شاہجہاں آباد تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے قلعہ معلیٰ میں آپ کے قیام کا انتظام کیا اور صبح و شام حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت نے بادشاہ سے رخصت چاہی اور سرہند تشریف لے آئے۔ اسی سال بعض مخالفین نے حضرت مجدد الدلت ثانی کے مکتوبات پر نکتہ چینی کی اور مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے آخر مناظرہ ہوا اور بری طرح شکست کھائی پھر ان مخالفین نے عرب کے ایک عالم بزرگی کو بری رقم اور طرح طرح کے لالچ دیکر مناظرہ کے لئے بلایا لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایسی مدد فرمائی کہ بزرگی مع اہل و عیال جہاز کے ساتھ سمندر میں غرق ہو گیا اور اس طرح مخالفین کی کمرہمت ٹوٹ گئی ۱۸۔

۱۹۔ روضۃ القیومیہ لمخارکن سوم ص ۵۹۔ ۲۰۔ ایضاً ۶۶۔ ۲۱۔ ایضاً ۶۸۔ ۲۲۔ ایضاً ۶۹۔ ۲۳۔ ایضاً ۷۷۔

اسی سال یعنی ۹۱۰ھ میں حضرت حجۃ اللہ کے صاحبزادے حضرت ابوالاعلیٰ کی شادی حضرت

خواجہ محمد سعید خاں الرحمہ کی پوتی شیخ سعد الدین کی صاحبزادی سے ہوئی لے

۹۱۰ھ میں دکن میں سب سے گری کا آغاز ہوا اور ۲۳ جمادی الاخر ۹۱۰ھ کو مرہٹوں کے سردار

سیواجی پرگرمی کا غلبہ ہوا اور گھوڑے سے اترتے ہی اس نے دو منہ خون کی قے کی اور مر گیا لے

جہاں آرا یکم بنت شاہجہاں نے ۳ رمضان ۹۱۲ھ (مطابق ۱۶ ستمبر ۱۶۸۱ء) یوم مرتبہ کو وفات

پائی اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے صحن میں اسی جگہ دفن ہوئی جو مرحومہ

نے اپنی حیات میں تعمیر کرائی تھی لے

۹۱۶ھ میں بعض قسطنطنیہ داروں کے اشارہ پر شہزادہ محمد اکبر اپنے والد تہرگوار (عالمگیر) سے باغی

ہو گیا اور کثیر لشکر جمع کر کے جنگ کے لئے تیار ہو گیا، بادشاہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں فتح و نصرت

کی دعا کے لئے درخواست کی حضرت نے جواب میں لکھا کہ ”ہم دعا اور توجیہ میں مشغول ہیں خاطر جمع رکھو

اللہ تعالیٰ تم کو دشمنوں پر فتح عنایت فرمائے گا جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے کشفی نظر میں تمہاری فتح روز روشن

کی طرح دکھائی دیتی ہے۔“ بادشاہ اس بشارت سے بہت خوش ہوا اور تیاری کر کے میدان جنگ میں پہنچ گیا

جب دونوں لشکروں کا سامنا ہوا تو سبجانہ و تعالیٰ شہزادہ محمد اکبر کے دل میں بادشاہ کا ایسا رعب

ڈالا کہ بغیر جنگ کے بھاگ گیا، شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا لیکن تہرادرے نے ایران پہنچ کر دم لیا اور

وہیں ۱۱۵ھ میں وفات پائی لے بادشاہ عالمگیر نے شہزادہ محمد اکبر کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد دکنی

دشمنوں کی طرف متوجہ ہوا اور فتنہ و فساد مٹانے کے لئے دکن میں سکونت اختیار کی پھر شاہجہاں آباد نے اسکا

عہ مرہٹوں سے متعلق منتخب اللباب حصہ سوم میں ہے کہ ”دکن کے معتبر اشخاص مرہٹہ قوم کے بیانات کے مطابق

سیواجی کا اصل و نسب جنپور کے رانا سے ملتا ہے۔ راجپوتوں اور تمام ہندوؤں میں غیر ذات کی عورتوں سے نوالہ و تناسل کو

مذہوم سمجھا جاتا ہے (مکلا) کہتے ہیں کہ سیوا کے باپ دادا میں سے ایک شخص بھوسلہ رانا کے علاقہ میں رہتا تھا۔ غیر قوم کی ایک

یہ اصل عورت سے اس کے تعلقات تھے۔۔۔۔۔ اس سے ایک لڑکا تولد ہوا۔ بھوسلہ نے رسوائی سے بچنے کے لئے اس بچے کو اس کی

اناکے ساتھ پہاڑ کے دامن میں بھجویا۔۔۔۔۔ بھوسلہ نے اپنی محبوبہ کی محبت کی وجہ سے اپنی قوم میں شادی نہیں کی۔۔۔۔۔

آجران تعلقات کا بھانڈا پھوٹا تو بھوسلہ اپنی محبوبہ اور بچے کو لیکر دکن چلا گیا۔ بچے کے جوان ہونے پر وہاں کے صحیح النسب

راجپوت احتیاط و شبہ کی وجہ سے اس لڑکے کو اپنی لڑکی دیتے پر تیار نہیں ہوئے۔ مجبوراً اس نے مرہٹہ قوم میں جو خود کو غیر معروف

راجپوت سمجھتے تھے اپنے لڑکے کی نسبت کر دی، اسی سل سواتوں آنکھوں پشت میں ساہو بھوسلہ پیدا ہوا (۱۱۵ھ) سیوا کا یہ ظہیر

تھا کہ وہ آباد سیر حاصل قبضوں پر جہاں کی رعیت مالدار اور خوشحال ہوتی آجانا تک چاہڑنا اور لوٹ مار کے ان کو اپنے قبضہ میں لے آنا

دکلا۔۔۔۔۔ جہاں سے کافی دولت جمع کر لی اور ایک چھٹی قاضی فوج فراہم کر لی تو اس نے ہندوستان اور بجا پور کے مسلمانین کے خلاف کارروایا

شروع کر دیں۔۔۔۔۔ اور دکن کا سب سے بڑا اور طاقتور باغی بن گیا (۱۱۵ھ)

۱۱۵ھ روضۃ القیومیہ میں ۶۰۰ھ ماثر عالمگیری ۱۱۵۵ھ ایضاً ۱۱۵۵ھ روضۃ القیومیہ ۳۵۰ھ و ماثر عالمگیری ۳۲۶ھ و منتخب اللباب ۳۲۶ھ

۳۲۶ھ روضہ کن سوم ص ۹

بروز پیر ۵ ذیقعدہ ۹۳۳ھ کو حضرت حجۃ اللہ کے صاحبزادے حضرت ابوالعالیؒ کے گھر میں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی ولادت ہوئی۔

۱۰۹۵ھ میں چونکہ حضرت حجۃ اللہ کو حق تعالیٰ کی جانب سے بڑی بڑی نعمتیں حاصل ہوئیں اس لئے آپ نے ان نعمتوں کے شکر میں حسین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا اور چاہا کہ اس تو مولود نور العین (خواجہ محمد زبیرؒ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف کراؤں حضرت مروج الشریعہ کے فرزند خواجہ محمد پارسا اور علماء مشائخ کی بڑی جماعت بھی حج کے ارادے سے آپ کے ہمراہ روانہ ہوئی آپ نے دکن کی راہ سمندر کے کنارے پہنچنا چاہا۔ ان دنوں بادشاہ عالمگیر بھی دکن میں تھا۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر شایان شان آپ کا استقبال کیا اور اپنے ہمراہ شاہی لشکر میں ٹھہرایا، صبح وشام حلقہ و مراقبہ کی مجلسیں گرم ہونے لگیں۔ چند روز قیام کے بعد آپ نے حجاز مقدس روانہ ہونا چاہا تو معلوم ہوا کہ فرنگیوں سے جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے راستہ بند ہے لہذا اس لئے آپ نے راستہ کھل جانے کے انتظار میں کافی عرصہ وہاں قیام کیا اس دوران میں عالمگیر کو آپ کی دعا کی برکت دکن میں بڑی فتوحات حاصل ہوئیں۔

۱۰۹۶ھ میں حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ نے وفات پائی۔

عہ صاحب منتخب اللباب لکھتے ہیں :- شاہجہاں بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان کے ساحلوں پر پرتگالی عیسائیوں نے بندرگاہوں، ساحلی شہروں، پہاڑوں اور دشوار گزار مقامات پر قلعے بنائے تھے اور دیہات آباد کر لئے تھے (ص ۳۵۴) رعایا کو کسی طرح تکلیف نہیں دیتے تھے مگر انھوں نے اپنے علاقے میں اذان اور نماز کو قطعاً راجح ہونے نہیں دیا۔ ان کے تعلقہ کی رعیت میں سے جب کوئی مر جاتا تھا اور اس کا کوئی بڑا بیٹا نہ ہوتا اور نابالغ اولاد نہ جاتی تو وہ اس کو بھاری مملوک بنا لیتے تھے اور ان کو اپنے گرجاؤں میں جو انھوں نے جگہ جگہ بنائے ہوئے تھے پہنچا دیتے تھے مگر گھاس پادری ان بچوں کو نصرائیوں کے مذہب کی تعلیم دیتے تھے اور ان کو خواہ وہ کسی سید مسلمان کی اولاد ہوں یا ہندو برہمن کی عیسائی بنا لیتے تھے اور ان سے غلاموں کی طرح خدمت لیتے تھے۔ (دکوا) شہر اور قلعہ ان کا حاکم نیشن مرکزی مقام تھا۔ (ص ۳۵۴)۔ جب بادشاہ (عالمگیر) کو اس قوم کی بد اعمالیوں کی خبر ملی تو گلشن آباد کے قورچدار معتبر خاں کے نام حکم صادر ہوا کہ قورچداروں اور حبشیوں کی کمک لیکر اس ضلع کے پہاڑوں سے اس گروہ کا اخراج عمل میں لائے۔ معتبر خاں نے..... دو چھوٹے قلعوں پر یہ آسانی قبضہ کر لیا (ص ۳۵۵)۔ جب یہ خبر..... گوا میں وہاں کے کپتان کو ملی تو وہ سخت پریشان ہوا..... اور اس نے بڑی عاجزی اور انتہائی تضرع کے ساتھ بارگاہ شامی میں عرضداشت بھیجی..... کہ ہم تو آپ کے بے تحاشہ کے توکر ہیں۔ ان عرضیوں اور درخواستوں کے ساتھ دہرا عالمگیر کے حاجیہ نشینوں اور امیروں کے پاس بہت سے مخالف اور بدیہے بھی روانہ کئے۔ غرض بادشاہ نے معتبر خاں کے نام ان کے قصوروں کو معاف کر دینے اور اسیران فرنگ کو رہا کر دینے کے احکام صادر فرمائے۔ (منتخب اللباب حصہ سوم ص ۳۵۹)

۵۰ روزہ القیودیر کن جہاں ص ۵۰ ایضاً کن سوم ص ۸۲-۸۳-۸۴ ص ۹۰۔

اہی دنوں کے حالات سے متعلق حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ کے ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

”دیگر یہ کہ فقیر حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ سے وطن سے روانہ ہوا تھا، دوران سفر بادشاہ دین پناہ کا فرمان بہ دستخط خاص جو کمال امتیاز و اختصاص پر مشتمل تھا موصول ہوا، بادشاہ سلامت کی مہربانیوں کے باعث فقیر ان کی خدمت میں پہنچا، بادشاہ نے بے انتہا عنایات فرمائیں اور اس موسم میں رخصت نہ ہونے دیا اور شاہزادہ کام بخش کو اپنے حضور میں بلا کر اس فقیر کے سپرد کر دیا اور (شاہزادہ سے کہا) کہ میں نے بھی اس طریقہ عالیہ کے بزرگوں کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے تم بھی حضرت سے فیض حاصل کرو اور ان کی خدمت میں مشغول رہو۔ حسب حکم فقیر نے شاہزادہ کو (ذکر وغیرہ میں) مشغول کیا، (وہ) بہت خوش ہوئے، دوسرے روز بادشاہ دین پناہ کے حکم سے غریب خانہ پر بھی پہنچے، چند بار خود بھی آمدورفت کی، جس حال میں بہتری ہوئی تو تعالیٰ نصیب فرمائے اور میں اور ہمارے دوستوں کو کامل طور پر اپنی طرف لگائے،^{۱۹۸} اس مکتوب کے متعلق شیخ اکرام فرماتے ہیں کہ ”یہ مکتوب اس زمانہ کا ہے جب عالمگیر نے گولکنڈہ کا محاصرہ کر رکھا تھا یا اسے ابھی فتح کیا تھا۔ اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ محاصرہ کے وقت عالمگیر نے سرہند کے اہم ترین شیخ کے ساتھ خاص ارتباط کا اظہار کیا اور اپنے چھینے بیٹے کام بخش کو اسی طرح توجہ دلائی جس طرح اس نے خود خواجہ محمد معصوم کی زندگی میں حاصل کی تھی۔“

۱۹۷ھ میں سلطان عالمگیر نے حضرت حجۃ اللہ کے اشارہ سے دکن کے علاقہ پرفوج کشی کی ۱۹۸ھ چنانچہ ماثر عالمگیری میں ہے کہ ”ایک روز حضرت شیخ محمد نقشبند سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ دین پناہ کی ملاقات کے لئے آئے۔ حضرت شیخ نے دوران گفتگو قبلاً عالم سے عرض کیا کہ فقیر نے سنا ہے حضرت بیجاپور تشریف لے جا رہے ہیں“ مختصر یہ کہ جہاں پناہ ۲ شعبان ۱۰۹۷ھ کو ثرلاپور سے بیجاپور روانہ ہوئے۔ ۴ ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ کو حصار بند کور (بیجاپور) فتح ہوا۔۔۔ والی بیجاپور اسکندر عادل) بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا، قبلہ دین و دولت نے والی مذکور کو خجھر صبح باعلاقہ مرورید و آویزہ زمر د قیمتی تیرہ ہزار و کھٹی مرصع و عصائے مرصع مرحمت فرمائے۔“

۱۰۹۸ھ میں بادشاہ عالمگیر نے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ابو الحسن ناناشاہ پر چڑھائی کرنے کے سلسلہ میں عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج رات ہم اس بارے میں استخارہ کرتے ہیں جو کچھ حق تعالیٰ کی جانب سے ظاہر ہوگا بنا دیا جائیگا۔ دوسرے دن بادشاہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تم کو فتح حاصل ہوگی اور مخالفین رسوا و ذلیل ہوں گے۔“

۱۹۸ھ وسیلۃ القبول مکتوب ۶۸۔ ۱۹۸ھ رود کوثر ۲۸۶۔ ۱۹۷ھ روضۃ القیوم دکن سوم ص ۸۳۔ ۱۹۷ھ ماثر عالمگیری ص ۱۸۸ و ۱۹۰۔

آخر قلعہ گو لکنڈہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ کو نصف شب کے وقت فتح ہوا، بخشی الملک، ابوالحسن کی خواجگاہ میں پہنچا ابوالحسن تانا شاہ اور اس کے ہمراہی نقش بدیو اور کھڑے رہے اور روح اللہ خاں ان سب کو گرفتار کر کے باہر لایا اور شاہ والاجاہ کی خدمت میں پیش کیا لے عالمگیر نے اس (ابوالحسن تانا شاہ) کے ساتھ شایان شان سلوک کیا اور بڑے اعزاز و کرام سے اسے ٹھہرایا چند دن بعد دوبارہ ملاقات کی رحمت دیے بغیر اسے دولت آباد کے قلعہ میں بھجوا دیا اور اس کے لئے احکام دیدیئے کہ تمام آسائش کا سامان ہیا کر دیا جائے لے

ابوالحسن تانا شاہ کی تین لڑکیاں تھیں ایک کانکلح حضرت حجۃ اللہ کے فرزند دم شیخ محمد عمر سے ہوا جن کی پہلی بیوی فوت ہو چکی تھی، دوسری کاسکندر سے جس کی وہ تسویہ تھی اور تیسری کابارشا عالمگیر کے خالہ زاد بھائی سے ہوا جو ایک رکن سلطنت تھا لے یہ واقعہ مآثر عالمگیری میں اس طرح درج ہے

ابوالحسن تانا شاہ کی تین بیٹیاں تھیں پہلی لڑکی سکندر عادل دنیا داریچا پور کے عقد میں دی گئی، دخر دم کا محمد عمر سپرد و المشاخ شیخ محمد نقشبند کے ساتھ نکاح کیا گیا اور عتایت خاں سپر عمرۃ الملک اسد خاں نے تیسری بیٹی کے ساتھ نکاح کیا لے ان واقعات سے اندازہ فرمایے کہ شہنشاہ عالمگیر کی نظروں میں حضرت خواجہ محمد نقشبند اور ان کے اجداد کرام کاسقدا خرام تھا۔ بعد ازاں حضرت سرنہ شریف لے۔

۱۰۹۵ھ میں حضرت حجۃ اللہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے گنبد میں سفر حج کے لئے استخارہ کیا کہ کسی سال سے حج کا ارادہ کر رہا ہوں لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔ الہام ہوا کہ یہ سفر اس فرزند عزیز کے لئے ہے جس کے بارے میں بشارات وقوع میں آئی ہیں یعنی حضرت خواجہ محمد زبیرؒ ابھی سین بلوغ کو نہ پہنچے تھے اس لئے اس سفر میں توقف ہو رہا تھا اب اطمینان سے سفر اختیار کرو۔ حضرت حجۃ اللہ یہ خوشخبری سن کر بے حد مسرور و شاداں ہوئے اور سفر حج کے لئے اکثر مشائخ مثلاً شیخ عبدالاصد، شیخ خلیل اللہ، خواجہ محمد پارا شیخ میر مؤلف روضۃ القیومیہ کے کچام اور بہت سے علما کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ابھی دہلی پہنچے تھے کہ آپ کے فرزند کلاں شیخ ابوالعلی بیمار ہوئے اور تین ماہ کی علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ حضرت حجۃ اللہ کو سخت رنج و غم کاسامن کرنا پڑا لیکن صبر و شکر کے ساتھ شیخ ابوالعلی کی نعش کو سرنہ بھیجا اور (صاحب روضۃ القیومیہ کے دادا شیخ محمد ہادی کو لکھا کہ شیخ کی نعش کو حضرت عودۃ الوثقی لے گنبد میں جو میری قبر کے لئے جگہ مقرر ہے دفن کرو۔ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے فرزند کی وفات کے بعد اپنی ساری توجہ اپنے پوتے کی تربیت پر صرف کرنی شروع کر دی اور تھوڑی ہی مدت میں وہ پوتا بفضل الہی اپنے والد بزرگوار سے بڑھ گیا۔ حضرت حجۃ اللہ

عہ منتخب اللباب حصہ سوم ص ۲۲ پر بھی یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

لے مآثر عالمگیری لے ۳۷ منتخب اللباب حصہ سوم ص ۳۲۔ ۳۷ روضۃ القیومیہ کن سوم ص ۸۸ لے مآثر عالمگیری ص ۵۸

فرزند کی تعزیت کے دن گذار کر شاہجہاں آباد سے دکن کی طرف روانہ ہوئے جب حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع عالمگیر کو ہوئی تو اس نے شہزادہ معظم کو حضرت کے استقبال کے لئے بھیجا حضرت بھی اس پر درجہ غایت مہربان تھے اس کے ہمراہ لشکرِ شاہی میں تشریف لے گئے۔

۱۷۰۷ء کے واقعات میں صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کے ایک خاص مرید صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ صبح کی نماز کے بعد اپنے احباب کے ساتھ حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ عالمگیر بادشاہ حاضر خدمت ہوا اور ایک گوشہ میں مراقب ہو کر بیٹھ گیا، اس وقت کسی یہ بھی نہ جانا کہ کون آیا ہے۔ جب حضرت مراقبہ سے فارغ ہوئے تو بادشاہ حاضر خدمت ہو کر آداب بجالایا حضرت نے بھی اس پر بہت شفقت فرمائی، بادشاہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس زمانہ میں بھی اُس کا ایسا بندہ موجود ہے کہ مجھ جیسا بادشاہ جس کے ڈر سے ایران، توران اور روم وغیرہ کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں جب اس کی مجلس میں حاضر ہونا ہے تو میرے ذکر جا کر تک بھی اس شیخ کی تعظیم کو مد نظر رکھتے ہوئے میری تواضع نہیں کرتے بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے۔ بعد ازاں حضرت سوار ہوئے اور بادشاہ احتراماً پایادہ حضرت کے ساتھ چلنے لگا، اس وقت صرف حضرت ہی سوار تھے اور سب پیدل چل رہے تھے۔ صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر تانی دنیا بھر میں موجود نہیں اس وقت حضرت کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے حضرت کے دل میں بھی یہ خیال ضرور آیا ہوگا، یہ خیال آتے ہی حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا کہ واقعی آنجناب کی ذات شریف ایسی ہی ہے۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے عرض کیا کہ کیا آنجناب کو معلوم ہے کہ میں آداب سلوک اور تواضع کس لئے کرتا ہوں؟ حضرت نے پوچھا کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا میں بادشاہ ہوں اور آنجناب درویش، قیامت کے دن معاملہ بالعکس ہوگا آپ بادشاہ ہوں کے ساتھ ہوں گے اور میں گنہگاروں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا اس وقت میرا بھی خیال رکھے۔ حضرت نے فرمایا خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں گنہگاروں میں نہیں رہنے دیگا اور تم کو ضرور بخشدے گا۔ ۱۷۰۷ء میں اس سال خبر آئی کہ امیر خاں والی کابل فوت ہو گیا۔ بادشاہ نے حضرت سے مشورہ کے بعد شہزادہ معظم کو بہادر شاہ کا خطاب دیکر کابل بھیجا اور ہندوستان کا سارا علاقہ اُسے دیدیا اور خطوط میں اسے والی ہند لکھا جانے لگا۔ دکن کا علاقہ اعظم شاہ کے سپرد کیا۔ شہزادہ معظم حضرت سے

۱۷۰۷ء روضۃ القیومیہ لکھتا ہے کہ سوم ص ۱۱۳ تا ۱۱۳ ص ۱۱۳

رخصت ہونے لگا تو حضرت نے تمام ہندوستان اور دکن کی سلطنت کی خوشخبری عیانت فرمائی۔ کہتے ہیں کہ رخصت ہوتے وقت معظم بہادر شاہ نے اپنی تمام اولاد کو حضرت کی خدمت میں مرید کر لیا۔ بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ کچھ عرصہ شاہی لشکر میں قیام فرما کر بروز منہنہ ۵ شوال ۱۱۰۷ھ کو حجاز مقدس کے لئے روانہ ہو گئے۔ ہوا موافق نہ ہونے کی وجہ سے بحری جہاز دو ماہ میں بندرگاہ فتح (یمن کی بندرگاہ) پہنچا۔ کہتے ہیں کہ ڈیڑھ ہزار اشخاص مع اپنے مریدوں کے حضرت کے ہمراہ تھے نیز بہت بڑی تعداد میں شاہی لشکر کے لوگ بھی حضرت کے ساتھ حج کی نیت سے روانہ ہوئے۔ عالمگیر نے حضرت سے درخواست کی کہ مقدس مقامات پر اور خصوصاً روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام کے بعد میرے لئے بھی دعا فرمائیں۔

چونکہ بحری جہاز بہت دیر میں پہنچا اور حج کا وقت گزر چکا تھا، نیز امام یمن نے آپ کا شایان شان استقبال کیا اور بہت اصرار کے ساتھ کچھ عرصہ قیام کرنے کی درخواست کی اس لئے تقریباً تین ماہ حضرت نے یمن میں قیام فرمایا۔ بعد ازاں مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر عمرہ ادا کیا اور وہاں کی برکات سے مستفید ہوئے پھر کچھ عرصہ قیام فرما کر مدینہ منورہ حاضر ہو گئے وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شقیں اور عیال حاصل ہوئیں۔ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ فرماتے ہیں کہ جو کیفیات حضرت پر وارد ہوئیں میں بھی ان کا شاہدہ کرنا تھا۔ حضرت حجۃ اللہ نے حسب وعدہ بادشاہ عالمگیر کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صلوة و سلام پیش کیا اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔

بعد ازاں ۷ شعبان ۱۱۰۸ھ کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت کے دوران قیام نماز تراویح میں مسجد الحرام کے اندر اسقدر ہجوم ہوا کہ لوگ ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرتے تھے غرض اس ماہ مبارک میں عجیب برکات و انوار ظہور و تجلیات وارد ہوئی تھیں کہ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے۔ انہی دنوں ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کو ذاتِ مہویہ کی خوشخبری دی۔ پھر زمانہ حج آگیا تو آپ نے حج ادا فرمایا۔ حج سے فارغ ہو کر بھی کچھ عرصہ مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔

۱۱۰۹ھ میں جب حضرت بندگاہ سورت پر پہنچے تو عوام و خواص نے آپ کے شایان شان استقبال کیا۔ بادشاہ عالمگیر نے بھی آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا حضرت بھی اُس کے ساتھ تہایت مہربانی سے

لے روضۃ القیومیہ لمختار کن سوم ص ۱۱۳ و ۱۱۵۔ ایضاً ص ۱۱۶ تا ۱۱۹۔ ایضاً ص ۱۲۰ و ۱۲۱۔

پیش آئے اور اس کو بہت دعائیں دیں۔

صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ جو وقت حضرت حجۃ اللہ کے بندرگاہِ سورت پر پہنچنے کی اطلاع ملی اس وقت میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ شہزادہ معظم کی خدمت میں تھا، شہزادہ نے ہمارے سامنے ایک عریضہ مبارکبادی اور ایک لاکھ روپیہ مع تحفہ دیا اپنے ایلچی کے ہاتھ حضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔

حضرت نے ہندوستان پہنچ کر کچھ عرصہ شاہی لشکر میں قیام فرمایا پھر سرحد شریف جانے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے مزید قیام کے لئے اصرار کیا اور کہا کہ اب میری عمر نوے سال ہو چکی ہے معلوم نہیں کہ پھر قدسوی نصیب ہو یا نہ ہو ابھی اور قیام فرمائیں آپ نے اس کو قبول فرمایا، اس زمانے میں بادشاہ اکثر شب کو حضرت کی خدمت میں تنہا حاضر ہو کر فیض حاصل کرتا۔ چنانچہ صوفی عبداللہ فرماتے تھے کہ ایک شب خانقاہ کے اندر چند جوان جن میں ناصر علی شاعر بھی تھا شعر خوانی اور ہنسی مذاق میں مشغول تھے اور بارش خوب ہو رہی تھی کہ نصف شب کے بعد کسی نے خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن شعر خوانی میں کسی نے پرواہ کی، کسی مرتبہ کھٹکا ہونے پر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ بادشاہ عالمگیر مع خواجہ سرا موجود بادشاہ نے کہا کہ میرے آنے سے آپ کی مجلس میں خلل پڑ گیا وغیرہ۔ پھر حضرت کے متعلق دریافت کیا تو بتایا گیا کہ ابھی آرام فرما رہے ہیں لیکن بیدار ہونے کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے انتظار کیا اور جب حضرت بیدار ہوئے تو بادشاہ نے دعائے خیر کی درخواست کی حضرت نے نماز تہجد کے بعد بادشاہ کو باطنی توجہ دی اور اس کو ولایت کبریٰ کی خوشخبری عنایت فرما کر اور بہت دعائیں دیکر رخصت کیا۔ اسی سال شاہی لشکر کے دوران قیام ہی میں حضرت حجۃ اللہ نے اپنے پوتے شیخ ابوالعلیؒ کے فرزند خواجہ محمد زبیرؒ کو اپنا قائم مقام اور جانشین بنایا۔ اور صوفی عبداللہ شاہ کو بادشاہ کی خدمت میں چھوڑ کر سرحد شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

سلب اللہ میں حضرت حجۃ اللہ شاہی لشکر سے روانہ ہو کر بہا پور، اکبر آباد ہوتے ہوئے شاہجہاں آباد پہنچے وہاں شاہجہاں کی بیٹی گوہر آرا نے حضرت کے قیام کا انتظام کیا اور سلوک کی تکمیل کی۔ ۱۱۱۳ھ میں حضرت حجۃ اللہ نے سرحد شریف پہنچ کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے گنبد سے شمال کی جانب ایک عالی شان خوبصورت مسجد بتوائی۔ کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے چار جمعہ اس مسجد میں نماز ادا کی بعد ازاں بیماری کے غلبہ کی وجہ سے نہ جا سکے۔

لے روضۃ القیومیہ لمختار کن سوم ص ۱۲۲ ۱۲۳ ص ۱۲۵ ۱۲۵ ص ۱۲۵ ۱۲۶ ص ۱۲۶ ۱۲۷ ص ۱۲۹

۱۱۱۴ھ کے حالات میں ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو مدت سے پاؤں کے درد اور خفقان کی شکایت تھی اسی لئے آپ کے قدمیں قدرے خم بھی آگیا تھا اب کچھ دنوں سے مرض کا بہت زور ہو گیا آخر کیا سہ ماہ کی عمر میں شب جمعہ ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ کو عشا کی نماز سے فارغ ہو کر حصن حصین سے بعض دعائیں پڑھیں پھر چند مرتبہ سورہ یسین پڑھی جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا تو تہجد کی نماز ادا کر کے دیزنک فاتحہ پڑھتے رہے بعد ازاں لیٹ گئے اور تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کے انتقال کا علم ہوتے ہی تمام متعلقین نے گریہ و بکا شروع کر دیا اور تمام اہل شہر حضرت کی خانقاہ میں جمع ہو کر اپنے اپنے تعلق کی بنا پر کوئی غم کے مارے حواس باختہ ہو گیا اور کوئی نیم سہل کی طرح تڑپنے لگا۔ بعد ازاں غسل و کفن دیکر نماز جنازہ پڑھا کر حضرت عرفۃ الیقینی کے گنبد سے شمال کی جانب تین پر تاب کے فاصلہ پر فتح باغ کے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔ بعد میں ایک عالی شان خوبصورت گنبد بنوایا گیا جس میں چار قبریں ہیں ایک خود حضرت حجۃ اللہ کی، دوسری آپ کی زوجہ کی، تیسری آپ کے فرزند محمد عمر کی، چوتھی آپ کی صاحبزادی کی لہ

آپ کی اولاد میں چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں میں شیخ ابوالعلیٰ شیخ محمد شیخ محمد کاظم، شیخ عبدالرحیم، شیخ عبدالرحمن، میر عبداللہ۔ نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰

(۳) حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعہ قدس سرہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے تیسرے فرزند ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۲۱ شعبان ۱۰۳۷ھ کو ہوئی۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مولود مسعود کی ولادت کی خوشخبری سن کر حق سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور آپ کا اسم گرامی محمد عبید اللہ، لقب بہاؤ الدین اور کنیت ابوالجاس مقرر فرمائی، آپ اپنے والدین کے لئے اولاد میں سب سے زیادہ لاڈ لے اور پیارے تھے، حضرت کو آپ سے اس درجہ محبت تھی کہ ایک سات کے لئے بھی اپنے سے جڑا نہ کرتے حتیٰ کہ شب کو اپنے پلنگ کے قریب آپ کی چارپائی بچھانے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا جب تک میں تمہیں دیکھ نہیں لیتا مجھے چین نہیں آتا، اور غایت محبت کی وجہ سے آپ کو حضرت جبرو صاحب یا میاں صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے ۵

ایام طفولیت ہی سے آثار ولایت و ہدایت ناصیہ مبارک سے ظاہر تھے۔ مقامات معصومیہ میں لکھا ہے کہ آپ سات سال کے تھے کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا سر نہ شریف گزر ہوا۔ انھوں نے آپ سے سوال کیا کہ دل ایک پارچہ گوشت ہے وہ کس طرح ذکر کرتا ہے گویائی کی صفت تو زبان کی ہے؟ آپ نے فی الفور جواب دیا کہ زبان بھی ایک پارچہ گوشت ہے جس قادر مطلق نے اس کو صفت گویائی عطا کی ہے کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دیکھنا۔ مولانا یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے ۳

نقل ہے کہ آپ نے ایک مہینہ میں قرآن شریف حفظ کیا تھا یعنی رمضان شریف میں دن کو ایک پارہ یاد کر لیا کرتے تھے اور رات کو سنا دیا کرتے تھے، دینی تعلیم کے بعد سلوک کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی، علم و عمل اور تقویٰ میں اپنا نظریہ رکھتے تھے اور جمیع خصائص مجددیہ سے متعرف تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ فرمایا کرتے تھے کہ عروج و نزول میرا اور تمہارا برابر ہے، انگشت سب سے اشارہ کرتے فرماتے تھے کہ تم میرے ساتھ اس طرح جاتے ہو۔ آپ کی صحبت بہت کثیر البرکت تھی اور آپ کے حلقہ میں خلقت کا اس قدر مجوم ہوتا تھا کہ بیٹھنے کی جگہ نکلنے سے بچنے لگتی تھی ۵

نقل ہے کہ ایک روز آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ کے چہرہ کارنگ بدل گیا لیکن آداب مجلس کی وجہ سے کسی نے آپ سے اس کی وجہ نہ پوچھی۔ جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے دریافت کیا کہ بار بار تمہارا رنگ کیوں بدلتا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ شاید میری پیٹھ میں کوئی جاوڑ کاٹ رہا ہے، جب کرتے ہٹا کر دیکھا تو پچھونے کاٹ کاٹ کر ساری پیٹھ چھلنی کر دی تھی ۵

۱۔ ہدیہ احمدی ص ۵۷ ۲۔ حالات و مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۲۲ ۳۔ روضہ رکن دوم ص ۱۹۷
۴۔ روضہ القیومیہ رکن دوم ص ۱۸۱

صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ میرے قبیلہ گاہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو اس قدر رُبا بھلا کہا کہ غصہ سے اس کا منہ جھاگ سے بھر گیا لیکن آپ خاموش سنتے رہے اور جو لوگ اس کو جواب دینا چاہتے تھے آپ نے اُن کو بھی روک دیا جب وہ تھک گیا تو آپ نے ایک شخص سے پچاس روپے قرض لیکر اس کو دینا چاہا، اُس نے آپ سے ہتھ موڑ کر نفل نماز کی نیت بانڈھ لی، آپ نے انتظار کیا، اُس نے سلام پھیر کر آپ کو کھڑا دیکھا تو پھر نیت بانڈھ لی۔ آخر جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت نے بڑی عاجزی سے فرمایا کہ اب تو غصہ کو تھوک دو، چونکہ غصہ سے تمہارا دل مرغ خالی ہو گیا ہے یہ روپیہ لے لو اور بادام کھاؤ تاکہ تمہارے دماغ کی کمزوری دور ہو لے

۸۔ میں آپ نے حج کا ارادہ کیا تو ہر ایک مرید و مخلص نے حسب استطاعت سفر کے لئے روپیہ بطور ہدیہ پیش کیا، اتفاقاً بعض وجوہات کی بنا پر سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا تو آپ نے فرمایا کہ یہ روپیہ سفر حج کے لئے جمع ہوا تھا لہذا پتے مصرف میں نہیں لانا چاہئے بہتر ہے کہ اس روپیہ سے ایک مسجد بنوائی جائے چنانچہ حضورؐ نے ہی عرصہ میں تہایت خوبصورت اور عالی شان مسجد تیار ہو گئی ۷

حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعض حلقے نے بھی آپ سے بیعت کی جن میں شیخ ابوالمظفر برہانپوریؒ اور شیخ عبدالرحمن خوارزمیؒ مکہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ شاہ محمد بھی آپ سے مرید ہوئے اور خلافت پائی۔ نیز خراسان اور ماوراء النہر کے بہت لوگ آپ سے مرید ہوئے خصوصاً بخارا کے جید عالم خواجہ ابراہیم خراسانی بھی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے اور خلافت پائی ۷

نقل ہے کہ جس زمانہ میں حضرت مروج الشریعہ کا شاہجہاں آباد میں قیام تھا بادشاہ عالمگیر نے ایک تہا تہا نفیس شال بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجی، آپ اس شال کو کندھے پر ڈال کر مسجد کے ایک کونے میں نماز ادا بین ادا کر رہے تھے اتنے میں کسی شخص نے پیچھے سے آکر وہ دو شالہ کھینچا اور لٹینا چاہا، اس دو شالہ کا ایک کونہ آپ کے بائیں ہاتھ کے نیچے تھا، آپ نے بھی اُسے زور سے دبا لیا اور دل میں کہا کہ دیدہ و دانستہ اپنا مال کسی کو کیوں دوں؟ اس نے بہتیرا زور لگایا لیکن دو شالہ کونہ کھینچ سکا، غرض دونوں طرف سے زور آرمائی ہوئی رہی جب سلام پھیرنے کا وقت قریب آیا تو آپ نے محسوس کیا کہ اب اس کا زور ختم ہو چکا اور بھاگنے کو ہے تو آپ کے دل میں خیال آیا کہ اس نے اتنی محنت کی ہے وہ ضائع جاتی ہے اور یہ خالی ہاتھ جائیگا چلو چھوڑ دو۔ لہذا آپ نے دو شالہ چھوڑ دیا اور وہ اس کو لیکر چلتا ہوا اس واقعہ کو بیان کر کے آپ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں وہ صبح و شام میرے پاس آتا ہے ۷

۷ روضۃ القیومیہ، مختصر، رد، ص ۱۹۷، ایضاً ص ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۲

(۴) حضرت شیخ محمد اشرف محبوب اللہ قدس سرہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۳۳۳ھ ہسرتند میں ہوئی۔ آپ نے علوم معقول و منقول، فروع و اصول، فقہ، کلام، تفسیر اور حدیث بکمال کوشش حاصل کئے اور ان علوم کی اکثر کتب مشہورہ پر شروح و حواشی لکھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے وصال سے دو سال قبل آپ سے فرمایا اگرچہ مدت عمر قصوری باقی رہ گئی ہے لیکن بعنایت الہی تمہارا کام ایک توجہ میں کر دو گا چنانچہ ایک ہی توجہ میں تمام نسبتِ مجددیہ، ولایتِ صغریٰ و کبریٰ و علیا اور کمالاتِ نبوت و غیرہ القا فرمائے۔ آپ بااستقامت طریقت و شریعت و ورع و تقویٰ موصوف اور طالبانِ خدا کی ہدایت میں مشغول رہتے تھے۔ پچھتر سال کی عمر میں ۲ صفر ۳۵۸ھ کو بوقتِ سحر وفات پائی، اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے مرقد کی مغربی جانب مدفون ہوئے۔ روضۃ القیومیہ میں آپ کی ولادت ۳۳۳ھ میں اور وفات ۳۵۸ھ میں ہونا درج ہے لہ

آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ شیخ محمد جعفر^۱، شیخ محمد روح اللہ^۲، شیخ محمد حیات^۳، شیخ محمد شافی الحال، پرنسپل یا توجہ شیخ محمد ہادی سے منسوب تھیں، منیرہ بیگم جو خواجه محمد یار سے منسوب تھیں۔ نجابت بانو۔

شیخ محمد جعفر، نہایت متقی پرنسپل اور اپنے والد کے مرید تھے، سکھوں کے حملہ میں جنگ کرنے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔
شیخ محمد روح اللہ، آپ نے سلوک کی تعلیم حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کی، آپ کی اولاد میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

شیخ محمد حیات، آپ نے بھی حضرت حجۃ اللہ سے تکمیل سلوک کیا۔
شیخ محمد شافی الحال، آپ نے بھی حضرت حجۃ اللہ سے تعلیم سلوک کی تکمیل کی، آپ کا شمار مثلِ کبار میں سے ہے ۳۵۸ھ میں وفات پائی لہ

۱۔ روضۃ القیومیہ بلخسار کن دوم ص ۲۲۱ و حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۴۵ و بیہ احمدیہ ص ۶۸ لہ روضہ ص ۳۳۳

(۵) حضرت خواجہ سیف الدین محی السنۃ قدس سرہ

آپ حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کے پانچویں فرزند ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۲۹ھ / ۱۶۳۹ء میں بمقام سرسند شریف ہوئی۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے تو مقوڑی مدت میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا، بعد ازاں قلیل عرصہ میں کتب متداولہ پڑھیں، گیارہ سال کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو فنائے قلب کی بشارت دی اور آپ کی علو استعداد ملاحظہ فرما کر آپ کی ترقی کا بہت خیال رکھا، آپ عفوانِ شباب ہی میں جملہ کمالات حاصل کر کے مقبول بارگاہِ ذوالجلال ہو گئے۔ آپ کے مزاج میں امر معروف و نہی منکر بدرجہ غایت تھا، اجرائے احکام شریعت اور رفع بدعت کا ڈاڑھا خیال رکھتے تھے۔ سلطان وقت اورنگ زیب عالمگیر نے حضرت عروۃ الوثقیؒ کی خدمت میں درخواست کی کہ میں امور سلطنت میں مصروف ہوں اس لئے حاضر نہیں ہو سکتا لہذا اپنے مخدوم زادوں یا خلفاء میں سے کسی کو بھیجیں تاکہ میں اس سے منتفیض ہو سکوں۔ حضرت عروۃ الوثقیؒ کی نگاہِ انتخاب نے آپ ہی کو منتخب فرمایا اور بادشاہ کی ترمیمت کے لئے آپ کو شاہجاں آباد بھیج دیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت خواجہ سیف الدینؒ شاہجاں آباد پہنچے تو اس وقت اتفاقاً بادشاہ عالمگیر دہلی میں نہیں تھا کیونکہ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیؒ کی خدمت میں تخریر فرماتے ہیں ”بادشاہ و اہل عسکر دریں شہر نہ بستند“ [بادشاہ اور لشکری اس شہر میں نہیں ہیں] لیکن اہل شہر نے آپ کا پُرچوش استقبال کیا، نہایت عزت و احترام سے رکھا اور بڑی تعداد میں آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ اسی مکتوب اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ”صوفی عبد الغفور جو کہ حق خدمت بجالاتا ہے ایک خاص محبت رکھتا ہے، اس کے باعث اکثر مقامات میں امیدوار ہے کہ وہ محبت رکھتا ہوگا جو وہ مومنون کے آثار اس میں خیال کئے جاتے ہیں (چند سطور کے بعد) اور نئے دوستوں میں سے حاجی عبدالرؤف امام جامع مسجد فتحپوری نے دوسروں سے زیادہ بلند ترقیات کی ہیں وہ صفات کے اصل کے ساتھ مل جانے کو بے تکلف بیان کرتے ہیں اور اپنے آپ کو تمام عالم کو گم کر کے شہرِ خاص کے ساتھ لذت اندوزی میں بقا کی حقیقت بھی معلوم کرتے ہیں (فقہ مذکورہ الصد کے بعد) بعض گوشہ نشین اور شکستہ دل طالب علموں نے جو کہ لشکریوں سے کئی درجہ بہتر ہیں اخلاص حاصل کر لیا ہے خاصکر حافظ عبد الرحیل لنگ جو کہ اس نوح کے مشائخ میں سے ہیں اور اہل ثروت کی ایک جماعت ان کے ساتھ سربنیا ز رکھتی ہے اور ملتفت خاں وغیرہ ارادت کا خیال اور کامل بنیا ز مندی

رکھے ہیں اور فقیر کے ساتھ عجب حسن ظن پیدا کیا ہے، چند بار صحبت سکوت رکھ کر مسافت بعیدہ سے کامل اخلاص و طلب کے ساتھ آتے ہیں۔ ۱۷

بادشاہ عالمگیر جب سفر سے واپس دہلی پہنچا اور آپ کی بکثرت آوری کی اطلاع ملی تو جمع ارکان سلطنت آپ کا استقبال کیا اور بتائے عزت و احترام سے قلعہ معلیٰ میں اپنے قریب ٹھہرایا۔ داراشکوہ نے اپنے دور میں قلعہ کے اندر طلائی و نقرئی اور رنگ رنگ کی تصویریں بنوائی تھیں اور دروازے پر بھی ہاتھیوں کی سنگی مورتیاں نصب کرائی ہوئی تھیں، جب آپ قلعہ میں داخل ہونے لگے اور آپ کی نظر ان ہاتھی کی سنگی مورتیوں پر پڑی تو آپ نے فرمایا کہ ہم اس بت خانہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہونگے جب تک کہ ان کو ہٹا دیا جائے، کیونکہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ چنانچہ بادشاہ نے فوراً ان مورتیوں کو توڑ دینے کا حکم دیا تب آپ قلعہ میں داخل ہوئے۔ ۱۸

نیز حضرت خواجہ سیف الدینؒ بادشاہ کی درخواست پر شاہجہاں آباد تشریف لجانے کے متعلق اور اپنے حصول درجات کے شکر یہ میں شیخ محمد باقر لاہوری کو تحریر فرماتے ہیں: پہلے سفر میں جبکہ فقیر سلطان وقت (اورنگ زیب عالمگیر) کی طلب کے بموجب شاہجہاں آباد گیا تھا بعض دوستوں کے معاملہ کو اپنے اندازے اور مگن کے مطابق تعین جی کے اوپر پایا، جب (حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں) حاضری کا شرف پایا تو پہلی صحبت میں انھوں نے تصدیق کی اور ذات موہوب سے ان کی ترقی کے معاملہ اور اس سے حصہ پانے کو جو کہ کئی سال سے سربستہ تھا اول اس فقیر کے ساتھ درمیان میں آیا اور اس گنہگاری گرفتاریوں کے باوجود ارشاد کا معاملہ روزانہ ترقی پر ہے اور حضرت موصوف کے رحلت کر جانے کے بعد وہ اجتماع باقی رہی (یہ سب) حضرت موصوف کے فرمان کا اثر ہے جو کہ فقیر سے فرمایا تھا کہ تو ارشاد کے ساتھ تاسیت رکھتا رہو بارہا فقیر سے فرماتے تھے کہ جامعیت کی شان تجھ میں معلوم ہوتی ہے، پس جیسا کہ حضرت موصوف قدسنا اللہ سرہ الاقدس نے خبر دی تھی بجز اللہ سبحانہ و سیما ہی واقع ہوا اور کبھی فرماتے تھے کہ جو جماعت تجھ سے توجی رہے وہ ہماری محتاج نہیں رہے اور مختصر یہ کہ جن غایات و الطاف کا اس گنہگار رویمانے ان حضرت موصوفؒ اپنے اور اپنے دوستوں کے بارے میں مشاہدہ کیا ہے اس سبحانہ و تعالیٰ کے عظیم احسانات کا اثر ہے اسلئے ان میں سے حضورؐ اسا بیان کیا گیا ہے اس مقصود احسانات الہی عز شانہ کا شمار کر لے کہ دوسروں پر اپنی فضیلت بیان کرنا۔ ۱۹

۱۷ چنانچہ آثار عالمگیری میں ہے کہ بادشاہ دین پناہ نے شریعت حقہ کا لحاظ فرما کر حکم دیا کہ سنگی ہاتھیوں کی دونوں مورتیوں کو جو کہ قلعہ کے دروازہ کے ہر دو بازو پر نصب ہیں اور جن کی وجہ سے اس دروازہ کو ہنیا پل کہتے ہیں اتار دی جائیں۔ (آثار عالمگیری ص ۵۷۷) ۱۸ مکتوبات سیفیہ مکتوب ۱۷

۱۹ حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۵۰-۳۵۱ مکتوبات سیفیہ مکتوب ۲۵

۲۰ دروغ البصویہ لمختار کن دوم ص ۱۲۲ تا ۱۲۳

ابھی شاہجہاں آباد میں حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے قیام کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ شبِ دو شنبہ ۲۶ رجب ۱۰۶۶ھ کو شاہجہاں بادشاہ کا آگرہ میں انتقال ہو گیا۔ اس حادثہ کی اطلاع موصول ہونے ہی بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر آگرہ روانہ ہو گیا چنانچہ حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ صوفی سدا شدہ افغانی کو تحریر فرماتے ہیں: "مخفی نہ اندک بادشاہ بہ دخول طریقہ عالیہ مشرف گشتہ بسیار متاثر گشت سہ صحت با حضرت ایشان داشت، چوں شاہجہاں وفات یافت بہ چہت ضرورت وجہ اکبر آباد گشت۔ دیگر از ہجوم اہل طلب کہ مانند مور و ملخ غلو دارند چہ نویسند کہ از حیثہ نوشتن خارج است۔" [یعنی پوشیدہ اندھے کہ بادشاہ طریقہ عالیہ میں داخل ہو کر بہت متاثر ہوئے ہیں ان سے تین مرتبہ صحت رہی چونکہ شاہجہاں کی وفات واقع ہو گئی اس لئے بوجہ ضرورت بادشاہ اکبر آباد (آگرہ) تشریف لے گئے دوسرے یہ کہ طالبین جو کہ مور و ملخ کی طرح کثرت رکھتے ہیں ان کے ہجوم کے متعلق کیا لکھے کہ یہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔]

بادشاہ کا سلسلہ عالیہ میں بیعت ہونا

مذکورہ بالا اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اوائل لاکھنؤ میں دہلی تشریف لے گئے ہونگے۔ نقل ہے کہ شاہجہاں آباد کے دوران قیام میں بادشاہ، شہزادہ محمد اعظم و محمد معظم، شہزادی روشن آرا نواب ملکہ خاں، حضرت حافظ محمد محسن (نواسہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)، حاجی عبدالرؤف (امام مسجد فتحیہ اور کثرت مخلوق آپ سے بیعت ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ستائیس سال تھی۔ ۳۵

نیز حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بھی بادشاہ کے مدارج سلوک کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ سبحانہ کی حمد ہے کہ بادشاہ دین پتہ (عالمگیر) کو حضرت (آجناب) کی خدمت میں ایک دوسری قسم کا اخلاص ہے لطائف کے ذکر اور ذکر سلطانی (سلطان الذکر سے گذر کر نفعی و اثبات کے ذکر کے ساتھ پایند ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ بعض اوقات خطرہ مطلقاً نہیں آنا اور کبھی آتا بھی ہے تو قرار نہیں پاتا، اس وجہ سے بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اس سے پہلے وساوس کے ہجوم سے دل تنگ تھا، اور اس نعمت کا شکر بجالاتے ہیں اور اس طریقہ عالیہ کی دوسرے طریقوں پر فضیلت بیان کرتے ہیں، اور فقیر کو رخصت کرنے پر راضی نہیں ہوتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت کی غایبانہ توجہ کے امیدوار ہیں، امید ہے کہ مہربانی فرما کر کوئی نگاہ ان کی جانب فرمائیں اور کوئی امر معلوم ہو تو فقیر کے عنایت نامہ میں تحریر فرمائیں گے۔" ۳۵

۱۔ مکتوبات سیفیہ مکتوبہ ۵۳۔ ۲۔ حضرت مجدد اوران کے ناقدین ص ۳۳۰۔ ۳۔ مکتوبات سیفیہ مکتوبہ ۲

حضرت عروۃ الوثقیٰ کا جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

”آپ نے بادشاہ دین پناہ سلمہ ریہ کے احوال کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا تھا یعنی لطائف میں ذکر کا سرایت کرنا، سلطان الاذکار اور رابطہ کا حاصل ہونا، وساوس کا کم ہونا، حقیقات کو قبول کرنا، بعض خلاف شرع امور کا رد ہونا اور طلب کے لوازم کا ظاہر ہونا سب واضح ہوا، اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر بخالایا، بادشاہوں کے طبقہ میں اس قسم کے امور نادر عقلاً کا حکم رکھتے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے میری کسی سنت کو جو مردہ ہو چکی ہو زندہ کیا تو اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے، اے اللہ! ان کے لئے توفیق و طلب، شوق اور ترقی کے اعتبار سے اپنے قُرب کے مراتب میں اضافہ فرما۔ دعا و توجہ سے جو کچھ فقیر کا معمول ہے یہ فقیر اس سے فارغ نہیں ہے اور ان (بادشاہ عالمگیر) کی ظاہری و باطنی بہتری کا طالب ہے، ان کے باطن کو کابر کی نسبت کے ساتھ معمور پاتا ہے امید رکھتا ہے کہ عنقریب فنائے قلب سے مشرف ہو جائیں گے جو کہ ولایت کے درجات میں سے پہلا درجہ ہے اور اس معنی کو ان کے حق میں قریب الحصول پاتا ہے۔“

حضرت عروۃ الوثقیٰ کا یہ مکتوب گرامی جب حضرت خواجہ سیف الدین نے بادشاہ عالمگیر کو دکھایا تو وہ خوشی سے چھولانہ سما یا اور حق تعالیٰ کے حضور میں سجدہ شکر بخالایا پھر ایک عریضہ خود بادشاہ عالمگیر نے اپنے باطنی احوال سے متعلق حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں ارسال کیا جو کوشش کے باوجود یہ سنہ مل سکا البتہ اس کا جواب مکتوبات معصومہ میں موجود ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے بادشاہ عالمگیر کے عریضہ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

”آپ کا مکتوب عالی شان جو کمال عنایت و مہربانی کے ساتھ قلمِ عنبرین رقم سے لکھا گیا تھا خواجہ محمد شریف بخاری نے عزیز ترین زمانہ میں پہنچایا۔ (کئی سطور بعد فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی حمد و احسان ہے کہ فقیر زادہ خواجہ سیف الدین آپ کی نظر قبولیت میں منظور ہو گیا اور اس کی صحبت کا اثر حاصل ہو گیا ہے، نیکی کا امر کرنا اور بُرائی سے روکنا جو کہ فقیر زادہ کی عادت ہے اس پر آپ نے شکر و رضامندی کا اظہار کیا ہے، اس انعام (اظہارِ شکر) پر اللہ تعالیٰ کا شکر بخالایا اور یہ امر دعا گوئی میں اضافہ کا باعث ہوا کیسی عجیب نعمت ہے کہ بادشاہت کی اس شان و شوکت

لے مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوب ۲۲۰۔

اور سلطنت کے اس رعب کے باوجود حقیقات قبولیت کے کان میں پڑے اور ایک نامراد
کا قول موثر ثابت ہو (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) پس میرے ان بندوں کو بشارت دیدو جو بات
کو سنتے ہیں پھر احسن بات کی پیروی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی
اور یہی لوگ عقل والے ہیں۔

ابھی دنوں شہزادہ محمد اعظم کی شادی دارا شکوہ کی لڑکی سے ہوئی۔ حضرت شیخ سیف الدینؒ نے
فرمایا کہ اس مجلس میں خلاف شرع کوئی کام نہیں ہونا چاہیے چنانچہ شہزادے نے آپ کے ارشاد کا بہت
خیال رکھا حتیٰ کہ آتشبازی وغیرہ جو اس قسم کی چیزیں تیار کرائی تھیں ان کی بھی نمائش نہیں کی گئی اور
شادی بحسن و خوبی انجام پائی۔

شادی سے متعلق "ماثر عالمگیری" میں ہے کہ "۲۰ رجب (۸۷۸ھ) کو شاہزادہ محمد اعظم کی جشن
کہ خدائی کا آغاز ہوا، ۱۰ اشعبان کو قبلہ عالم (شہنشاہ عالمگیر) نے بعد نماز ظہر دیوان خاص میں اجلاس
فرمایا۔ شاہزادہ محمد اعظم پانچ گھنٹے دن گزرنے کے بعد بے حد شان و شوکت کے ساتھ اپنی
جوہلی سے قبلہ عالم کے حضور میں حاضر ہوا، جہاں پناہ مسجد میں تشریف لائے اور قاضی عبدالوہاب نے
میر سید محمد فنوجی کی وکالت اور طاعوض وجیہ و شریخ سیف اللہ مرہندری (یعنی حضرت شیخ سیف الدین)
کی شہادت میں خطبہ نکاح پڑھا اور چھ لاکھ روپیہ دین مہر قرار پایا۔"

عالمگیر بادشاہ کے دل میں حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کی عزت و احترام کا اس بات سے
بھی اندازہ کیجئے کہ آپ کو شہزادہ محمد اعظم کی شادی میں نکاح کا گواہ مقرر کیا۔ بعد ازاں بادشاہ عالمگیر نے
حضرت عروۃ الوثقی کی خدمت میں ایک اور عرض لکھا وہ بھی ہمیں دستیاب نہ ہو سکا لیکن اس کا
جواب بھی حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کے مکتوبات شریفیہ میں موجود ہے و ہو ہذا:-

"اس کے بعد عرض ہے کہ آپ کے مکتوب عالی شان نے سعید ترین زمانہ میں پرتو نزل ڈال کر
(م) بے سرو سامان فقر کو قسم قسم کی مسرت و شرف سے نوازا (جہنہ سطور کے بعد) فقیر زادہ
(خواجہ سیف الدین) کی ادائیگی خدمات اور لوازم خیر خواہی چونکہ آپ کی نظر عالی میں
منظور ہو گئی ہیں (اس لئے یہ بات) اُس کے لئے سعادت کا موجب اور امتیاز کا باعث
ہوئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فقیر زادہ جو کظاہری و باطنی کمالات کا حامل ہے اور

لہ مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوبات ۲۱-۲۲ ۲۷ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۴۰-۱۳۹ ماثر عالمگیری ص ۷۷

گوشہ نشینی کا اور میل جول نہ رکھنے کا عادی ہے چند آدمیوں سے بھی میل جول کا شوق نہیں

رکھتا لیکن محض خیر خواہی نے اس کو اس بات پر یعنی آپ کے پاس آنے پر آمادہ کیا ہے۔“ لہ

اس خط و کتابت سے صاف طور پر واضح ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے حضرت خواجہ سیف الدین کے دست حق پرست پر حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کی بیعت کی اور سلسلہ عالیہ کے اسباق طے کئے۔

ہم نے اس جگہ حضرت عروۃ الوثقی کے ہر دو جوانی مکتوبات کی عبارت کا صرف وہ حصہ نقل کیا ہے

جو حضرت خواجہ سیف الدین سے متعلق تھا۔ علاوہ ازیں حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ نے عالمگیر بادشاہ کو چار

مکتوب اور بھی تحریر فرمائے ہیں یعنی چھ مکاتیب مکتوبات معصومیہ میں زینت افزا ہیں۔ اور حضرت خواجہ

سیف الدین نے عالمگیر بادشاہ کو تقریباً بیس مکاتیب لکھے جو مکتوبات سیفیہ میں موجود ہیں۔ نیز بادشاہ کے

حالات سے متعلق دیگر مکاتیب میں بھی تذکرہ کیا ہے مثلاً مولانا محمد باقر لاہوری کو تحریر فرماتے ہیں :-

”برادر عزیز ارشاد سپاہی میاں محمد باقر سلام عافیت انجام قبول فرمائیں، اس جگہ کے حالات

بالمشافہ بیان کرنے سے تعلق رکھتے ہیں مختصر یہ کہ بادشاہ دین پناہ نے شہید (سقتہ) کی شہک

جو کہ اس ہبیتہ کی تیسری شب ہوگی فقرار کی منزل میں آکر کھانوں کی قسم سے جو کچھ حاضر تھا

بے تکلف تناول فرمایا اور صحبت مجلس طویل رہی اور مجلس سکوت (مراقبہ) بھی واقع ہوئی

بقا کے معاملہ کو جو کہ ادراک میں آتا ہے کامل وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں اور انھوں نے اپنے

مبدأ تعین کو صفت علم پایا، لطیفاً احتفی میں ایک وسعت اور اس کے ساتھ مناسبت اور صفات کے

اصل کے ساتھ ملحق ہونے کے بارے میں ایک مدت سے اظہار کرتے ہیں، شہزادہ سلطان محمد اعظم

نے بادشاہ (عالمگیر) کی ترغیب رہنمائی سے طریقہ عالیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر لی

ہے اور لطائف کے ذکر اور ذکر سلطانی (سلطان الذکر) کے متعلق ان کے احوال بہت بلند ہیں

اور قلب میں ایک وسعت کا پتہ دیتے ہیں، بادشاہ سلامت اس معنی کے شکر کا اظہار کرتے ہیں

اور شاہزادہ کے احوال کی خبر گیری کرتے ہیں مختصر یہ کہ امید ہے طریقہ عالیہ کی ترویج محصلین

کی خواہش کے موافق ظاہر ہوگی۔“ لہ

حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ ایک مکتوب گرامی میں حضرت خواجہ سیف الدین کو تحریر فرماتے ہیں :-

”آپ نے لکھا تھا کہ ”محالس سلطانی میں ایسے عجیب و غریب اسرار جلوہ گر ہوتے ہیں جن کو پوشیدہ

رکھنا ضروری ہے، ان محفلوں میں داخل ہوتے ہی خاص عروج و نزول کے ساتھ ممتاز کر دیا جاتا ہے۔“

لہ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۲۲۷ - ۵۲ مکتوبات سیفیہ مکتوب ۱۲۲۔

بیشک اہل کمال ہر بقعہ سے اس بقعہ کے مناسب فیوض و اسرار اخذ کرتے ہیں اور ہر زمین سے اُس زمین کے مناسب کمال حاصل کرتے ہیں کسی زمین کو معاملاتِ فنا کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے اور کسی زمین کو کمالاتِ بقا کے ساتھ موافقت ہوتی ہے کوئی قطعاً ایسا ہے جو عروج و سوس مناسبت رکھتا ہے اور کوئی قطعاً نزول سے، حرم مکہ کے کمالات جدا ہیں اور حرم مدینہ کی فیوض و کمالات جدا۔ ہر خوش پسرے را حركات دگرست [ہر اچھے بیٹے کی حرکتیں دوسری ہیں]

ع

آپ نے بنگالہ حضرت (بادشاہ عالمگیر) کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ (وہ احوال ان کے) لطیفہ اخفی کی وسعت اور اس کے ساتھ ان کی مناسبت کاملہ کی خبر دیتے ہیں اس کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی، لطیفہ اخفی سب سے اعلیٰ لطیفہ ہے اور اس کی ولایت سب لایوں کے اوپر ہے اس لطیفہ کو سرورِ کائنات و خیر موجودات علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ التسلیمات البرکات کے ساتھ ایک خاص خصوصیت ہے فقیر بھی ان کی قدر سے مناسبت لطیفہ اخفی کے ساتھ پاتا ہے اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔“

حضرت عروۃ الوثقیٰؒ ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”آپ نے بادشاہ دین پناہ (عالمگیر) کے احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا، طبقہ سلاطین میں اس قسم کے امور کا ظاہر ہونا عجیب زمانہ میں سے ہے اللہ زد (اے اللہ اور زیادہ فنا)..... آپ نے لکھا تھا کہ ”انھوں (بادشاہ) نے اپنے مبراہین کو صفتِ علم پایا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس صفتِ مبارکہ کے ساتھ بہت زیادہ مناسبت پائی ہے“ (یہ فقیر) اس کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوا قریب تھا کہ قص کرنے لگے، حق سبحانہ اس صفتِ عالیہ کی برکات کا صلہ عطا فرمایا، لے دین پناہ بادشاہ عالمگیر کے حضرت خواجہ سیف الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حال ”ماثر عالمگیری میں بھی اس طرح درج ہے:-

”قلہ عالم دہشتاہ عالمگیر ۱۳ محرم ۱۰۹۹ھ کو ایک گھڑی رات گزرنے کے بعد باغ جیات بخش کے راستے سے شیخ سیف الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پتھر شریف لے گئے او اور دینک حقائق و معارف کی گفتگو فرما کر دولت خانہ واپس آگئے۔“

اس اقتباس واضح ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ سیف الدین ۱۳ محرم ۱۰۹۹ھ کو شاہجہاں آباد میں قیام پذیر تھے یعنی تقریباً تین سال دارالخلافہ شاہجہاں آباد میں آپ کا قیام رہا۔

نلہ مکتوبات مصوبہ قسوم مکتوب ۲۳۲ ۵۲ ایضاً مکتوب ۲۴۲ ۳۵ ماثر عالمگیری ص ۶۱

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کا ایک مکتوب جس کا عکسی قوٹو جناب محمد اقبال صاحب مدنی نے اپنی تالیف "حیات الحرمین" میں صفحہ ۱۴۹ پر شائع کیا ہے اور لکھا ہے "اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط حضرت خواجہ سیف الدین سرمدی کے نام؟"۔

» بسم اللہ الرحمن الرحیم. حامداً ومصلياً مسلماً۔ اما بعد ازین اسیر نفس امارہ سلام برسد مکتوب مرغوب رسید۔ چہ نویسید از غفلت نفس خود کہ یہ بیچ تنبیه تنبہ نمی شود در ماتم دائمی باید نشست و بر حال و مال خود باید گرفت۔ ارادہ عزیمت این سمت سبب خوش دلی ست۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امراً۔ والسلام
..... الملک والمحکمہ اللہ «

(ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم، حمد و صلوة و سلام کے بعد اس نفس امارہ کے قیدی کی جانب سے سلام پہنچے۔ آپ کا مرغوب مکتوب پہنچا۔ اپنے نفس کی غفلت کے بارے میں کیا لکھے جو کسی تنبیہ سے متنبہ نہیں ہوتا۔ دائمی ماتم میں بیٹھنا چاہئے اور اپنے حال اور انجام پر یوں چاہئے۔ اس جانب آپ کی عزیمت کا ارادہ خوشدلی کا باعث ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی بات ظاہر فرمائے۔ والسلام..... ملک اور حکم اللہ ہی کے لئے ہے)۔
شاہجہاں آباد کے دوران قیام میں ایک مرتبہ بادشاہ عالمگیر نے حضرت خواجہ سیف الدین کو باغ حیات بخش کی سیر کی تکلیف دی وہاں آپ نے حوض میں سونے کی مچھلیاں دیکھیں جن کی آنکھوں میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ جنتک یہ مچھلیاں نہ تو زردی جائیں گی میں اس جگہ نہ بیٹھوں گا۔ باغ کے محافظوں نے تامل کیا لیکن بادشاہ نے کہا کہ "حاضر داری شیخ میں بہت نفع ہے" اور اسی وقت تر وادیں۔ لہ

اسی زمانہ میں حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کے استاد سید محمد قزوچی نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مجلس سماع قائم کی ہوئی ہے اور اس مجلس میں گویے گارہے ہیں اور چنگ و رباب وغیرہ بجا رہے اور رقص و سماع کر رہے ہیں۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے امر معروف و نہی عن المنکر کی بنا پر مع اپنے مریدوں کے وہاں تشریف لے گئے۔ جب سید محمد قزوچی کو معلوم ہوا کہ آپ تشریف لارہے ہیں تو وہ خود اور باقی اہل مجلس بھی گانے بجانے کا سامان چھوڑ چھاڑ چلے گئے، بعد ازاں جب تک حضرت کا وہاں قیام رہا کسی کو ایسی مجلس منعقد کرنے کی جرأت نہ ہوئی لہ

لہ حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۳۵۰ - ۲۵ روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۲۰ -

برکاتِ معصومی میں ہے کہ ایک دن شاہزادہ محمد اعظم حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں حاضر ہوا، دروازہ پر مخلصین کی بھڑکھی جس کی وجہ سے شاہزادہ کی دستاگرگی، بیخبر بادشاہ تک پہنچی، بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس کے در میں ایسا باکمال شخص بھی موجود ہے کہ مخلوق اس پر پروانہ وار گر رہی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شاہزادہ محمد اعظم نے حضرت خواجہ سیف الدین کی دعوت کی، اس دعوت میں آپ کے برادرِ کلاں شیخ محمد اشرف بھی مدعو تھے، بوقت طعام شاہزادہ آفتابہ لایا تاکہ آپ کے ہاتھ دھووائے آپ نے شاہزادے سے آفتابہ لایا اور اپنے بھائی شیخ محمد اشرف کے ہاتھ دھووائے پھر آفتابہ شاہزادے کے حوالہ کیا اور اس نے آپ کے ہاتھ دھووائے لگے

نیز لکھا ہے کہ آپ کا قیام دہلی ہی میں تھا کہ آپ کے عم مخرم حضرت خواجہ محمد سعید کے فرزند شیخ عبدالاحد وحدت بھی دہلی تشریف لائے جو کہ صاحبِ فضل و کمال اور شاعرِ شعلہ بیان تھے لیکن مرجعِ خلافت آپ ہی کی مبارک ذات رہی آپ کے والد ماجد کو جب ان حالات کا علم ہوا تو فرمایا ”سیحان اللہ

لہد لگے برکاتِ معصومی ص ۳۱۲ و ۳۱۸ بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے تاقدرین ص ۲۳۶۔

عہ مقاماتِ معصومی معروف بہ برکاتِ معصومی تالیف صفحہ اول فصل اللہ بن عبد القادر بن عبد الرزاق برادرِ کلاں حضرت مجدد الف ثانی پ۔ شیخ صفحہ اول حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے واسطے تھے۔ ۱۳۲۷ھ آغاز تالیف ہے اور اس کتاب کے ۲۷۲ صفحات ہیں (از مقاماتِ خیر ص ۲۳)

عہ اس موقع پر یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی حیثیت برصغیر کی تاریخ میں ایک بیسارہ نورانی سی ہے آپ نے اور آپ کی اولاد و امجاد اور آپ کے سلسلہ کے بزرگوں نے شریعت و طریقت کی ترویج و اشاعت کے علاوہ بھی ہر شعبہ زندگی میں بزرگی اثرات ڈالے ہیں اور ان میں آپ کے فیوض کا سلسلہ جاری ہے لہذا اگر اردو زبان و ادب اور شاعری کو دیکھا جائے تو اس کو بھی بام عروج تک پہنچانے میں مجددی حضرات پیش پیش نظر آتے ہیں چنانچہ یہی حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت المعروف ”شاہ گل“ حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے ہیں جو اپنے زمانے کے بہت بڑے شاعر شیریں کلام اور بے فاضل اور صاحبِ کمال تھے اور ان کے حلیفہ شاہ سعد اللہ گلشن تھے جن کے اہام سے ولی دکن نے اردوئے معلیٰ میں اشعار کہے اور پھر ان کی تقلید میں دہلی اور شمالی ہندوستان میں باقاعدہ اردو شاعری کا آغاز ہوا۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہمیت حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کو حاصل ہوئی، مرزا صاحب موصوف کے بارے میں تمام تذکرہ نگار متفق ہیں کہ انھوں نے اردو شعرا کو سیدھے راستے پر ڈال دیا وہ اہام کے چکر میں پھنسے ہوئے تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے مریدین و معتقدین اور شاگردوں کا ایک بڑا سلسلہ ہے جنھوں نے تصوف کے ساتھ ساتھ اردو ادب کو ترقی دینے کا کام جاری رکھا ان میں انعام اللہ خاں یقین بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں جن کا دیوان آج بھی خراجِ سخن حاصل کر رہا ہے، نیز احسن اللہ بیان اور فقیہ دردمن نے بھی اردو شاعری کے گلستہ کو بیاسنوار کر پیش کیا، اور (بانی حاشیہ بر صحنہ آئندہ)

عبدالاحد بایں شیریں کلام موصوف است و سیف الدین بایں تمکین و وقار معروف و قبولیت بایں نصیب گشتہ [یعنی عبدالاحد اس شیریں کلامی کے ساتھ موصوف ہے اور سیف الدین اپنی تمکنت اور وقار میں معروف اور قبولیت اس (سیف الدین) کے نصیب میں آئی ہے حضرت مجدد اور ان کے ناقدین (۱۳۶) نیز برکات معصومی میں درج ہے کہ آپ کو اپنے والد ماجد سے عشق تھا اور ان کو بھی آپ سے بے پناہ محبت تھی، جن دنوں آپ نے دہلی سے سرسند تشریف مراجعت فرمائی آپ کے والد بزرگوار پاؤں کے درد کی وجہ سے چل پھرتے نہیں سکتے تھے اگر مسجد میں نماز کے واسطے جاتے تو ڈولی میں جلتے تھے۔ جب سرسند میں حضرت خواجہ سیف الدین جرجی تشریف آوری کا غلغلہ ہوا تو بکثرت مخلوق آپ کے استقبال کیلئے شہر سے باہر پہنچی لیکن آپ کے بڑے بھائی ازراہ بزرگی نہ گئے۔ آپ کے والد ماجد نے مخدوم زادوں کو کچھ نہ کہا البتہ اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ اگر میرے پاؤں میں تکلیف نہ ہوتی تو میں ضرور استقبال کے لئے جاتا۔ جب مخدوم زادوں نے والد ماجد کی یہ بات سنی تو وہ بھی آپ کے استقبال کے لئے گئے۔

آپ کا طریقہ شاہانہ تھا، عمرہ لباس پہنتے تھے، دسترخوان بھی بہت وسیع تھا۔ آپ کی تمکنت اور وقار کو دیکھ کر کسی نے کہا کہ شیخ صاحب میں تکبر ہے، جب آپ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا "تکبر باطل کبر بانی اوست جل جلالہ" (میں کیا شے ہوں) یہ سارا کرفر پروردگار جل جلالہ کی کبر بانی کا پر تو ہے۔ خلق خدا کی مشکلات رفع کرنے اور ان کو فائدہ پہنچانے میں آپ مشہور تھے، اقربا اور عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی میں بے مثل تھے، بڑوں کا بہت ادب کرتے اور چھوٹوں پر صدر جہ مہربان تھے۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

خواجہ میر درد جتنے سب سے پہلے تہایت اہتمام سے تصوف کو اردو شاعری کا جامہ پہنایا اور ان کے برادر خورد میر محمد اثر نے ان کے بعد نہ صرف ان کے سجادہ کو زینت دی بلکہ اردو شاعری میں بھی ان کے صحیح جانشین بنے۔ غزل میں ایک دلکش طرز قائم کیا علاوہ انہیں سنوئی خواب و خیال ایسی لکھی کہ زبان و بیان کے اعتبار سے نہ صرف نکسالی چیز ہے بلکہ دوسروں کے لئے بھی ایک قابل تقلید نمونہ بنی۔ اگر ان دونوں بھائیوں کے ساتھ ان کے والد بزرگوار خواجہ ناصر عندلیب کو بھی شامل کر لیا جائے تو ایک ہی خاندان سے ایک اچھی مثلت تیار ہو جاتی ہے اور یہ سب نقشبندی مجددی سلسلہ کے بزرگ ہیں۔ ان حالات میں ہمارا یہ دعویٰ کرا غلط نہ ہو گا کہ اردو زبان و ادب اور شاعری کا شمالی ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پورے برصغیر میں ایجاد اسى خانوار سے کی بدولت ہوا اور نہ بقول قائم چاند پوری اس سے پہلے اردو کیا تھی؟

"اک بات کچھ سی بہ زبانِ کنی تھی"

۱۳۶ - ۱۳۸ - ۱۳۷

حضرت حجۃ اللہ حج کے لئے روانہ ہوئے وہ آپ سے پندرہ سال بڑے تھے اُن کی ولادت ذیقعدہ ۳۲۸ھ میں ہوئی تھی، آپ ایک منزل تک اُن کی مشایعت میں گئے۔ جب جدائی کا وقت آیا تو حضرت حجۃ اللہ نے آپ سے کہا کہ بھائی! اب میری وضعی ہے اور حیاتِ مستغایر پر کچھ بھروسہ نہیں تم میرے بچوں کا خیال رکھنا۔ آپ نے اُن سے کہا بھائی صاحبِ محمد کو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ کی عمر دراز ہوگی اور آپ کافی عرصہ فقید حیات رہیں گے، البتہ مجھ کو اپنی حیات کی امید نہیں ہے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ میرے بچوں کا خیال رکھیں۔ برکاتِ معصومی کے مولف لکھتے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں کی پھر ملاقات نہیں ہوئی، حضرت سیف الدین دنیا سے رحلت کر گئے اور حضرت حجۃ اللہ ان کے بعد اسی سال حیات سے اور بھی لکھا ہے کہ ایک مدت سے آپ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ نصف شب کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مزار پر انوارِ حاضر ہوتے اور جذبہ و شوق کی حالت میں مرقدِ مطہر کے گرد گھومتے اور فرماتے ”سب درگاہِ مجدد الف ثانی ام“ اور کبھی یہ الفاظ و رد بیان ہوتے تھے ”سب درگاہِ بندگی شیخ احمد کابلی سرسندی ام“ اور کبھی اپنے والد ماجد کے روضہ مبارک پر حاضر ہوتے اور شہر چڑھتے۔

من کیستم کہ با تو دم بندگی زخم چنیز سگانِ کوئے تو یک کمترین منم سلہ

[میں کون ہوں جو تیری غلامی کا دم بھروں، تیرے کوچے کے بہت سے کتوں میں سے ایک کمترین کتا میں ہوں]

خواجہ محمد زبیر ایامِ طفلی میں ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئے، آپ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اُن کی فال نے آپ سے دعا و صحت کے لئے عرض کیا آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس لڑکے کا اللہ تعالیٰ حافظ و معین ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا شیخِ عظیم ہوگا اور ہزاروں آدمی اس کے حلقہ میں حاضر ہوں گے۔ ۲۷

نقل ہے کہ ایک شخص نے تقلیلِ غذا کرنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ تقلیلِ غذا کی ضرورت نہیں ہمارے بزرگوں نے کام کی بنیاد دوام و قوفِ قلبی و صحبتِ شیخ پر رکھی ہے، زہد و مجاہدہ شاقہ کا ثمرہ خرقِ عادات و تصرفات ہے، ہمارے یہاں اس کی ضرورت نہیں، یہاں دوامِ ذکر و توجہ الی اللہ اور اتباعِ سنت ہے سلہ

آپ کا معمول تھا کہ ظہر و عصر کے درمیان مستورات کو احادیثِ شریفہ سنایا کرتے تھے ایک روز خلافِ معمول وعظ و نصائح کو جلد ختم کر دیا مستورات نے عرض کیا کہ ابھی بہت وقت ہے کچھ اور پڑھئے

۱۶، ۶۵، ۶۶، ۷۵ روضہ دکن دم ص ۲۲۶ - ۳۷ حالات شائع نقشبندیہ ص ۳۵۷ -

آپ نے فرمایا اور محمد اعظم (آپ کے بڑے صاحبزادے) سے پڑھوانا۔ اس کے بعد آپ بیمار ہو گئے اور حدیث شریف سنانے کا اتفاق نہ ہوا۔ ۱۷

کہتے ہیں کہ آخری وقت میں حضرت شیخ کی خدمت میں ایک کو لایا گیا جو اہل سنت و جماعت کے عقائد کا مخالف تھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ تم مخالف مشرب کو میرے پاس لائے ہو، اسے یہاں سے لیجاؤ۔ ۱۸

۱۷

حضرت خواجہ سیف الدین کا سیتالیس سال کی عمر میں ۲۶ جمادی الاولیٰ ۹۶۱ھ کو انتقال ہوا۔ ۳
آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخوں میں اختلاف ہے نے سال ولادت ۵۵۸ھ لکھا ہے اور سال وفات ۹۵۸ھ اور ۹۸۱ھ لکھا ہے۔

برکات معصومی صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ جب آپ کے جازرے کو برائے ترفین لے چلے تو جازرہ لوگوں کے ہاتھوں سے نکل کر سو پار چلنے لگا ہر چیز مردم بہ قسمی جست دست کم کسے بہ آئی رسید۔ جتنا بھی لوگ اچھلے کم ہی کسی کا ہاتھ اس تک پہنچا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر کافی غیر مسلموں نے کلمہ پڑھا۔ اور جب ترفین کی جگہ جازرہ پہنچا تو خود بخود پیچے اتر آیا۔ ۱۹

آپ کا مزار حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک سے جنوب کی جانب تھوڑے فاصلہ پر ہے ہزار پر ہیبت عالی شان گنبد ہے جس کے گرد باغ لگایا ہوا ہے ۲۰

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے صاحبزادوں میں حضرت معرۃ الوثقی، کو اور حضرت معرۃ الثقیۃ کے صاحبزادوں میں حضرت خواجہ سیف الدین کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ محتاج تعارف نہیں حضرت خواجہ سیف الدین جہمی کی اولاد و سلسلہ کے بزرگوں کے ذریعہ ہندوستان میں شریعت و طریقت کو بڑا عروج حاصل ہوا اور تعلیمات اسلامیہ کے رائج کرنے میں جس قدر اہل بزرگوں نے جدوجہد کی اس کی مثال ملنا مشکل ہے چنانچہ آپ ہی کی اولاد در اولاد میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی بھی جو بانیان دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہما جیسی عظیم شخصیتوں کے استاد حدیث ہیں۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین دیوبندی ثم المدنی ہمتی دارالعلوم دیوبند بھی حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ قدس سرہ کے خلیفہ کبار میں سے تھے جن کے خلیفہ حضرت مفتی عزیز الرحمن عثمانی

۱۷ حالات شارح نقشبندیہ ص ۳۵۶۔ ۱۸ روضہ رکن دوم ص ۲۲۶ ۱۹ مشارح نقشبندیہ ص ۳۵۶۔

۲۰ حضرت محمد اور ان کے ناقدین ص ۲۴۰۔ ۲۱ روضہ رکن دوم ص ۲۲۶۔

۲۲ یعنی شاہ عبدالغنی بن شاہ ابوسعید بن صفی القدر بن عزیز القدر بن شاہ محمد عیسیٰ بن حضرت سیف الدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین

دیوبندی ہوئے جو دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی قدس سرہ
 "تذکرۃ الرشید" میں تحریر فرماتے ہیں: یہ بات مشہور ہے کہ شاہ (عبدالغنی) صاحب کو اپنے شاگردوں میں سب سے
 زیادہ محبت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ساتھ تھی اور مریدوں میں مورد
 عنایت خاصہ حضرت مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب مدرس مدرسہ عالیہ اسلامیہ (دیوبند) تھے۔

نیز فرماتے ہیں "حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کو حضرت شاہ احمد سعید صاحب (حضرت شاہ
 عبدالغنی) کے بڑے بھائی سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا۔ (دلیل)

اسی طرح حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہاڑپور (جن کے خلیفہ شیخ الحدیث
 حضرت مولانا ذکریا صاحب مظاہر العالی ہیں) کو بھی حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ سے سند حدیث حاصل کرنے کا شرف
 حاصل ہوا، چنانچہ حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی "تذکرۃ التحلیل" میں تحریر فرماتے ہیں کہ (حضرت مولانا خلیل احمد)
 مدتیۃ الرسول میں محدث دارالہجرت استاذ الکمل حضرت مولانا الشاہ عبدالغنی المہاجر المجددی نقشبندی کو حلیہ کتب
 حدیث کے اوائل سنا کر بالا اجمال اور قبولیت دعا عند الملتزم کی بالتفصیل اجازت حاصل کی۔ نیز حضرت مولانا
 عاشق الہی علیہ الرحمہ نے تذکرۃ التحلیل میں حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ کا حضرت مولانا خلیل احمد قدس سرہ کو
 عطا کردہ اجازت نامہ اور دعا عند الملتزم کی سند کی نقل بھی درج فرمائی ہے۔

اور حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کی اولاد دیولاد میں حضرت خواجہ محمد آفاق بھی تھے جن کے
 خلیفہ مجاز حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی قدس سرہ تھے اور ان کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد علی نوگری
 بانی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور حضرت مولانا سید عبدالحی قدس سرہ ماہ نامہ ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی تھے جن کے
 چشم و چراغ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مظاہر العالی ہیں۔ غرض کہ ہندوستان کے یہ بڑے بڑے دارالعلوم
 علمی اور روحانی طور پر ایام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بالواسطہ فیضیاب ہیں اور ان ہی بزرگوں کے
 نکلتن کے خوش چین و درویش منت ہیں۔

نیز سلسلہ طریقت کی بھی بیشمار شاخیں ہیں جو حضرت خواجہ سیف الدین کے واسطہ سے سلسلہ عالیہ
 نقشبندیہ مجددیہ سے نسبت رکھتی ہیں خود حضرت خواجہ سیف الدین کے خلیفہ مخدوم ابوالقاسم تنوی نے سند میں
 سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بہت تبلیغ و اشاعت کی اگرچہ اس سے قبل مخدوم آدم تنوی بھی جو حضرت عروۃ الوثقی
 کے خلفا میں سے تھے جنھوں نے سندھ میں اس سلسلہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور آپ ہی کے سلسلہ عالیہ میں حضرت
 مرزا مظہر جان جاناں اور حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ بھی تھے جن کے ایک خلیفہ مولانا مال دروی قدس سرہ کے
 ذریعہ بلاد عرب، روم اور شام وغیرہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی حتیٰ کہ

صاحبِ ردالمحتار شرحِ ردالمحتار علامہ شامی جسی عظیم شخصیت بھی حضرت مولانا خالد رومیؒ کے مرید ہیں۔ نیز حال کے بزرگوں میں حضرت مولانا عبد الغفور عیسیٰ مدنی قدس سرہ کی وجہ سے عرب و عجم میں اس سلسلہ عالیہ کو فرید عروج حاصل ہوا جو مدرسہ امینیہ دہلی کے فارغ التحصیل جید عالم و استاد اور حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی نقشبندی مجددی سراجِ مسکین پوری قدس سرہ کے اجل خلفا میں سے تھے۔

حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے ایک سونے مکاتیب شریفہ کو آپ کے قرزند اکبر اور جانشین شیخ محمد اعظم نے جمع کیا تھا جن کو محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب مدظلہ نے مکتوباتِ سیفیہ کے نام سے شائع کیا ہے۔

آپ کی اولاد میں آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں: شیخ محمد اعظم، شیخ محمد شعیب، شیخ محمد حسین، شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد موسیٰ، شیخ کلمۃ اللہ، محمد عثمان و عبد الرحمن (بچے دونوں لا ولد قوت ہوئے)۔ جنتِ بانو، جیبہ، سائرہ، شہزادی، ربیع النساء، چھٹی کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

شیخ محمد اعظم، آپ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں سلوک کی تکمیل اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علوم ظاہری میں بھی کمال حاصل کیا، صاحبِ تصانیف تھے، اکثر لوگوں نے آپ سے سلوک کی تکمیل کر کے خلافت پائی، آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

شیخ محمد شعیب، آپ نے بھی اپنے والد بزرگوار سے تکمیلِ سلوک کی آپ کے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں تھیں۔

شیخ محمد حسین، آپ بھی اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے، آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

شیخ محمد عیسیٰ، آپ نے اپنے بھائی شیخ محمد اعظم سے سلوک کی تکمیل کی، آپ کے تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

شیخ محمد موسیٰ، آپ اپنے چچا کے مرید تھے، آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

شیخ کلمۃ اللہ، آپ اپنے چچا محمد صدیق کے مرید تھے، آپ کے صرف ایک لڑکا تھا۔

(۶) حضرت شیخ محمد صدیق محبوب الہی قدس سرہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے سب سے چھوٹے اور چھٹے فرزند ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۱ھ یا ۱۰۵۲ھ میں بمقام سرہند ہوئی، آپ اپنے والد ماجد سے مشابہت تام رکھتے تھے، حضرت عروۃ الوثقیٰ کو اپنی کبر سنی کی وجہ سے آپ کی تربیت کا بہت فکر و خیال تھا کہ مبادا معاملہ عام رہ جائے اور بھائیوں کے محتاج ہوں، جب آپ سنِ تعلیم کو پہنچے تھوڑی مدت میں قرآن شریف ختم کر کے کتبِ منذاول کے پڑھنے میں مشغول ہو گئے اور علوم عقیدہ و نقلیہ تھوڑی مدت میں حاصل کر کے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک طے کرنے میں مشغول ہو گئے، اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت نے آپ کو ولایت احمدی کی بشارت دی اور بیس سال کی عمر میں جملہ کمالات و خصوصیاتِ طریقہ سے اپنے بھائیوں کے مثل سرفراز ہوئے، آپ اکثر بعض رہا کرتے تھے اسی لئے مرغوبِ غذائیں لذیذ پھل وغیرہ سے بہت پرہیز کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ وہی مجھ کو بہت مرغوب ہے لیکن تیرہ سال سے نہیں کھائی، آپ نہایت صابر و شاکر اور علم و عمل، ورع و تقویٰ اور حسنِ خلق و کسر نفسی سے کمال آراستہ تھے لہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ کے وصال کے چند سال بعد آپ حج کے لئے تشریف لینگے وہاں بہت لوگ آپ سے مرید ہوئے واپسی پر شاہجہاں آباد میں سکونت اختیار کی اور آخر دم تک وہیں رہے، ہزار ہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور بہت لوگ خلافت سے مشرف ہوئے۔ بادشاہ فرخ سیر بھی آپ کا مرید تھا ۵ جمادی الاولیٰ ۱۱۳۰ھ کو دہلی میں آپ کا وصال ہوا اور نعش سرہند شریف پہنچائی گئی، آپ کے مزار پر بھی ایک عالی شان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ شیخ محمد مہدی شیخ عبد الباقی، لڑکیوں میں ایک مہر النساء جو تارک الدنیا ہو کر عبادت میں مشغول رہیں دوسری عظیم النساء شیخ محمد مہدی، آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے ظاہری علوم میں بھی کمال حاصل کیا، آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

شیخ عبد الباقی، آپ بھی اپنے والد بزرگوار سے مرید تھے، قرآن شریف حفظ کر کے ظاہری علوم میں کمال حاصل کیا، اولاد میں صرف ایک لڑکا معصوم احمد تھا ۵

حضرت ابو العلیٰ قدس سرہ

اس مجموعہ کے ساتھ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ قدس سرہ کے پوتے خواجہ محمد زبیر بن حضرت ابو العلیٰ رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات پیش کرنے کی سعادت اس لئے حاصل کی جا رہی ہے کہ صاحبِ روضۃ القیومیہ نے حضرت خواجہ محمد نقشبند کو قیوم ثالث اور حضرت خواجہ محمد زبیر کو قیوم رابع لکھا ہے اسی وجہ سے روضۃ القیومیہ کے ضخیم دفترین علیحدہ علیحدہ ان حضرات کے تفصیلی حالات درج ہیں۔ چونکہ روضۃ القیومیہ ہی ہماری تالیف کی اصل بنیاد ہے اس لئے ہم نے اس باب کو بھی شامل کر لیا ہے۔ ان بزرگوں کے حالات سنجوئی واضح ہو جاتا ہے کہ اگرچہ نظارہ خاندانِ مغلیہ کی ہندوستان پر حکومت تھی لیکن بساطِ عوام و خواص کے ساتھ ساتھ ان بادشاہوں کے دل و دماغ پر بھی خاندانِ مجددیہ کی حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اب ہم حضرت ابو العلیٰ کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد حضرت خواجہ محمد زبیر کے تفصیلی حالات پیش کرتے ہیں۔ (مؤلف)

حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت ابو العلیٰ کی ولادت ۱۰۶۳ھ - ۱۶۵۱ء میں حضرت سرہند شریف میں ہوئی تھی۔ ظاہری تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے مجاہدہ شروع کیا، ۸۳ھ - ۱۶۵۱ء میں حضرت ابو العلیٰ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا اور لوگوں کی ہمنشینی کو ترک کر دیا۔ جب حضرت حجۃ اللہ نے حضرت ابو العلیٰ سے چہرہ پر نقاب ڈالنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے عرض کیا کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰت و التسلیمات میرے سامنے تشریف فرما ہیں اس لئے اب میں نہ کسی کی طرف دیکھ سکتا ہوں اور نہ کسی سے بات کر سکتا ہوں۔ حضرت نے مزید دریافت کیا کہ کیا اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں؟ عرض کیا جی ہاں تھے۔ حضرت ابو العلیٰ آٹھ سال تک نقاب پوش رہے، اس عرصہ میں آپ نے کبھی آرام کیا اور نہ تکیہ لگا کر بیٹھے، ہر وقت قبلہ رو بیٹھے رہتے، صرف نماز کے لئے اٹھتے۔ عالمگیر بادشاہ نے ہر چند آپ سے ہم کلام ہونا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا، صرف اپنی والدہ ماجدہ یا والد بزرگوار سے بعض ضروری امور کیلئے

لے وسیلۃ القبول (مکتوبات حضرت خواجہ نقشبند) میں آپ کا نام گرامی "ابوالاعلیٰ" درج ہے

۱۰۶۳ھ - ۱۶۵۱ء میں حضرت خواجہ محمد زبیر کے مرید و خلیفہ بنے اور مجددی خاندان اور قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے بھی ان کو حق پر کمانے شیخ کی مورخ تفصیل رکھیں، نیز روضۃ القیومیہ کن چہام ۱۹ء میں لکھے ہیں کہ کشف الخفاقی قیومیت میں اس بات کی مفصل وجہ درج ہے کہ اس قلیل عرصہ میں اتنے قیوم کون ہوئے؟ لیکن یہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گذری تھی ہدیہ مجددیہ ص ۵۵۔
ملکہ روضۃ رکن سوم ص ۱۷۔

کلام کرتے۔ کہتے ہیں کہ آپ ظاہری آنکھوں سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ ۱۔

حضرت ابو العلیؒ اسی نقاب پوشی کی حالت میں اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ کے ہمراہ حج مقدس کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر جب سورت کی بندرگاہ پر پہنچے تو نقاب اتار دیا۔ پھر سر ہند شریف پہنچ کر ۱۰۹۱ھ میں حضرت ابو العلیؒ کی شادی خانہ آبادی حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت شیخ سعد الدینؒ کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ ۲۔ بعد ازاں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ عالم وجود میں آئے۔

معلوم ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابو العلیؒ کی تربیت فرمائی تھی وہ اسی لئے تھی کہ ان سے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ جیسا موتی پیدا ہو جو حقیقت محمدی کا مظہر اتم اور کمالات احمدی کا تمم ہو۔ ۳۔

روضۃ القیومیہ میں کسی جگہ لکھا ہوا ہے کہ ”حضرت ابو العلیؒ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں: ”یعنی ”مناقب نقشبندی“ حضرت ابو العلیؒ کی تصنیف ہے۔

حضرت ابو العلیؒ نے ۱۳ شعبان ۸۱۷ھ کو تینتالیس سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کی حیات میں وفات پائی۔ اولاد میں ایک صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ اور دو صاحبزادیوں تاج النساء و فقیہہ خانم چھوڑیں۔ ۴۔ حضرت ابو العلیؒ کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ قدس سرہ نے اپنی پوری توجہ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی تربیت پر مرکوز کر دی۔ اب ہم حضرت خواجہ محمد زبیرؒ قدس سرہ کے حالات تفصیل سے پیش کرتے ہیں:-

۱۔ روضۃ القیومیہ رکن سوم ص ۱۸ ۲۔ ایضاً ص ۶۷ ۳۔ ایضاً ص ۱۸۔ ۴۔ ہدیہ احمدیہ ص ۵۵ لیکن وسیلۃ القبول (کتوبات حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ) ص ۴ کے حاشیہ پر آپ کے انتقال کا سن ۸۱۷ھ درج ہے۔

حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ

حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ (پیر) ذیقعدہ ۹۳۰ھ کو ہوئی۔ یعنی آپ کی ولادت باسعادت نے صیام و حج (یعنی دو عیدوں اور دو بڑی عبادتوں والے مہینوں) کے درمیان واقع ہو کر اس خاکدانِ عملگدہ کو نشا و نست سے آباد کیا۔

آپ کا اسم گرامی محمد زبیر، کنیت ابوالبرکات اور لقب شمس الدین قرار پایا۔ جب آپ کی عمر مبارک چار سال چار ماہ ہوئی تو آپ کو سعادت مند ادیب اور شہرہ آفاق علماء و فضلاء کے سپرد کیا گیا تاکہ اپنا وقت تکمیلِ علوم اور تحصیلِ فضائل میں مشغول رکھیں۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ اپنے دادا حضرت خواجہ محمد نقشبند حجتہ اللہ قدس سرہ کے ہمراہ قریضہ حج ادا کرنے اور زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حجاز مقدس شریف لے گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو جس سال "تجدید الف ثانی" کا منصب عطا ہوا تھا اس کے پورے سو سال بعد ۱۱۱۱ھ میں حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر کو اپنا قائم مقام بنا کر قطب الاقطاب اور قیومیت کی خلعت پہنا کر اپنا ولیعہد و جانشین بنایا اور اپنے تمام مریدوں اور قلفکار کی تربیت آپ کے سپرد فرمادی۔ بعد ازاں ۲۹ محرم ۱۱۱۲ھ کو حضرت خواجہ محمد نقشبند کا وصال ہو گیا، اور بروز ہفتہ

۱۔ روضۃ القیومیہ رکن چہارم ص ۵ — ۲۔ ایضاً ص ۷ — ۳۔ ایضاً ص ۸ — ۴۔ ایضاً ص ۱۳ — ۵۔ ایضاً ص ۱۷ — ۶۔ ایضاً ص ۲۲

۱۵۱ سال یعنی ۱۱ رمضان المبارک ۱۱۱۲ھ بروز جمعہ بوقت فجر حضرت میرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کی ولادت ہوئی اور بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ۹ محرم ۹۵۰ھ کو شہادت پائی اور اپنی خانقاہِ ظہریہ میں دفن کئے گئے۔

یکم ماہ صفر ۱۱۱۷ھ کو آپ ارشادِ قیومیت کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ ۱۵۔ دوسرے سال ۱۱۱۵ھ
حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے ہاں پہلا فرزند محمد عزیز نامی کی ولادت ہوئی۔ ۲۰۔ پھر ۲۴ صفر ۱۱۱۸ھ کو
روز بدھ بوقتِ مغرب حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے چوتھے صاحبزادے حضرت شیخ محمد اشرفؒ کا انتقال ہو گیا۔

۱۱۱۸ھ میں کابل کے باشندوں نے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں کابل تشریف آوری
کے لئے بکثرت عرض کیے، حضرت ان کی درخواست کو قبول فرما کر کابل تشریف لے گئے، ان دنوں شاہزادہ محمد معظم

بہادر شاہ کابل کا حاکم تھا وہ بھی حضرت کے استقبال کے لئے پشاور تک آیا۔ اسی اثنا میں جمعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ
کو بادشاہ عالمگیر کا انتقال ہو گیا لیکن تقریباً ایک ماہ بعد شاہزادہ معظم کو بادشاہ کے انتقال کی خبر ملی، شاہزادہ نے

اسی وقت حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے حق میں دعاء و توجیہ فرمائیں کہ
حق سبحانہ و تعالیٰ میری عزت و آبرو و سلامت رکھے اور دشمن ہر فتحیاب ہو کر ہندوستان کی سلطنت میرے

ہاتھ آئے حضرت نے دیر تک دعائے خیر کی اور شاہزادہ کو سلطنت ہند کی خوشخبری دی۔ شاہزادہ اس
خوشخبری سے بہت توش ہوا اور اپنے ہمراہ ہندوستان چلنے پر اصرار کیا۔ شاہزادہ کی منت و سماجت

اور کجگوئی کی وجہ سے حضرت بھی اس کے ہمراہ سر ہند تشریف لے آئے۔ ۲۷۔ شہنشاہ ہند (عالمگیر)
کی وفات کے بعد اس کا دوسرا فرزند محمد اعظم باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا، تمام اراکین سلطنت و

امراء نے اس کی اطاعت قبول کی۔ ۲۵۔ غرض کہ محمد معظم تمام اراکین و اقارب سلطانی سمیت محمد معظم
کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دکن سے روانہ ہوا۔ محمد معظم کے پاس فوج بہت کم تھی، حتیٰ کہ اس کے آدمی

۱۵ روزہ القیومیہ دکن چارم ص ۲۶۔ ایضاً ص ۲۹۔ ایضاً ص ۳۱۔ ایضاً ص ۳۲۔ ایضاً ص ۳۲۔ ایضاً
۳۲۔ اسی سال ۲۴ شوال ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۷۰۳ء کو روز بدھ بوقتِ طلوع آفتاب حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ ہو گیا
کی قصبہ چکیت ضلع مظفر نگر یوپی میں ولادت ہوئی اور اسی سال کی عمر میں ۲۹ محرم ۱۱۱۹ھ بوقتِ ظہر دہلی میں انتقال ہوا۔

۳۵۔ ان واقعات کو تاریخ کی روشنی میں منتخب الباب حصہ چہارم سے ملاحظہ فرمائیں۔ محمد معظم (شاہزادہ دوم) مالوہ کی صوبیداری
سے رخصت حاصل کر کے بادشاہی لشکر سے ملین کوس کے فاصلہ پر پہنچ چکا تھا کہ شام کے وقت اسے عالمگیر کے انتقال کی
خبر ملی، وہ جلد از قلعہ حاضر ہو کر باپ کے گھن دفن میں شریک ہو گیا اور ۱۰ ازی الحج کو تخت نشین ہوا۔ تقریباً دو ماہ

گزرنے کے بعد شہر بیجا پور میں کام بخش (شاہزادہ سوم) بھی تخت نشین ہو گیا۔ (۱۹)
۳۶۔ محمد معظم بہادر شاہ شاہ عالم (شاہزادہ کال) کابل میں متعین تھا، اس کو پشاور میں ۲۷ زری الحج ۱۱۱۸ھ کو بادشاہ

کے انتقال کی خبر ملی، دوسرے ہی دن وہ دہاں سے روانہ ہو گیا اور اس نے محرم کی آخری تاریخ یا صفر ۱۱۱۹ھ کو لاہور کے
فوج میں قیام کر کے تخت نشین ہو کر اپنے نام کا خطیہ پڑھنے اور سکہ جاری کرنے کا حکم دیدیا۔ (۲۳) پھر سر ہند ہوتا ہوا
دہلی پہنچ گیا۔ (۲۴) پھر ربیع الاول کے اوائل میں اکبر آباد وارد ہوا۔ (۲۵)۔ محمد معظم شاہ زبیر کو عبور کر کے

گوالیار پہنچا تو اسے اطلاع ملی کہ محمد معظم ایک بڑا لشکر لیکر اکبر آباد پہنچ گیا ہے اور اس نے فوج کی تنظیم کرنی ہے۔ (۲۶)
جب محمد معظم کے گوالیار پہنچنے کی خبر محمد معظم کو ملی تو اس نے سبھانی (محمد اعظم) کے نام خط لکھا۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

کہتے تھے کہ ہم معظم کو زندہ پکڑ کر لے آئیں گے، محمد معظم ایسی افواہیں سن کر بہت گھبرایا ہوا تھا اور اکثر اوقات حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوتا رہتا تھا، حضرت زبیر تسلی دیتے اور فرماتے کہ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تم ہی کو فتح عنایت فرمایگا اور تم ہی ہندوستان کے بادشاہ ہو گے۔ جب شہزادہ لاہور پہنچ کر تخت شاہی پر بیٹھا تو حضرت خواجہ محمد زبیر ہی نے اپنے دست مبارک سے شہزادہ کے سر پر تاج شاہی رکھا، اتنے میں محمد معظم کا پڑا کا معز الدین حاکم ملتان بھی ایک جہاز لشکر لیکر یاپ سے آلا، حضرت خود لاہور ٹھہر گئے اور شہزادہ کو فتح نصرت کی خوشخبری عطا فرما کر رخصت کیا۔

محمد معظم لاہور سے سرسہنڈ آیا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے صاحبزادے حضرت محمد صبیحہ اللہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی دستار مبارک شہزادہ کے سر پر باندھی، شہزادہ اسے نعمت عظمیٰ خیال کر کے کھولا نہ سما یا بعد ازاں شاہی جہاں آباد کا رخ کیا پھر اکبر آباد پہنچ گیا۔ اسی اثنا میں محمد معظم بھی اکبر آباد کے قریب پہنچ گیا۔ محمد معظم نے اس کو پیغام بھیجا کہ والد ماجد نے مجھے والی ہند مقرر کیا ہے، اسلئے میں ہند لیتا ہوں دکن پر تم قانع رہو۔ محمد معظم نے اس بات کے ملنے سے انکار کر دیا۔ محمد معظم نے پھر کہا کہ بھیجا کہ تزارع تو ہم بھائیوں میں ہے کیوں ناقص خلق خدا کی تو تیزی کرتے ہو، میں تم سے شاہانہ طور پر لڑنا چاہتا ہوں، محمد معظم اپنی بہادری اور کثرت افواج پر مغرور تھا۔ آخر بڑے گھمان کی جنگ ہوئی۔ اور محمد معظم بہادر فتحیاب ہوا، محمد معظم اور اس کا لڑکا کبیر رخت مارا گیا۔ بہادر شاہ کو بھائی بھتیجے کے مارے جانے کا بہت رنج ہوا حتیٰ کہ اس صدمہ سے بیہوش ہو گیا، بعد ازاں بہادر شاہ نے اس فتح کے شکرانہ میں تخت و پہلیا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) تم کو چاہئے کہ والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عطا کر دیا اس پر راضی ہو جاؤ اور فتنہ و فساد کے دفع کرنے کی کوشش کرو۔ اور اگر والد مرحوم کی وصیت پر جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وہ کر گئے ہیں راضی نہیں ہو اور اپنی بہادری کا مظاہرہ کرتے پرتل گئے ہو تو پھر یہ کیا ضروری ہے کہ اس فانی سلطنت پر ہمارے باہمی تنازعہ میں ایک مخلوق ماری جائے، بہتر یہ ہے کہ تنہا ہم اور ہم مقررہ مقام پر ایک دوسرے سے مقابلہ کریں۔ یہ بیہم کز بابلندی کرامت [دیکھیں کہ ہم میں سے کس کو تیزی حاصل ہے] خود ہی فیصلہ ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کی اعانت کس کے ساتھ ہے (مست) جب بڑے بھائی کا خدا و پیغام معظم شاہ کو ملا تو اس نے بگڑ بگڑ کر کہا کہ اُس کی عقل ٹھکانے نہیں رہی ہے، کیا اُس نے گلستان میں پڑھی کشتی شکر مری نے فرمایا ہے دو بادشاہ در اقلیمہ۔ گنجدوہ در ویش در گلیجہ خچہ بند (ص ۱۸) بیچ الاولیاء ص ۱۱۹ کو اکبر آباد سے سات آٹھ کوس پر جاوے میدان میں مقابلہ ہوا اور معظم شاہ کو شکست ہوئی۔ فتح کے بعد محمد معظم شاہ عالم نے شکرانہ کی نماز پڑھی اور محمد معظم کے بیٹے عالی تبار اور کبیر رخت کے بیٹوں وغیرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ آئے تو ان کو گنگے سے لگا کر پیرانہ شفقت میں اُن کے سر پر ہاتھ رکھا اور جان کی امان دی اور فرزندوں کی طرح اُن کی تربیت و پرورش کے احکام دیئے اور ان پر بے حد عنایات کیں، معظم شاہ کی عورتوں کو بھی تسلی دلاسا اور ہمد کے پیغام بھجوائے۔ نیز حکم صادر کیا کہ محمد معظم شاہ، کبیر رخت، اور والا جاہ کی لاشوں کو غسل و کفن دیکر ہاویں بادشاہ کے مقبرہ کے قریب دفن کریں (تخت الباب جلد چہام ص ۱۷)

(صغیر تبار حاشیہ) روضۃ القیومیہ رکن چہام ص ۳۲۔ ایضاً ص ۳۵۔ ایضاً ص ۳۶۔ ایضاً ص ۳۹۔ ایضاً ص ۳۹۔

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں ارسال کئے اور سرتر کے تمام حضرات کی خدمت کیلئے زر کثیر بھیجا۔ اس فتح کے بعد بہادر شاہ (محمد معظم) نے دکن کا رخ کیا۔ سلطان عالمگیر نے اپنے چھوٹے بیٹے کام بخش کو حیدرآباد کا علاقہ دے رکھا تھا، باپ کی وفات کے بعد اس نے بھی تخت پر بیٹھ کر اپنے نام کا سکہ جاری کر دیا تھا، یہ بات محمد معظم بہادر شاہ کو ناگوار گزری، چنانچہ وہ مترسین طے کرتا ہوا حیدرآباد پہنچ گیا اور جنگ کی نوبت آگئی۔ یہاں بھی بہادر شاہ کو فتح ہوئی اور کام بخش شدید زخموں کی وجہ سے بیہوش ہو گیا۔ جب بہادر شاہ کے سامنے اس کو پیش کیا گیا تو اس نے کام بخش کی بیمار داری میں بہت توجہ کی، زخموں کو ٹانگے لگوائے اور علاج میں پوری توجہ کی تا کی، لیکن جونہی کام بخش کو قدرے ہوش آیا اس نے بہادر شاہ سے کہا کہ میں تیرا منہ دیکھنا نہیں چاہتا، غصہ میں آکر اپنے ہاتھوں سے زخموں کے ٹانگے کھول دیئے اور علاج نہ کرنے دیا آخر دو تین گھنٹی بعد مر گیا، بہادر شاہ کو اس کے مرنے کا بھی بہت صدمہ ہوا اور اس کی اولاد کی بھی بہت عزت کی۔

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ قدس سرہ کا کافی عرصہ لاہور میں قیام پذیر رہے اور حضرت کے حلقہ میں مجمع عظیم ہونے لگا ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوئے اور کثیر جماعت نے خلافت پائی۔ اسے بعد ازاں آپ اپنے خلیفہ شیخ عبدالرحیم کو خلافت عنایت فرما کر اور لاہور کے تمام مریدین و خلفاء ان کے سپرد کر کے

انکہ روضۃ القیومین، چہارم ص ۴۰۰ سے ایضاً ص ۴۱ سے ایضاً ص ۴۲

عہ ان واقعات کو بھی تاریخ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں: - سب سے پہلے کے اوائل میں شاہ عالم (محمد معظم) نے اپنے چھوٹے بھائی کام بخش کے نام حسب ذیل مضمون کا ایک خط لکھا کہ والد بزرگوار نے صوبہ بیجاپور کی حکومت تم کو عطا کر دی تھی ہم بیجاپور اور حیدرآباد دونوں صوبوں کی حکمرانی بشمول توابات و لواحقات اس عالی قدر بھائی کو تفویض کرتے ہیں بشرطیکہ وہ دکن کے سابق فرمانرواؤں کے طریقہ سہارے نام کا سکہ و خطبہ جاری کرے، جو پیشکش زمانہ قدیم سے ان دونوں صوبوں کے حکام بادشاہی سرکار میں جمع کرانے رہے ہم اس کی معافی کرتے ہیں اس عنایت و مرحمت پر حسب آیت لٹن شکر تم کا زمین نکم (اگر تم شکر جلاؤ تو میں ضرور تم کو اور زیادہ دوں گا) تم دل و جان سے شکر بجا لاؤ اور اپنے بزرگوں کی طرح عدل پروری، داد گستری الخ رعایا کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرو اور اس علاقہ کے سرکشوں ظالموں اور بڑوں کی سرکونی سے غفلت نہ ترو (۱۶۹۰ء) لیکن کام بخش نے بہادر شاہ کے ایلچی کو بھی بڑی زلت کے ساتھ قید کر دیا اور بادشاہ کے لطف آمیز خط کے جواب میں محاصرہ مانیں لکھ کر یہ آیت نقل کر دی کہ من قنۃ قلیلۃ قلبت قنۃ کثیرۃ (کتنی ہی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پر غالب آگئی ہیں) حیدرآباد سے دو تین کوس کے فاصلہ پر جب مقابلہ ہوا تو کام بخش کے پاس پرانے نام قورج خانی، اس کے باوجود بہت بہادری اور لڑا آخر بڑی طرح زخمی ہونے کے بعد گرفتار کر لیا گیا، شاہ عالم بادشاہ نے ہر چیز فوراً علاج کرانے پر اصرار کیا اور بڑی منت سماجت کر کے بھائی کو شوربے کے دو تین چمچے پلائے لیکن کام بخش نے منظور نہیں کیا، آخر تین چار گھنٹی بعد کام بخش اور اس کا بیٹا قورج و متر اشراف نالی کو پیارے ہو گئے۔ بہادر شاہ نے دونوں کی لاشوں کو ہماہوں بادشاہ کے مقبرہ میں دفن کرانے کے لئے شاہجہاں آباد روانہ کر دیا اور تین دن تک تعزیت کے مراسم ادا کئے اور نوبت نہیں بجائی (۱۶۹۰ء) (از منتخب اللباب حصہ چہارم)

سرمد تشریف لے آئے، یہاں پہنچ کر حضرت خلوت نشین ہو گئے صرف نمازوں کے لئے مسجد تشریف لیجائے یا کبھی بلوغ کی سیر کو جاتے ۱۵۔ اس کے باوجود کافی لوگ حضرت سے مرید ہوئے جن میں قابل ذکر اعز خاں اور عادل خاں وغیرہ ہیں ۱۶۔ لیکن سرمد کے بعض جاہل صوفیہ تھے وہاں ایسے ناہموار حالات پیدا کر دیتے کہ شہر کے اکثر باشندے اپنی بدبختی اور کم نصیبی کی وجہ سے حضرت کے معتقد ہونے سے بلکہ آپ کی اہانت و ذلت کے دہے ہو گئے ۱۷۔ بعد ازاں آپ نے آفت ناگہانی و فراحت آسمانی سے وہاں کے لوگوں کو پورے طور پر آگاہ کیا لیکن لوگوں نے اپنی جہالت و خود پرستی کی وجہ سے کوئی اثر نہ لیا۔ آخر جب اس بلا نے ناگہانی کامقرہ وقت آپہنچا تو حضرت خواجہ محمد زبیر مع متعلقین شاہجہاں آباد کی طرف روانہ ہو گئے ۱۸۔ تیر خیز عبداللہ نے ہمیں صیت پر غربت کو تزیح دی اور وطن مالوف کو ترک کر دیا ۱۹۔ حضرت خواجہ محمد زبیر بروز شنبہ ۱۵ رجب ۱۲۱۱ھ شاہجہاں آباد میں داخل ہوئے اور

۱۵ روفتہ القیومیہ ۳۴ چار مہ ۳۳ ۱۶ ایضاً ۴۷ ۱۷ ایضاً ۵۰ ۱۸ ایضاً ۵۳ ۱۹ ایضاً ۵۵
 ۲۰ وہ ناگہانی آفت روفتہ القیومیہ کے اور درجہ میں درج نہیں البتہ منتخب اللباب میں اس طرح ہے کہ ۱۲۱۱ھ جمادی الآخر کی آخری تاریخوں میں بادشاہ نے اورنگ آباد سے کوچ کیا (۱۲۱۱ھ) اور اوائل شہان ۱۲۱۲ھ کو برہان پور سے کوچ کر دیا (۱۲۱۲ھ) جب شاہی لشکر اجین کی سرحد پہنچا تو دار الخلافہ کے نواح اور پنجاب کے علاقہ میں گرو فرقہ کے فتنہ و فساد کی خبریں ملیں (۱۲۱۲ھ) (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۲۱۲ھ خریک شمال مغرب سے آئی، ابتداءً یہ ایک مذہبی فرقہ تھا جس کا بانی اول بابا نانکؒ تھے انہوں نے ۱۲۱۲ھ میں گرو ادر دروہیوں کی سرحد پر پہنچا اور وہیں گزرا ہے۔ شہزادہ خسرو کی امداد کی وجہ سے جہانگیر بادشاہ نے اس گروہ کے پانچویں گرو ادرین کے ساتھ سختی کی، اسوقت سے یہ فرقہ روہشی چھوڑ کر سیاست کے میدان میں نکل آیا، عالمگیر کے زمانے میں گرو تیغ بہادر اٹھا اور اڑیسہ کے اراصل تھے اور شاہ ولی اللہ (۱۲۱۲ھ) جس زمانہ میں بہادر شاہ بادشاہ نے جہانگیر آباد کی طرف توجہ کی تھی تو سکھوں کا پیشوا گرو تیرتا نامی حضور میں پہنچا تھا اور دین سونہ داروں اور پیادوں کے ساتھ اس سفر میں ساتھ رہا تھا مگر دو تین ماہ بعد ہی جہرہ کے زخم سے وہ مر گیا اور اس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکا کہ کون تھا (۱۲۱۲ھ) جب اس کے قتل کی خبر پنجاب میں پہنچی تو وہاں ایک غیر معروف شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ از روئے تاسخ گوئند مقتول کا اوتار بن کر آیا ہے اور اس نئی زندگی میں گوئند نے اپنی شکل بدل دی ہے اور دارالمسیح والی شکل میں مذکورہ شخص کے روپ میں ظاہر ہوا ہے اور وہ گوئند مقتول کا انتقام لے گا۔ چنانچہ اس نے خروج و بغاوت کے لئے لوگوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لوٹ مار سے کافی مال ان لوگوں نے جمع کر لیا یہاں تک کہ تیس چالیس ہزار مسلح سوار اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے (۱۲۱۲ھ)۔ سرمد کا فوجدار وزیر خاں تھا، جب اس کو معلوم ہوا کہ سکھوں نے اس کے علاقہ پر بھی دست درازی شروع کر دی ہے تو اس نے فوج فراہم کرنے اور جنگی سامان مہیا کرنے کا انتظام کیا۔ سکھوں کو معلوم ہوا تو وہ وزیر خاں کے مقابلے پر آگئے اور جنگ شروع کر دی (۱۲۱۲ھ) قریب تھا کہ سکھوں کے قدم اٹھ جاتے اچانک ہندو کی گولی وزیر خاں کے لگی اور وہ شہید ہو گیا (۱۲۱۲ھ)۔ شہر سرمد شمال و اسباب سے پھر شاہ آباد شہر تھا، یہاں مالدار تاجر صرف اور سرمد رہتے تھے، ہر قوم کے شرقاً، خاص طور سے صلحا و فضلا کا یہ مرکز تھا، سرمد والوں کو جان مال اہل عیال کو نکال لے جانے کی ہمت ہی نہ تھی، وزیر خاں کی شہادت اور لڑائی لشکر کے تباہ ہوجانے کی خبروں سے سب کے جوہلے پست ہو گئے تھے ناچار حضور ہو گئے اور ایک دو دن لا حاصل مدافعت لڑائی لڑتے رہے آخر تقدیر پر شاکر کو گرفتار لے کر دیا، وحشی سکھوں نے جی بھر کر لوٹ مار کی، لوگوں کو قتل کیا، ان کے اہل و عیال کو اسیر بنا لیا۔ (باقی حاشیہ پر صفحہ آئندہ)

حکیم ناری میں سرمد میں لکھا ہے کہ ۱۲۱۱ھ میں سرمد میں بھی جو بدعت تھی جو کتا بت ہونے کے بعد مصلحتاً نکال دیے گئے۔

شہر کے باہر ایک ویران مسجد کے قریب آپ نے اقامت قرآنی لے لی۔ پھر حضرت کے قیام کی برکت سے کسی تہزار مغل خاندان کے لوگ وہاں آباد ہو گئے۔ (غالباً اسی جگہ کا نام مغل پورہ ہے)۔

اسی سال یعنی ۱۰۱۱ھ میں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے ہاں عبد القادر نامی دوسرے صاحبزادہ کی ولادت ہوئی۔ ۱۰۱۲ھ اور اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد صبغۃ اللہؒ اور شیخ محمد عبد اللہ مریح الشریفؒ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد ہاہی کا انتقال ہوا اور دونوں کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے گنبد میں دفن کیا گیا۔

جب محمد معظم بہادر شاہ کو فتح عظیم حاصل ہو گئی اور پورے ہندوستان کا بادشاہ بن گیا تو غور و فکر سے اترنے لگا۔ حالانکہ بادشاہ خود بھی بڑا جید عالم تھا، تقریباً بارہ ہزار احادیث مع شان نزول اس کو حفظ تھیں، چاہتا تھا کہ شریعت میں کوئی ایسی اختراع کرے جو قیامت تک اس کی یادگار رہے چنانچہ اس نے علماء کو بلا کر کہا کہ حدیث نبویؐ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی کہا گیا ہے اس لئے خطبہ میں بھی علی الوصی کہنا چاہئے اور قرآن مجید کو نہ ترتیب نزول مرتب کیا جائے وغیرہ۔ علماء نے کہا کہ اس سے پیشتر تم سے بہتر علمائے مجتہدین گزرے ہیں اور جو علم و تقویٰ ان کو حاصل تھا وہ تم کو نہیں اور قرب عبد کے باعث اخبار ان نبوت کی تصحیح جو انھیں حاصل تھی وہ تمہیں حاصل نہیں، پس جو کچھ حق اور صدق

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) تین چار دن تک وہ نظام توڑے کہ پناہ بخدا۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو کھینچ لیا اور تین برس تک دیا۔ عمارتوں کو آگ لگا دی، امیر فقیر سب کو خاک پر بٹھایا، جہاں بھی مسجد، مقبرہ اور بزرگوں کے مزار نظر آئے سب کو گر دبا، یکدم مردوں کی ہڈیاں تک نکال کر کھینک دیں، سر ہند کی لوٹ مار کے بعد تمام برکتوں میں انھوں نے باج وصول کرنے کے لئے اپنے عمال کو مقرر کر دیا (۱۰۲۷ھ) اس کے بعد سہارنپور میں بھی جنگ و جدال کے بعد لوٹ مار کی پھر حلال آباد سلطان پور، جالندھراور لاہور میں خوب لوٹ مار چوائی۔ مختصر یہ کہ آٹھ تو ماہ کے عرصہ میں دارا کھلاؤ شاہ جہاں آباد کی دو تین منزلوں سے دارالسلطنت لاہور کے اطراف تک تمام شہر و قصبے اور بستیاں ان وحشیوں کی تاخت و تاراج سے ویران اور بے چراغ ہو گئی تھیں، کینترت آدمی مارے گئے انھوں نے بے شمار مسجدوں اور خزاروں کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور سما کر دیا (۱۰۲۷ھ) بہادر شاہ بادشاہ دکن سے واپس آیا اور اس نے سکھوں کی سرکوبی کی بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی بلکہ اس کے وزیر خان خاندان کو اس سلسلہ میں اسقدر لال اور شرمندگی ہوئی کہ اسی صدر اس کا انتقال ہو گیا (۱۰۲۸ھ) (حاشیہ صفحہ پہلا) ۱۰۲۸ھ اسی زمانہ میں بہادر شاہ نے حکم دیا کہ خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ "وصی" کا لفظ بھی پڑھا جائے (۱۰۲۹ھ) لاہور سے اطلاع ملی کہ جب خطبہ میں حضرت علیؑ کے نام کے ساتھ لفظ "وصی" پڑھانے کا حکم پہنچا تو جان محمد ادرہاجی یار محمد جو لاہور کے افضل العلماء تھے علماء و فضلاء کی جماعت لیکر قاضی اور صدر کے گھر پر آئے اور لفظ "وصی" کی پابندی کے ساتھ خطبہ پڑھنے سے انکار کر دیا اسی طرح دارالخلافہ دہلی اور آگرہ میں بھی اس حکم کی شدید مخالفت ہوئی اور مسلمانوں نے خطبہ میں اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا حتیٰ کہ احمد آباد کی جامع مسجد کے خطبہ نے لفظ "وصی" پڑھا تو اہل سنت و جماعت نے اسے قتل کر دیا (۱۰۲۹ھ) آخر بادشاہ اور علماء کے درمیان زور دربار مباحثہ ہوا (۱۰۳۰ھ) غرض کہ علماء کو کامیابی ہوئی اور بادشاہ نے اس فرمان پر دستخط کر دیئے کہ "حضرت خلد رکن کے عہد کے مطابق خطبہ پڑھا جائے" اور یہ قضیہ ختم ہوا۔ (مختار اللباب حصہ چہارم) ۱۰۶۱ھ

۱۰۶۱ھ - ۱۰۶۲ھ ایضاً ۵۸ھ - ۱۰۶۳ھ ایضاً ۵۹ھ - ۱۰۶۴ھ ایضاً ۵۹ھ - ۱۰۶۵ھ ایضاً ۵۹ھ

تھا انھوں نے مقرر کر دیا ہے ایسے ہیوں ان کی مخالفت کرتے ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے درعائے ثبوت میں دلائل و براہین پیش کیں، علمائے مذاکرہ علمی سے انھیں دفع کیا اور سخت غضبناک ہو کر بادشاہ کے پاس سے اٹھ آئے۔ تمام اہل اسلام نے علماء کی رفاقت اختیار کی اور بدھبہتی پر کمر بستہ ہو گئے حتیٰ کہ بادشاہ کے بیٹوں نے بھی علماء کو کہلا بھیجا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں ہلاکتِ سلطان کیلئے دعا کرانے حاضر ہو گئے۔ حضرت نے بھی حجتِ دینی کے جوش میں آ کر دعا فرمائی، واقعی زیادہ مدت گزرنے نہ پائی تھی کہ بہادر شاہ مر گیا۔

۱۲۳۱ء میں جب بہادر شاہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اپنی اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ آخر جنگِ جدال کا ہنگامہ گرم ہوا۔ ۱۵۔ سخت لڑائی کے بعد معز الدین چاند شاہ (محمد معظم بہادر شاہ کا بڑا لڑکا) فتح حاصل کر کے تمام سلطنت ہندو دکن کا بادشاہ ہو گیا۔ بعد ازاں سرسبز شریف میں حاضر ہو کر مزارات کی زیارت کی۔ اور حضرت محمد رالف ثانیؒ کی اولاد کے ہر فرد کو حد سے زیادہ دلاسا دیا، ہر ایک کو حسبِ حیثیت تحفے اور ہلے پیش کئے اور اپنے حق میں دعا و توجہ کرکرا شاہ بھجوان آباد چلا گیا لیکن حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہونا میسر نہ ہوا، اس کے بعد معز الدین ایک طوائف لعل کنور پر فریفتہ ہو گیا اور اس سے نکاح کر لینے کے نتیجے میں اس کے توبیش و اقربا سلطنت کے اراکین بن گئے، اسی طرح کی اُس سے کئی ناشائستہ حرکات ظہور میں آئیں۔ آخر اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے گیارہ ماہ بعد سلطنت سے ہاتھ دھوئے پڑے۔

اسی دوران میں نظام الملک اور محمد امین خاں نے مخفی طور پر فرخ سیر بن عظیم الشان سے خط و کتابت کی کہ جہاں تک ہو سکے جلد ایک جہاز لشکر لیکر پنجاب و ہم تمہارے رفیق ہیں، الہ آباد اور

عہ کہتے ہیں کہ خانوادہ تیموریہ میں محمد معظم بہادر شاہ شاہ عالم جیسا سخی، باہمت، جلیق، عیب پوش اور خطابخش بادشاہ نظر نہیں آتا اگر بے عیب تو اس قدر عالی کی ذات ہے، امور سلطنت میں ملک کی خبر گیری اور بندوبست سے وہ اس قدر لاپرواہ اور بے خبر رہتا تھا کہ شوخ طبع اشخاص نے اس کے جلوس کی تاریخ ہی ”شہبے خرب“ سے نکالی تھی وہی بہادر شاہ ستر سال سے زائد عمر میں ۸ محرم ۱۲۳۳ء کی شب کو معمولی علالت کے بعد فوت ہو گیا، چار سال دو ماہ حکومت کی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ اس کے لڑکوں کے نام یہ ہیں: چاند شاہ، عظیم الشان، جہاں شاہ، رفیع الشان۔

عہ معز الدین چاند شاہ بن محمد معظم بہادر شاہ اہل تیمور کا تیسرا جانشین صرف گیارہ مہینے حکم ران رہا مگر اس نے سلطنت مغلیہ کی تین سو سالہ عزت و آبرو ایک طوائف لعل کنور کے قدموں پر چھپا کر رکھی اور میدانِ جنگ سے بھاگ گیا۔

(منتخب البلباب حصہ چہارم ص ۱۱۹)

۱۔ روضۃ القبور، کن چہارم ص ۶۰۔ ۲۔ ایضاً ص ۶۱۔ ۳۔ ایضاً ص ۶۲۔ ۴۔ ایضاً ص ۶۳۔ ۵۔ ایضاً ص ۶۴۔ ۶۔ ایضاً ص ۶۵۔ ۷۔

بہار کا حاکم حسن علی خاں بارہہ بھی بہت سی جمعیت لیکر قرخ سیر سے جا ملا بعض مغلوں نے قرخ سیر سے کہا کہ اگر تم سلطنت ہند لیتا اور دشمن پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہو تو قیوم زماں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا و توجہ کی درخواست کرو۔ چنانچہ قرخ سیر نے مغلوں کی وساطت سے حضرت کی خدمت میں عرض مدعا کیا۔

۱۲۳۳ھ کے اواخر میں قرخ سیر سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور تختِ شاہی پر جلوں فرما کر تحائف و ہدایا حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں ارسال کئے۔

۱۲۶۱ھ کو حضرت شیخ عبدالاحد المعروف "شاہ گل" نے جو حضرت خازن الرحمہ (خواجہ محمد سعیدؒ) کے فرزندوں کے سردار تھے اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کو آپ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اور حضرت کی زبان سے بیساختہ نکلا "گل بخت رسید" پھر حضرت نے خود نمازِ جازہ پڑھائی اور آپ کی نعش کو دہلی سے سرہند بھیج دیا۔

۱۲۶۷ھ کے واقعات میں حافظ نور محمد سیالکوٹی کا حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے مرید ہونا ہے آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقی کے خلیفہ میر محمد کے مرید اور اپنے وقت کے بڑے شیخ اور صاحبِ حال بزرگ تھے۔ اسی سال شاہ گلشن جو اپنے وقت کے بڑے شیخ خیال کئے جاتے تھے حضرت سے مرید ہوئے۔ ۵۵ سال سلطنت محمود قندھاری نے اپنی فتح و نصرت کے لئے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ شیخ مراد شاہی کے دولٹ کے تھے ایک شیخ محمد جو بآپ کے انتقال کے بعد مستدار شاد پڑھا۔ شام و روم تمام لوگ اسی کے مرید تھے، دوسرا لڑکا شیخ مصطفیٰ تھا جو بادشاہِ روم کا وزیر تھا اور سلطنت کے تمام امور اسی کے اختیار میں تھے یہ دونوں بھائی حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے مرید تھے، جب صاحبِ روضۃ القیومیہ کے چچا شیخ محمد برکت اللہ ملک شام تشریف لے گئے تو شیخ محمد اور والی شام نے حد سے زیادہ آپ کی خاطر تواضع کی اور آپ وہیں فوت ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد زبیرؒ قریب ۶۰ سال اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور قیوم زماں تھے اس لئے عوام و خواص کے علاوہ بڑے بڑے بزرگوں اور امرا و بادشاہوں نے حضرت سے بیعت کی، اسی طرح

۱۷۰۰ھ آپ کا مفصل تذکرہ "مکتوب الیم" کے باب میں صفحہ ۶۶-۳ پر ملاحظہ ہو۔

۱۷۰۰ھ روضۃ القیومیہ رکن چہارم ص ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱

حضرت کا جاہ و جلال اس درجہ تھا کہ آپ کی مجلس میں بڑے بڑے امراء اور بادشاہوں کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور نہ ایک دوسرے سے کلام کر سکتے تھے، چنانچہ صاحبِ روضۃ القیومیہ رقمطراز ہیں کہ ایک روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا خادم نے آکر عرض کیا کہ سلطان ہند کا وزیر اعظم زیارت کے لئے حاضر ہوا ہے، حضرت نے نائل کے بعد فرمایا آئے دو۔ جب وزیر حاضر ہوا تو اس کے وہ ملازم جو حضرت کی خدمت میں پہلے سے موجود تھے اس کی تعظیم کو نہ اٹھے، کچھ دیر بعد حضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے آخر چند نصیحتیں کر کے اُسے رخصت کر دیا۔

۱۲۸ھ میں جلوس کے چوتھے سال فرخ میر نے ارکانِ سلطنت سے کفار کی بیخ کنی کے لئے مشورہ کیا، نیز قاضی شہر کو حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں بھیج کر ہم کفار میں فتح و نصرت کیلئے دعا و توجہ کی درخواست کی، حضرت نے دیر تک دعا و توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہوگی اور گرو گرفتار ہو جائے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور عبدالصمد خاں کو لاہور کا حاکم مقرر کر کے تانکیر کی کہ گرو سے برسرِ بیکار ہو، اور محمد امین خاں کے بیٹے قمر الدین خاں کو بھی ایک جہاز لشکر دیکر اس کے ساتھ روانہ کیا جنھوں نے قلعہ گورداسپور کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ سے تنگ آکر گرو نے صلح کی درخواست کی آخر عبدالصمد خاں نے ایک چال سے گرو کو مع اس کے چیلوں کے گرفتار کر لیا اور دارالخلافہ کی راہ لی، راستہ میں جب سرہند پہنچا تو وہاں خاص طور پر نہایت بے عزتی اور رسوائی کے ساتھ اسکو شہر کے بازاروں میں پھرایا، شہر سرہند کے باشندوں نے گرو کو اس ذلت کی حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے کیونکہ اسی کے ہاتھوں انھوں نے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائی تھیں، پھر دارالخلافہ شاہجہاں آباد پہنچ کر شاہی حکم کے مطابق گرو کو مع اس کے چیلوں کے قتل کر دیا گیا۔

۱۲۸ھ روضۃ القیومیہ کن جہاز ص ۸۲، ۸۳ ۱۲۸ھ ایضاً ص ۷۲ ۱۲۸ھ ایضاً ص ۷۷۔
 ۱۲۸ھ ان واقعات کو تاریخی حیثیت سے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲۸ھ کا اہم ترین واقعہ سکھوں کے گرو (گوند) کی گرفتاری اور قتل کا واقعہ ہے (ص ۱۲۸) ان دنوں سکھوں نے صوبہ پنجاب میں ۱۰۰۰ گورداسپور کے نام سے ایک قلعہ بنالیا تھا، یہ ان کے سابقہ گرو کا عبادت خانہ تھا، اس کے اطراف میں بڑا احاطہ بنا کر یہ قلعہ بنالیا تھا جس میں پچاس ساٹھ ہزار سوار اور پیادہ جمع ہو سکتے تھے۔ عبدالصمد خاں دلیہ جنگ توران کے نامی گرامی خاندان کا بہادر اور کارکن امیر تھا (ص ۱۲۸) جس کو فرخ میر نے سکھوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا، اس نے سخت جنگ کے بعد قلعہ کا محاصرہ کر لیا (ص ۱۲۸) تقریباً سات آٹھ ہزار (حصوں) آدمی بھوک اور فاقہ سے جہم رسید ہو گئے اور ایک بڑی تعداد قرار ہوتے ہوئے مغلوں کی نلوار کا لقمہ بن گئی (ص ۱۲۸) آخر ان کا سرغرتا گرو اپنے سات آٹھ سالہ بیٹے اور اپنے دیوان اور تین چار تار نیم جان سپاہیوں کے ساتھ باہر نکل آیا عبدالصمد خاں کے حکم سے دو تین ہزار آدمیوں کو اسی وقت تیرتیر کر دیا گیا۔ (ص ۱۲۸) غوث اللہ مبارک علیا (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۳۱۱ھ میں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے ہاں مخدوم زادہ محمد احرار کی ولادت ہوئی، تیز خواجہ صیبا راشد کشمیری حضرت سے بیعت کی، اسی سال صاحب روضۃ القیومیہ محمد احسانؒ سرہند سے دہلی حاضر ہو کر حضرت سے بیعت کی۔

۱۳۱۲ھ میں حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے چوتھے فرزند حضرت محمد صدیقؒ کا دہلی میں انتقال ہوا، حضرت نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی اور نعش کو سرہند بھیجا یا ۱۳۱۳ھ نیز آپ کی زوجہ محترمہ نے بھی اسی سال بعارضۃ تپ رق وفات پائی، حضرت کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اور ان کی نعش کو بھی سرہند شریف بھیجا یا ۱۳۱۴ھ

(اسی سال کے واقعات میں ہے کہ آخر ایک عرصہ کے بعد) بادشاہ ہند (فرخ سیرھی) اپنے آبائی طریقہ کے خلاف سلطنت کی سیاست کو ترک کر کے غفلت کے بھنور میں پھنس گیا اور ساداتِ بارہہ کے طفیل جزیرہ لینا بھی موقوف کر دیا حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کو بھی بادشاہ کے غلط رویہ پر بہت افسوس ہوا، بعد ازاں امراء اور بادشاہ کے درمیان رنجش بڑھ گئی اور ایک دوسرے کو ختم کر دینے کے درپے ہو گئے آخر کار ساداتِ بارہہ نے موقع پا کر بادشاہ کو قتل کر دیا ۱۳۱۵ھ (جب حضرت کو بادشاہ کے قتل کی اطلاع ہوئی تو بادشاہ کی بخشش کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ وہ ہمارے طریقے کا مرید تھا امید ہے کہ بخشا جائے گا بعد ازاں ساداتِ بارہہ پر سخت ناراض ہوئے کیونکہ انھوں نے جزیرہ معاف کر لیا اور اپنے

دقیقہا شہداء صفحہ گذشتہ) ۱۳۱۹ھ محرم کے وسط میں یہ اسیر اور قتلوں کے سردار دارالخلافت دہلی کے قریب پہنچے تو بادشاہ نے اعتماد الدولہ محمد امین خاں بخشی کو حکم دیا کہ وہ شہر سے باہر جا کر بدبخت گرو اور اس کے ہمراہیوں کو تختہ کلاہ اور رو سیاہ کر کے گرو کو ہاتھی پر اور دوسروں کو اونٹوں پر سوار کر لیں..... تاکہ مزاج آزار آہیں گود کھلیکرت ہو..... اور روزانہ دوسو تین سو آدمیوں کو کونوالی کے سامنے اور بازار کے راستے میں قتل کریں..... جب سب کو قتل کر دیا گیا تو بادشاہ (فرخ سیر) نے حکم دیا کہ پہلے تو اس کے بیٹے کو اس کے سامنے بلکہ خود اس کے ہاتھوں سے اس طرح قتل کرو جس طرح بے رحمی سے اس نے دوسروں کے بیٹوں کو قتل اور زنج کیا ہے قتل کے بعد اس کے عضو عضو کو جدا کر دیں اور اسی طرح اس کے رفیقوں کو بھی قتل کر دیا جائے۔ (ستحباب حصہ چہارم ص ۲۰۶ و ۲۰۷)

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱۳۱۵ھ محم فرخ سیر بادشاہ کی سلطنت کا پُر آشوب زمانہ کم و بیش آٹھ سال چار ماہ ہوتا ہے، اس کا انجام چنانچہ بادشاہ سے بھی زیادہ عبرتناک ہوا، ساداتِ بارہہ نے بڑی بے رحمی کے ساتھ اس کو ننگے پاؤں ننگے سر گھسیٹ کر سخت سے اتارا اور لاتوں، گھونٹوں اور گالیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اس کو گرفتار کیا، اس قدر زد و کوب کے بعد اس کو قید کر دیا پھر اندھا کیا گیا، آخر وہ ماہ بعد ۱۳۱۵ھ میں اس کا گلگھونٹ کر مار ڈالا گیا اور اس کی نعش کو ہمایوں کے مقبرے میں دفن کیا گیا، مرزا عبدالقادر بیدل نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر یہ قطعہ کہا۔

دیدیر کی چہ پاشا گرامی کردند صد جور و جفا ز را و خامی کردند

شہر دو بے شرم چہ دید آخر کار سادات بہ دے نمک حرامی کردند

۱۳۱۵ھ ایضاً ۹۶۱ھ ایضاً ۹۷۰ھ ایضاً ۹۷۵ھ ایضاً ۹۸۵ھ

ولی نعمت سے نمک حرامی کی لہ

محمد شاہ روشن اختر کی والدہ بیگم قدسیہ کو حضرت خواجہ محمد زبیر سے بڑی عقیدت تھی وہ حضرت سے اپنے فرزند (جو فرخ سیر کا قیدی تھا) کے لئے التجا کرتی تھی کہ قید سے رہائی پا کر تخت و تاج کی زینت دینے والا بن جائے۔ ایک دن حضرت نے اسے خوشخبری دی کہ محمد شاہ روشن اختر سزاوار دکن کا بادشاہ ہوگا۔ بیگم قدسیہ یہ خوشخبری سُن کر پھولی نہ سمائی اور دو گانہ شکر بجالائی لہ فرخ سیر کے قتل کے بعد امر اور ارکانِ سلطنت وراثت کے طور پر رفیع الدرجات کو جو بہادر شاہ کے اہل خانہ کے کبار سے قابلِ سلطنت تھا تخت پر بٹھایا۔ بیگم قدسیہ خلافِ توقع واقعہ دیکھ کر مغموم ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ یہ کیسا معاملہ ظہور میں آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کی سلطنت صرف دو تین جینے نظر آتی ہے آخر کار صاحبِ تخت و تاج روشن اختر ہی ہوگا۔ حضرت کا ارشاد سُن کر وہ مطمئن ہو کر چلی گئی۔ دو تین ماہ بعد حضرت کے ارشاد کے موافق جب رفیع الدرجات مر گیا تو بطور وراثت اعیان و ارکانِ سلطنت نے رفیع الدولہ کو تخت شاہی پر بٹھادیا، وہ بیگم پھر غم و اندوہ سے بھری ہوئی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی، حضرت نے پھر تسلی و تشفی دیکر فرمایا کہ یہ بھی نقشِ بَراب و مثلِ جباب نظر آتا ہے خاطر جمع رکھو

۹۰۔ لہ ایضاً لخصاً ص ۱۰۲۔ (باقی تفصیل تاریخ کی روشنی میں ملاحظہ ہوں) ۱۳۱ھ میں فرخ سیر کو ٹھکانے لگا دینے کے بعد ساداتِ بارہ نے رفیع الشان بن بہادر شاہ کے چھوٹے لڑکے شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدین کو تخت نشین بنایا جس کی عمر بیس سال تھی اور سات سال سے قید میں مرضِ دق میں مبتلا تھا، دونوں سید بھائیوں نے اسے قید سے نکالا اور لباسِ تبدیل کے بغیر تخت شاہی پر بٹھا کر گنگے میں مراد پور کی بلاٹا ڈالی اور شاہیہ تاج و دیبا بٹھایا۔ قطب الملک سید عبداللہ خان نے مبارکیا ددی اور آداب و تسلیات کی رسم انجام دیکر وزیر بن گیا، اور اس کا چھوٹا بھائی حسین علی خاں امیر الامرا بنا (۱۳۵ھ) یہ مظلوم بادشاہ جسے تختِ سلطنت پر بٹھا دیا گیا اگر فرماؤ تو ان کے اختیارات اس کے سپرد نہیں کئے گئے ساداتِ بارہ کی سازشوں اور ستم رانیوں کے خلاف مجسم احتجاج تھا آخر اسی غم میں گھل گھل کر مر گیا مرنے سے تین دن قبل رفیع الدرجات نے خود فرمائش کی کہ میرے بڑے بھائی رفیع الدولہ کو تخت نشین کر کے اس کے نام کا خطبہ و سک جاری کر دیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی اور میرے حال پر احسان ہوگا۔ سادات نے یہ تجویز قبول کر لی اور رفیع الدولہ کو تخت نشین کر دیا۔ اس (رفیع الدرجات) نے کل تین ماہ دس دن سلطنت کی (تختِ اہلباب لخصاً ص ۱۳۶) ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳

صاحبِ چتر روشن اختر ہی ہے۔ وہ سیکم چونکہ غایت درجہ مخلصہ و معتقدہ تھی مطمئن ہو کر چلی گئی، چنانچہ رفیع الدولہ کی سلطنت بھی دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہی، عین جوانی میں جبکہ امام الملک اُسے لئے ہوئے دکن جا رہا تھا اکبر آباد میں مر گیا۔ بعد ازاں امر اور وزیر نے اتفاق رائے سے روشن اختر کو دار الحکومت دہلی سے بلا کر اکبر آباد میں تخت شاہی پر بٹھا دیا۔ سیکم قدسیہ عمرہ قسم کے تخت و بیدار یا لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکر یہ ادا کیا۔

۱۷۳۱ء شاہانِ مغلیہ کا عبرت انگیز سال ہے اس سال کئی بادشاہ تخت سلطنت پر آئے اور چلے گئے، ان حالات کی وجہ سے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ ساداتِ بارہہ سے سخت ناراض ہو گئے، اسی رنج و ملال میں آپ کی زبان معجزانہ سے بے اختیار نکل گیا کہ اب سادات کے عروج کو زوال آنے والا ہے نیز نظام الملک بھی یہاں کے حالات سے بد دل ہو گیا اور ناراض ہو کر دکن کا رخ کیا، جاتے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعائیں حاصل کر کے چلا گیا۔ دکن پہنچ کر جہاں جہاں سادات کے آدمی لگے ہوئے تھے انھیں نکال دیا اور ان کی جگہ اپنے آدمی بھرتی کئے۔ پھر سادات کا بھانجہ دلاور علی خاں حاکم دکن نظام الملک سے برسرِ پیکار ہو گیا آخر حضرت کی دعا کی برکت سے نظام الملک کو فتح حاصل ہوئی۔

۱۷۳۲ء مغل اپنے ولی نعمت (فرخ سیر) کے قتل کی وجہ سے قطب الملک اور امام الملک کے سخت دشمن ہو گئے تھے انھوں نے موقع پا کر امام الملک جو امیر الامراء تھا قتل کر دیا۔ قطب الملک نے یہ وقت تک خبر نہ کر لی کہ سیکم کو تخت شاہی پر بٹھا کر روشن اختر پر حملہ کر دیا۔ چونکہ قطب الملک بہادری اور دلیری میں شہرہ آفاق تھا اس لئے سیکم قدسیہ معموماً نہ حالت میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ماجرایاں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ روشن اختر صاحبِ تخت و تاج اور ہماری دعا کے زیر سایہ ہے اللہ تعالیٰ اس کا حامی و مددگار ہے اگر لاکھ قطب الملک بھی ہوں تو بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ آخر حضرت کی دعا کی برکت سے محمد شاہ روشن اختر کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ قطب الملک گرفتار کر لیا گیا اور اس کو نہایت سختی اور بے رحمی سے قتل کر دیا گیا اور ابراہیم کو قید میں ڈال دیا گیا۔

۱۷۳۵ء روختہ الیقومیہ رکن چہارم ص ۱۰۳ ۱۰۴ ایضاً ص ۱۰۳ ایضاً ص ۱۰۴۔
 ۱۷۳۵ء واقعہ ۱۷۳۵ء کو روشن اختر کی تخت نشینی ہوئی، تیا سکہ اور خطبہ ابوالمظفر ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ غازی کے نام سے جاری ہوا (ص ۲۷۷) روشن اختر بہادر شاہ کا پوتا جاننا شاہ کا فرزند تھا، اس وقت اس کی عمر اٹھارہ سال تھی، جاننا شاہ کے عہد سے وہ اپنی والدہ کے ساتھ دہلی کے قلعہ میں رہتا تھا وہاں سے بلا کر آگرہ کے قریب فتحپور میں تخت نشین کیا گیا۔ روشن اختر، خوبصورت، توجہ جوان تھا، ذکاوت طبع دلیری و بہادری کے اوصاف اس میں موجود تھے۔
 روشن اختر کی والدہ صاحبہ زباں ملکہ دورانی ایک بزمِ موقع شناس اور عقلمند قانون نھی۔ (مختار منتخب البیاض حجام)
 (باقی طاقبہ صفحہ آئندہ)

اس کی غلط روش سے آگاہ کیا لیکن بادشاہ کے کان پر جوں تک نہ رہی بلکہ اس کی نصیحتوں کو سنہی میں اڑا دیا۔ نظام الملک نے بادشاہ کی عیش پرستی سے بددل ہو کر دکن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اُس کے بلا اجازت چلے جانے پر ہمارے مشورہ کیا کہ اُس کی بیخ کنی کرنی چاہئے لیکن نظام الملک کا اس قدر رعب تھا کہ کسی امیر کا حوصلہ نہیں تھا کہ اس ہم کا بیڑا اٹھائے۔ اس موقع پر مبارز خاں کے بیٹے عبدالمعبدو خاں نے جس کا باپ جید آباد کا حاکم اور بہادری و دلیری میں تھرہ آفاق تھا کہا کہ میرا باپ نظام الملک کا مقابلہ کرے گا اور اس کا قلع قمع کر دیگا۔ بادشاہ نے تمام دکن کی حکمرانی اس کے نام لکھ کر قطعی حکم دیا کہ نظام الملک کو دریائے نریدہ سے پار نہ ہونے دیا جائے اور نہ وہ دکن کی سرحد میں داخل ہونے پائے۔ نظام الملک نے صلح کی درخواست بھی کی لیکن مبارز خاں نے منظور نہ کی اور کہا کہ کیا کروں اولوالامر کی مخالفت نہیں کر سکتا اور نہ اپنے ولی نعمت کی نافرمانی کر سکتا ہوں مناسب یہی ہے کہ واپس چلے جاؤ یا آمادہ جنگ ہو جاؤ۔ نظام الملک نے حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں حضرت کے ایک خلیفہ صوفی ابوالحسن کی وساطت سے فتح و نصرت اور یاطتی توجہ کے لئے ایک درخواست بھیجی حضرت نے توجہ کرنے کے بعد فرمایا کہ انجام کار نظام الملک فتح پائے گا اور مبارز خاں شہید ہوگا لیکن اس کی شہادت سے ملوں ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۳۱۰ھ میں حضرت کا ایک عقیدہ مند عثمان یار خاں حضرت کی دعا کی برکت سے سرسبز کا حاکم بنا لیا۔ اور لاہور کے حاکم زکریا خاں نے قلعہ جموں کو فتح کرنے کے لئے حضرت کی خدمت میں درخواست کی اور فتح کی بشارت حاصل کر کے حملہ کر دیا آخر جنگ و جدال کے بعد فتح حاصل ہو گئی۔ اسی دوران میں شاہ چترال نے بذریعہ عریضہ مرید ہونے کی درخواست کی نیز یہ بھی عرض کیا کہ اپنے کسی خلیفہ کو ہمارے ہاں بھیج دیں تاکہ ہم اس سے فیض حاصل کریں حضرت نے اس کی درخواست قبول فرما کر خلیفہ لعل شاہ کو

لہ روضۃ القیومہ دکن جہاز ص ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ البقا ص ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ البقا ص ۱۲۰۔
 ۱۲۰۔ ان واقعات کو صاحب تحف اللباب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں: ۲۳ محمد ص ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ کو قصیدہ کھیر جو صوبہ برار کے مضافات میں اورنگ آباد سے چالیس کوس پر واقع ہے یہ جنگ ہوئی (جلد ۲ ص ۳۶۸) نظام الملک مسلمانوں کی خونریزی میں پہل نہیں کرنا چاہتا تھا، مبارز خاں بہادر کی لشکر گاہ دو تین کوس پر تھی آخر وہاں سے سوار ہو کر دشوار گزار نالوں کو عبور کر کے نظام الملک کے مقابل آ گیا اور دوپہر سے قبل معرکہ قتال گرم ہو گیا (ص ۳۶۸) لڑائی کا پانسہ چوٹا تو عماد الدولہ کی فوج میں کشتوں کے پستے لگ گئے۔ مبارز خاں، عماد الملک کے دو بیٹے اسعد خاں اور سعید خاں قیل سوار سرداروں کی بڑی تعداد کے ساتھ مارے گئے۔ . . . اور نظام الملک فتح جنگ کی فوج میں فتح کا شادیا نہ بجنے لگا۔ (شعب اللباب حصہ چہارم ص ۳۶۱)

”محمد رسولہ صلی علیہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوص علی سید الرئی صاحب قلاب قوسین اودرتی علی آلہ واصحابہ بنحو الہدیٰ اما بعد تحقیق نہ رہے کہ چونکہ برادر عزیز محمد احسان مدت تک خدا طلبی کے لئے اس فقیر کے ہمراہ رہا اور اس راہ کی ضروریات حاصل کیں بلکہ اپنے بزرگوں کی نسبت بطور ورتہ بلیس، اس لئے اس فقیر نے برادر مذکور کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تعلیم طریقہ کی اجازت دی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیر رہے کہ جو کوئی برادر مذکور کا شاگرد ہوگا دونوں طریقوں کی برکات سے بہرہ مند ہوگا۔ اجازت اس شرط پر مشروط ہے کہ شریعت اور طریقت پر نیت قدم رہے، والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ کتبہ فقیر محمد زبیر“

بعد ازاں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ نے ایک روز خواجہ محمد احسان سے فرمایا کہ تمہیں لوگوں کی ہراست کے لئے پورب بھیجا جاتا ہے نہ چنانچہ خواجہ محمد احسان حسب الام حضرت سے رخصت ہو کر دریائے گنگا پار کر کے علی محمد خاں کے علاقے (روسیا کھنڈ) میں قیام پذیر ہو گئے۔

سادات بارہ برائے نام مسلمان تھے، شراب نوشی، قمار بازی ان کا شیوہ تھا، نماز روزہ کو ان کو دور کا بھی واسطہ نہ تھا، مساجد بہت کم اور جو تھیں وہ بھی خراب و خستہ حالت میں، بادشاہ کے وزیر نے اپنے ایک سردار کو اس علاقے کا حاکم مقرر کیا انھوں نے موقع پا کر اُسے قتل کر دیا۔ وزیر یہ سن کر سخت ناراض ہوا اور حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ اگر اجازت ہوتو میں خود جا کر ان کا قلع قمع کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کو بھیج دو انشا اللہ فتح ہوگی چنانچہ وزیر نے اپنے چچا زاد بھائی کو جو اس کا ہوتی بھی تھا ایک جوار لشکر لیکر اس جہم کے لئے روانہ کیا، ادھر سے مشرقی علاقے کا حاکم علی محمد خاں بھی اس سے املا، تیر دست جنگ کے بعد سادات بارہہ کا سردار قطب الملک کا بھائی سیف الدین را گیا اور شاہی لشکر کو فتح کامل نصیب ہوئی۔ صاحبِ روضۃ القیومیہ بھی اس جنگ میں لشکر کے ہمراہ تھے۔

انٹروڈکشن القیومیہ کن جام ص ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔

۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

۱۲۶۱ھ میں شیخ ضیاء الدینؒ جو حضرت شیخ محمد زبیرؒ کے معروف بہ شاہ جیو کے فرزند اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی قدس سرہم کے پوتے ہیں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ سے ملاقات کے لئے سرسند تشریف سے شاہجہاں آباد تشریف لائے۔ حضرت شیخ ضیاء الدینؒ نے باطنی تعلیم کے لئے حضرت عروۃ الوثقیؒ سے بیعت کی اور حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ حجتہ اللہؒ سے تکمیل سلوک کر کے خلافت پائی، ان دنوں آپ خلق اللہ کے مرجع و آب تھے کیونکہ آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پوتے تھے، اس وقت حضرت مجددؒ کا اور کوئی پوتا زندہ نہ تھا نیز عمر کے اعتبار سے بھی آپ تمام مشائخ سے زیادہ بڑے تھے اس لئے سب آپ کی بہت عزت کرتے تھے، جمعہ کے دن خاص طور پر آپ کی زیارت کے لئے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ بیان سے باہر ہے لیکن ضعف و پیری کے باوجود حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی قومیت کی فضیلت کی بنا پر زیارت کے لئے آپ سرسند سے شاہجہاں آباد تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مریدانہ سلوک، تواضع اور ادب کیا، حضرت نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا پوتہ ہونے کی وجہ سے آپ سے بھی زیادہ آپ کا ادب کیا اور آپ کی درخواست پر حضرت نے آپ کے حق میں توجہ باطنی اور القائے نسبت کیا۔ بعد ازاں چند روز حضرت کی خدمت میں قیام کر کے سرسند تشریف لے گئے اور تھوڑے دنوں کے بعد وصال فرمایا۔ حضرت مجددؒ کے محاذ میں مدفون ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے تیسرے فرزند خواجہ محمد احمدؒ کا انتقال ہوا، یہ فرزند بہت لائق و فائق اور صاحب کمال تھے، حضرت نے مخدوم زادہ کو غسل و کفن دیکر نمازِ جنازہ پڑھ کر نعش سرسند بھیجی حضرت عروۃ الوثقیؒ کے گنبد میں پائنتی کی طرف دفن کیا گیا۔

حضرت خواجہ محمد زبیرؒ نے شیخ خلیل بدخشی کے پوتے خواجہ عزیز اللہ بدخشی کو خلافت دیکر خصال روانہ کیا جہاں ان کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ نیز شیخ محمد نعمان حق رسا جو شیخ محمد پارسا کے فرزند

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) ساداتِ بارہہ کے ان میں سردار بھائیوں کے علاوہ ایک اور بھائی کا بھی تذکرہ ملتا ہے، جب (حسین علی خاں اور عبداللہ خاں) کے مارے جانے کی خبر تیسرے بھائی رستم علی خاں کو ملی جو بندرگاہ سوئر کا نائب تھا تو اس نے بھائیوں کے خون کا انتقام لینے کی قسم کھائی (۳۷۹) دونوں (رستم علی خاں اور جامل کی فوجوں) کا مقابلہ دریاے ہری کے کنارے ہوا اور دونوں طرف سے کافی آدمی مارے گئے۔

رستم علی خاں کی فوج گھڑی اول سے شکست فاش ہوئی، رستم علی خاں بھی لڑتے ہوئے مارا گیا۔

جب محمد شاہ بادشاہ کو خبر ملی تو اس نے سر بلند خاں کو احمد آباد کی صوبہ داری پر مقرر کر دیا اور ہاند خاں بہادر کو آصف جاہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ (۳۷۹) منتخب الباب حصہ چہارم اردو ترجمہ)

سہ روضۃ القیومیہ رکن چہارم ص ۵۴، ۱۵۵، ۱۵۵، ۱۵۵، ۱۵۵، ۱۵۵، ۱۵۸۔

حضرت مروج الشریعہ کے پوتے اور حضرات سرسند کے سردار تھے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر رہ بیٹھے۔ شیخ نعمان نے اپنے والد ماجد کی خدمت میں کمال حاصل کیا تھا ان کے وصال کے بعد وہیں شریفین گئے وہاں آپ کو بے انتہا ترقیات نصیب ہوئیں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ نے بہت غورو تاامل کے بعد آپ کو بیعت کر کے توجہ باطنی اور اپنی خاص نسبت کا القا کیا۔

۱۲۹ھ میں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی ہمیشہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے غلام معصوم کی منکوحہ تھیں رحلت فرما گئیں حضرت نے نمازِ جنازہ پڑھ کر سرسند بھیج دیا وہاں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے گنبد میں دفن کی گئیں۔ تیر صاحبِ روضۃ القیومیہ کے والد ماجد شیخ حسن احمد کاشب دوشنبہ ۲۹ رجب ۱۲۹ھ کو انتقال ہوا، حضرت نے نمازِ جنازہ پڑھی اور نعش کو سرسند بھیج دیا جہاں ان کو حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے گنبد میں دفن کیا گیا، اس حادثہ کے تین سال تین ماہ تین دن بعد حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کا وصال ہوا۔ ۱۲۹ھ میں مرہٹوں نے شاہجہاں آباد پر حملہ کر دیا، پرانے بازار کا اکثر حصہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے گرد کی آبادی تاخت و تاراج کر دی جب بادشاہ کو

۱۲۹ھ روضۃ القیومیہ رکن چہارم ص ۱۶۰۔ ۱۲۰ھ ایضاً ص ۱۷۰۔ ۱۷۱ھ ایضاً ص ۱۷۱۔
 ۱۲۹ھ مرہٹوں کا یہ حملہ باجی راؤ اور ہلکر اور سنیہا کی سرکردگی میں ہوا تھا چنانچہ منتخب اللباب میں درج ہے کہ ”باجی راؤ خود ایک مرد شاطر تھا اس کو دوڑے لڑا کا سپہ سالار ہو لکر اور سنیہا ل گئے تھے، ان کی سرکردگی میں مرہٹے متعدد گھوڑوں کی طرح جہدِ شہمہ اٹھتا چلے آتے تھے مرہٹوں کی آندھی کو روکنے کیلئے محمد شاہ بادشاہ نے ۲۰ لاکھ روپیہ کو امیر الامرا مصمم الدولہ کو تیس چالیس ہزار سوار اور بھاری توپ خانہ دیکر بھیجا مگر آپس کی نا اتفاق کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا اور یہ لشکر شاہجہاں آ گیا۔ مگر اس سال برہان الملک سعادت خاں بہادر جنگ نے جو ادھک کا صوبہ دار تھا، اعتماد پور کے قریب مرہٹوں کے سردار گھاراد ہلکر کو بری طرح شکست دیکر بھاگا دیا۔ امیر الامرا مصمم الدولہ کو برہان الملک کی اس فتح سے بڑی غیرت آئی اور بادشاہ سے اجازت لیکر دوبارہ دہلی سے نکلا اور دیانے قریب کے قریب برہان الملک سے جا ملا۔ برہان الملک امیر الامرا کے انتظار میں مرہٹوں کے تعاقب سے رگ گیا۔ مرہٹوں کو چھ سات دن کی ہمت مل گئی اور باجی راؤ ایک جوار لشکر لیکر دھاوے مارتا ہوا سیدھا شاہجہاں آباد پہنچ گیا اس وقت دارالسلطنت فوجوں سے خالی پڑا تھا۔ جس دن مرہٹے دہلی کے قریب پہنچے وہاں کالکا کا میلہ لگا ہوا تھا جسے انھوں نے جی بھر کوٹھا، بہت سے ہندو مسلمان مارے گئے، میلے سے زخمیوں کی ٹولیاں فریاد کرتی ہوئی شہر پہنچیں تو بے خبر بادشاہ کو پتہ چلا کہ غنیم سربراہ پہنچا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر معمولی فوج لیکر نکلے، تال کٹورہ پر لڑائی ہوئی اور بادشاہی فوج شکست کھا کر فرار ہو گئی۔ اس اثنا میں مرہٹوں کی یلغار کی خبر سن کر برہان الملک اور دوسرے امیر دہلی کی طرف دوڑے۔ باجی راؤ برہان الملک کی آمد سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ ریواڑی کی راہ بھرات اور مالوہ کی طرف بھاگ گیا“

(اردو ترجمہ منتخب اللباب حصہ چہارم ص ۳۸۹)

اطلاع ہوئی تو اس نے قلعہ کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر لیا اور اپنے آدمی حضرت کی خدمت میں بھیجے کہ حضرت اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائیں چنانچہ حضرت کی دعا کی برکت سے وہ بلا جلد دور ہو گئی اور دشمن بھاگ نکلا۔

۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء
شاہجہاں آباد کے باشندے بہت زیادہ فسق و فجور میں مبتلا ہو چکے تھے، غریبوں پر اس قدر ظلم و تعدی تھا کہ زیر دست زیر دستوں پر صدرِ مجسم کرتے تھے لیکن ان کی کوئی نہ مستانتھا یا شاہ دستِ شراب نوشی اور فاحشہ عورتوں میں اس قدر مشغول رہتا تھا کہ اُسے قلعہ کی بھی خبر نہ تھی، ایسی صورت میں رعایا کی کون خبر لیتا۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کی آپس میں چلتی رستی تھی، حضرت خواجہ محمد زبیر ان کو نصیحت کرتے تو یہ تائب ہو جاتے تھے مگر اس سال معاملہ کچھ زیادہ بگڑ گیا حتیٰ کہ حضرت نے غضبناک ہو کر بادشاہ و امراء سے فرمایا کہ بُرے کاموں سے باز آ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ تم پر اس شہر میں ایسی بلا نازل ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ نادر شاہ ۹۱ھ میں علاقہ خراسان کے قبیلہ افشار سے تھا اس کا نائب شتر بان تھا۔ ۱۱۱۵ھ میں نادر شاہ پیدا ہوا، جوان ہو کر ڈاکہ زنی میں شہرت حاصل کی، ایرانی فوج سے کئی مرتبہ جھڑپیں ہوئیں۔ ایک مرتبہ شاہی فوج نے اسے اطمینان دلا کر بادشاہ ایران کے روئے پیش کیا۔ بادشاہ نے بلند حوصلہ دیکھ کر اس کو ارکانِ سلطنت میں داخل کر لیا، نادر نے موقع پا کر بادشاہ کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ پھر روم کا رخ کیا وہاں بھی بہت قتل و غارتگری کرتا رہا، بعد ازاں قندھار فتح کیا۔ اہلِ کابل نے مقابلہ کیا لیکن تنگ آ کر ہتھیار ڈال دیئے، پشاور میں پٹھانوں نے مزاحمت کی لیکن بادشاہ کے کانوں پر جوں تک نہ رہی۔ حضرت خواجہ محمد زبیر نے بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کو کہلا بھیجا کہ نظرِ کشفی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر تم دشمن کے مقابلے پر جلدی چلے جاؤ تو حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ بادشاہ اس حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہوا لیکن ارکانِ سلطنت تیار نہ ہوئے، آخر نادر شاہ نے پشاور میں قتل عام کیا، پھر لاہور میں شاہی فوج نے مزاحمت کی لیکن پسپا ہوئی۔ نادر شاہ کا حکم تھا کہ راستے میں جو فرد بشر طے ہوڑھا ہو یا جوان مرد ہو یا عورت سب کو قتل کر دو اور ان کے گھر جلا دو۔

جب سرسند شریف کے قریب پہنچا اور رات کو سونا ہی چاہتا تھا تو اس نے دیکھا کہ ایک سفید ریشہ نوری شکل بزرگ نمودار ہوئے اور انھوں نے نادر شاہ سے فرمایا کہ اگر خیریت چاہتا ہے تو اس شہر والوں کو

۱۱۱۵ھ روضۃ القیومیہ رکن چہارم ص ۱۷۱ ۱۱۱۵ھ ایضاً ص ۱۸۰ ۱۱۱۵ھ ایضاً لخصاً ص ۱۸۰ تا ۱۸۹

تکلیف نہ پہنچانا۔ چنانچہ نادر شاہ نے سرسبز شریف کے محترم زادوں سے ملاقات کی اور مناسب خلعت دیکر عزت سے رخصت کیا۔ ایران سے شاہجہاں آباد تک کوئی شہر ایسا نہ تھا جو تاخت و تاراج ہونے سے بچ سکا ہو البتہ سرسبز شریف محفوظ رہا۔

جب یہ فیصلت انتر خبر بادشاہ نے سُنی تو وزیر کو حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا۔ حضرت سخت ناراض ہوئے، جب وزیر نے زیادہ عاجزی کی تو حضرت نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں مع بادشاہ اپنی دعا کے ضمن میں لے لیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارا انجام بخیر کرے گا۔ آخر کرنال کے قریب سخت معرکہ ہوا۔ صاحبِ روضۃ القیومیہ کے بڑے بھائی خواجہ محمد احسن بھی بادشاہی لشکر کے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔ دونوں جانب کی فوج بڑی تعداد میں ماری گئی لیکن بعض امرار کی غداری کی وجہ سے شاہجہاں آباد بھی نہ بچ سکا اور محمد شاہ بادشاہ، نادر شاہ کی حراست میں آگیا۔ بعد ازاں ۹ ذی الحجہ ۱۱۳۹ھ کو نادر شاہ لال قلعہ دہلی میں پہنچ گیا اور نہر میں قتل عام کر دیا حتیٰ کہ حیوانات کو بھی زندہ نہ چھوڑا البتہ مغل پورہ جہاں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کا قیام تھا نادر شاہی دست برد سے محفوظ رہا۔

۱۱۳۹ھ کو نادر شاہ نے روضۃ القیومیہ لکھنؤ میں چھ ماہ تک چھوڑا۔ ۱۹۱ھ یعنی ۱۷۷۶ء تا ۱۹۲ھ یعنی ۱۷۷۷ء۔ وہ ان واقعات کو تاریخی طور پر بھی ملاحظہ فرمائیں: نادر شاہ کا نام نادر علی خان اور باپ کا نام امام علی خان تھا، وہ افشار قوم سے تھا۔ نادر شاہ ۱۱۳۹ھ میں پیدا ہوا، سترو سال کی عمر میں ازبکوں کے ہاتھ گرفتار ہوا، چار سال بعد وہاں رہا ہو کر ایک امیر بابل بیک کا ملازم ہوا، کچھ دن بعد اس نے اپنے آقا کو قتل کر کے اس کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور بیٹیوں کا ایک چھوٹا سا گھر طرف تاخت و تاراج کر لیا۔ اس کی بہادری کا شہرہ سُن کر وائی خراسان نے اسے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا مگر اس کی بعض نامناسب حرکتوں پر اُسے بے عزتی کے ساتھ ماری پھینک کر نکال دیا۔ نادر شاہ نے پھر لوٹ مار شروع کر دی، افغانوں کے مقابلہ میں شہزادہ ہمایوں کی مدد کے افغانوں کو ایران سے مار بھگا دیا اور ہمایوں کو تخت پر بٹھا دیا۔ تقریباً پانچ سال کے عرصہ میں ایران کی سلطنت کو اس کی قدیم سرحدوں تک وسیع کر دیا۔ ۱۱۴۳ھ میں خاندانِ صفوی کا خاتمہ کر کے خود مستقل بادشاہ بن بیٹھا اور ۱۱۵۱ھ میں قندھار کا بل فتح کرنا ہوا دہلی پہنچ گیا۔ محمد شاہ نے فوج جمع کر کے کرنال کے مقام پر مقابلہ کیا۔ آصف جاہ نظام الملک نے جب دیکھا کہ نادر شاہ کو نالوار کی زبان سے رام کرنا ممکن نہیں تو مصالحت کے لئے زمین ہموار کی اور گفت و شنید کے لئے خود نادر شاہ کے پاس گیا اور نادر شاہ کو آمادہ کر لیا کہ وہ دو کروڑ روپیہ لیکر واپس چلا جائے۔ نادر شاہ نے محمد شاہ سے ملنے پر اصرار کیا تو اس نے ملاقات کرادی۔ نادر شاہ نے خیمہ سے نکل کر محمد شاہ کا استقبال کیا اور نادر شاہ یہاں سے واپس جاتے پر تیار ہو گیا تھا چنانچہ اس ملاقات میں اُس نے محمد شاہ سے صاف کہہ دیا کہ ہندوستان کی سلطنت آپ کو مبارک ہو۔ اس دوران میں برہان الملک (بادشاہی فوج کا ایک نامی سپہ سالار) نے آصف جاہ نظام الملک سے حسد کرنے کی وجہ سے نادر شاہ سے کہا کہ آپ اس دو کروڑ روپیہ پر پھسل گئے یہ تو میں ابھی اپنے پاس سے ادا کر سکتا ہوں آپ کے لئے تو دہلی کے خزانے کھلے ہوئے ہیں اور ایسے قیمتی جواہرات ہیں کہ کسی نے کبھی نہ دیکھے ہوں۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

غالباً ۱۵۱۵ زی الحجہ ۱۵۱۵ کو قیلولہ کے وقت صاحبِ روضۃ القیومیہ کے بھائی شیخ محمد محسن نے حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سارا شہر قتل ہو گیا ہے اب اس محلہ کا رخ ہے، چونکہ حضرت کو الہام کے درلئے اس محلہ کی حفاظت کا اطمینان تھا اس لئے کسی قسم کا اضطراب نہ ہوا اور فرمایا کہ یہ محلہ بلا سے محفوظ ہے۔ حضرت بلا کے دفعیہ کے لئے دیر تک دعا کی بعد ازاں لوگوں کو تسلی و اطمینان دلایا۔ آخر نظام الملک اور عماد الدولہ وزیر نے نادر شاہ سے معافی مانگی اور عذر کئے تب اس نے قتل عام کو روکا۔

ایک دن نادر شاہ نے شہر کے محرز لوگوں کے حالات دریافت کئے، اسی سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کا ذکر خیر بھی ہوا، نادر شاہ نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن جب اسے بتایا گیا کہ محمد شاہ بادشاہ کو بھی آج تک زیارت کا موقع نہیں دیا گیا تو نادر شاہ نے سردار خاں کو جو حضرت کا مرید تھا اپنے امراء کے ہمراہ تحفہ و تحائف کے ساتھ حضرت کی خدمت میں بھیجا اور دعا کا طالب ہوا۔ جب شاہ بجا آباد کے لوگوں کی عاجزی کا کوئی ٹھکانہ رہا اور حضرت کی خدمت میں عجز و نیا زبرد جہ غایت ہوئی لوگوں کے جھوم اور شور و شغب سے حضرت کے اذکار و اشغال میں فرق آگیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس بلا کو ہم اپنی جان پر لیتے ہیں، دو تین دن میں یہ آفت حق تعالیٰ تم پر سے ٹال دے گا۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) در بیان الملک کی ان باتوں کی وجہ سے نادر شاہ لالچ میں آگیا اور اس نے نظام الملک اور بادشاہ کو بہانے سے بلا کر دہلی کی طرف کوچ کر دیا اور اوائل ذی الحجہ ۱۵۱۵ کو دہلی میں داخل ہو گیا۔ عید کے دن جامع مسجد دہلی میں نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جو تھے دن عصر کے وقت کسی لنگے نے نادر شاہ کے قتل کی اتواہ اڑادی، اس پر سنگاے شروع ہو گئے، نادر شاہ شورش دبانے کے لئے سوار ہو کر نکلا تو لوگوں نے اس پر تھپڑ اور شروع کر دیا، نادر شاہ نے طیش میں آ کر قتل عام کا حکم دے دیا پھر کوششوں کے پیشے لگ گئے اور خون کی ندیاں جاری ہو گئیں، کسی کی ہمت نہیں تھی کہ نادر شاہ کے سامنے جاسکے، آخر وہی بڈھا آصف الدولہ نظام الملک اپنا سر پھیلی پر سر رکھ کر گڑھی گلے میں ڈالنے نادر شاہ کے سامنے پہنچا اور یہ شعر پڑھا۔

کسے نماند کہ اورا بہ تیغ ناز کشی مگر کہ زندہ کتی خلق را و باز کشی

نادر شاہ نے نظام الملک کی سفارش قبول کر لی اور تلوار سیام میں ڈال کر شہر میں امان کا اعلان کر دیا۔ نادر شاہ نے واپس جانے سے پہلے اپنے بیٹے نصر اللہ مرزا کا محرشہ کی میٹی سے عقد کیا اور دہلی کی ساری دولت مقرر کر دیا اختلاف روایت پندرہ کروڑ سمیت کرجس میں تخت طاؤس بھی شامل تھا ہندوستان سے لے گیا۔ برہان الملک، نادر شاہ کی موجودگی ہی میں سرطان کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ (منتخب البیاب لمخصاص حصہ چہارم ص ۳۹۱ تا ۳۹۳)

۱۵ روضۃ القیومیہ رکن چہارم ص ۲۰۸-۲۰۹ ایضاً ص ۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸ ص ۲۱۸ و ۲۲۰۔

۱۵۲ھ غزنکے جن روز حضرت خواجہ محمد زبیر نے لوگوں کو خوشخبری سنائی تھی اس کے دوسرے روز نادر شاہ نے تمام احرار اور زراعت کو جمع کر کے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا بعد ازاں اپنے وطن کو روانہ ہو گیا تخت طاؤس اور کوہ نور وغیرہ اپنے ساتھ لے گیا، نیز ستر لاکھ روپیہ دہلی کے باشندوں سے اور تین کروڑ بادشاہ سے وصول کیا، نادر شاہ تین ماہ سلطنت ہند پر قابض رہا ۱۵۳ھ جب نادر شاہ بھجان آباد سے نکل گیا تو تمام اہل شہر نے دو گانہ شکر ادا کیا اور شہر کے تمام چھوٹے بڑے ارکان سلطنت مثلاً اصفیہ نظام الملک، اعتماد الدولہ و دیگر اور بادشاہ نے حضرت کاشکرہ کو ادا کیا ۱۵۴ھ

سے روضۃ القیومیہ رکن چارم ص ۲۲۰ - ۱۵۲ ایضاً ص ۲۱۲ سے ص ۲۲۰ کے ایضاً ص ۲۲۰ و ۲۲۱ -
 ع تخت طاؤس اب کہاں ہے؟ اس کے متعلق مختلف روایتیں ہیں: (۱) کہا جاتا ہے کہ تخت طاؤس پچھلی صدی میں انگریزوں کے ہاتھ لگ گیا تھا وہ اُسے پانی کے جہاز سے انگلستان لجا رہے تھے جب جہاز افریقہ کے مغرب سے گذر رہا تھا تو سمندر میں زبردست طوفان آیا اور جہاز مع تخت طاؤس بحر اوقیانوس (بحرِ طلمات) میں غرق ہو گیا۔ (۲) لارڈ کرن نے اپنی کتاب "پرنسپل اینڈ ریڈی پرنسپل" میں "خراسان نامی کتاب سے اس کے مصنف مشرف نریکا قول نقل کیا ہے "۱۵۲ھ میں چھ ماہ سے ایک عمر و سن رسیدہ کرنے بیان کیا تھا کہ جب نادر شاہ کا قتل ہوا اور اس کا کیمپ ٹوٹا گیا تو تخت طاؤس اور اس کا مواریدی چھتر ہمارے ہاتھ آیا تھا جس کو فوراً ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم نے آپس میں بانٹ لیا یہی واقعہ ہے جس کو ہم اردن نے شورش دہلی بزبان نادر کے ہمیں میں گھلے (۱۵۳ھ) میں اقا محمد خاں قاجار (بابی دولت قاجار) نے لطف علی خاں، ژند کو جو نادر کا ایرانی جانشین تھا شکست دیکر اس تخت کے ٹوٹے چھوٹے ٹکڑے اس سے چھپیں لے اور بقول بعض اُن ٹکڑوں کو موروثیت کے ساتھ باہم وصل کر کے ایک نئے طرز کا تخت تو بنایا تھا لیکن شاہ معصوم کا مرتبہ دلا نا محقق نہیں البتہ مرزا نصر اللہ خاں فدائی "دولت یار و بیاد" کے مندرجہ ذیل بیان سے یہ امر افہام کیا جا سکتا ہے کہ دولت قاجار یہ کہے چکے تاجدار ناصر الدین شاہ قاجار نے ضرور ان کو باہم دیکر پیوست کر کے ایک نئی شکل میں تشکیل دیا ہے (۱۵۳ھ - تخت طاؤس، بحوالہ داستان ترکستان ہند حصہ دوم ص ۵۸۶)
 لارڈ کرن کے مطابق یہ توغرت تخت ایرانی شاہی خاندان کے محلات کے نئے عجائب خانہ واقع طران میں رکھا ہوا ہے (تخت طاؤس ۱۵۹ھ) عہ کہ وہ نور دنیا کا سب سے قیمتی ہیرا سمجھا جاتا رہا ہے اس کی صحیح تاریخ باصنی کے دھندلوں میں پوشیدہ ہے محققین نے جو حالات معلوم کئے ہیں ان میں بہت اختلاف ہے نام مختلف گروہوں کو جوڑنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ہیرا گو لکھنؤ کی کانوں تقریباً پانچ ہزار سال قبل نکلا تھا شروع میں بہا بھارت کے زمانہ کے ایک شہر اجرن کے قبضہ میں رہا پھر پانڈوں کے پاس آیا۔ بعد ازاں مختلف ہاتھوں کو گذرنا ہوا جن میں کے فرمانروا راج چندر گپت و کرم مارتیہ کے پاس پہنچا پھر راجہ بھوج کو ملا اور وہاں دلی آیا اور پھر صوفی راج کے قبضہ میں پہنچ گیا پھر صوفی راج کی شکست کے بعد مسلمان فرمانرواؤں کے پاس رہا اور خاندان غلامان، خلجی تعلق اور سب سے ہونا ہوا اور وہی فرمانرواؤں کو ملا ۹۳۲ھ میں بابر نے ابراہیم لودھی کو شکست دیکر دلی قبضہ کیا، ہمایوں نے اگرہ کو فتح کیا تو ابراہیم لودھی کی ماں نے یہ ہیرا ہمایوں کو پیش کیا پھر یہ ہیرا ہمایوں کی اولاد میں رہا۔ شاہ بھجان نے اسے اپنے نراج کی زینت بنایا۔ نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور اودھت سے قبضہ کیا، نادر شاہ نے نادر شاہ کے قبضہ میں کیا، نادر شاہ کے قتل کے بعد احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ آیا پھر اس کے بیٹے تیمور شاہ اور پستے شاہ زبیر کے پاس سے ہونا ہوا شاہ شجاع کے قبضہ میں آیا، جب شاہ شجاع کو روضت محجر خاں نے کابل سے نکال دیا تو وہ رنجیت سنگھ سے مدد کا طالب ہوا اور کوہ نور رنجیت سنگھ کو دیدیا۔ پھر شہر سنگھ کو، اس سے اس کے بیٹے دلپ سنگھ کو ملا۔ ۱۲۱۵ھ میں پنجاب حکومت برطانیہ میں شامل ہو گیا تو کوہ نور بطور تحفہ ملکہ وینور کی خدمت میں انگلستان پہنچا دیا گیا اس وقت سے اب تک یہ وہیں موجود ہے۔

۱۱۵۲ھ میں مشرقی ممالک میں سخت بارش ہوئی گویا طوفانِ نوح کا نمونہ تھا۔ کہتے ہیں کہ چھڑے گاؤں بہ گئے اور ہزاروں آدمی اس طوفان میں ہلاک ہو گئے۔ قصیبہ سہسوان (ضلع بدایوں) کے گرد نواح میں ایک پچاس من وزنی آہستی قسم کا ایک گولہ آسمان سے گر کر زمیں میں دھنس گیا اور اس سے آگ کے شعلے نکلے رہے کرتے وقت کڑک جیسی ہییب آواز پیدا ہوئی جو بارہ بارہ میل تک لوگوں نے سنی جب اس کا شعلہ بند ہو گیا تو ٹھنڈا ہونے پر کلات جبرئیل کی مدد سے اُسے نکالا گیا اس وقت وہاں کا حاکم علی محمد خاں تھا۔ صاحبِ روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ میں نے بھی اُسے دیکھا کہ وہ توڑنے سے چینی کی طرح بکھر جاتا تھا۔ واضع رہے کہ یہ تینوں آفتیں جو اس سال پیش آئیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو نعمتِ عظمیٰ (یعنی خواجہ محمد زبیر قدس سرہ) مخلوق کو حاصل تھی وہ واپس لے لی گئی تھی۔

نادر شاہ کے ہندوستان سے واپس جانے کے بعد حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کی صحت میں فرق آیا اور آٹے دن طبیعت خراب رہنے لگی پھر بخار شروع ہو گیا جس کی وجہ سے ضعف بڑھنا گیا، محمد شاہ بادشاہ کو آپ کی علالت کا علم ہوا تو اس نے مزاجِ پرہیزی کے لئے حاضر ہونے کی اجازت چاہی لیکن حضرت نے اب بھی اس کی درخواست کو قبول نہ فرمایا، آخر بادشاہ مہراج پرہیزی کے لئے آدمی مقرر کر دیا جو راتہ راتہ حضرت کی خیر و عافیت معلوم کر کے بادشاہ کو اطلاع دیتا۔ علاج معالجہ میں حد درجہ کوشش کی گئی لیکن مرض بڑھنا لگا جوں جوں دوا کی۔ مرض کی شدت اور ضعف کے غلبہ کے باوجود حضرت کے عبادات و وظائف اور اوراد و اشغال میں سہم موقوف نہ آیا آخر ۱۱۵۲ھ کو بوقت اشراق السنہ سال کی عمر میں اس عالم فانی سے رحلت فرمائی، حضرت کے وصال و ولادت دونوں بدھ کے دن ہوئے تھے انتقال کی قبر سنکر تمام شہر میں ایک کہرام مچ گیا اور حجلہ متعلقین، امیر و غریب، بادشاہ و وزیر سب رنج و غم آہ و بکا کرنے لگے۔ پھر حضرت کو غسل و کفن دیکر سرسند لے گئے اور ۱۲ بقعدہ بروز جمعرات شیخ سوادین کی چوٹی سرسند میں دفن کیا گیا۔ بعد ازاں ۱۱۵۳ھ میں حضرت کی قبر پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا جو رنگارنگ کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔

آپ کی اولاد میں چار لڑکے: شیخ محمد عزیر اللہ، شیخ عبدالقادر، شیخ محمد احراز تانی، شیخ محمد معصوم مغفور اور دو لڑکیاں فاطمہ زبانی، بدر النساء ہیں۔

شاہانِ مغلیہ ایک نظر میں

حق سبحانہ و تعالیٰ نے خاندانہ تیموریہ کو جس قدر نوازا تھا اس کی مثال پوری تاریخ میں مشکل ہی ملے گی، ان میں بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ پیدا ہوئے اور اکثر بادشاہ تو بہت ہی نیک سیرت، فرشتہ خصلت گذرے ہیں جنہوں نے علوم و فنون، نظم و نسق، تہذیب و تمدن اور دیگر اصلاحات کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کو وقف کر دیا تھا اور ان کی بہادری و شجاعت اور تعمیری کارناموں کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ نیز اس خاندانہ کے تقریباً تمام بادشاہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک رہے ہیں اسلئے بھی ہمیں ان کا ایک درجہ تعلق ہے، پھر حسن اتفاق کہ اکبر اور جہانگیر کا مختصر تذکرہ کتابِ مستطاب حضرت محمد رافع ثانیؒ میں آچکا ہے اور شاہجہاں سے روشن اختر (محمد شاہ) تک بادشاہوں کا مختصر تعارف پیش نظر تالیف کے حواشی میں آگیا ہے لہذا قدرتی طور پر خیال آیا کہ اول و آخر کے بادشاہوں کا بھی مختصر طور پر تذکرہ کر دیا جائے تو ایک طرح سے تاریخی جامعیت بھی پیدا ہو جائیگی اور عوام کیلئے دلچسپی اور خواص کیلئے عبرت کا باعث بھی ہوگا (مؤلف)

برصغیر میں سلطنتِ مغلیہ کا بانی شہنشاہ ظہیر الدین بابر تھا۔ ہندوستان آنے سے پہلے اس کی حکومت افغانستان میں تھی اور اس سے قبل قرغانہ میں۔ وہ امیر تیمور صاحبقران یعنی امیر تیمور گورکان کی پانچویں پشت میں تھا۔ تیمور تک اس کا شجرہ نسب اس طرح ہے: بابر بن عمر شیخ مرزا بن ابو سعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن امیر تیمور۔ اب ہم اس سلسلہ کے بادشاہوں کا تذکرہ مختصر طور پر پیش کرتے ہیں:-

۱) امیر تیمور ۱۳۶۲ء میں سمرقند کے نواح میں پیدا ہوا، چنگیز خاں اس کے اجداد میں تھا۔ تیمور اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۱۳۶۹ء میں ایک قبیلہ کا سردار بنا۔ ۱۳۷۰ء میں ترکستان اس کے زیر نگیں آگیا اور سمرقند اس کا پایہ تخت قرار پایا، اس کے بعد وہ دوسرے ملکوں کی فتوحات کے لئے روانہ ہوا۔ ایران اور

۱) امیر تیمور سے متعلق ایک واقعہ اگلا ہی سید امیر کمالؒ میں درج ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت امیر کمالؒ شہر بخارا سے اپنے مکان تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں انہوں نے دیکھا کہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی شریعتِ مطہرہ پر گفتگو اور اولیائے کرام کی ولایت و کرامت کا تذکرہ کر رہی ہے، اسی جماعت میں امیر تیمور بھی تھا جب امیر تیمور کی نگاہ آپ پر پڑی اور اسے معلوم ہوا کہ آپ حضرت امیر کمالؒ ہیں تو وہ نہایت عجلت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا (راتی بوضوح آئندہ)

وسط ایشیا کے مختلف حصوں پر قبضہ کرتا ہوا ۸۲۳ھ میں روس کے دار الحکومت ماسکو تک جا پہنچا
 ۸۶۵ھ میں مازندران اور آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۸۹۸ھ میں وہ شمال مغربی دروں کی راہ سے
 برصغیر پر حملہ آور ہوا اور آخری تغلق بادشاہ محمود شاہ بن محمد شاہ کو شکست دیکر اور دہلی پر قبضہ کر کے
 اسے ناختم و تاراج کیا پھر ایشیائے کوچک اور شام کا رخ کیا اور انگورہ کی جنگ میں ترکوں کو شکست
 دیکر سلطان بایزید یلدرم کو قید کر لیا۔ سنہ ۹۰۵ھ میں چین پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا کہ دست
 اجل نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ امیر تیمور کی قبر حضرت امیر کلال کے
 گنبد میں ہے۔ تیمور کے چار لڑکے تھے اور ایک لڑکی۔ لڑکوں کے نام جہانگیر مرزا، عمر شیخ مرزا، میران شاہ
 اور شاہ رخ مرزا۔ اول الذکر دو صاحبزادے باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔
 (۲) میران شاہ بن امیر تیمور جو باپ کے دادا کا دادا تھا باپ کے انتقال کے بعد صرف

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) اور سرتیاز خم کر کے درخواست کی کہ اے بزرگوار دین و اے نمائندہ راہ یقین !
 آپ کے کرم سے میں توقع رکھتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی خدمت سپرد فرمائیں جو رویشوں کی تسکین خاطر کا سبب ہو
 حضرت امیر کلال نے فرمایا کہ درویشوں کی باتیں مخفی ہوتی ہیں اور ہمارا بیغ یہ ہے کہ جب تک مشائخ کی روحت
 سے کوئی اشارہ نہ ہو اپنی طرف سے ہرگز کچھ نہیں کہتے، تم انتظار کرو اور قائل نہ رہو کہ تمہارے کاموں میں عظیم
 کامیابی نظر آ رہی ہے جو تمہیں پہنچے گی۔ پھر حضرت امیر کلال اپنے گھر پہنچے اور گوشہ خلوت میں تشریف لیگے
 بعد ازاں باہر آئے اور عشائی نماز جماعت سے ادا کی اس کے بعد مشائخ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کی روحانیت سے ان کو
 جو کچھ معلوم ہوا تو اپنے ایک مخلص رازداں شیخ منصور کو بلا کر فرمایا "زود برو امیر تیمور را بگو کہ سوچ تو وقت کند
 و فی الحال متوجہ خوارزم نہ شو و بیچ چیز نظر نہ کند اگر گشتہ باشند بر خیزند و اگر استادہ باشند سوار شوند و اگر حلیہ
 مشائخ رحمۃ اللہ علیہم جمعیں اشارت فرمودہ اند کہ تمام مملکت را من نامر با شما و فرزندان شما دادہ اند و چون
 خوارزم در تصرف شما شود متوجہ سمرقند شوید" [یعنی جلدی جا اور امیر تیمور سے کہہ کہ کچھ توقف نہ کرے اور
 اسی وقت خوارزم کی طرف متوجہ ہو جائے اور کسی چیز پر نظر نہ کرے اگر بیچھا ہوا تو اٹھ جائے اور اگر کھڑا ہو تو سوار
 ہو جائے کیونکہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم جمعیں کی ارواح طیبہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ تمام مملکت کو ایک سرے سے
 دوسرے سرے تک تمہیں اور تمہاری اولاد کو دیدیا گیا ہے اور جب خوارزم تمہارے تصرف میں آجائے تو سمرقند
 کی جانب متوجہ ہو جاؤ]۔ جب شیخ منصور امیر تیمور کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ امیر تیمور جواب کے انتظار میں ہے
 اور جو ہی شیخ منصور نے یہ خوشخبری بہ تمام و کمال سنا امیر تیمور بلا توقف روانہ ہو گیا۔ . . . اور وہی ہوا کہ
 حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے اس کو مملکت عطا کی اور جب وہ خوارزم میں مظہر منصور ہو کر سمرقند پہنچا تو وہاں
 مقیم ہو گیا اس کے بعد اس کی فتوحات میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی اور اس کا کام بلند تر ہوتا گیا۔ (آگاہی امیر کلال ص ۲۵ تا ۳۰)
 امیر تیمور سے متعلق ایک اور روایت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ امیر تیمور حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خانقاہ کے
 سامنے سے گزر رہا تھا اتفاق سے اس وقت خانقاہ کے خدام فرش کی دریاں چھاڑ رہے تھے جس کی وجہ سے راستہ
 گرد آلود تھا۔ امیر تیمور نے اس غبار سے بچنے کی بجائے اس کو متبرک خیال کرتے ہوئے اپنے اوپر لیکر چہرہ پر لے لیا اور
 کہنے لگا عِبَارًا مَدِينَةً تَشْفَاءُ [اس شہر کی مٹی شفا ہے]۔

تین سال زندہ رہا، اس نے کوئی اہم کارنامہ انجام نہیں دیا۔ البتہ چوتھا لڑکا شاہ رخ مرزا صحیح معنوں میں باپ کا جانشین ہوا، لیکن باپ کے برعکس وہ نہایت رحمدل اور امن پسند تھا وہ باپ کے بعد تین سال زندہ رہا اور کامیابی کے ساتھ حکومت کر کے ۸۵۵ھ میں فوت ہو گیا۔ مشہور ہیبت دان الخ بیگ جس نے سمرقند میں عظیم الشان رصد گاہ جوانی تھی اسی کا بیٹا تھا۔

(۳) سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بھی باپ کی طرح تقریباً غیر معروف رہا۔

(۴) ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا البتہ سپہر شہرت پر یا ہتاب بن کر چکا، سنہ ۸۳۳ھ میں پیدا ہوا، الخ بیگ کے دورِ حکمرانی میں وہ اس کے دربار سے وابستہ رہا۔ جب الخ بیگ کو اس کے لڑکے عبداللطیف نے مروادیا تو ابوسعید کو بھی قید و بند کی صعوبات برداشت کرنی پڑیں، لیکن وہ جلد ہی پہرہ داروں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر قید سے نکل بھاگا اور بخارا پہنچ گیا۔ جب عبداللطیف بھی قتل کر دیا گیا تو اس نے اپنی جمعیت کی مدد سے ترکستان اور توران پر قبضہ کر لیا اور ۸۵۵ھ میں تخت موروثی پر جلوس فرمایا۔ سنہ ۸۶۱ھ میں ہرات بھی اس کے قبضہ میں آ گیا، دس سال بعد ۸۶۴ھ میں اس کا مقابلہ قبیلہ آق قویلوں کے سلطان ازرون حسن سے ہوا، ابوسعید مرزا نے میانہ کے قریب جنگ میں شکست کھائی گرفتار ہوا اور یادگار محمد نے ۸۷۳ھ میں اس کو قتل کر دیا۔

(۵) عمر شیخ مرزا، ابوسعید مرزا کا چوتھا لڑکا جو باہر کا باپ تھا سنہ ۸۶۱ھ میں سمرقند میں پیدا ہوا۔ شروع میں ابوسعید مرزا نے اس کو کابل کا علاقہ دیا، بعد میں ولایت فرغانہ عطا کی۔ عمر شیخ مرزا نہایت پاک طینت، نیک سرشت، نکتہ سنج تھا، اہل کمال کی قدر کرتا تھا اس کو امور سلطنت، رعیت پروری اور عدل گستری میں جگانہ روزگار سمجھا جاتا تھا۔ اس نے اپنے بھائیوں سے مقابلے جاری رکھے جس کی وجہ سے ناراض ہو کر انھوں نے فوج کشی کر دی لیکن جنگ سے پہلے ہی اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا صاحب منتخب اللباب لکھتے ہیں کہ "اس نے چھبیس سال حکومت کی سنہ ۸۹۹ھ میں جبکہ اس کی عمر اسی سال تھی انتقال ہوا۔ اس کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ وہ کیوتروں کی سیر کے لئے بوخرانہ کی چھت پر گیا یہ عمارت بوسیدہ ہو چکی تھی مرزا کے چڑھتے ہی عمارت اچانک بیٹھ گئی اور اس کا انتقال ہو گیا۔" بابر نے اپنی تونک میں اس کی بعض خوبیاں اس طرح بیان کی ہیں کہ "ان کے اخلاق و اطوار یہ تھے حنفی تہذیب اور خوش اعتقاد آدمی تھے، پانچوں وقت کی نماز پڑھتے تھے، قصائے عمری سب ادا کر دی تھیں، اکثر قرآن شریف پڑھا کرتے تھے، حضرت خواجہ عبد اللہ احرار قدس سرہ کے مرید تھے، اکثر ان کی

۱۔ منتخب اللباب حصہ اول ص ۵۶۔

قدرت میں حاضر ہونے تھے حضرت خواجہ بھی ان کو "قرزند" کے الفاظ سے مخاطب کرتے تھے، وہ خاصے پڑھے لکھے تھے، خمیں، شتوی اور تاریخ کی کتابیں ان کی نظر سے گزری ہوئی تھیں، شاہنامہ کو بہت دیکھا کرتے تھے اگرچہ موزوں طبیعت تھے مگر شعر گوئی پر توجہ نہ کرتے تھے یہ

(۶) بابر ۶ محرم ۸۸۶ھ بمقام فرغانہ پیدا ہوا، عمر شیخ مرزائے تخت سلطنت پر جلوس کرنے کے بعد مرزا محمد بابر کو بچپن ہی میں . . . اندجان کی سرکار پر متعین کر دیا۔ والد کی وفات کے بعد مرزا محمد بابر ۵ رمضان المبارک ۸۹۹ھ مطابق ۶ جون ۱۴۹۷ء کو جبکہ اس کی عمر محض بارہ سال تھی فرغانہ کا حکمران بنا۔ تقریباً دس سال تک وہ اس کوشش میں رہا کہ اپنے علاقہ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے اور امیر نیپور کے پائے تخت سمرقند کو اپنے قبضہ میں لے آئے، لیکن آخر کار شیبانی خاں اور ازبکوں نے اس کو فرغانہ سے بھی نکال دیا اور وہ ترک وطن کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ۹۵ھ سے ۹۳ھ تک وہ افغانستان اور بدخشان پر حکومت کرتا رہا، اسی دوران وہ ہندوستان کی فتح کے لئے روانہ ہوا اور جب ۹۳۲ھ مطابق اپریل ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے مقام پر سلطان ابراہیم لودھی کو شکست دیکر برصغیر میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی، ۶ جمادی الاولیٰ ۹۳۷ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء کو زندگی کی ستاؤں بہائیں دیکھ کر اسی ملک بقاء ہوا۔

بابر بڑی صلاحیتوں اور خوبیوں کا انسان تھا، خطا بخشی اور جرم پوشی اس کی سرشت میں

۱۵ بابر کی تاریخ وفات "بہشت روزی باد" سے نکلتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہمایوں حالت مرض میں سنبھل سے آگے کی نواح میں پہنچا اور اس کی بیماری سخت ہو گئی، دوا دار و علاج معالجہ سے کوئی فائدہ ہونہا ہوا نظر نہیں آیا تو ایک دن میراویا بقائے جو اس زمانہ کے ایک فاضل آدمی تھے کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ کی زندگی کسی صدقہ کی طالب ہے جس کے بغیر موت ٹل نہیں سکتی، اگر بادشاہ سلامت ایسی کوئی چیز کہ اس سے زیادہ عزیز کوئی اور چیز ہو بیٹے پر قربان کر دیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمادے" تجویز یہ ہوئی کہ وہ قیمتی الماس (غالباً کوہ نور) جو سلطان علاؤ الدین کے جوہر خانہ میں تھا اور جو آگرہ کی فتح کے دن شاہزادہ ہمایوں کے ہاتھ آیا تھا . . . صدقہ میں دیدیا جائے کہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت غربا میں تقسیم کر دیں۔ بابر نے کہا "وہ پتھر کا ٹکڑا میری اور میرے بیٹے کی جان سے زیادہ عزیز اور قیمتی نہیں ہے، ہمایوں کے بعد اگر مجھے کچھ عزیز ہے تو وہ میری اپنی جان ہے اس لئے میں اس پتھر کی بجائے اپنے بیٹے پر اپنی جان ہی کو صدقہ کے دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس نذر کو قبول فرمالے۔"

یہ پیش نقد جاں گوہر چہ باشد
نثار دوست باشد ہر چہ باشد
چنانچہ بابر خلوت میں گیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگی اور تین مرتبہ بیٹے کے اطراف چکر لگا کر کہا "بردا شتم، بردا شتم، بردا شتم" (یعنی میں نے اس کی بیماری اپنے اوپر لے لی) بس اسی دن سے ہمایوں کی صحت کے آثار پیدا ہو گئے اور محمد بابر بادشاہ عارضہ جسمانی میں مبتلا ہو گیا۔ (منتخب اللباب حصہ اول ص ۹۲، ۹۳)

عہ بابر نامہ اردو ترجمہ نثرک بابر ص ۲۵۔

داخل تھی، وہ ایک طرف نہایت بہادر، جری، فن سپہ گری کا ماہر تھا تو دوسری جانب علم و ادب کا دلدادہ، عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کا تبحر عالم ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھا چنانچہ اس کا یہ شعر جو کابل میں بابر کے ہی بتوائے ہوئے ایک حوض کے کنارے کندہ ہے عام طور پر مشہور ہے۔

توروز و نو بہار و مے و دلری باخوش بہت بابر یہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ان اوصاف و کمالات کے باوجود وہ تہماز و زہ کا بڑا پابند تھا، بچپن ہی میں خواجہ عبداللہ احرار کامریہ ہو گیا تھا اور مشائخ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ بابر حنفی المذہب تھا، تہماز جمعہ قضا نہیں کی اور جمعہ کو پابندی سے روزہ رکھتا تھا۔

(۷) محمد ہمایوں، ظہیر الدین بابر کا فرزند اکبر، جو اکبر بادشاہ کا باپ تھا، ۱۵۱۸ء میں اس کی ولادت ہوئی، اس نے اپنی نرم مزاجی اور حمدی کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں اور زندگی کا بڑا حصہ پریشانیوں میں گزارا، بابر نے اس کی تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کی، اسی لئے ہندوستان کے مسلمان عالم فرما تراؤں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۵۳۰ء میں بابر کے انتقال کے بعد وہ ہندوستان اور افغانستان کا بادشاہ بنا، اس نے افغانستان کا ایک حصہ اپنے سوتیلے بھائی کامران کو اور دوسرا حصہ دوسرے بھائی عسکری کو دیدیا لیکن ان دونوں نے اس کے ساتھ ہمیشہ غداری کی۔ ہمایوں نے گجرات پر حملہ کیا لیکن اس ہمہ کو کامیابی کی منزل تک نہ پہنچا سکا اس لئے کہ اس کی عدم موجودگی میں پٹھانوں نے بغاوت کر دی تھی، اس کا مقابلہ پٹھان سردار شیر خاں سے ہوا جس نے اسے ۱۵۳۹ء میں چوسا کے مقام پر اور ۱۵۴۰ء میں قونج کی لڑائی میں شکست دی۔ ہمایوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑا۔ شیر خاں کامیابی کے بعد شیر شاہ سوری کے لقب سے ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ ہمایوں، بیرم خاں کے مشورہ سے ایران گیا اور وہاں ۱۵۴۲ء سے ۱۵۵۱ء تک مقیم رہا پھر شاہ ظہما سپ صفوی کی امداد سے افغانستان پر قابض ہو گیا، ۱۵۴۵ء سے ۱۵۵۵ء تک وہاں حکومت کرتا رہا۔ ۱۵۵۵ء میں پھر ہندوستان آیا اور دہلی و آگرہ پر قابض ہو گیا۔

ہمایوں، جرات و ہمت اور شرافت کا بہترین نمونہ تھا۔ تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ ہمایوں ہمیشہ با وضو رہتا تھا اور بلا وضو خدائے تعالیٰ کا نام بھی نہیں لیتا تھا۔ چنانچہ ایک دن بادشاہ نے میر عبدالحی صدر کو عبدل کہہ کر پکارا اور اس کے بعد وضو کر کے ان سے کہا کہ گفتگو کے وقت با وضو نہیں تھا اس لئے میں تمہیں تہمارے پورے نام سے نہیں پکار سکا۔ اس کی دینداری کے ثبوت میں یہی واقعہ کافی ہے کہ دوبارہ تخت نشینی کے چھ ماہ بعد اپنے کتب خانہ سے نیچے اتر رہا تھا کہ مؤذن نے اذان دی

بادشاہ اذان کے ادب سے وہیں سیر میوں پر بیٹھ گیا، اذان ختم ہونے کے بعد عصا کا سہارا لیکر اٹھا لیکن سوہر اتفاق کہ عصا پھسل گیا اور بادشاہ زمین سے زمین پر گر گیا، بہت علاج کیا گیا کوئی قادرہ نہ ہوئی آخر اربع الاول ۹۶۳ھ کو وفات پائی۔ تاریخ وفات ہمایوں بادشاہ ازبام افتاد۔

ہمایوں کے بعد اکبر (۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ) اور جہانگیر (۱۰۱۴ھ تا ۱۰۳۷ھ) کا تذکرہ ہماری سابقہ تالیف "حضرت مجدد الف ثانی" میں آچکا ہے اور مندرجہ ذیل بادشاہوں کا تذکرہ پیش نظر تالیف میں آیا ہے۔

شاہجہاں (۱۰۳۷ھ تا ۱۰۶۸ھ)
۱۶۲۷ء تا ۱۶۵۸ء

عالمگیر (۱۰۶۸ھ تا ۱۱۱۸ھ)
۱۶۵۸ء تا ۱۷۰۷ء

بادشاہ اول (۱۱۱۸ھ تا ۱۱۲۳ھ)
۱۶۰۷ء تا ۱۶۱۲ء

جہاندارشاہ (۱۱۲۳ھ تا ۱۱۲۵ھ)
۱۶۱۲ء تا ۱۶۱۳ء

فرخ سیر (۱۱۲۵ھ تا ۱۱۳۱ھ)
۱۶۱۳ء تا ۱۶۱۹ء

رفیع الدرجات و رفیع الدولہ (ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ مطابق فروری ۱۶۱۹ء تا شوال ۱۱۳۱ھ اگست ۱۶۱۹ء)

ان دونوں کا دور حکومت صرف تین تین ماہ رہا۔

البتہ محمد شاہ (۱۱۳۱ھ تا ۱۱۶۱ھ) کا اسی سال ۲۹ سالہ دورے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔

نادر شاہ کے حملہ آور ہونے (جس کی وجہ سے سلطنتِ مغلیہ بالکل ہی مفلوج ہو گئی) اور اس کے واپس چلے جانے تک کے حالات کتاب ہمارے آچکے ہیں۔ اس کے بعد اگرچہ محمد شاہ نے اپنی روش میں تبدیلی کر لی تھی لیکن یہ اقدام بعد از وقت تھا اس لئے سلطنت میں جان نہ پڑ سکی۔

جب ۱۱۶۱ھ میں نادر شاہ ایران میں مارا گیا تو احمد شاہ ابدالی یا درانی نے افغانستان میں خود مختاری

کا اعلان کر دیا پھر اس نے ۱۱۶۱ھ میں لاہور پر حملہ کیا۔ لاہور کے حاکم کی مدد کے لئے محمد شاہ نے اپنے ولی عہد کو ایک جہاز لشکر دے کر بھیجا، سرسبز کے قریب جنگ ہوئی اور احمد شاہ درانی شکست کھا کر

سلہ مولانا نصر اللہ شاہ صاحب کابلی شارح مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی فرماتے تھے کہ جب احمد شاہ درانی ہندوستان سے واپس گیا تو سرسبز لقیہ سے مجرئی خاندان کے تین بزرگ بھائیوں کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ (۱) شاہ غلام محی صاحب بڑے بھائی جو قطب ارشاد تھے جنھوں نے پشاور میں قیام کیا اور وہیں ان کا خراج رہا اور ان کی اولاد و احفاد قندھار و ہرات میں آباد ہے۔ (۲) دوسرے بھائی عزت اللہ جو قطب فرد تھے ان کا خراج کابل میں ہے، بدخشاں اور نادرہ ہرات میں ان کی اولاد و احفاد ہے۔ (۳) تیسرے بھائی شاہ صفی اللہ جو چچاں جن کا خراج زمین کی بندرگاہ اور کابل والے مجرئی حضرات آپ ہی کی اولاد امجد میں آپ ہی کے صاحبزادے شاہ عبدالباقی تھے۔

(مخولف)

صہبہ میں ہے

بھاگ گیا۔ بعد ازاں ۳۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ کو محمد شاہ کا انتقال ہو گیا اور دو ماہ بعد جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ میں اس کے وزیر نظام الملک آصف جاہ اول نے بھی وفات پائی۔ محمد شاہ سلطنتِ مغلیہ کا قریباً تروا ضرور تھا مگر اس کی بادشاہت کا انحصار نظام الملک اور اس کے بیٹوں کے دور کے اہم کام دہلی، جے پور اور اڑیسہ میں رصدگاہوں کا قیام ہے۔

محمد شاہ کے بعد احمد شاہ کا چھ سالہ دور (۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۴ھ) ہے، وہ بھی عیش و کوشی کی وجہ سے کوئی کام انجام نہ دے سکا۔ اس کے زمانہ میں عورتوں کا اثر بہت بڑھ گیا تھا۔ عماد الملک نے پہلے تو اس کو اپنی گرفت میں لینا چاہا لیکن جب کامیابی نہ ہوئی تو اس کی آنکھوں میں سلاخیاں پھر واکر اندھا کر دیا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔

احمد شاہ کو راستہ سے ہٹا کر عماد الملک نے جہاندار شاہ کے بیٹے عزیر الدین کو تخت پر بٹھایا اور اس کو عالمگیر ثانی کا لقب دیا، یہ بادشاہ دینداری کی طرف مائل تھا اور سلطنت کے کاموں کی اصلاح کرنا چاہتا تھا لیکن عماد الملک کی بے جا مداخلت نے اسے کچھ نہ کرنے دیا، یہاں تک کہ عماد الملک نے اس کو ایک فقیر سے ملاقات کے بہانے لیجا کر قتل کر دیا۔ اس کا دور حکومت ۱۱۶۴ھ تا ۱۱۶۳ھ ہے، اس کے دور کا اہم واقعہ پلاسی کی جنگ ہے۔

شاہ عالم ثانی جس کا اصل نام عالی گہر تھا، عالمگیر ثانی کا بیٹا تھا، باپ کی مجبوری اور اپنی جان کو خطرہ میں دیکھ کر وہ پہلے ہی دہلی سے نکل گیا تھا اس کی عدم موجودگی میں عالمگیر ثانی کا قتل ہوا، اس وقت وہ بہار میں تھا، اس نے وہیں اپنی تخت نشینی کی رسم ادا کی اور اس کے بعد وہ ۱۱۶۳ھ سے ۱۱۶۴ھ تک تقریباً ۲۸ سال حکمران رہا لیکن حکمرانی برائے نام اور اس فقرہ کا مصداق تھی "بادشاہی شاہ عالم اردئی تا پالم"۔ اس کے طویل دور کے واقعات کی فہرست بھی کافی طویل ہے۔ اہم واقعات یہ ہیں:- پانی پت کی تیسری جنگ اور مرہٹوں کی شکست۔ بکسر کی لڑائی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال اور بہار کی دیوانی کی تفویض۔ شاہ عالم کا انگریزوں کا پیشنہ خوار ہونا۔ مرہٹوں کا عروج۔ شاہ عالم کی الہ آباد سے دہلی کو واپسی۔ سکھ تال کی جنگ۔ حافظ رحمت خاں کی شہادت۔ روسیہ کی تباہی۔ شاہ عالم کا نابینا کیا جانا۔ آگرہ، دہلی، علیگڑھ اور دہلی کے علاقہ پر انگریزوں کا قبضہ۔ سلطنتِ ہندو کا عروج و زوال۔ بیسویں سلطان کی شہادت۔ فورٹ ولیم کالج کا قیام۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا انتقال وغیرہ۔

۱۱۶۴ھ تک جید آباد دکن پر حکمرانی کی۔

شاہ عالم ثانی کے بعد لکھنؤ تانی کا دور سلطنت ۱۷۰۷ء سے ۱۷۵۳ء تک تقریباً اکتیس سال رہا، بادشاہ کی حیثیت پیش خوار کی ہو گئی تھی اس لئے اس کے زمانے میں جتنے کام انجام پائے ان کی نسبت ایسٹ انڈیا کمپنی سے کی جاتی ہے اس کے زمانے میں حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کا انتقال اور بلاکوٹ کا افسوسناک واقعہ پیش آیا۔

اس خاندان کا آخری فرمانروا سراج الدین بہادر شاہ ظفر تھا، یہ بادشاہ بہت دیندار، عالم و صوفیہ کا قدردان تھا اس کا دور حکومت تقریباً بیس سال ۱۷۵۳ء سے ۱۷۵۷ء تک ہے، اس کے زمانے میں پنجاب اور سندھ پر انگریزوں کا قبضہ ہوا اور اس کی حکمرانی صرف قلعہ کے اندر محدود رہی تھی، اسی زمانے میں میرٹھ کی ہندوستانی فوج نے بعض وجوہات کی بنا پر بغاوت کر دی اور اس نے ۱۷۵۷ء کو دہلی پہنچ کر بادشاہ ظفر کو مجبور کیا کہ وہ اپنے شہنشاہ ہند ہونے کا اعلان کر دیا چنانچہ بادشاہ ظفر نے مجبور ہو کر انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور بے سروسامانی کی حالت میں بھی تیرہ ہفتے تک جنگ جاری رکھی، آخر شکست کھانی اور ۱۳ ستمبر ۱۷۵۷ء کو انگریزوں کا دلی پر قبضہ ہو گیا، بادشاہ ظفر نے ہمایوں سے گرفتار کیا گیا اور انگریزوں نے اس کے نو بیٹوں کو گوئی مار کر ان شہزادوں کے سرخون میں رکھ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیئے، بادشاہ نے ہرگز ان کے سر دیکھ کر نہایت صبر و تحمل سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: "الحمد للہ! تیموری شاہزادے میدان جنگ سے باپ کے سامنے سرخرو ہو کر لوٹے تھراؤ نہ کر کے اس کی مغفرت فرمائے، جو اذنان انگریزوں نے وہ قتل و غارت گری کی کہ نادر شاہ کا بھی ریکارڈ توڑ دیا پھر بادشاہ پر مقدمہ چلایا گیا اور ۱۳ ستمبر ۱۷۵۷ء میں وہ بطور شاہی قیدی رنگون بھیج دیئے گئے جہاں چار برس کے بعد ۱۷۶۰ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح سلطنت مغلیہ تقریباً سو ایتھن سو سال برصغیر قائم رہ کر بادشاہ ظفر ختم ہو گئی۔

اس مختصر مضمون سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہندوستان کی اتنی بڑی سلطنت مسلمانوں کو عطا فرمائی تھی کہ جس کے رعب و دبدبے دنیا رزتی تھی لیکن افسوس کہ انھوں نے اس کی قدر نہ کی لہذا جنگ ان میں نیک سیرت بادشاہ ہوتے رہے ان کی سلطنت قائم رہی اور جب ان میں عیش و عشرت اور فسق و فجور سے بڑھ گیا تو حق تعالیٰ نے نادر شاہ کو ان پر مسلط کر دیا اس نے ان کا وہ قتل عام کیا کہ یہ قوم "شامیت اعمال" ماصورت نامہ گرفت" کہتے پر مجبور ہو گئی۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے مزید ذلیل دی کہ اب بھی سنبھل جائیں لیکن جب مسلمان اپنی بد اعمالیوں سے باز نہ آئے تو حق تعالیٰ نے ان پر انگریزوں کو مسلط کر دیا جس نے سلطنت چھین کر وہ قتل و غارت گری کی کہ اس پر حقد قرار دیا جائے کہ ہے حالانکہ مغلیہ سلطنت کے مقابلے میں ٹیٹی بھی انگریز تھے لیکن مسلمانوں میں اتحاد تھا اس لئے ان کی سلطنت کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا پھر ایک عرصہ بعد جب مسلمانوں نے عہد کیا کہ اگر ہم کو ایک خطہ زمین مل جائے تو ہم وہاں اسلامی نظام قائم کریں گے تو حق سبحانہ و تعالیٰ کو ان پر رحم آیا۔ اس نے "پاکستان" جیسی عظیم سلطنت عطا فرمادی، لیکن سلطنت حاصل ہونے ہی یہ قوم اپنے عہد سے پھر گئی تو حق تعالیٰ نے بھی اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور پھر مزید ہمت دی، اب دیکھنا ہے کہ مسلمان اپنے اس عہد کو کس حد تک پورا کرتے ہیں۔ فاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ۔

۱۷۰۷ء تا ۱۷۵۳ء
۱۷۵۳ء تا ۱۷۵۷ء
۱۷۵۷ء تا ۱۷۶۰ء
۱۷۶۰ء تا ۱۷۶۴ء
۱۷۶۴ء تا ۱۷۶۷ء
۱۷۶۷ء تا ۱۷۷۰ء
۱۷۷۰ء تا ۱۷۷۳ء
۱۷۷۳ء تا ۱۷۷۶ء
۱۷۷۶ء تا ۱۷۷۹ء
۱۷۷۹ء تا ۱۷۸۲ء
۱۷۸۲ء تا ۱۷۸۵ء
۱۷۸۵ء تا ۱۷۸۸ء
۱۷۸۸ء تا ۱۷۹۱ء
۱۷۹۱ء تا ۱۷۹۴ء
۱۷۹۴ء تا ۱۷۹۷ء
۱۷۹۷ء تا ۱۸۰۰ء
۱۸۰۰ء تا ۱۸۰۳ء
۱۸۰۳ء تا ۱۸۰۶ء
۱۸۰۶ء تا ۱۸۰۹ء
۱۸۰۹ء تا ۱۸۱۲ء
۱۸۱۲ء تا ۱۸۱۵ء
۱۸۱۵ء تا ۱۸۱۸ء
۱۸۱۸ء تا ۱۸۲۱ء
۱۸۲۱ء تا ۱۸۲۴ء
۱۸۲۴ء تا ۱۸۲۷ء
۱۸۲۷ء تا ۱۸۳۰ء
۱۸۳۰ء تا ۱۸۳۳ء
۱۸۳۳ء تا ۱۸۳۶ء
۱۸۳۶ء تا ۱۸۳۹ء
۱۸۳۹ء تا ۱۸۴۲ء
۱۸۴۲ء تا ۱۸۴۵ء
۱۸۴۵ء تا ۱۸۴۸ء
۱۸۴۸ء تا ۱۸۵۱ء
۱۸۵۱ء تا ۱۸۵۴ء
۱۸۵۴ء تا ۱۸۵۷ء
۱۸۵۷ء تا ۱۸۶۰ء
۱۸۶۰ء تا ۱۸۶۳ء
۱۸۶۳ء تا ۱۸۶۶ء
۱۸۶۶ء تا ۱۸۶۹ء
۱۸۶۹ء تا ۱۸۷۲ء
۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۵ء
۱۸۷۵ء تا ۱۸۷۸ء
۱۸۷۸ء تا ۱۸۸۱ء
۱۸۸۱ء تا ۱۸۸۴ء
۱۸۸۴ء تا ۱۸۸۷ء
۱۸۸۷ء تا ۱۸۹۰ء
۱۸۹۰ء تا ۱۸۹۳ء
۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۶ء
۱۸۹۶ء تا ۱۸۹۹ء
۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۲ء
۱۹۰۲ء تا ۱۹۰۵ء
۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء
۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۱ء
۱۹۱۱ء تا ۱۹۱۴ء
۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۷ء
۱۹۱۷ء تا ۱۹۲۰ء
۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۳ء
۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۶ء
۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۹ء
۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۲ء
۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۵ء
۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۸ء
۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۱ء
۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۴ء
۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۷ء
۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۰ء
۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۳ء
۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۶ء
۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۹ء
۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۲ء
۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۵ء
۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۸ء
۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۱ء
۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۴ء
۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۷ء
۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۰ء
۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۳ء
۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۶ء
۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۹ء
۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۲ء
۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۵ء
۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۸ء
۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۱ء
۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۴ء
۲۰۰۴ء تا ۲۰۰۷ء
۲۰۰۷ء تا ۲۰۱۰ء
۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۳ء
۲۰۱۳ء تا ۲۰۱۶ء
۲۰۱۶ء تا ۲۰۱۹ء
۲۰۱۹ء تا ۲۰۲۲ء
۲۰۲۲ء تا ۲۰۲۵ء
۲۰۲۵ء تا ۲۰۲۸ء
۲۰۲۸ء تا ۲۰۳۱ء
۲۰۳۱ء تا ۲۰۳۴ء
۲۰۳۴ء تا ۲۰۳۷ء
۲۰۳۷ء تا ۲۰۴۰ء
۲۰۴۰ء تا ۲۰۴۳ء
۲۰۴۳ء تا ۲۰۴۶ء
۲۰۴۶ء تا ۲۰۴۹ء
۲۰۴۹ء تا ۲۰۵۲ء
۲۰۵۲ء تا ۲۰۵۵ء
۲۰۵۵ء تا ۲۰۵۸ء
۲۰۵۸ء تا ۲۰۶۱ء
۲۰۶۱ء تا ۲۰۶۴ء
۲۰۶۴ء تا ۲۰۶۷ء
۲۰۶۷ء تا ۲۰۷۰ء
۲۰۷۰ء تا ۲۰۷۳ء
۲۰۷۳ء تا ۲۰۷۶ء
۲۰۷۶ء تا ۲۰۷۹ء
۲۰۷۹ء تا ۲۰۸۲ء
۲۰۸۲ء تا ۲۰۸۵ء
۲۰۸۵ء تا ۲۰۸۸ء
۲۰۸۸ء تا ۲۰۹۱ء
۲۰۹۱ء تا ۲۰۹۴ء
۲۰۹۴ء تا ۲۰۹۷ء
۲۰۹۷ء تا ۲۱۰۰ء

حضرت عروة الوثقی

کے اذکار و ادعیہ یعنی اذکار معصومیہ

حضرت عروة الوثقی تواجیح معصوم قدس سرہ کا ایک رسالہ جواز کار و ادعیہ پر مشتمل ہے اور مکتبہ حکیم سیفی، بیڈن روڈ لاہور کی جانب سے طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے حضرت عروة الوثقی قدس سرہ خود اس رسالہ کے متعلق فرماتے ہیں: "اس فقیر نے اذکار و ادعیہ ماثورہ موقوتہ وغیر موقوتہ اور ان میں سے بعض کے فضائل کے بارے میں ایک رسالہ احادیث کی معتبر کتابوں سے لکھا ہے اس کی نقل صحوائی جاتی ہے، آپ مطالعہ فرمائیں اور اس میں جو قدر کر سکیں عمل میں لائیں، رسالہ کافی بڑا ہے، فارسی زبان میں بہت حصہ فوائد پر مشتمل ہے اگر تمام رسالہ مطالعہ فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ رسالہ ہذا قرب کے سراپوں کے سراؤ کا ایک خزانہ ہے، بارگاہ قدس کی منازل تک پہنچانے والا ایک سمندر ہے، کوئی غوطہ خور جا ہے جو اس کی گہرائی سے جو اہر نفیسہ نکالے اور کوئی تیراک چاہے جو اس میں تیر کر مطلوب شہزادک پہنچ جائے، حق سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی فارسی عبارات کو اردو میں ترجمہ کر کے مکمل رسالہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے (مؤلف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ

اٰجْمَعِیْنَ، اما بعد یہ رسالہ ایک مفید اور چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔

مقدمہ ۱۹۸، ذکر اور طاعات و عبادات کو شریعتِ منورہ کے مطابق ادا کرنے پر ترغیب دینے اور فضائلِ ذکر کی احادیث کے بیان میں ہے۔ فصل اول، ذکر کے درجات اور ہر درجہ کی فضیلت کے بیان میں۔ فصل دوم، بعض موقوتہ اذکار و ادعیہ اور ان کے آداب کے بیان میں۔ فصل سوم، نماز کے آداب اور دعاؤں کے بیان میں۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوبہ ۱۹۸۔

فصل چہارم، جماعت و جمعہ کے فضائل میں — فصل پنجم، غیر وقتہ اذکار میں — فصل ششم، بعض ضروری مواعظ و نصاب کے بیان میں۔

تو جان لے کہ جو احادیث (اس فقیر نے) اس رسالہ میں درج کی ہیں وہ کامل تلاش و کوشش کے بعد احادیث کی معتبر کتابوں مثل جامع الاصول، مشکوٰۃ، حصن حصین، غایۃ العمال، ترغیب و ترہیب، جمع الجوامع سے لی ہیں اور علمائے حدیث نے ان احادیث میں کلام نہیں کیا ہے اگر کسی جگہ میں کلام کیا ہے تو اس کو بھی بیان کر دیا ہے تاکہ کامل اعتماد کے لائق ہو جائے اور اس رسالہ کے اختصار کی غرض سے اکثر اذکار اور دعاؤں کے فضائل ترک کر دیا ہے اور دوسرے مجموعہ میں جو کما رسالہ سے الگ اور طویل ہے اعمال و اذکار کے فضائل کو تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے اگر شوق ہو تو اس کی طرف رجوع کریں۔

جاننا چاہئے کہ اولادِ آدم کی پیدائش سے مقصود لوہارمِ بندگی کا بجا لانا اور ذلت و محنتِ اجماع اور عاجزی و ہستی کا اظہار کرنا ہے، ہستی و عرت، کبر یا بی و بے نیازی حضرت ربِّ معبود کے لئے خاص ہے، جو بندہ کہ اپنے آپ کو بندگی سے بے نیاز جانے اور اپنی عزت و کبر یا بی کا اثبات کرے وہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا ہے، بندہ کا کام بندگی کرنا ہے، خداوندی اُس تعالیٰ شانہ کا کام ہے، بندہ سے جس قدر بندگی اور اس کے لوازم یعنی ذلت و عاجزی کا اظہار زیادہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کی عنایات و الطاف کا اور وہ اس کے حق میں اسی قدر زیادہ ہوگا۔ ہنسی (بھی) ہنسی کی مانند عبادت سے چارہ نہیں رکھتا اور کشتی شخص کو لوہارمِ بندگی سے بے نیازی نہیں ہے اگرچہ بعض اہل سکر اس کے برخلاف حکم کرتے ہیں اور بندگی کے کمالات سے محروم رہتے ہیں السکارایٰ معدن ورون [اہل سکر معذور ہوتے ہیں] کمال انبیاء کرام اور خاتم الانبیاء علیہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے اور احکامِ بندگی اور عاجزی و محبتِ اجماع کے لوازم ان حضرات میں سب سے زیادہ تھے، لیکن جاننا چاہئے کہ ہماری ناقص عقلیں کسی امر کو بندگی اور اظہارِ عجز و خصال کریں اور اس تعالیٰ شانہ کے نزدیک ایسا نہ ہو، پس بندگی اس چیز کے ساتھ ہے جو کہ شارعِ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ماخوذ ہو اور نفس کو اس میں کوئی دخل نہ ہو، اور سخت ریاضتیں جو کہ شریعتِ نبویہ کے موافق نہ ہوں اور پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے طریقے کے خلاف ہوں وہ قبول نہیں ہوتیں اور اُس ذاتِ قدس تعالیٰ شانہ کی طرف کوئی راستہ نہیں کھولتیں، اس سلطنتِ شریعت میں جو کہ نفسِ راہزن کی آماجگاہ کے مادہ کو کاٹتی اور اس کی نمانیت کو خراب بنادے اٹھاڑ دیتی ہے جب تو اچھی طرح غور کرے تو نفسِ پست و شریعت کی متابعت سے زیادہ سخت و گراں کوئی چیز نہیں ہے اور کوئی ریاضتِ سنت پر عمل کرنے سے زیادہ افضل نہیں ہے

اس لئے فناء نفس اسی پر موقوف ہوئی۔ حضرت یازید بطامی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے تیس سال مجاہد میں کوشش کی ہے میں نے شریعت کی متابعت پر عمل کرنے سے زیادہ سخت کوئی عمل نہیں پایا۔ لوگوں نے عمر بن نجیب سے پوچھا تصوف کیا ہے؟ انھوں نے کہا شریعت کے امر و نہی پر صبر کرنا (قائم رہنا)۔ قَالَ الشَّيْخُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَدَسَ سِرُّهُ فِي مَعَارِجِ الْهَيْدَايَةِ فِي بَيَانِهِ قَبْلَ أَنْ تَطَّرِقَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بَعْدَ أَنْفَاسِ تَحْلَاقِي. بَابُ الْوَجْهِ

إِنَّ تِلْكَ الطَّرِيقَ كُلَّهَا مَنَّادٌ رَجَّةً وَمُنْدٌ حِجَّةً وَمُنْطَوِيَةٌ وَمُنْسِيكَةٌ فِي دَائِرَةِ الشَّرِيعَةِ الْكُبْرَى الْمُجَلَّلَةِ بِالشَّرِيعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ الْعُطَى. وَهَذِهِ الطَّرِيقُ بِالنِّسْبَةِ إِلَى أَنْ كَانَ شَجَرَةَ الشَّرِيعَةِ أَصُولُهَا دُفْرٌ وَعُجَاهُ عَرٌّ وَقُفَاهُ وَأَعْصَاهُهَا وَأَوْدَانُهَا وَأَرْهَاقُهَا وَأَوْدَارُهَا وَلَا يُقَالُ هِيَ أَشْيَاءُ سِوَاهَا وَأُمُورٌ مُبَايَنَةٌ لَهَا. لَا وَالَّذِي بَرَأَ السَّمَمَةَ وَشَقَّ الْحَبَّةَ، مَا وَرَاءَ الْحِجَّةِ الْبَيْضَاءِ وَالشَّرِيعَةِ الْحَيِّفِيَّةِ الْكُبْرَى الْإِبْنِيَّانِ الضَّلَالِ وَالْعَبَى وَبَعْدَ صِرَاطِ الْحَقِّ الْقَوِيمِ وَسَبِيلِ اللَّهِ الْمُسْتَقِيمِ الْأَسْبَلِ الشَّيْطَانِ الْمُعَدِّ الرَّجِيمِ وَالْمَطْرُودِ الْأَبْتَرِ الْعَظِيمِ فَإِذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الصَّلَاةُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَنْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ.

تو جان لے کہ عبادات میں سب سے بہتر اور طاعات میں سب سے اول خالق کائنات کی یاد ہے اور

بہت سی احادیث فضائل ذکر میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں:-

- (۱) يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حَيْثُ مَا ذَكَرَنِي. فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُ. وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمِينًا تَهْوَيْتُهُ وَرُكَّةً —
- (۲) هَرَّرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي بَرَجًا فِي مَغِيبِ نُورِ الْعَرْشِ، قُلْتُ مَنْ هَذَا؟ مَلَكٌ؟ فَبَدَأَ يَقُولُ لِي يَا مَعْزُومُ، قَالَ هَذَا رَجُلٌ كَانَ فِي الدُّنْيَا سَائِدًا رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَقَلْبًا مَعْلَقًا بِالسَّاجِدِ وَلَوْ سَتَبْتُ لَوَالِدِي قَطُّ — (۳) أَلَا أَيْدِيكُمْ بِحَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكُمْ، وَأَرْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَنْقُوعًا عَدُوًّا لَكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ ذَكَرْتُ اللَّهَ، قَالَ ذَكَرْتُ اللَّهَ، قَالَ ذَكَرْتُ اللَّهَ، قَالَ ذَكَرْتُ اللَّهَ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَحْسَنُ مِنَ عَذَابِ اللَّهِ — (۴) إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِفَالَةً وَصِفَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ. وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَحْسَنُ مِنَ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ. قَالُوا وَلَا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ لَا، وَلَوْ أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ —

(۵) مَنْ عَجَزَ مِنْكُمْ مِنَ اللَّيْلِ أَنْ يُكَبِّرَهُ، وَيُحْمِلَ بِأَمَالِكِ أَنْ يَتَفَقَّهُ، وَجَبْنَ مِنَ الْعُدْوَانِ أَنْ يُجَاهِدَهُ فَلْيَكْثِرْ ذِكْرَ اللَّهِ. رواه الطبرانی والبراء واللفظ له وفي سنده أبو يحيى القتات و بقیة صحیحین ورواه البيهقي من طريقه أيضا — (۶) مثل الذي يذكر الله والذی لا یدکر الله مثل النبی والمیت — (۷) اکثر و اذکر الله حتی یقولوا هجرونا — (۸) قالت أم أنس یارسول الله اوصینی قال اھجر المعاصی فانھا افضل الجھاد و اکثری من ذکر الله فانک لاتأتین الله بشئ أحب الیه من ذکره — (۹) لیس یحسب لاهل الجنة الا على ساعة قمرت بهم لة یدکر الله فیها — (۱۰) ما من قوم اجتمعوا یدکر و ان الله عز وجل لا یریدون بذک الا وجهه، الا ناداهم مناد من اهل السماء ان قوموا مغفور لكم، قد بدلت سبائکم حسنات — (۱۱) لیبعثن الله اقواما یوم القیامة فی وجوھہم النور علی منابر اللؤلؤ، یعبطھم الناس لیسوا بانبیاء ولا شہداء. قال فتحنا عمر ابی علی ركبته فقال یارسول الله! صفھم لنا تعرفھم قال هم المتحاورون فی الله من قبائل شئی من بلاد شئی، یجتمعون علی ذکر الله یدکر و نه — (۱۲) یا ایھا الناس اذکر و الله، جاءت الراحفة تبخھا الراحفة، جاءت الراحفة تبخھا الراحفة — (۱۳) الذکر الذی لا یسمعه الحفظة ینید علی الذکر الذی یسمعه الحفظة سبعین ضعفا — (۱۴) اذکر و الله خولا قیل و ما ذکر الخامل، قال الذکر الخفی — (۱۵) خیر الذکر الخفی و خیر الرزق ما یلغی — (۱۶) ذکر الله خالی کبارزة الی الکفار بین الصفوف خالیاً — (۱۷) لان اذکر الله تعالی مع قوم بعد صلوة الفجر الی طلوع الشمس أحب الی من الدنیا وما فیها، لان اذکر الله مع قوم بعد العصر الی ان تغیب الشمس أحب الی من الدنیا وما فیها — (۱۸) من اطاع الله فقد ذکر الله وان قلت صلواته و صیامه و تلاوته للقران، و من عصی الله فلم یدکره و ان كثرت صلواته و صیامه و تلاوته للقران — (۱۹) ان ذکر الله شفاء وان ذکر الناس داء — (۲۰) لا تثیر الکلام بغير ذکر الله، فان كثرة الکلام بغير ذکر الله قسوة للقلب وان ابعد الناس من الله القلب القاسی — (۲۱) یقول الله تعالی و عز وجل، اخر جوامن النار من ذکر فی يوم او خافنی

فِي مَقَامٍ — (۲۲) قَالَ مُوسَى يَا رَبِّ وَدِدْتُ أَنْ أَعْلَمَ مَنْ تُحِبُّ مِنْ عِبَادِكَ فَأَجِبْهُ قَالَ إِذَا رَأَيْتَ عَبْدِي يُكَلِّمُ ذِكْرِي فَأَنَا أَذْنُتُ لَهُ فِي ذَلِكَ وَأَنَا أَجِبُهُ. وَإِذَا رَأَيْتَ عَبْدِي لَا يَذْكُرُنِي فَأَنَا مُجْتَنِبُهُ عَنْ ذَلِكَ وَأَنَا أَبْغِضُهُ — (۲۳) يَقُولُ مُوسَى يَا رَبِّ أَقْرَبُ أَنْتَ فَأَنَا حَيْكَ أُمَّ بَعِيدٌ فَأَنَا ذِكْرِيكَ، فَإِنِّي أَحْسُ حُسْنَ صَوْتِكَ وَلَا أَرَاكَ، فَأَبِينِ أَنْتَ؟ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا خَلَقْتُكَ وَأَمَّا مَكَرٌ وَعَنْ يَمِينِكَ وَشِمَالِكَ، يَا مُوسَى أَنَا جَلِيسٌ عَبْدِي حِينَ يَذْكُرُنِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي. — (۲۴) أَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى أَنَّهُ حُبُّ أَنْ تَسْكُنَ مَعَكَ بَيْتَكَ. فَخَرَّ لِلَّهِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَسْكُنُ مَعِي فِي بَيْتِي؟ فَقَالَ يَا مُوسَى أَمَا عَلِمْتَ أَنَّي جَلِيسٌ مَنْ ذَكَرَنِي، وَحَيْثُ مَا التَمَسَنِي عَبْدِي وَجَدَنِي. رَوَاهُ ابْنُ شَاهِينَ فِي التَّرغِيبِ فِي الذِّكْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ الْمَدَائِنِيِّ. قَالَ أَحْمَدُ لَا أَحَدَّثُ عَنْهُ أَبَدًا.

اذکر کے درجات اور ان درجات میں سے ہر ایک درجہ کے فضائل کے بیان میں۔
فصل اول آپ جان لیں کہ حق سبحانہ کی یاد کے تین درجے ہیں:-

درجہ اول: اُس (سجنا و تعالیٰ) کی یاد ان کلمات کے ساتھ کرنا جو کہ شرع میں وارد ہیں، مثل کلمات تسبیح و تحمید، تہلیل و تکبیر، تمجید و استغفار اور ان کے علاوہ مناجات وغیرہ سے، اور ہر ایک کے فضائل بشمار میں جیسا کہ کتب احادیث میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں اور ان میں سے کچھ کامیاب آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ، اکثر اہل اللہ نے زیادہ تر کلمہ تہلیل لا الہ الا اللہ پر رغبت کی ہے اور اس کا نفع بہت دیکھ لے اور اس کی تاثیر باطن کی ظہارت میں بہت زیادہ سمجھی ہے، کہ یہ کلمہ مبارک طالب (حق) کو کشاں کشاں ماسول سے مطلوب تک پہنچاتا ہے اور بعض خوش نصیب طالب اس کلمہ طیبہ کے بیشتر کہنے سے اپنے اندر خاص فائیت محسوس کرتے ہیں اور ہر سانس میں بہت دفعہ مرتے ہیں۔

دے صد بار در یاد تو میرم بدیں بے طاقتی نام تو گیم

[میں تیری یاد میں ایک سانس میں سو بار مرتا ہوں، اس بے طاقتی کے باوجود تیرا نام لیتا ہوں]

کلمہ طیبہ کے فضائل میں احادیث:-

(۱) أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ — (۲) إِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَرَقَتْ

السَّمَوَاتِ حَتَّى تَلْقَى بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ، يَقُولُ اسْكُنِي، فَقُولِ كَيْفَ اسْكُنِي، وَلَمْ تَعْرِفْ لِقَائِي لِي.

فَيَقُولُ مَا اجْتَنِبْتُمْ عَلَىٰ لِسَانِي ۗ اَلَا وَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَنَسٍ — (۳) سَأَلَ
 مُوسَى رَبَّهُ حِينَ اَعْطَاهُ التَّوْرَةَ اَنْ يُعَلِّمَهُ دَعْوَةً يَدْعُو بِهَا، فَاَمَرَهُ اَنْ يَدْعُو بِاللّٰهِ اِلَّا اَللّٰهُ،
 فَقَالَ مُوسَى يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَدْعُو بِهَا، وَاِنِّي اُرِيدُ اَنْ تَخْصِنِي بِدَعْوَةٍ اَدْعُو بِهَا. فَقَالَ
 اللّٰهُ تَعَالٰى يَا مُوسَى لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَسَاكِنِيْهِنَّ وَالْبَحَارَ وَمَا فِيْهَا وَصُنُوعَانِي لَعَفَرْتُ وَوَضَعْتُ
 لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ فِي كَفَّةٍ لَّوْرَتْ لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ. عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ — (۴) لِكُلِّ شَيْءٍ مَّقْتَحَمٌ وَ
 مَقْتَحَمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَوَلَّى لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ. عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَّارٍ — (۵) مَا مِنْ عَبْدٍ
 يَقُولُ لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ مِائَةَ مَرَّةٍ اَلْبَعَثَ اللّٰهُ عَمْرًا وَجَلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجْهًا كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
 وَلَمْ يَزِدْ فِعْلًا حِدٍ يَوْمَئِذٍ عَمَلًا اَفْضَلَ مِنْ عَمَلِهِ اَلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ. رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ
 وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِي ذَرٍّ — (۶) مَنْ قَالَ لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ وَمَدَّهَا، هُدِيَ مِثْلَ لَمْ يَزِدْ الْعِلْمُ
 ذَنْبٍ مِنَ الْكِبَايِرِ. رَوَاهُ ابْنُ الْبُخَّارِيِّ عَنْ نَعِيمٍ عَنْ اَنَسٍ — (۷) مَنْ قَالَ لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ
 مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قِيلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا، قَالَ اَنْ تَحْجُرَ مِنْ تَحَارُمِ اللّٰهِ. رَوَاهُ الْحَكِيمُ عَنْ زَيْدِ بْنِ
 اَرْقَمَ. وَرَوَى الْخَطِيبُ عَنْ اَنَسٍ اَنْ تَحْجُرَ عَنْ كُلِّ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ — (۸) لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ
 تَدْفَعُ عَنْ قَائِلِهَا نِسْعَةً وَتَسْعِينَ بَابًا مِنَ الْبَلَاءِ اِذَا نَاهَا اللهُ. رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِي عُبَيْسٍ.
 — (۹) لَا يَزَالُ لَالِلهِ اِلَّا اللّٰهُ فَتَحْجُبُ غَضَبَ الرَّبِّ عَنِ النَّاسِ مَا لَمْ يَبْلُغُوا مَا ذَهَبَ
 مِنْ دِينِهِمْ، اِذَا صَلَحَتْ اَلْهُمُ دِينِيَّاهُمْ، فَاِذَا قَالُوْهَا قَبِلَ اَلْهُمُ كَذِبْتُمْ لَسْتُمْ مِنْ اَهْلِهَا،
 رَوَاهُ ابْنُ الْبُخَّارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ.

درجہ دوم: قرآن مجید کی تلاوت کے فضائل، اللہ سبحانہ کا ذکر اس کے کلام پڑھنے کے
 ذریعہ اس تعالیٰ شانہ کو یاد کرنا ہے، اس یا اس اس سبحانہ کے ساتھ کمال مصاحبت ہے، کلام اس تعالیٰ شانہ کی
 حقیقی ازلی صفت ہے کہ اس (تعالیٰ شانہ) نے اپنی کمال غایت بے انتہا سے اس عالم میں اس کو جلوہ گر بنایا ہے اور
 ظاہر ہے کہ صفت کو اپنے موصوف کے ساتھ کمال درجہ کا قرب و اتحاد ہے، پس سوچنا چاہئے کہ اس صفت کے ساتھ
 موصوف و متحقق ہونا کس قدر قرب کا ثمرہ دینے والا ہوگا

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشت تا بر لب او بوسہ زخم چو نش بخواند

(میں دوست کے کلام میں پوسیدہ ہو جاؤں گا تاکہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لبوں کو بوسہ دے لوں)

- حدیث شریف میں آیا ہے :- (۱) اَلَا مَنِ اسْتَقَىٰ اِلَى اللّٰهِ فَلَيْسَ مَعَ كَلَامِ اللّٰهِ — (۲)
- اَهْلُ الْقُرْآنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ — (۳) اَعْبُدُ النَّاسَ اَكْثَرَهُمْ تِلَاوَةً لِلْقُرْآنِ —
- (۴) فَضَّلَ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ عَلَى الدِّينِ لَمْ يَحْمِلُوهُ لَفَضْلِ الْخَالِقِ عَلَى الْمَخْلُوقِ — (۵) اَكْرَمُ حَامِلَةِ الْقُرْآنِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهَ، اَلَا فَلَ تَقْضُوا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ حُقُوقَهُمْ فَاَتَمُّهُم مِّنَ النَّاسِ بِمَكَانٍ، كَادِمَةً الْقُرْآنِ اَنْ تَكُونُوا اَنْبِيَاءَ اِلَّا اَنْتَ لَا يُؤْمَخَى اِلَيْهِمْ. رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ — (۶) دَرَجَةُ الْجَنَّةِ عَلَى قَدْرِ اِي الْقُرْآنِ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةٌ، فَتِلْكَ سِتَّةٌ اَلْفٍ وَمِائَةٌ اَيَّةٌ وَسِتَّةٌ عَشْرَ اَيَّةً، بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَقْدَرُ مِائَتَيْنِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَيَنْتَقِي بِهٖ اِلَى اَعْلَى عِلِّيِّينَ، لَهَا سَبْعُونَ اَلْفَ رُكْنًا، وَهِيَ يَا قَوْمَتِي مَسِيرَةٌ اَيَّامٌ وَيَا لِي اِلَى. رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ — (۷) اَلَا فَاَقْتَرِلْ جِلِّيْفَةً الْقُرْآنِ وَلَا غَيْرِي لَكَ بَعْدَهُ — (۸) حَمَلَةُ الْقُرْآنِ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ، فَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَى اللّٰهَ، وَمَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَاٰى اللّٰهَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ — (۹) اِذَا ارَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُحَدِّثَ رَبِّهٖ فَلْيَقْرَأِ الْقُرْآنَ — (۱۰) اَفْضَلُ الذِّكْرِ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ.

جاننا چاہئے کہ ذکر کو اس حدیث میں اگر ہم عام معنی میں لیں جو کہ غفلت کا دور تو ہوتا ہے اور لفظ ذکر جو کہ کلمہ طیبہ کی فضیلت والی حدیث میں مذکور ہو یا خاص متعارف معنی میں لیں جو کہ مخصوص کلمات کے ساتھ ذکر ہوگا تو جو تضاد (مکراؤ) کہ بظاہر دو حدیثوں کے درمیان آتا ہے رفع ہو جاتا ہے اور نیز اگر افضل بعض اشخاص کے متعلق نفع ہونے کے اعتبار سے کہا جائے تب بھی تضاد (مکراؤ) رفع ہو جاتا ہے کیونکہ بعض اشخاص کے لئے کلمہ طیبہ کا تکرار نفع ہے اور بعض کے لئے قرآن مجید کی تلاوت (نفع ہے)۔

درجہ سوم: نماز کی فضیلت میں (کہ یہ) ان دونوں درجوں کی جامع ہے، یہ نماز کی ادائیگی کے ساتھ جو کہ تلاوت قرآن مجید پر مشتمل ہے اور نیز دوسرے اذکار مثل تکبیرات و تسمیحات و شہادتین و تہلیل اور سید انام (حضرت مصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا اور دعا جو کہ عظیم عبادت ہے اور خشوع و آداب و اظہار لوازم بندگی جو کہ انسان کی پیدائش کا مقصود اصلی ہے اس کے علاوہ ہیں، اور سچہ پر مشتمل ہے جو کہ قرب کا سب سے بڑا نعام ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے :- (۱) اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ سَاجِدٌ — (۲) السَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلَى قَدَمِي اللّٰهِ فَلْيَرْحَبْ وَلَيْسَ اَسْأَلُ — (۳) اِذَا اسْتَجَدَّ الْعَبْدُ ظَهَرَ سَجُودُهُ تَحْتَ جَبْهَتِهِ اِلَى سَبْعِ اَرْضِيْنَ — اور نماز کتبہ معظمہ کی طرف جو کہ ظہور اصل کا محل ہے

نمازی کی توجہ پر مشتمل ہے اور نماز لہو و لعب کو جو کہ حرام کر دیئے گئے ہیں حرام کرنے والی ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَتَقٰی
عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ۔ اور نماز مقدرات ثلاثہ (کھانا، پینا اور جماع) سے رکنے پر مشتمل ہے، اور نماز، اللہ تعالیٰ کیلئے
مسلمانوں کے اجتماع کا جو کہ برکات کا ثمرہ دینے والا ہے ذریعہ ہے بِرَّ اللّٰهِ عَلٰی الْجَمَاعَةِ۔ نماز نجاستوں اور ہتھوں
پائی کا سبب ہے، بیت اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے کا ذریعہ ہے، قرآن مجید نمازیں اور ہی شان رکھتا ہے اور اس
موقع کے اذکار دوسرا ہی نتیجہ رکھتے ہیں، اس مقام کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اور اس مجموعہ کے خشرع و
آداب ہدایت کے بہت زیادہ قریب ہیں، اس مقام کے قیام و قعود بیشمار برکات و قربات (ثواب) کا ثمرہ دینے
والے ہیں اور اس معرکہ کے شروع و سجدہ مشاہدہ و شہود سے بہتر ہیں مختصر یہ کہ اعمال کثیرہ متبرکہ کو جمع کر کے ایک عمل
بنادیا گیا ہے اور بیشمار نیکیوں کو معجون مرکب کر کے ایک نیکی سے موسوم کر دیا گیا ہے اور اسی جامعیت کے باعث نماز کی
افضل اعمال میں سے قرار دیا گیا ہے، اس ذرہ حقیقی کی اطاقت کہ نماز کے کمالات بیان کرے، البتہ اس قدر جانتا ہے
کہ جو قرب (الہی) اس نماز کے ادا کرنے کے وقت ہوتا ہے اس نماز کے باہر شاہد و نادر ہی ظاہر ہوتا ہے نمازی ہے
جو کہ اس بے نشان (ذات حق سبحانہ) کا کچھ نشان رکھتی ہے، کامل نمازی اس کی ادائیگی کے وقت گویا عالم ذیوی
جو کہ ظہورات طلبیہ کے وارد ہونے کا مقام ہے باہر نکل جاتا ہے اور عالم اخروی میں جو کہ ظہور اصل کا محل ہے
داخل ہو جاتا ہے اور اس معاملہ سے کچھ حصہ پالیتا ہے، اس لئے اس نماز کو حضور اور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
مؤمن کی معراج فرمایا ہے کیونکہ معراج کی رات میں آنسور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے الگ ہو کر آخرت سے جا ملے تھے
اور جو قرب کہ قرب آخرت کے مناسب ہے حاصل کر لیا تھا، اس قرب کا نشان اس عالم (دنیا) میں نمازیں نشانی
رکھتا ہے اور حیرت و ہجران کی وادی کے شیفتگان کو اس فرحت بخشے والی خوشخبری کے ساتھ تسکین و آرام بخشی ہے
تاکہ اس کی حقیقت کی طرف دوڑیں اور مطلوب کو اس سے تلاش کریں اسی لئے حضور اور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا ہے اَرِحْنِيْ يٰ اَبْلَالُ اور نیز فرمایا ہے فَرَّةٌ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ اب یہ فقیر چند احادیث فضائل نمازیں لکھتا ہے۔
احادیث فضائل نماز: — اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قُبِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَانِ
وَكُسِفَتْ لَهُ اَنْجُوبُ بَيْنَ وَبَيْنَ رَبِّهِ، وَاسْتَقْبَلَتْهُ اَحْوَابُ الْعَيْنِ مَا لَمْ يَمَسَّحُطُ — (۲) اِنَّ الْمَصْلِيَّ
لَيَفْرَعُ بِبَابِ الْمَلِكِ، وَاِنَّهُ مِّنْ مَّيْمَنٍ فَرَمَ الْبَابَ يُوشِكُ اَنْ يُفْتَحَ لَهُ — (۳) مَنْ حَافِظَ عَلٰی
الصَّلٰوةِ كَانَتْ لَهُ نُورٌ اَوْ بُرْهَانٌ اَوْ نَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ
وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ — (۴) مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تَوَضَّأَ

فَيَسْبِعُ الْوُضُوءَ ثَمَّ يَقُومُ فِي صَلَاتِهِ فَيَعْلَمُ مَا يَقُولُ الْإِعْسَلُ كَيَوْمٍ وَكَذَلِكَ أَمْرٌ مِنَ الْخَطَايَا
 لَيْسَ عَلَيْهِ ذَنْبٌ — (٥) الصَّلَاةُ سُودٌ وَجَا الشَّيْطَانِ وَالصِّدْقُ يَكْسِرُ ظَهْرَهُ وَالتَّحَابُّ فِي
 اللَّهِ وَالتَّوَدُّدُ فِي الْعَمَلِ يَقْطَعُ دَابِرَهُ. فَاذْأَعْلَمْتُمْ ذَلِكَ تَبَاعَدَ مِنْكُمْ مَطْلَعُ الشَّمْسِ مِنْ مَعْرِهَا.
 — (٦) إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَاقِبَةً نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْمَسَاجِدِ فَصَرَفَ عَنْهُمْ — (٧) إِذَا دَخَلَ
 الْعَبْدُ فِي صَلَاتِهِ أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَلَا يَنْصَرِفُ عَنْهُ حَتَّى يَبْقُلِبَ أَوْ يَجِدَّ حَيْثُ حَدِيثُ سُوءٍ،
 — (٨) إِنَّ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالزَّكْرَ يُضْعِفُ التَّفَقُّةَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سَبْعَ وَائْتٍ ضَعِيفٍ
 — (٩) إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ بِصَلَاةٍ، أُنِي بِذُنُوبِهِ كُلِّهَا فَوَضَعَتْ عَلَى رَأْسِهِ وَعَاتِقَيْهِ فَكَمَا رَكِعَ
 وَسَجَدَ تَسَاقَطَ عَنْهُ — (١٠) مَا مِنْ حَالَةٍ يَكُونُ عَلَيْهَا الْعَبْدُ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يَبْرَاهُ
 سَاجِدًا يُعْرِفُ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ — (١١) الصَّلَاةُ الْخُمْسُ كَمَثَلِ تَمْرِ عَذِيبٍ عَلَى بَابٍ
 أَحَدِكُمْ يُعْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خُمْسَ مَرَاتٍ فَمَا يَبْقَى مِنْ ذَلِكَ مِنَ الدَّائِسِ — (١٢) الْمَلَائِكَةُ
 تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَصَلَاةِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يَجِدْ أَوْ يَقُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ
 اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ — (١٣) إِذَا نَظَرَ الرَّجُلُ لَمْ يَرَّ إِلَى الْمَسْجِدِ يَرَى الصَّلَاةَ، كَتَبَ لَهُ بِكُلِّ
 حُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَالْقَاعِدُ يَرَى كَالْقَائِمِ، وَيَكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّينَ
 مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِ — (١٤) إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ شَمَّ
 خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ لَمْ يَزِفْ قَدَمَهُ الْيَمَى إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً، وَلَمْ يَنْصَبْ قَدَمَهُ
 الْيَسْرَى إِلَّا حَطَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ سِتْمَةً، فَيَقْرُبُ أَوْ يَبْعَدُ. فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى فِي جَمَاعَةٍ
 غُفِرَ لَهُ، وَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا وَبَقِيَ بَعْضُ صَلَاتِي مَا أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ، كَانَ كَذَاكَ، فَإِذَا
 أَتَى الْمَسْجِدَ وَكُلُّ صَلَاةٍ أَتَمَّ الصَّلَاةَ كَانَ كَذَاكَ — (١٥) لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ
 فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ — (١٦) أَمَا الْوُضُوءُ فَإِنَّكَ إِذَا تَوَضَّأْتَ وَعَسَلْتَ كَفَيْكَ بِمَاءٍ
 تَخْرُجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ بَيْنِ أَظْفَارِكَ وَأَنْامِكَ مَضْمُضَتٍ وَاسْتَنْشَقْتَ مُخْرَجًا وَعَسَلْتَ
 وَهَكَذَا وَبَيْدِكَ إِلَى الْإِرْفَاقَيْنِ وَمَسَحْتَ رَأْسَكَ وَعَسَلْتَ رِجْلَيْكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِغْتَسَلْتَ مِنْ
 عَامَّةِ خَطَايَاكَ، فَإِنْ وَضَعْتَ أُنْتَ وَهَكَذَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجَتْ مِنْ خَطَايَاكَ كَيَوْمٍ وَكَذَلِكَ
 أَمَّاكَ — (١٧) أَبَشِرُوا، هَذَا رَبُّكُمْ فَتَمَّ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يَبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةُ يَقُولُ

انظر الى عبادي قد قصوا فریضته وهم يستظرون اخرى — (۱۸) مَنْ تَوَصَّأَ سَبْعَ
 الوُضُوءِ وَعَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجَّهَهُ وَسَمَّحَ عَلَى رَأْسِهِ وَأَذْنِيَهُ وَعَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ
 الْمَفْرُوضَةِ عَفَرَ اللَّهُ لَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مَا مَشَتْ إِلَيْهِ رِجَالُهُ وَقَبِضَتْ عَلَيْهِ يَدَاهُ وَسَمِعَتْ إِلَيْهِ
 أذْنَاهُ وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ عَيْنَاهُ وَحَدَّثَتْ بِمَنْ نَفْسُهُ مِنْ سُوءٍ — (۱۹) إِذَا تَوَصَّأَ الْعَبْدُ فَأَحْسَنَ
 الوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا وَالْقِرَاءَةَ فِيهَا، قَالَتْ حَظَفَاكَ اللَّهُ كَمَا
 حَفِظْتَنِي، ثُمَّ صَعِدَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَلَهَا صَوٌّ وَنُورٌ وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَإِذَا أَلْمَسَ الْعَبْدُ
 الوُضُوءَ وَلَمْ يَكُنْ الشَّرُوحَ وَالسُّجُودَ وَالْقِرَاءَةَ فِيهَا، قَالَتْ صَيَّعَكَ اللَّهُ مَا صَيَّعْتَنِي ثُمَّ صَعِدَ بِهَا
 إِلَى السَّمَاءِ وَعَلَيْهَا ظُلْمَةٌ وَغَلِقَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَلَّفَ كَمَا يَلْفُ التَّوْبُ الْحَقِيقُ ثُمَّ يُصْرَبُ
 بِهَا وَجْهَ صَاحِبِهَا — (۲۰) لَوْ رَأَيْتُمَا رَبَّكُمْ فَتَمَّ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَارَى مُجَسِّمًا مَلَأَ عَيْتَهُ
 بِبَابِي بِكُمُ وَأَنْتُمْ تَرْفُؤُونَ — (۲۱) الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ إِلَى الصَّلَاةِ الَّتِي قَبْلَهَا كَقَارَةَ مَا بَيْنَهُمَا،
 وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا كَقَارَةَ مَا بَيْنَهُمَا، وَالشَّهْرُ إِلَى الشَّهْرِ كَقَارَةَ مَا بَيْنَهُمَا الْأَمْرُ نَدْبُ
 الْأَمْرِ بِاللَّهِ وَتَرْكُ السُّنَّةِ وَنَكْثُ الصَّفَقَةِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا الْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ فَقَدْ عَرَفْتَاهُ
 فَمَا نَكْثُ الصَّفَقَةِ وَتَرْكُ السُّنَّةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا نَكْثُ الصَّفَقَةِ فَإِذَا
 تَبَايَعَ رَجُلَانِ بَيْنَهُمَا ثُمَّ تَخَالَفَ إِلَيْهِ قَتْلًا بِلِسَافَةٍ وَسَيْفِكَ وَأَمَا تَرْكُ السُّنَّةِ فَالْحُرُوجُ مِنَ الْجَمَاعَةِ.
 — (۲۲) قُرْآنٌ فِي صَلَاةٍ خَيْرٌ مِنَ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ، وَقُرْآنٌ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ خَيْرٌ مِمَّا
 سِوَاهُ مِنَ الذِّكْرِ، وَالذِّكْرُ خَيْرٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، وَالصَّدَقَةُ خَيْرٌ مِنَ الصَّيْلَمِ، وَالصَّيْلَمُ جَنَّةٌ مِنَ النَّارِ
 وَلَا قَوْلَ إِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا قَوْلَ إِلَّا بِعَمَلٍ، وَلَا قَوْلَ إِلَّا بِعَمَلٍ، وَلَا قَوْلَ إِلَّا بِعَمَلٍ، وَلَا بَيْتَةَ إِلَّا بِبَيْتِ عَمَلِ السُّنَّةِ
 رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو نُصَيْرٍ التَّجْدِيُّ فِي الْإِبَانَةِ وَقَالَ غَرِيبُ الْمَتْنِ وَالْإِسْتَادُ —
 (۲۳) مَنِ اسْتَمَعَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ طَاهِرًا كَتَبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَوَجَّيْتُ عَنْهُ عَشْرُ
 سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فِي صَلَاةٍ قَاعِدَ الْكِتَابِ لَهُ
 ثَمْسُونَ حَسَنَةً وَوَجَّيْتُ عَنْهُ ثَمْسُونَ سَيِّئَةً وَرَفَعَ لَهُ ثَمْسُونَ دَرَجَةً، وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ
 كِتَابِ اللَّهِ قَائِمًا فِي صَلَاةٍ كَتَبَ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةً وَوَجَّيْتُ عَنْهُ مِائَةَ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَتْ لَهُ مِائَةَ
 دَرَجَةٍ وَمَنْ قَرَأَ فَحَقَّمَهُ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ دَعْوَةَ مُجَابَةً.

فصل :- ذکر کے ان تین درجوں میں سے ہر ایک کے لئے ایک وقت اور موسم ہے کہ وہ اس موسم میں اس کے علاوہ دوسرے موسم سے زیادہ خوبی رکھتا اور زیادہ فائدہ مند ہے، سالک جب تک مدارج قرب کو طے کرنے کے درپے ہے کلمہ طیبہ اس کے حال سے زیادہ مناسب ہے اور وصول کے بعد تلاوت قرآن مجید و نماز مختلف اوقات کے مطابق زیادہ مناسب ہے۔ ابتدا میں فرائض و سنن ہو کر کہ بعد جو ذکر کمال و مکمل پیر سے اخذ کیا ہے اس کے علاوہ اور کسی چیز کی اجازت نہیں دی جاتی ہے، درمیانی حالات میں دوسری عبادت کی بھی بعض اوقات میں اجازت دیا جاتی ہے، لیکن زیادہ اہتمام کلمہ طیبہ کا رکھنا چاہئے اور شہتی وقت کا محکوم نہیں ہے بلکہ وہ وقت پر حاکم ہے، اس کا معاملہ جبراً نہیں اس کو چاہئے کہ اوقات کو ذکر میں مشغول رکھے خواہ ذکر قلبی ہو یا لسانی، ذکر قلبی اگرچہ دائمی ہو جائے اور نفل حاصل ہو جائے ذکر لسانی کو ترک نہ کرے اور ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے، خلو توں میں کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے تکرار کے ساتھ پھر حضورِ دل کے ساتھ بسر کرے۔ حضرت قطب المحققین و ارباب المسلمین ہمارے حضرت علی (ع) و ابو القاسم (ع) قدسنا اللہ سرہ بعض دوستوں کو اس کلمہ مبارک کے دن رات میں پانچ ہزار بار تک تکرار کا امر فرماتے تھے۔

صبح و شام، نیند و بیداری کی موقتہ دعاؤں کے بیان میں :-

فصل دوم

(۱) دعا صبح: أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ

خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ فَتَمَحُّدًا وَنَصْرًا وَتَوْكْرًا وَبَرَكَاتٍ وَهُدًى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا قَبْلَهُ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ — (۲) دعا صبح و شام: اللَّهُمَّ إِنَّا أَصْبَحْنَا نَشْهَدُكَ وَنَشْهَدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ

وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنْتَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ — (۳) دیگر دعا صبح و شام: اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمَنْكَ وَحْدَكَ

لَا شَرِيكَ لَكَ فَلكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ لِيَكُنْ شَامَ كَمَا أَصْبَحْتُ وَأَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ كَمَا بَجَاءَ مَا أَمْسَى، وَمَا سَبَّحْنَا وَأَمْسَى بِرُحْمَتِكَ - جو کوئی صبح کے وقت دعا پڑھے اور سیرت پڑھے گا اس کا کمال شکر بجالائے گا۔

(۴) ایضاً دعا صبح و شام: بِسْمِ اللَّهِ ذِي الشَّانِ، عَظِيمِ الْبُرْهَانِ، شَدِيدِ السُّلْطَانِ، مَا شَاءَ اللَّهُ

كَانَ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ — (۵) ایضاً صبح و شام: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ تَسْمِيَةً - اور تسمیہ تسمیہ سُبْحَانَ اللَّهِ، تَسْمِيَةً أَحْمَدُ لِلَّهِ، تَسْمِيَةً لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، تَسْمِيَةً اللَّهُ أَكْبَرُ، اور دس مرتبہ درود خریف، دس مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھے اور نیز سورہ اخلاص و معوذتین پڑھے اور ایک روایت میں تین تین مرتبہ

پڑھنا آیا ہے — (۶) صبح و شام: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يَجَاوِزُهَا بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَاءَ وَدَرَاءَ — (۷) صبح و شام کے وقت پڑھے: يَا سَمِيَّ يَا قِيَوْمُ بِرَحْمَتِكَ
 اسْتَعِثْتُ، اَصْلِحْ لِي شَانِي كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِي اِلَى نَفْسِي طَرَفَةً عَيْنٍ — (۸) صبح و شام پڑھے:
 اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنْتَ هَدَيْتَنِي وَأَنْتَ تَطْعَمُنِي وَأَنْتَ تَسْقِيْنِي وَأَنْتَ تُمَيِّتُنِي وَأَنْتَ
 تُحْيِيْنِي — (۹) تین بار پڑھے: اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي
 بَصَرِي، لَكَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ — (۱۰) صبح و شام سید الاستغفار پڑھے: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَكَ إِلَهَ
 إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
 صَنَعْتَ، أَبُوؤُكَ يَبْعَثُكَ عَلَيَّ وَأَبُوؤُكَ بَدَنِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.
 — (۱۱) تین بار صبح و شام، خواہ نماز کے تہجد میں پڑھے یا نماز کے باہر پڑھے یکساں ہے لیکن اگر نماز میں پڑھے تو
 بہتر ہے: رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا — (۱۲) سات مرتبہ: حَسْبِيَ اللهُ
 لَكَ إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ — (۱۳) صبح و شام تین بار: أَعُوذُ
 بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ — (۱۴) صبح و شام تین مرتبہ: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي
 لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. وَفِي الْحَدِيثِ: مَنْ قَالَ:
 حِينَ يُمَسِّي، بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْهُ
 فُجَاءَةٌ بَلَاءٌ حَتَّى يُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ لَمْ تُصِبْهُ فُجَاءَةٌ بَلَاءٌ حَتَّى يُمَسِّي. اور روایت میں ہے
 مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحٍ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءٍ كُلِّ لَيْلَةٍ، بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ
 ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ — (۱۵) صبح و شام ایک مرتبہ آیتہ الکرسی اور یہ آیات شریفہ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حَسْبُكَ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ
 التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَكَ إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ الْهُوَ الْبَاقِي الْمَصِيدُ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَ
 حِينَ تُصْبِحُونَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ مِنَ
 الْمَيْتِ وَخَرَجَ الْمَيْتَ مِنَ النَّحْيِ وَبُحِيَ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ فَخْرُ جَوْهَرٍ قِيلَ ادْعُوا اللَّهَ
 أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ، أَيَّامًا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى، وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَوَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُوا بِهَا وَأَيْتَعِبُوا
 ذَلِكَ سَبِيلًا وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ
 مِنَ الدُّنْيَا وَلِكَبْرَةِ تَكْبِيرًا، وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ،

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ، إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا. فِي الْحَدِيثِ
 مِنْ قُرْآنِي صَبْحِ أَوْ مَسَاءِ قُلْ ادْعُوا اللَّهَ الْإِيْتَةَ لَمْ يَمِثْ قَلْبُ ذَلِكَ الْمَاءِ، وَلَا فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ رَوَاهُ الدِّبْلِيُّ
 عَنْ ابْنِ أَبِي مُوَيْسَى أَوْ تَمِيمِ بْنِ بَارِبَاءِ اسْتَعَاذَ بِهِ: أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
 أَوْ بِآيَاتِهِ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ هُوَ اللَّهُ
 الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ
 عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. اَوْ زِيَادُ صَبْحِ وَشَامِ بِرُحْمَةِ اللَّهِ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَاقِبَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ -
 — (۱۶) صَبْحِ وَشَامِ بِرُحْمَةِ اللَّهِ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَقْوَةَ وَالْعَاقِبَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَ
 مَالِي. اللَّهُمَّ اللَّهُمَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَعِزَّنَا. اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي
 وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ قُرْبِي وَأَعُوذُ بِعِظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي. قَالَ وَكَيْفَ يُعْنَى التَّخَسُّفَ —
 (۱۷) بِوَقْتِ صَبْحِ بِرُحْمَةِ اللَّهِ عَلَى نَفْسِي وَأَهْلِي وَمَالِي. فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ لَا يَذْهَبُ لَكَ شَيْءٌ —
 — (۱۸) جَوْشَعِ شَامِ كَمَا وَرَقْتِ بِرُحْمَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس رات میں اس کو کچھ نہیں
 کاٹے گا — (۱۹) جس شخص نے صبح کے وقت سبحان الله وھمجدہ ہر بار پڑھا اس نے اپنے نفس کو
 حق تعالیٰ سے خرید لیا — (۲۰) صبح کے وقت یہ دعا پڑھے: رَبِّيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
 وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لِأَحْوَالٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ
 الْعَظِيمِ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي
 يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى
 صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ، — (۲۱) صبح کے وقت: اللَّهُمَّ اصْبَحْتُ مِنْكَ فِي نِعْمَةٍ وَعَاقِبَتِي فَأَتَمَّ عَلَى
 نِعْمَتِكَ وَعَاقِبَتِكَ وَسَيَّرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ — (۲۲) ہر روز چھپس بار اور ایک روایت کے مطابق
 تائیس بار پڑھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ — (۲۳) ہر روز سو بار پڑھے :
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ — (۲۴) ہر روز سو بار پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ
 الْحَيُّ الْقَيُّومُ مَنْ قَالَهَا مِائَةً مَرَّةً كَانَ آمَنًا مِنَ الْفَقْرِ وَأَسَاطِمِ الْوَحْشَةِ وَاسْتَجَلَبَ الْغِنَاءَ
 وَاسْتَقَرَّ بَابَ الْجَنَّةِ — (۲۵) ہر روز پڑھے: سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّومِ،

سُبْحَانَ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْ لَا یَمُوتُ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهِ، سُبُوْحٌ وَقُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ
سُبْحَانَ الْعِلیِّ الْعَلِیِّ، سُبْحَانَكَ وَتَعَالَى مَنْ قَالَهَا كَلَّ یَوْمَ مَرَّةً لَمْ یَمُتْ حَتَّى یَبْرَأَ مَكَانَهُ مِنَ الْجَنَّةِ
اَوْ یُرَى لَهُ ————— (۳۶) صَلَوَاتُ اللهِ عَلٰی اٰدَمَ هِرُوْرُ پُڑھے

سوتے اور جاگنے کے وقت کی دعائیں :- جب سونا چاہے تو با وضو ہوا اپنے بستر (بچھنے)

کو تین بار کپڑے سے صاف کرے (۱) اور سورہ فاتحہ، آیتہ الکرسی اور امن الرسول تا آخر سورہ اور چاروں قُلْ
اَوْ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَّلَمْ یَكُنْ لَهٗ وِیْلٌ مِّنَ الدَّیْلِ
وَکَبْرَةٌ تَلْبِیْرًا۔ شَهِدَ اللهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِکُ الْعَلِیْمُ فَاعْمَا یُحْسِنُ الْعِلْمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ، وَاَنَا شَهِدٌ بِمَا شَهِدَ اللهُ وَاَسْتُوْدِعُ اللهُ هِدَیةَ الشَّهَادَةِ وَهٰی عِنْدَ اللهِ وَدِیْعَةٌ پُڑھے

————— (۲) تینیس بار سُبْحَانَ اللهِ تینیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس بار اِنَّهٗ اَكْبَرُ پُڑھے ————— (۳)

دس مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور تین بار اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَاُوْتُوْبُ
اِلَیْهِ۔ اور ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهٗ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ پُڑھے۔

————— (۴) اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو جمع کرے اور سورہ اخلاص و معوذتین پڑھ کر ان پر دم کرے

اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے تمام جسم پر جانتاںک ہو سکے پھیرے، سر اور چہرے سے شروع کرے، تین مرتبہ
اسی طرح کرے، اور جب سونے لگے تو دائیں کروٹ پر لیٹے اور دایاں ہاتھ دائیں رخارے کے نیچے رکھے اس کے بعد
پُڑھے (۵) بِسْمِ اللّٰهِ وَصَعْتُ جَنَّتِی، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاخْسَأْ شَیْطَانِیْ وَفَكَ رِهَانِیْ وَ

ثَقَلْ مِیْرَانِیْ وَاجْعَلْ لِیْ فِی النَّدْبِیِّ الْاَعْلٰی اور یہ دعا پُڑھے ————— (۶) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِاسْمِکَ

اَمْوُتُ وَاَحِیْ ————— (۷) تین بار اَللّٰهُمَّ فِیْ عَدَابِکَ یَوْمَ تَبَعْتُ عِبَادَکَ اور یہ دعا پُڑھے

————— (۸) اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ
كُلِّ شَیْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، مُنْزِلَ التَّوْرٰتِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقٰنِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ
اَنْتَ اِخِذْ بِنَاصِیَتِیْ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ
وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ وَاَوْفَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ۔

وَاَعِزَّنَا مِنَ الْفَقْرِ ————— اور نیز پُڑھے (۹) اَللّٰهُمَّ اَسَلْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهَیْ

إِلَيْكَ، وَانجأت ظَهْرِي إِلَيْكَ، وَقَوَّضْتَ أَمْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَا
مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ. اس عا کو اپنے کلام کا اثر بنائے۔

بیدار ہونے وقت کی دعا: جب آنکھ نیند سے بیدار ہو جائے یہ کلمہ کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَاتَّخَذَ اللَّهُ وَسْطَانَ اللَّهُ
وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ الْبَرُّ الرَّحِيمُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ اس کے بعد کہے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، یا کوئی

دوسری دعا کرے مقبول ہوتی ہے، پھر اگر وضو کرے اور نماز ادا کرے تو اس کی نماز مقبول ہو جاتی ہے اور اگر کسی
مکروہ چیز کو خواب میں دیکھے تو پھر اپنے بائیں جانب تین بار تھو کے اور کہے: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ

شَرِّهِ اور کسی شخص سے نہ کہے، اس کو ہرگز ضرر نہیں پہنچائے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ اپنا پہلو دروٹ (بدر لے
اور ایک روایت میں ہے کہ اٹھ کھڑا ہو اور نماز میں مشغول ہو جائے، اور اگر خواب میں ڈرے یا کوئی وحشت (گھبراہٹ)

پائے یا نیند نہ آئے تو یہ کہے أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ جَبَّارِهِ وَمِنْ
هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضَرُونَ۔ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کلمات مذکورہ کو

پنے عاقل (یعنی بڑے) بیٹوں کو تلقین کرتے تھے اور کاغذ پر لکھ کر اپنے چھوٹے بیٹوں کے ہاتھتے تھے۔

اور نیز خواب میں ڈرے اور گھبرانے کے لئے أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يَجِئُ وَرُهْنٌ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ
مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَرْجِعُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَعَتْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا،

وَمِنْ شَرِّ فِتْنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ الْأَطَارِقِ يَأْتِي بِحَيْرٍ يَأْرَجُنْ۔ برائے
بے خوابی: اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرْضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ؛

وَمَا أَصَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ أَجْمَعِينَ أَنْ يَفْرَطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَطْعَنِي عَزَّ جَارًا
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ۔ اور نیز اللَّهُمَّ غَارِبِ الْجُحُومِ وَهَدِّ عَتِ الْعَيُونِ وَأَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الَّذِي لَا تَأْخُذُهُ

سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ اهْدِي لَيْلِي وَأَنْمِ عَيْنِي۔ بیداری کے وقت پڑھے: الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

نماز کے آداب اور دعاؤں کے بیان میں: جب نماز تہجد کے لئے کھڑا ہو تو یہ پڑھے
فصل سوم | اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيُّومُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ

الْحَمْدُ أَنْتَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ

فِيهِمْ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَوَقَاةُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالْبَيْتُونَ
 حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّتُ
 وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، أَنْتَ رَبُّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ، فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
 وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ،
 اور اگر رات میں آنکھ کھل جائے اور پہلے کہ پھر اسی چھوٹے پر نیند آجائے تو چاہئے کہ اس چھوٹے کو اپنے کپڑے کے
 کونے سے تین بار چھڑے اس کے بعد اپنا پہلو اُس پر رکھے اور کہے: اللَّهُمَّ يَا سَمِيعَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنَّتِي
 وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَلْتُ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرَسَلْتُهَا فَاحْفَظْهَا يَا تَحْفَظُ بِعِبَادِكَ الصَّالِحِينَ۔

بیت الخلاء کے آداب میں: جیسا کہ کتاب میں ہے اچھی طرح بجالائے اور جب بیت الخلاء
 کے اندر جائے تو بسم اللہ کہے اور (یہ کہے اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْتِ وَالْجَبَائِثِ اور جب باہر نکلے
 تو کہے عَفْرُ أَنْكَ اور نیز کہے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي۔

وضو پوری طرح کرے اور بلا ضرورت دنیاوی بات اُس کے درمیان میں نہ کہے اور ابتدا بِسْمِ اللَّهِ
 الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ سے کرے اور پڑھے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي ذَرَارِي وَ
 بَارِكْ لِي فِي رِزْقِي۔ اور جب پاؤں دھوئے تو کہے اللَّهُمَّ تَبَّتْ قَدْرِي يَوْمَ تَزَلُّ الْأَقْدَامُ۔ اور وضو سے
 فارغ ہونے کے بعد آسمان کی جانب نظر کرے اور کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ
 أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ اور نیز کہے اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ سُبْحَانَكَ
 اللَّهُمَّ وَبِحَدِّكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

نماز تہجد۔ اس کی کم سے کم تعداد چار رکعت اور اس کی اکثر تعداد بارہ رکعت ہیں، اگر تو راول شب
 میں ادا کئے ہیں ورنہ (نماز تہجد) دس رکعت اور تین رکعت وتر ہیں کہ ان کا مجموعہ تیرہ رکعت ہونا ہے اور تہجد کی نماز
 میں جب قدر طول قرات کرے اور قرآن زیادہ پڑھے زیبا ہے، استغفار کو اس وقت ترک نہ کرے اور تضرع و زاری کو
 اس وقت میں غنیمت جانے۔ کئی قدس مرہ نے کہا ہے إِنَّ لِلَّهِ رِيحًا سُمِّيَ الصَّبِيحَةَ حَزْرٌ وَنَتْرَةٌ عِنْدَ الْعَرَبِ
 تَهْبُّ عِنْدَ الْأَسْحَارِ، فَحُلُّ الْأَكْبِينِ وَالْإِسْتِغْفَارُ إِلَى عِنْدِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ۔

نماز تہجد و قیام اللیل کی بہت فضیلت آئی ہے، حدیث شریف میں ہے: — (۱) أَحَبُّ
 الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَأْمُرُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ

يَقُومُ ثَلَاثَةً وَيَبْسُطُ سَدَسَةً وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفِطُّ يَوْمًا — (۲) اَنَا فِي جَبْرِئِيلُ فَقَالَ
 يَا مُحَمَّدُ عَشْرٌ مَا شِئْتَ فَأَنْتَ مَيِّتٌ وَأَحِبُّ مِنْ شِئْتَ فَأَنْتَ مُعَارَفٌ، وَأَعْمَلُ مَا شِئْتَ فَأَنْتَ
 مُجْرِيٌّ بِهَا، وَأَعْلَمُ أَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهُ بِاللَّيْلِ وَعِزَّتُهُ اسْتِغْنَاءُ مِنَ النَّاسِ — (۳) كَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ حَتَّى تَوَرَّمتَ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْصَبْ هَذَا
 وَقَدْ جَاءَكَ أَنْ قَدْ عَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ دُنْيِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَفَلَا أَلُوْنُ عَبْدًا
 شُكْرًا — (۴) أَفْضَلُ اللَّيْلِ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُولَةٌ إِلَى صَلَاةِ النَّجْرِ
 ثُمَّ الصَّلَاةُ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ، ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُولَةٌ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ الصَّلَاةُ حَتَّى تَغْرُبَ
 الشَّمْسُ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ مَثْنِي مَثْنِي، قِيلَ كَيْفَ صَلَاةُ النَّهَارِ؟ قَالَ
 أَرْبَعًا أَرْبَعًا، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ قِيْرَاطًا مِثْلَ أَحَدٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يَتَوَضَّأُ
 فَغَسَلَ لِقْمَةً خَرَجَتْ دُؤْبُهُ مِنْ لِقْمَةٍ، ثُمَّ إِذَا مَضَى خَرَجَتْ دُؤْبُهُ مِنْ فَيْءِهِ، وَإِذَا اسْتَشَقَّ
 خَرَجَتْ دُؤْبُهُ مِنْ خِيَاشِيمِهِ، ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَهْمَهُ خَرَجَتْ دُؤْبُهُ مِنْ وَهْمِهِ وَسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ،
 ثُمَّ إِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ خَرَجَتْ دُؤْبُهُ مِنْ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ إِذَا مَسَّ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ دُؤْبُهُ مِنْ رَأْسِهِ،
 ثُمَّ إِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ دُؤْبُهُ مِنْ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ خَرَجَ مِنْ دُؤْبِهِ كَيَوْمٍ
 وَلَدَتْهُ أُمُّهُ — (۵) تَوَرَّتَ مِنْ لَهَا سَوَابِحُ: لَقَدْ أَعَدَّ اللَّهُ لِلَّذِينَ تَتَجَاوَزُ عَنْ الْمَضَامِيرِ
 مَا لَمْ تَرَوْهُ، وَلَمْ تَسْمَعْ أَذْنَ، وَنَأْتِ بِحُطْرٍ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَلَا يَعْلَمُ مَلِكٌ مَقْرَبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، وَنَحْنُ
 نَقْرَأُهَا، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أَحْفَى لَهُمْ مِنْ قُرْآنِ آيَاتِهِ — (۶) لِأَحْسَدِ الْآفِي اثْنَيْنِ، رَجُلٍ
 آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ، آتَاهُ اللَّيْلَ، وَآتَاهُ النَّهَارَ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ مَا لَمْ يَكُنْ يَفْقَهُ، آتَاهُ اللَّيْلَ
 وَآتَاهُ النَّهَارَ — (۷) يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يُبْقِي ثُلُثَ
 اللَّيْلِ الْآخِرِ، يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ،
 — (۸) ثَلَاثَةٌ يُصْحِكُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي، وَالْقَوْمُ إِذَا صَفَّوْا فِي الصَّلَاةِ
 وَالْقَوْمُ إِذَا صَفَّوْا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ.

رات میں قرآن پڑھنے کی فضیلت: مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ لَمْ يَكُتَبْ مِنْ
 الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ قُرْآنُ لَيْلَتِهِ وَمَنْ قَرَأَ مِائَتِي آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْفَاقِتِينَ، وَمَنْ

قَرَأَ رُبْعَ مِائَةِ آيَةٍ كَتَبَ مِنَ الْعَابِدِينَ، وَمَنْ قَرَأَ خَمْسَ مِائَةِ آيَةٍ كَتَبَ مِنَ الْحَقِيطِينَ، وَمَنْ قَرَأَ سِتِّ مِائَةِ آيَةٍ كَتَبَ مِنَ الْخَاشِعِينَ، وَمَنْ قَرَأَ ثَمَانِ مِائَةِ آيَةٍ كَتَبَ مِنَ الْمُحْتَبِينَ، وَمَنْ قَرَأَ أَلْفَ آيَةٍ أَصْبَحَ كَقِنْطَارٍ وَالْقِنْطَارُ أَلْفٌ وَمِائَتَا أَوْقِيَّةٍ، وَالْأَوْقِيَّةُ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ قَالَ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، وَمَنْ قَرَأَ آيَةَ كَانَتْ مِنَ الْمُؤَجِبِينَ. قَالَ الْحَافِظُ مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ تَبَارَكَ الَّذِي إِلَى الْآخِرِ الْقُرْآنِ أَلْفَ آيَةٍ.

مسجی میں نماز ادا کرنے کی فضیلت: صَلَوَةٌ فِي مَسْجِدِي تَعْدِلُ بِعَشْرَةِ الْأَيِّ صَلَوَةٌ، وَصَلَوَةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تَعْدِلُ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَوَةٍ، وَالصَّلَاةُ بِالْأَرْضِ الرِّبَاطُ تَعْدِلُ بِأَلْفِ صَلَوَةٍ، وَالْكَثْرُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ الرَّكْعَتَانِ يُصَلِّيَهُمَا الْعَبْدُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ لَا يُرِيدُ بِهِمَا إِلَّا مَا عِنْدَ اللَّهِ. صبح کی سنت فجر گھر میں ادا کرے اور گھر کو اس نور کے ساتھ منور کرے، پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص (قل ہوا شاہد) پڑھے، سنت سے فراغت کے بعد بیٹھ کر تین بار پڑھے: اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. مسجد کی جانب سکون و وقار کے ساتھ جائے اور اضطراب ظاہر نہ کرے اور دل میں ہیبت رکھے کہ ایک نہایت عظیم شان والے تہا کے حضور میں جا رہا ہوں اور شوق و امید کے ساتھ جائے کہ وہ وہاب، رحیم، وودد اور کریم ہے۔ گھر سے نکلنے وقت پڑھے: بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزَلَ أَوْ نُظِلَّ أَوْ نُظَلَّ أَوْ نُجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا. اور نیز پڑھے اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَ فِي بَصِيرِي نُورًا وَ فِي سَمْعِي نُورًا وَ عَنِ يَمِينِي نُورًا وَ عَنِ شِمَالِي نُورًا وَ خَلْفِي نُورًا. اور یہ کلمات کہتا ہوا روانہ ہو جائے سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔ اور جب مسجد میں داخل ہو تو کہے بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، اور نیز کہے اللَّهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ رِزْقِكَ. اور جب مسجد سے نکلے تو کہے: بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ.

نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر میں مشغول رہے اور جب آفتاب نکل آئے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھے اور آفتاب نکلنے سے اس کے واپس لوٹنے تک (یعنی زوال سے پہلے تک) بارہ رکعت سنوں میں مسقر توفیق ہوا داکرے

مَا بَيْنَهُمَا وَمِلًا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ. وَإِذَا سَجَدَ قَالَ، اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ
 أَسَلْتُ، سَجَدَ وَجْهِ لِلَّذِي خَلَقَ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. ثُمَّ
 يَكُونُ مِنْ إِجْرَامٍ يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُدِ وَالتَّسْلِيمِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا
 أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ عَنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. رواه مسلم.
 وَفِي رِوَايَةِ الشَّافِعِيِّ وَالشَّرْكَاسِيِّ وَالْمُهَدَّبِيِّ مِنَ هَدْيَتِي، أَنْبَاكَ وَالْيَاكُفَ لَا مَنجَامِكَ وَلَا
 مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ. اور رکوع میں یہ دعا بھی ماثور ہے: رَكَعَ لَكَ سَوَادِي وَخِيَالِي وَأَمِنْ بِكَ
 فُوَادِي، أَبُو بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ هَذِهِ يَدَايِ وَأَجَنَّبْتُ عَلَى نَفْسِي. اور رکوع و سجود میں سُبُوْحُ
 قُدُّوسُ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ. اور ایسا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي۔
 اور سجدہ میں اللَّهُمَّ سَجَدَ لَكَ سَوَادِي وَخِيَالِي وَبِكَ أَمِنْ فُوَادِي، أَبُو بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَهَذَا أَمَا
 جَنَّبْتُ عَلَى نَفْسِي يَا عَظِيمُ يَا عَظِيمُ اغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَعْرِفُ الذُّنُوبَ الْعَظِيمَةَ إِلَّا الرَّبُّ الْعَظِيمُ
 اُرْنِزِ اللَّهُمَّ إِلَيَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عَقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ.
 لَا أَحْصِي شَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثَمْتُ عَلَى نَفْسِكَ۔ اور نیز سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ
 ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، أَعُوذُ بِعَقُولِكَ مِنْ عَقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ
 مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهَكَ۔ اور نیز رَبِّ اعْرِضْ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَرُكَّهَاتُ خَيْرٌ مِنْ
 رُكَّهَاتِهَا، أَنْتَ وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا۔ اور نیز اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ
 اُرْنِزِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي فِي قَلْبِي نُورًا وَاجْعَلْنِي فِي سَمْعِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا وَاجْعَلْ أَمَانِي نُورًا
 وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا وَأَعْظِمْ لِي نُورًا۔ اور سجدہ تلاوت میں پڑھے
 سَجَدَ وَجْهِ لِلَّذِي خَلَقَ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ، اور ایک روایت میں اس کا کئی دفعہ
 پڑھنا آیا ہے۔ اور نیز تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ اور نیز اللَّهُمَّ الْكُتُبُوتِ عِنْدَكَ فِيهَا أَجْرًا وَصَمَّ
 عَنِّي هَذَا زُرًّا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقْبَلْهَا مِنِّي لَمَا تَقْبَلْتَهُمَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔ جلسہ کی دعا:
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي۔ تو میں سیدھا کھڑا ہوں اس طرح پر کہ تمام ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر
 آجائیں اور جب سجدہ میں جائے (تو) ہر اس عضو کو جو کہ زمین سے زیادہ نزدیک ہے پہلے زمین پر رکھے، پہلے گھسنے رکھے
 اس کے بعد دونوں ہاتھ پھر ناک اس کے بعد پیشانی، اور سجدہ سے اٹھے وقت اس کے برخلاف کرے، پہلے پیشانی کو

اٹھائے اس کے بعد ناک اس کے بعد ہاتھ پھر گھٹنے، سبھی میں نظر ناک پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا ہوا رکھے کہ درمیان میں خلا نہ ہو اور ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی جانب رکھے رکوع و سجود کی تسبیحات کو مساوی تعداد میں پڑھے، جلسہ اور قعدہ میں بائیں پاؤں پر سیدھا بیٹھے اس طرح پر کہ اس کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور سیدھے پاؤں کو کھڑا کرے اور ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے، اور ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دے قصداً متصل نہ کرے نہ الگ الگ رکھے اور نظر کو گویا ہاتھوں پر رکھے جب اس طرح کر گیا تو نماز کا شروع بجالانے والا ہوگا۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَشِعُونَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَفْسِيرِهِ لَعَلَى قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ آيَاتِ الْفَلَاحِ عَلَى وَجْهِينِ، الْفَلَاحُ هُوَ النَّجَاحُ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْمَهْمِ وَالْغَمِّ فِي الْمَعِيشَةِ وَفِي الْآخِرَةِ النَّجَاحُ مِنَ النَّارِ اور تمام ارکان نماز میں دل کو حاضر رکھے اور آخری قعدہ میں درود شریف کے بعد جو دعائیں کہ قرآن مجید یا حدیث نبوی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام میں آئی ہیں یا جو اس کے معنی میں ہوں پڑھے ان دعاؤں میں سے چند درج کی جاتی ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْتَمِ وَالْمَغْرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْحَيَاةِ وَالْمَمَاتِ، رَبَّنَا اِنَّمَا نَاوُزُكَ وَاَعِيْزُكَ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا، اِنَّهَا سَاعَةٌ مُّسْتَقَرٌّ اَوْ مُّقَامًا رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَاَوْدَانِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاَجْعَلْنَا الْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا سلام رکھنے کے وقت اپنے چہرے کو اس قدر پھلے کہ رخسارہ دیکھا جائے فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِيْكَ بَارِئُ رَحْمَةً وَاُورِيْكَ اِيْكَ بَارِئُ رَحْمَةً اور ایک روایت میں تین بار ہے، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اور فجر کی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد قبل اس کے کہ قعدہ کی حالت سے حرکت کرے دس بار پڑھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ بِيْدِهِ الْخَيْرُ يَحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اسی طرح مغرب کی فرض نماز کے بعد کرے لیکن مغرب میں روایات کا اختلاف ہے بعض مقامات سے سنت کا فرض کے ساتھ متصل ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض مقامات سے ان کلمات کا فرض کے ساتھ اتصال معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت علی (ع) و محمد الف ثانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا عمل شروع میں یہ تھا کہ ان کلمات کو نماز سنت پر مقدم کرتے تھے اور آخر میں سنت کو مقدم کرتے تھے اور نماز فجر و مغرب کے بعد قبل اس کے کہ بان کرے سات بار اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ پڑھے اور نماز وتر کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ تین بار پڑھے، اور

یسری مرتبہ میں آواز کو بلند کرے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کرے اور اپنی نماز کی حکم پر بیٹھا رہے اور اول سورہ انعام کی یہ تین آیتیں پڑھے: **أَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ**۔ **هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلَكُمْ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ ثُمَّ أَنْتُمْ مُنْتَزَوُونَ**۔ **وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَيَعْلَمُ تَسَابُوتَ**۔ حق تعالیٰ اس کے لئے ستر فرشتوں کو مقرر فرماتا ہے کہ وہ روز قیامت تک اللہ تعالیٰ عزوجل کی تسبیح کریں اور اس شخص کی مغفرت طلب کریں۔ اور نماز فجر کے بعد پڑھے: **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْهَاءُ وَاحِدٌ أَحَدٌ الَّذِي يَخْتَرُ صَاحِبَةً وَلَا وِلْدَانًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ**۔ اور نماز فجر کے بعد پڑھے: **سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَىٰ نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ وَأَحْمَدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ**۔ اور نماز فجر کے بعد پڑھے: **حَسْبِيَ اللَّهُ إِنَّ بِيَّ حَسْبِيَ اللَّهُ مَا أَهَمَّنِي حَسْبِيَ اللَّهُ مَنْ بَعَىٰ عَلَىٰ حَسْبِيَ اللَّهُ مَنْ حَسَدَنِي حَسْبِيَ اللَّهُ مَنْ كَادَنِي بِالسُّوءِ حَسْبِيَ اللَّهُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبِيَ اللَّهُ عِنْدَ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ حَسْبِيَ اللَّهُ عِنْدَ الْمِيزَانِ حَسْبِيَ اللَّهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالْيَاقِينُ**۔ اور تین بار پڑھے: **سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ**۔ حدیث شریف میں ہے پیغمبر خدا علیؑ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب تو نماز فجر ادا کرے اس کے بعد ان کلمات مذکورہ کو تین بار پڑھے خدا تعالیٰ تجھ کو چار فتول جزام، جنوں، نابینا ہونے اور قلع سے عافیت میں رکھے گا اور نماز فجر و عصر کے بعد تین بار پڑھے: **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ** اور ہر فرض نماز کے بعد آیتہ الکرسی پڑھے اور تیس بار **سُبْحَانَ اللَّهِ** اور تیس بار **أَحْمَدُ لِلَّهِ** اور تیس بار **يَا خَيْرَ تِسْعِينَ** بار علی اختلاف الروایۃ **اللَّهُ أَكْبَرُ** اور ایک بار **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** (پڑھے) اور جب بازار میں آئے اس کلمہ کو اس طرح پڑھے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**۔ اور ہر فرض نماز کے بعد تین بار **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ** پڑھے، اور اگر کلمہ **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ** کو ستر بار پڑھے تو بہتر ہے اور دس بار یا یک بار سورہ اخلاص اور ایک بار معوذتین پڑھے۔ اور **اللَّهُمَّ اجْرِنِي مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ وَرِجْنِي مِنَ الْحُورِ الْعِينِ**۔ اور نیز **اللَّهُمَّ آعِنِي عَلَىٰ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ**۔ اور نیز **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ**

مِنَ الظُّلَمِیْنَ۔ اور تین بار سبحان ربك رب العزّة كما یصفون وسلام علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین (پڑھے)۔ اور نماز حضور دل کے ساتھ ادا کرے۔ حدیث شریف میں ہے: ان احدکم اذا قام الی الصلوة فالتبتنا بحی ربّه فلیعلم احدکم بما ینبأ بحی ربّه فلینظر ما ینبأ بحی ربّه۔ اور نماز کی اطاعت کرے اور نماز کی اطاعت فحش و منکر امور کے ترک کرنے میں ہے کیونکہ نماز منکر و فحش امور سے روکتی ہے، ان الصلوة تنقی عن الفحشاء والمنکر۔ قال رسول الله صلّی الله علیه وعلی الہ وسلم لا صلوة لمن لا یطیع الصلوة وطاعة المتکر۔ ان تنقی عن الفحشاء والمنکر۔ اور نیز فرمایا من صلی صلوة فلم تأمره بمعروف ولم تنهه عن المنکر والمنکر لم ینزہها من الله الابد۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے: لیس کل مصل یتصلی، انما اتقبل الصلوة، من تواضع لعظمی وکف شهواتہ عن محارمی ولم یصر علی معصیتی واطعم الجائع وکسا العریان ورحم المصاب وادی العریب کل ذلک لی۔ چاہئے کہ نماز ادا کرنے کی حالت میں اپنے پہلوؤں کو نہ لائے۔ حدیث شریف میں ہے: اذا قام احدکم فی صلوة فلیسکن باطرافہ ولا یمیل کما یمیل الیہود، فان سلوت الاطراف فی الصلوة من تمام الصلوة۔ جب نماز کے لئے کھڑا ہو چاہے تو اپنے منہ کو خوب پائیزہ کر لے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: لیس شیء اشد علی المملک من رجیح الفم، ما قام العبد الی الصلوة قط الا التقم فاه مملک، ولا یخرج من فیدایة الادلخ فی فی المملک۔ پختہ ارادہ کر لے کہ نماز جماعت کے بغیر ادا نہ ہو اور ہر حال میں جماعت میں شامل ہو مگر اس ضرورت کی وجہ سے جس میں شریعت نے اجازت دی ہے۔

فصل چہام جمعہ و جماعت کے فضائل اور صف اول اور مسجد کی فضیلت کی بیان میں

آپ جان لیں کہ جماعت کی فضیلت میں احادیث بہت زیادہ وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند درج کی جاتی ہیں: — (۱) صلوة الجماعة تفضل علی صلوة الفرد بسبع و عشرين درجة۔ (۲) الصلوة فی جماعة تعدل خمساً و عشرين صلوة، فاذا صلاھا فی فلاة فالتبت روعھا و سجودھا بلغت خمسين صلوة۔ (۳) فصل صلوة الجماعة علی صلوة الرجل و حدہ خمس و عشرون درجة، و فصل صلوة التطوع فی البیت علی فعلھا فی المسجد افضل الجماعة علی المنفرد۔ (۴) من مشی الی الصلوة مکتوبہ فی الجماعة فھی کحجۃ و من مشی الی صلوة تطوع فی العسرة نافلة۔ (۵) امساء و ن الی المساجد فی الظلمة اولک الخواص

فِي رَحْمَةِ اللَّهِ — (٦) إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيُضِيئُ لِلَّذِينَ يَتَخَلَّوْنَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلْمِ
 يُنِيرُ سَاطِعَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ — (٧) إِنَّ عِنْدَ اللَّهِ الْغَدَا وَالرَّوْحَ إِلَى الْمَسْجِدِ أَنْصَلَ مِنْ الْجَهْلِ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ — (٨) يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ — (٩) الْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفِرْقَةُ عَذَابٌ.
 — (١٠) إِنَّ اللَّهَ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمْعِ — (١١) إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَعْجِبُ مِنْ عَبْدِهِ

إِذَا صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ سَأَلَ حَاجَتَهُ أَنْ يَتَّخِرَ حَتَّى يَقْضِيَهَا — (١٢) الصَّلَاةُ فِي بَيْتِهِ
 بِصَلَاةٍ وَصَلَاةٍ فِي مَسْجِدِ الْقِبَالِ خَمْسٌ وَعِشْرِينَ صَلَاةً وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يَجْمَعُ
 فِيهِ خَمْسٌ مِائَةَ صَلَاةٍ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى خَمْسَةَ آلِفٍ صَلَاةٍ وَصَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي
 هَذَا خَمْسِينَ آلفَ صَلَاةٍ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِائَةَ آلفٍ صَلَاةٍ — (١٣) إِنْ هَاتَيْنِ

الصَّلَاتَيْنِ يَعْنِي الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ أَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَلَوْ يَعْلَمُونَ فَضْلَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا
 وَلَوْ جَؤُوا عَلَيْكُمْ بِالصَّغْفِ الْمَقْدَمِ فَاتَهُ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ تَعْلَمُونَ فَضْلَهُ لَأَبْتَدَرْتُمُوهُ
 وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ
 الرَّجُلِ، وَمَا كَانَ أَكْثَرُ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ — (١٤) مَنْ تَوَصَّافًا حَسَنًا وَضَوْعًا تَمَرَّاحًا فَوَجَدَ

النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، أَعْطَاهُ اللَّهُ مِثْلَ أَجْرٍ مِنْ صَلَاتِهَا وَحَضَرَهَا لَيَنْقُصَ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا.
 — (١٥) مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَ الْأَوَّلِيَّ، كَتَبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ

مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ الْيَقَاقِ — (١٦) مَنْ تَمَّقَهُ الرَّبُّ الْأَوَّلِيَّ مِنَ الصَّلَاةِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا،
 كَتَبَ اللَّهُ بَرَاءَةً يَتَبَّنَ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةً مِنَ الْيَقَاقِ — (١٧) يَاعْتَمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ مَنْ

صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ جَلَسَ يَدُورُ اللَّهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ كَانَ لَهُ فِي الْفَرْدِ سَبْعُونَ
 دَرَجَةً، بَعْدَ مَا يَبِينُ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَحَضْرِ الْفَرَسِ الْجَوَادِ الْمُضْمَرِّ سَبْعِينَ سَنَةً، وَمَنْ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهِرِ

فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ مِائَتُونَ دَرَجَةً، بَعْدَ مَا يَبِينُ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَحَضْرِ الْفَرَسِ الْمُضْمَرِّ
 خَمْسِينَ سَنَةً، وَمَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ ثَمَانِيَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ كُلِّ هَمْدٍ رَبِّ

بَيْتِ يَعْقُوبَ، وَمَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي جَمَاعَةٍ فَبَيَّحَتْهُ مَبْرُورَةٌ وَسَمْرَةٌ مُتَقَبِّلَةٌ، وَمَنْ صَلَّى
 صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ — (١٨) لَأَنْ أَصَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ

إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصَلَّى لَيْلَةً، وَلَنْ أَصَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصَلَّى نِصْفَ لَيْلَةٍ —

— (١٩) إِنْ مَنْ حَافِظٌ عَلَى هَذِهِ الْمَكْتُوبَاتِ الْخَمْسِ فِي جَمَاعَةٍ، كَانَ أَوَّلَ مَنْ يَخْرُجُ عَلَى الصِّرَاطِ

كَالْبُرْقِ الْأَوْجِعِ وَحَسْرَةَ اللَّهِ فِي أَوَّلِ زَهْرَةٍ مِنَ السَّابِقِينَ وَكَانَ لَهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَبَيْكَةٍ حَافِظٌ عَلَيْهِمْ كَأَجْرِ أَلْفِ شَهِيدٍ قِيلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ — (٢٠) مَا مِنْ أَحَدٍ يَعْتَدُ وَيُرْوِّحُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَيُؤْتِرُهُ عَلَى سِوَاهِهَا وَلَا يَعْتَدُ اللَّهُ نَزْلَ يُعَدُّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ كَمَا عَدَا أَوْ رَاحَ مَا لَوْ رَاحَهُ مَنْ يُحِبُّ

زِيَارَتَهُ لَا يَجْعَلُهُ لَهُ فِي كَرَامَتِهِ — (٢١) لَا يَتَوَضَّأُ أَحَدٌ لَمْ يَقْمِحْهُ وَوَضُوْعُهُ وَيُسْبِغُهُ

ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ إِلَّا اسْتَبَشَرَ اللَّهُ بِهِ كَمَا يَسْتَبَشِرُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِطَلِيعَتِهِ — (٢٢) كَانَ أَنَسٌ مَنَازِلَهُمْ بَعِيدَةً فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ مَكَانَكُمْ فَإِنَّ لَكُمْ فِي كُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً — (٢٣) يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي رِوَايَةٍ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ جِرَانِي فِي قِيَمَتِ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ يَسْبِغُنِي أَنْ يَلْبُغَ جَارَكَ؟ فَيَقُولُ عُمَارُ مَسَاجِدِي.

— (٢٤) عُمَارُ مَسَاجِدِ اللَّهِ هُمْ أَهْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ — (٢٥) لَا يُؤْطِنُ الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ لِلصَّلَاةِ

أَوْلَى كَرَامَتِهِ إِلَّا اسْتَبَشَرَ اللَّهُ بِهِ كَمَا يَسْتَبَشِرُ أَهْلُ الْغَائِبِ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ — (٢٦) مَنْ تَوَضَّأَ

فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ الوَضُوْعَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَهَوَّزَ ثَرَى اللَّهِ وَحَنَى عَلَى الْمَرْوِ وَأَنْ يَكْرِمَ الزَّائِرَ —

(٢٧) الْمَسَاجِدُ بِيُوتِ اللَّهِ، وَصَمِنَ اللَّهُ لِمَنْ كَانَ الْمَسْجِدَ أَحَدَ بَيْتَيْهِ الرَّاحِ وَالرَّاحَةَ وَالْجَوَارِ عَلَى الصِّرَاطِ — (٢٨) إِنْ لِمَسَاجِدِ أَوْ تَأَدَّ أَوْ الْمَلَائِكَةُ جُلسَاءَهُمْ، فَإِنْ عَابُوا تَقَدَّوْهُمْ

وَأَنْ يَمْضُوا عَادُوا وَهُمْ وَنَ كَانُوا فِي حَاجَةٍ أَعَانُوهُمْ جَلِيسُ الْمَسْجِدِ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَخِي الشِّفَاءِ أَوْ كَلِمَةٍ مُخَكَّمَةٍ أَوْ رَحْمَةٍ مُنْتِظَرَةٍ — (٢٩) مَنْ سَمِعَ التَّدَاءَ فَلَمْ يُحِبِّ مِنْ غَيْرِ ضُرُورَةٍ فَلَا

صَلَاةَ لَهُ — (٣٠) لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ بِالصَّلَاةِ فَمَقَامٌ ثُمَّ أَمُرَّ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حَزْمٌ حَطْبٍ إِلَى أَقْوَامٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بِرُؤُوسِهِمْ

بِالنَّارِ — (٣١) لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَى هَذِهِ الَّذِينَ يَتَخَفُونَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بِرُؤُوسِهِمْ — (٣٢) لِلْإِمَامِ وَالْمُؤَدِّينِ مِثْلُ الْجُورِ مِنْ صَلَاتِهِمَا — (٣٣) أَفْضَلُ

النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ الْإِمَامُ ثُمَّ الْمُؤَدِّينَ ثُمَّ عَلَى يَمِينِ الْإِمَامِ — (٣٤) إِنْ اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصِّبْغِ الْمَقْدَمِ وَالْمُؤَدِّينَ يُعْفَرُ لَهُمْ مَدَّ صَوْتِهِ وَيُصَيِّرُهُ مَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَطْبٍ وَ

بَابِيسٍ وَآلِهِ أَجْرٌ مِنْ صَلَاتِي مَعَهُ — (٣٥) مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَصُفُّوا كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ الرَّسُولِ

مِثْمُونِ الصَّفُوفِ الْأُولِ وَيَصْفُونَ رَصْفًا وَيُرْصُونَهَا رَصًّا — (۳۶) رُصُوا صُفُوفَكُمْ

وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَادُوا إِلَيْهَا كَعُنَاقٍ، قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهَا فِي دَلَالِي الشَّيَاطِينِ تَدْخُلُ فِي حَلَالِ الصَّفُوفِ
كَأَنَّهَا مُحْدَفٌ وَفِي رِوَايَةٍ كَأَنَّهَا عَمَةٌ عَفْرٌ — (۳۷) عَلَيْكُمْ بِالصَّفِّ الْأَوَّلِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَيْمَنَةِ -

— (۳۸) أَمْعَمَ الصَّفُوفِ مِنَ الشَّيَاطِينِ الصَّفِّ الْأَوَّلُ — (۳۹) مَنْ وَصَلَ صَفًّا

وَوَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ — (۴۰) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ لَيَصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ

يَصَلُّونَ الصَّفُوفَ وَمَنْ سَدَّ فَرْجَهُ رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً — (۴۱) سَوُّوا بَيْنَ صُفُوفِكُمْ

لَا يَجْتَلِفُ قُلُوبِكُمْ — (۴۲) لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ

فِي النَّارِ — (۴۳) مَا مِنْ حَظْوَةٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ حَظْوَةٍ يَمِثُّهَا صَفًّا مَنْ تَرَكَ الصَّفَّ

الْأَوَّلَ مَخَافَةً أَنْ يُؤَذَى مُسَلِّدًا، فَصَلَّى فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوْ الثَّلَاثِ أَصَعَفَ اللَّهُ لَأَخَّرَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ -

احادیث در فضائل مسجد — (۱) إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى

يُصَلِّيَ رَکْعَتَيْنِ — (۲) مَنْ أَخْرَجَ أَدَى مِنَ الْمَسْجِدِ مَبِيَّ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ — (۳) مَنْ بَنَى لِلَّهِ

مَسْجِدًا مَبْنِيَّ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ — (۴) لِأَصْلُوَةِ كِبَارِ الْمَسْجِدِ الْآفِي الْمَسْجِدِ — (۵)

إِذَا مَرَّ رُئُومٌ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَانْعَمُوا قَبْلَ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ الْمَسَاجِدُ — (۶) الْأَبْعَدُ

فَالْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أُخْرًا — (۷) الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ تَعْدِلُ الْفَرِيضَةَ مِنْهَا

بِحُجَّةٍ مَبْرُورَةٍ وَالتَّائِفَةُ بِحُجَّةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَفَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَمَاعِعِ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ

الْمَسَاجِدِ مِثْسُ مِائَةِ صَلَاةٍ — (۸) تَدَّهَبُ أَرْضُونَ كُلُّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا الْمَسَاجِدَ

فَأَنَّهَا يُضَمُّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ — (۹) أَفْضَلُ الْبِقَاعِ الْمَسَاجِدُ وَأَفْضَلُ أَهْلِهَا أَوْلَاهُمْ

دُخُولًا وَأَخْرَجَهُمْ خُرُوجًا — (۱۰) إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا جَعَلَهُ قِيَمَ مَسْجِدٍ، وَإِذَا أَبْغَضَ

اللَّهُ عَبْدًا جَعَلَهُ قِيَمَ حَمَامٍ — (۱۱) مَنْ عَنَّ فِي الْمَسْجِدِ قَدْرًا لَصَلَّ عَلَيْهِ سَبْعُونَ

أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يَطْفَأَ ذَلِكَ الْقَنْدِيلُ — (۱۲) إِنَّ الصُّنْحَكَ فِي الْمَسْجِدِ طَلْمَةٌ فِي الْقَابِ

— (۱۳) مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَنْبَاهِيَ النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ — (۱۴) جَبِّبُوا

مَسَاجِدَكُمْ بِحَابِئِكُمْ وَصَبِيَانِكُمْ وَرَفَعِ اصْوَاتَكُمْ وَسَلِّ سُبُوحًا وَبَيَعَلْمَ وَشَرِّاءَ كَمَدٍ وَ

إِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَخُصُومَتَكُمْ وَحُدُودَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ -

تنبیہ: چونکہ عہد نبوت کے بعد اور خواہش و بدعت کے شائع ہونے کے باعث اکثر اہل دنیا نماز

جو کہ اسلام کا ستون ہے مستی رکھتے ہیں اور جماعت سے تغافل برتتے ہیں اور صرف اول کی قدر نہیں جانتے اور مسجد و جمعہ و آذان کے آداب کو بجا نہیں لاتے، اکثر صوفیہ خام نماز کو عوام کی اصلاح کے لئے تصور کرتے ہیں اور خواص کو اس کے بے نیاز جانتے ہیں اور اس کی برکات سے محروم رہتے ہیں اور جو شخص کہ نماز کی برکات سے محروم ہوا معلوم ہے کہ وہ ایمان و معرفت کی برکات سے کیا حصہ پائے گا۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ صَفْوَةٌ وَصَفْوَةٌ الْإِيمَانِ الصَّلَاةُ وَصَفْوَةُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ الْأَوَّلِيُّ۔ اس بنا پر نماز کے کمالات و فضائل میں سے کچھ حصہ ذکر کر دیا ہے اور اس بارے میں بات کو مختصر کیا ہے، ابھی نماز کے کمالات و فضائل بہت ہیں اگر (دیکھنا) ان کی تفصیل میں مشغول ہوتو بہت سے درجیاہیں اور فرض نمازوں اور سنن زوائد و نوکودہ کو خود ہی بالکل بیان نہیں کیا ہے کیونکہ اس

بارے میں بی شمار حدیثیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ دوسرے رسالہ میں ان میں سے کچھ بیان کی ہیں، اس جگہ چند احادیث جمعہ کے فضائل میں درج کی جاتی ہیں: — (۱) الْجُمُعَةُ سَجَّةُ الْفُقَرَاءِ — (۲) فَضْلُ الْجُمُعَةِ

فِي رَمَضَانَ كَفَضْلِ رَمَضَانَ عَلَى الشُّهُورِ — (۳) إِنَّ جَهَنَّمَ لَتَسْمَرُ الْيَوْمَ الْجُمُعَةَ —

(۴) أَفْضَلُ الْإِيَّامِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ — (۵) لَيْسَ مِنَ الصَّلَوَاتِ صَلَاةٌ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْجُمُعَةِ، وَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَهَادَةِ هَامِلِكُمْ الْأَمْعُورِ الرَّأْيِ — (۶) عَلَى

كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكَانَ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ، فَكَرَّجِلٍ قَدَّمَ بَدَنَهُ، وَكَرَّجِلٍ قَدَّمَ

بِقَرَّةً وَكَرَّجِلٍ قَدَّمَ مَشَاةً وَكَرَّجِلٍ قَدَّمَ طَيْرًا، وَكَرَّجِلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً۔ فَإِذَا قَعَدَ الْإِمَامُ طَوَيْتِ

الصُّحُفَ — (۷) إِنَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ سَاعَةً لِلَّهِ تَعَالَى فِي كُلِّ

سَاعَةٍ سِتِّ مِائَةِ أَلْفِ عَيْنِيٍّ مِنَ النَّارِ لَكُمْ قَدْ اسْتَوْجَبُوا — (۸) لَا يَزُكُّ اللَّهُ تَعَالَى أَحَدًا

يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا عَفَرَهُ — (۹) مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أُجِرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِ طَابِعُ الشَّهَادَةِ — (۱۰) إِلَّا أَخْبِرَهُ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْ لَمْ يَسْتِغْلَهُ

عَنِ الْجُمُعَةِ حَزْزٌ شَدِيدٌ وَلَا بَرْدٌ شَدِيدٌ وَلَا رَوْحٌ —

فصل پنجم | اذکار غیر موقوتہ، استغفار، درود اور دوسرے اذکار کے بیان میں:

چاہئے کہ استغفار بہت زیادہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —

(۱) جو شخص کہ بہت زیادہ استغفار کرے تاہی حق تعالیٰ اس کو ہر شے سے نجات کا راستہ اور ہر غم سے کشادگی دیتا ہے

- اور اس کو اس جگہ سے رزق دیتا ہے جو اس کے دم و گمان میں بھی نہیں ہوتا — (۲) جب بندہ کہتا ہے
- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ تَوَهُّجًا یَبَاجُتَابُہُ اِگرچہ وہ کفار کی جنگ سے بھاگا ہوا ہو — (۳) جو شخص کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اِسْکِیْلَہُ لکھ دیا جاتا ہے جیسا کہ اس نے کہا ہے پھر وہ لکھا ہوا) عرش میں لٹکایا جاتا ہے اور کوئی گناہ جس کو اس کے صاحب نے کیا ہے اس کو محو نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ حق تعالیٰ سے جا ملتا ہے اور (اسی طرح) وہ کلمہ سربہر اور لپٹا ہوا ہوتا ہے جیسا کہ اس نے کہا ہے — (۴) جو شخص تین بار کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اس کے گناہ بخند پئے جاتے ہیں اگرچہ وہ تہ بہ تہ ریت (کے ذرات) کی تعداد اور آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں۔ قَالَ الشَّیْخُ عَلِیُّ بْنُ اَبِی بَکْرٍ قَدِّسَ سِرُّہٗ فِی مَعَارِجِ الْہِدَایَةِ وَ مِنْ اَنْوَاعِ الْاِسْتِغْفَارِ الْمَاثُوْرُ الْمَشْہُوْرُ — (۵) مَا رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ رَبِّ اَعْفِرْ لِیْ حَمْسًا وَ عِشْرَیْنَ مَرَّةً لَمْ یَرَفِیْ بَیْنِہُمْ وَ لَا فِی اَهْلِہٖ وَ لَا فِی دَارِہٖ وَ لَا فِی مَدِیْنَتِہٖ وَ لَا فِی بَلَدِہٖ الَّذِیْ هُوَ فِیْہِ مَا یُکْرَهُ فِیْبَیْنِہُمْ عَلٰی هٰذَا الْاِسْتِغْفَارِ صَبَاحًا وَ مَسَاءً فَقَدْ کَانَ جَمَاعَةٌ مِنْ مَشَارِئِہَا وَ عَلَمًا یُنَیِّتُوْنَ بِہٖ فِی مَا بَیْنَہُمْ وَ یُوضَوْنَ بِہٖ تَلَ مِیْدَہُمْ وَ اَوْلَادَہُمْ وَ خَدَّ اَعْمَہُمْ وَ اَصْحَابَہُمْ وَ یَجْرِضُوْنَ عَلٰی الْمَوَاطِئِ عَلَیْہِ وَ اَمْلَا زَمَہُ لَہٗ لَمَّا رَا وَا فِیْہِ مِنْ عَظِیْمِ النَّفْعِ وَ جَزِیْلِ الْبَرَکَةِ وَ کَرِیْمِ النَّفْعِ — (۶) الْاِسْتِغْفَارُ فِی الصَّیْحِفَةِ یَتَلَاوُ نُوْرًا —
- (۷) مَنْ اَسْتَغْفَرَ اللّٰهَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ کَتَبَ اللّٰهُ لَہٗ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً —
- (۸) مَنْ اَسْتَغْفَرَ اللّٰهَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعًا وَ عِشْرَیْنَ مَرَّةً کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ یُسْتَجَابُ لَہُمْ وَ یُرْزَقُ فِیْہُمْ اَہْلُ الْاَرْضِ — (۹) اِنَّ لِقُلُوْبِ صَدَاقِ الصَّدَّءِ الْحَدِیْدِ وَ جِلَاءِہَا الْاِسْتِغْفَارُ — (۱۰) مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْجُدُ فِیْقُوْلُ رَبِّ اَعْفِرْ لِیْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا عَفِرَ لَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ رَاسَہٗ — (۱۱) طُوْبٰی لِمَنْ وَّجَدَ فِیْ صَیْحِفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا — (۱۲) اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی دَاۡءٍ کُمْ وَ دَوَّاءٍ کُمْ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی الدُّوْبِ وَ دَوَّاءِ کُمْ الْاِسْتِغْفَارُ — (۱۳) اَنَا اَمَانٌ وَ الْاِسْتِغْفَارُ اَمَانٌ —

احادیث درود شریف کے فضائل میں: — (۱) مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ وَرَفَعَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ — (۲) أَوْلَى النَّاسِ

بِي أَكْثَرَهُمْ عَلَيَّ صَلَوةً — (۳) رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ

رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانَ ثُمَّ أَسْأَلَهُ قَبْلَ أَنْ يُعْفَرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَذْرَكَ أَبُوِي عِنْدَ الْكَبِيرِ

فَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا الْجَنَّةَ — (۴) كُلُّ دُعَاءٍ تَحْتَجُّونَ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

— (۵) مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَوةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ قَيْرَاطًا وَقَيْرَاطًا مِثْلُ أُحُدٍ — (۶) مَنْ صَلَّى

عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي —

(۷) إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَأَحْسِنُوا الصَّلَوةَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَلَيَّ، وَقُولُوا اللَّهُمَّ

اجْعَلْ صَلَواتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَيَّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَآمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ عَبْدَكَ وَرَسُولَكَ

رَسُولَكَ آمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِمِ أَمَامِ الرَّسْمَةِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ الْمَقَامَ الْمُحْمَدَ الَّذِي يُعْطَى بِهِ الْأَوْلُونَ

وَالْآخِرُونَ — (۸) مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَوةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ يَخُوضُونَ فِيهَا سَبْعِينَ صَلَوةً

فَلْيُقِلَّ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيَكْتَفِرْ — (۹) مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ يَنْزِلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَعْفِفُ لَهُ

مَا دَامَ اسْمُهُ فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ — (۱۰) نَادَانِي جِبْرِئِيلُ مِنْ تَلْقَاءِ الْعَرْشِ فَقَالَ

يَا مُحَمَّدُ يَقُولُ لَكَ الرَّحْمَنُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ ذُكِرْتَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ دَخَلَ النَّارَ —

(۱۱) صَلَوةً عَلَيَّ أَنْبِيَاءُ اللَّهِ وَرُسُلُهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْتَمِدُهُمْ كَمَا يَعْتَمِدُنِي —

لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور تسبیح تہلیل، تجید اور تکبیر کی فضیلت میں: —

کلمہ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کو بہت زیادہ کہے کیونکہ یہ کلمہ عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دے اور وہ چاہے کہ وہ نعمت اس سے جاتی نہ رہے وہ اس کلمہ کو بہت زیادہ کہے

مَنْ أَكْثَرَمَهُ نَظَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ وَمَنْ نَظَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ أَصَابَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اور یہ کلمہ ننانوے رحمتوں

کے لئے روا ہے کہ ان میں سے ادنیٰ رحمت غم ہے — اور تسبیح و تہلیل و تجید و تکبیر کے بارے میں کیا لکھوں کہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل کلام یہ کلمات ہیں کما ورح — (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

بہشت ایک ہموار زمین ہے تم اس جگہ میں درخت لگاؤ، صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے

درخت کیا چیز ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ ایک درخت ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ ایک درخت ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، رِخْتُ هِيَ، اللَّهُ أَكْبَرُ، رِخْتُ هِيَ — (۲) اَلتَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلُّدُ الْمِيزَانِ، وَاللَّيْلُ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ لَهَا دُونَ اللَّهِ حِجَابٌ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ
 لَلَّيْلِ إِلَّا اللَّهُ تَمَلُّدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ — (۳) مَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ إِلَّا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْأَعْفَرُ تَلَّهُ حَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ —
 — (۴) أَكْبَرُوا مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّيْلُ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
 إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ وَهِنَّ يَحْطِطْنَ الْخَطَايَا كَمَا تَحْطُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا وَهِنَّ مِنْ
 كُنُوزِ الْجَنَّةِ — (۵) سُبْحَانَ اللَّهِ أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ، الْحَمْدُ لِلَّهِ أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ۱۶۴
 أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ، اللَّهُ أَكْبَرُ أَعْظَمُ مِنْ أَحَدٍ — (۶) مَنْ ضَمَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ وَهَابَ بِاللَّيْلِ
 أَنْ يُكَايِدَهُ، وَخَافَ الْعُدْوَانَ أَنْ يُجَاهِدَهُ فَلْيَكْتُمْ مِنْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّيْلُ إِلَّا اللَّهُ
 وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَإِنَّهُنَّ مَقَدِّمَاتُ وَمُنْبِجَاتُ وَمَعْقِبَاتُ وَهِنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ — (۷) قَوْلِي
 اللَّهُ أَكْبَرُ مِائَةَ مَرَّةٍ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ بَدَنَةٍ مُجَلَّلَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَقَوْلِي الْحَمْدُ لِلَّهِ مِائَةَ مَرَّةٍ
 فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ فَرَسٍ مُجْتَمِعَةٍ حَمَلَتْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَوْلِي سُبْحَانَ اللَّهِ مِائَةَ مَرَّةٍ فَهُوَ
 خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ رَقَبَةٍ مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ تُعْتِقُهُنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَوْلِي إِلَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَدْرُكُ
 ذَنْبٌ وَلَا يَسْبِقُهُ عَمَلٌ — (۸) مَنْ سَبَّحَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ سَبْعِينَ سَبْحَةً سَبَّحَ اللَّهُ لَهُ
 سَائِرَ عَمَلِهِ — (۹) مَنْ سَبَّحَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ سَبْحَةً وَاحِدَةً أَوْ حَمْدَهُ تَحْمِيدَةً أَوْ هَلْلَهُ تَهْلِيلَةً
 أَوْ كَبْرَهُ تَكْبِيرَةً عَمَّسَ لَهُ بِهَا شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ فِي أَصْلِهَا يَا قَوْمُ أَحْمَرَ مُمَكَّلَةٌ بِالذَّرِّ طَلَعَهَا كَثِيرٌ
 الْأَجْرُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَاللَّيْنُ مِنَ الرَّبْدِ — (۱۰) مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَمَّسَ لَهُ بِهَا
 أَلْفُ شَجَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ أَصْلُهَا مِنْ ذَهَبٍ وَفَرْعُهَا مِنْ دُرٍّ وَطَلَعُهَا كَثِيرٌ الْأَجْرُ أَلْيَنُ مِنَ الزَّبَدِ
 وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، كُلَّمَا أُخِذَ مِنْهَا شَيْءٌ عَادَ كَمَا كَانَ — (۱۱) الْأَادُ لَكَ عَلَى الْغُرِّ مَنْ ذَكَرَ
 اللَّيْلَ مَعَ النَّهَارِ وَالنَّهَارَ مَعَ اللَّيْلِ تَعَلَّمَهُنَّ وَعَلِمَهُنَّ عَقِبَكَ مِنْ بَعْدِكَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ مَا خَلَقَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ مَا أَحْصَى
 كِتَابَهُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ مَا أَحْصَى كِتَابَهُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَ
 سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مِثْلَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَمًا أَحْصَى كِتَابَهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ مَلَأَ مَا أَحْصَى كِتَابَهُ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَمًا كُلِّ شَيْءٍ
 وَسُبْحَانَ اللَّهِ مَلَأَ كُلِّ شَيْءٍ — (۱۲) مَنْ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَوَاصَعُ كُلُّ شَيْءٍ عِظَمَتِهِ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اسْتَسْلَمَ كُلُّ شَيْءٍ لِقُدْرَتِهِ وَيُطْبِقُ بِهَا مَا عِنْدَهُ، كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا أَلْفَ حَسَنَةٍ
 وَرَفَعَ لَهُ بِهَا أَلْفَ دَرَجَةٍ وَوَكَّلَ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَعْمِرُونَ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. طَب وَ
 ابْنُ عَسَاكَرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَفِيهِ أَيُّوبُ بْنُ نُهَيْكٍ مُثَلِّمًا الْحَدِيثَ — (۱۳) يَا مَعَاذَ مَا لَكَ
 لَا تَأْتِينَا كُلَّ غَدَاةٍ؟ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُسَمِّعُ كُلَّ غَدَاةٍ سَبْعَةَ أَلْفٍ تَسْبِيحَةٍ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكَ
 فَقَالَ الْأَعْمَى كَلِمَاتٍ هُنَّ أَخْفَى عَلَيْكَ وَأَنْتَ فِي الْمِيزَانِ وَلَا تُحْصِيهِ الْمَلَائِكَةُ وَلَا أَهْلُ
 الْأَرْضِ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَمٌ مُرْضَاتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ زِنَةٌ عَرِشَتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَمٌ مَلِكِيَّتِهِ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَمٌ حَلِيقَتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَلَأَ سَمَوَاتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَلَأَ أَرْضَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَلَأَ
 مَا بَيْنَهُمَا — (۱۴) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
 وَلَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِنْ دَعَائِهِ هَذِهِ الْكَلِمَاتُ
 الْخَمْسُ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ — (۱۵) اسْمُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَ
 إِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ دَعْوَةَ يُوسُفَ بْنِ مَثَى لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ —
 (۱۶) سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ
 إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ الْحُكْمَانُ الْمَسَانُ بِيَدَيْهِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
 يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، فَقَالَ لَقَدْ دَعَا اللَّهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ،
 — (۱۷) كَانَ أَلْتَرْدُعَايَةَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا إِنِّي أَلْتَرْدُعَايَةَ
 وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ عَادَابَ النَّارَ — (۱۸) أَحْضَلُ الدُّعَاءِ أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنَا
 مُحَمَّدٌ رَحْمَةً عَامَةً اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ — (۱۹) مَنْ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ اللَّهُمَّ ارْحَمْنَا
 مُحَمَّدٌ كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْأَبْدَالِ وَفِي رِوَايَةٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ — (۲۰) أَتَدُلُّكَ يَدُ مَلِكٍ مُقْرَبٍ
 وَلَا نَبِيٍّ مُرْسَلٍ وَلَا عَبْدٌ صَالِحٌ إِلَّا كَانَ مِنْ دُعَائِهِ اللَّهُمَّ بَعْدِكَ الْغَيْبِ وَقُدْرَتِكَ عَلَى
 الْحَاثِنِ أَحْيِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي وَتَوَفِّي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي، وَأَسْأَلُكَ حَشِيَّتَكَ فِي
 الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْحُكْمِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَى، وَالْفَقْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى، وَأَسْأَلُكَ نَيْجًا

لَا يَبْقَدُ وَفِرَّةَ عَيْنٍ لَا تَقْطَعُ وَمُزِدَّ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ النَّظَرَ إِلَى وَجْهِكَ وَالشَّقَاقَ إِلَى
 لِقَائِكَ، فِي غَيْرِ صَرَاءٍ مُصْرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضَلَّةٍ، اللَّهُمَّ رَبِّ سَابِرِينَ تِلْكَ الْأَيْمَانَ وَاجْعَلْنَا هَذَا تَهْدِيَةً بَيْنَ
 — (٢١) الْأَعْيُنِ كَمَا تَمَّ مِنْ بَرِّهِ اللَّهُ بِهِ خَيْرٌ لِعِبَادِهِمْ آيَاتُهُ ثُمَّ لَا يَسْأَلُ أَبَدًا، قُلْ اللَّهُمَّ
 إِنِّي صَبِيْفٌ فَقِيْرٌ بِرِضَاكَ صُغِيْرِي وَخَدَّيْ إِلَى الْخَيْرِ بِبِصِيْرِي وَاجْعَلِ الْإِسْلَامَ مِنْهُنِي صِدْقًا، اللَّهُمَّ
 إِنِّي صَبِيْفٌ فَقِيْرِي وَإِنِّي ذَلِيْلٌ فَاعِزِّي وَإِنِّي فَقِيْرٌ فَارْزُقِي — (٢٢) اللَّهُمَّ احْسِنْ عَاقِبَتَنَا
 فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجْرِنَا مِنْ خُرْبِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ، مَنْ كَانَ ذَلِكَ دُعَاؤُهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَ
 الْبَلَاءَ. قَالَ الْعُلَمَاءُ هَذَا أَحَدِيْثٌ جَلِيْلٌ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَاطَبَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ جَهَنَّمُ — (٢٣) عَنْ
 مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ احْتَسَسَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ عِدَاةٍ عَنِ صَلَوةِ الصُّبْحِ حَتَّى
 كِدْنَا نَرَى عَيْنَ الشَّمْسِ. فَخَرَّ سَرِيْعًا فُتُوْبًا لِلصَّلَوةِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَتَحَوَّزَ فِي صَلَوةِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا عَلَى مَصَافٍ لَمَّا أَنْتُمْ. ثُمَّ انْقَلَبَ إِلَيْنَا. ثُمَّ قَالَ
 أَمَا إِنِّي سَاحِدٌ ثُمَّ مَا حَسْبِي عَنْكُمْ الْغَدَاةُ، إِنِّي تَمُّتُ مِنَ الْبَيْلِ فَمَوَّضَاتٌ وَصَلَّيْتُ مَا قَدَّرَ لِي
 فَتَعَسْتُ فِي صَلَوةِي حَتَّى اسْتَقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
 قُلْتُ لَبِيْكَ رَبِّ، فَقَالَ فِيهِمْ يُخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ لَا أَدْرِي، قَالَهُنَّ ثَلَاثًا. قَالَ فَرَعِيْتَهُ
 وَضَعُ كَفَّ بَيْنَ كَتِفِي حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدًا مِلهِ بَيْنَ تَنَدِي فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ. فَقَالَ
 يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ لَبِيْكَ رَبِّ، قَالَ فِيهِمْ يُخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ فِي الْكُفَّارَاتِ، قَالَ وَمَاهُنَّ؟
 قُلْتُ مَشَى الْأَقْدَامُ إِلَى الْجَمَّاتِ وَالْجُوسِ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَأَسْبَاغِ الوُضُوْءِ وَحِيْنَ
 الْكُرْهِيَّاتِ. قَالَ ثُمَّ فِيهِمْ؟ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ. قَالَ وَمَاهُنَّ؟ قُلْتُ اطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ
 وَالصَّلَوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامًا. قَالَ سَلِّ، قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ
 وَحُبَّ الْمَسْكِيْنِ وَأَنْ تَعْفِرَ لِي وَتَرْحَمَ لِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَتِي فِي تَوْمٍ فَتَوَقَّفِي عَيْدِي مَفْتُوْنٍ، وَأَسْأَلُكَ
 حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَدِيْنَةَ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَسَأَلَتْ مُحَمَّدَ
 ابْنَ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هَذَا أَحَدِيْثٌ صَحِيْحٌ — (٢٤) يَا سَعْدُ لَوْ دَعَوْتَ فِي
 سَاعَةٍ بِكَلِمَةٍ لَوَدَّعَوْتَ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَجِيْبُ لَكَ، فَأَبْتِرْ يَا سَعْدُ،

سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ — (۲۵) اِنَّ لِلّٰهِ بِجَهَنَّمَ حَوْلًا
 مَلَائِكَةٌ مِنْ نُورٍ عَلَى جَبَلٍ مِنْ نُورٍ يَأْبُدُهُمْ جِرَابٌ مِنْ نُورٍ يَسْبُحُونَ حَوْلَ ذَلِكَ الْبَحْرِ، سُبْحَانَ
 ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبْرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الَّذِي لَا يَمُوتُ، سُبْحَانَ
 قُدُّوسٍ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، مَنْ قَالَهَا فِي يَوْمٍ مَرَّةً أَوْ فِي شَهْرٍ مَرَّةً أَوْ فِي سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ فِي عُمْرٍ مَرَّةً
 عَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَكَانَتْ ذُنُوبُهُ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ أَوْ مِثْلَ رَمْلِ عَالِمٍ أَوْ قَرَأَ
 مِنَ الرَّحْفِ — (۲۶) يَا فَاطِمَةُ مَا يَجْمَعُكَ أَنْ تَسْمَعِي مَا دُصِّبِكَ بِهِ أَنْ تَقُولِي يَا سُبْحَانَ قُدُّوسٍ
 بِرَبِّكَ اسْتَيْغِيثُ، فَلَا يَكِلِي إِلَى نَفْسِي حُرْفَةً عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ — (۲۷) مَنْ قَالَ
 جَزَى اللَّهُ عَنَّا مُحَمَّدًا أَمَا هُوَ أَهْلُهُ، أَنْعَبَ سَبْعِينَ كَاتِبًا أَلْفَ صَبَاحٍ -

استخارہ کے بیان میں :- (اس میں) حق تعالیٰ سے عافیت چاہتا ہے، اور ہر ایک کام کو شروع

کرتے وقت استخارہ کرے کہ انسان کی سعادت استخارہ کرنے میں ہے اور استخارہ نہ کرنے میں شقاوت ہے۔ (مکاورد۔)

استخارہ کرنے کا طریقہ :- فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نماز ادا کرے، پہلی رکعت میں (سورہ)

فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے :-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ يَا تَنَكَّرَ
 تَقْدِيرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ - اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ
 (اس جگہ اپنے مطلب کا خیال کرے) خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَأَقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ

بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ (اس جگہ بھی اپنے مطلب کا خیال کرے) شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي

وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِي بِهِ -

صلوة التسبیح :- تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کے لئے خواہ وہ سہوا ہو گئے ہوں یا جان بوجھ کر

کئے ہوں، پوشیدہ ہوں یا علانیہ۔ حریت شریف میں آیا ہے چار رکعت پڑھی جائیں، ہر رکعت میں قرأت کے بعد

پندرہ بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے اور کوئے میں دس بار اور تومہ

میں دس بار اور سجدہ میں دس بار اور جہلے میں دس بار اور دوسرے سجدہ میں دس بار اور دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر

دس بار کلمہ تسبیح مذکورہ پڑھے، اس طریقہ پر چار رکعتیں ادا کرے پس ہر رکعت میں کچھ بار کلمہ تسبیح پڑھا جائے تاکہ

چاروں رکعتوں میں مجموعہ تسبیح تین سو مرتبہ پوری ہو جائے۔

فصل ششم

ضروری نصاب و مواعظ کے بیان میں :- اے بھائی! ناجنس اور طریقہ

کے مخالف شخص کی صحبت سے پرہیز کر اور بدعتی کے ساتھ بیٹھنے سے گیز کر۔ یعنی محاذِ رازی قدس سرہ فرماتے ہیں: اجْتَنِبْ مِنْ صُحْبَةِ ثَلَاثَةِ اصْنَافٍ الْعُلَمَاءِ الْعَاقِلِينَ وَالْقُرَّاءِ الْمُدَاهِنِينَ وَ الْمُتَصَوِّفَةِ الْجَاهِلِينَ — جس شخص نے کہ اپنے آپ کو پیری کی گدڑی پر بٹھایا ہے اور اس کا عمل نہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہے اور نہ وہ شریعتِ منورہ کے زیور سے آراستہ ہے، زہار ہزار زہار اس سے دور رہ بلکہ جس شہر میں کہ وہ ہے تو اس میں مت رہ، ایسا نہ ہو کہ زمانہ کے گذرنے کے ساتھ دل کو اس کے ساتھ کچھ میلان پیدا ہو جائے اور مقصدِ اعظم میں خلل واقع ہو جائے کیونکہ وہ اقتدا کے لائق نہیں ہے، وہ ایک پوشیدہ چور ہے

اور شیطان کے لئے ایک جال ہے اگر جنوٓس سے قسم قسم کے خوارقِ عادات دیکھے اور اگر چہ تو اس کو بظاہر سب سے بے تعلق پائے فرسَمِنْ صُحْبَتِهِمْ أَكْثَرُ مَا تَقَرُّ مِنْ الْأَسَدِ — یہاں ائمہ حنیفہ بغدادی قدس سرہ فرماتے

ہیں الطَّرِيقُ كُلُّهَا مَسْدُودَةٌ إِلَّا عَلَى مَنْ اتَّقَى آثَرَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — اور نیز فرمایا ہے مَنْ لَمْ يَحْفَظِ الْقُرْآنَ وَلَمْ يَكْتُمِ حَدِيثًا لَا يَقْتَدِي بِهِ فِي هَذَا الشَّانِ، لِأَنَّ عَلِمَتَا مَقِيدٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ — اور نیز انھوں نے فرمایا ان طُرُقِ السَّادَاتِ الْمُتَقَرَّبِينَ الْمَصَادِقِينَ السَّابِقِينَ مَقِيدٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَهُمْ الصُّوْفِيَّةُ عَلَى الْحَقِيقَةِ وَالْعُلَمَاءُ الْعَامِلُونَ بِالشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَهُمْ وَارِثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ الْمُتَّبِعُونَ لَهُ فِي أَقْوَالِهِمْ وَأَخْلَاقِهِمْ وَأَفْعَالِهِمْ أَفْصَحَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهِمْ — (یخیر، دوبارہ لکھتا ہے کہ آدابِ نبوی ہیں سستی

کرنے والے اور سنتِ مصطفویٰ علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام کو ترک کرنے والے کو بہرگز عارف خیال نہ کریں، اور اس کے دنیا سے قطع تعلق کرنے اور خوارقِ عادات نہ سنیں اور اس کے زہر و توکل و معارفِ توحیدی کے فریقہ نہ ہو جائیں کیونکہ باطل فرقتے مثلاً یہود و نصاریٰ جوگی اور بہمن ان امور میں سچے فرقوں کے ساتھ شرکت رکھتے

ہیں۔ ابو عمر نجد رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے كُلُّ حَالٍ لَا يَكُونُ عَنْ نَيْحَةِ عَلِيمٍ وَإِنْ جَلَّ قَاتَ صَرْدَةً عَلَى صَاحِبِهِ أَكْثَرُ مِنْ نَفْعِهِ، سَمِعَ عَنْهُ مَا النَّصُوفُ؟ قَالَ الصَّبْرُ تَحْتَ الْأَمْرِ وَالنَّفْيُ — کام کا مدار اتباعِ شریعت

پر ہے اور نجات کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی پیروی کرنے سے وابستہ ہے، حق و باطل کے مابین فارقِ عدل ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے، زہر و توکل و انقطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر

ناقبول ہے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل کے بغیر افکار و اذکار، اشواق و اذواق کی کوئی توقع نہیں ہے،

خوارقِ عادات کا مدار بھوک اور ریاضت پر ہے معرفت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہے مَنْ تَهَاوَنَ بِالْأَدَابِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ السُّنَنِ، وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْفَرَائِضِ، وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْفَرَائِضِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْمَعْرِفَةِ وَهَذَا أَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعَاصِي تَزِيدُ الْكُفْرَ۔ لوگوں نے سلطان شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے کہا کہ فلاں شخص پانی کے اوپر چلایا ہے، انھوں نے کہا آسان ہے جس وقت ہاتھ اک (گھاس پھوس) بھی پانی پر چلتے ہیں، لوگوں نے کہا فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے انھوں نے کہا چیل اور کھی بھی ہوا میں اڑتی ہے، لوگوں نے کہا فلاں شخص ایک ساعت میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتا ہے، انھوں نے کہا شیطان ایک کھنڈ میں مشرق سے مغرب تک جاتا ہے اس قسم کی چیزوں کی کوئی زیادہ قیمت نہیں ہے، مرد وہ ہے کہ مخلوق کے درمیان بیٹھے اور لین دین کرے اور شادی کرے اور مخلوق کے ساتھ مل جل کر رہے اور ایک کھنڈ حق سبحانہ سے غافل نہ رہے۔ لوگوں نے قرہ اہل اللہ اعلیٰ رو دیاری سے پوچھا جو شخص کہ لہو و لعب کی چیزیں سنتا ہوا اور کہتا ہو کہ میرے لئے حلال ہیں کیونکہ میں ایک ایسے درجہ تک پہنچ گیا ہوں کہ اختلافِ ماحول میرے اندر اثر نہیں کرتا۔ انھوں نے جواب میں کہا بیشک پہنچ گیا ہے لیکن جہنم میں پہنچ گیا ہے۔ ابوسلمان دارانی قدس سرہ فرماتے ہیں: رَبِّمَا وَقَعَتْ فِي قَلْبِي نَلْسَةٌ مِمَّنْ تُنَكِّتُ الْقَوْمَ أَيَّامًا فَلَا أَقْبِلُ مِنْهَا إِلَّا شَاهِدِينَ عَدَلَيْنِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔ حدیث شریف میں ہے: اصْحَابُ الْبِدْعَةِ كَالرَّابِ النَّارِ۔ اور نیز وارد ہوا ہے مَنْ عَمِلَ بِيَدَعَةٍ خَلَاهُ الشَّيْطَانُ فِي الْعِبَادَةِ وَالْقِي عَلَيْهِ الْخُشُوعُ وَالْبُكَاءُ۔ اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ لِمَا حَبَّ يَدْعَةُ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا لَصْرًا وَلَا عَدْلًا حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا خَرَجَ الشَّعْرَةُ مِنَ الْحَبِيبِ۔ قَالَ الشَّيْخُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَدَسَ سِرُّهُ فِي مَعَارِجِ الْهَدَايَةِ: اعْلَمْ حَقًّا وَتَحَقُّقًا أَنَّ حُسْنَ كُلِّ إِنْسَانٍ وَمِثَالَهُ وَرَبِّتَهُ وَجَمَالَهُ فِي كَمَالِ الْإِتْبَاعِ الْمُصْطَفَوِيِّ فِي جَمِيعِ الْأُمُورِ ظَاهِرٌ أَوْ بَاطِنٌ أَوْ لَوْ رُوعًا عَقْلًا وَفِعْلًا عَادَةً وَ عِبَادَةً خَلْقًا وَتَخَلُّقًا، إِذِ السَّعَادَاتُ كُلُّهَا مَنْوُطَةٌ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ وَيَا مِثَالِ الْأَدَامِ عَلَى مُشَاهَدَةِ الْإِحْلَاصِ وَتَعْظِيمِ الْمُنِيِّ عَلَى مُشَاهَدَةِ الْخَوْفِ، بَلْ بِأَقْبَحَاءِ أَثَارِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِيعِ مَوَارِدِهِ وَمَصَادِرِهِ وَحَرَكَاتِهِ وَسَكَتَاتِهِ حَتَّى يَجْمَعَ النَّفْسُ بِلِجَامِ الشَّرِيعَةِ وَيَتَجَلَّى فِي الْقَلْبِ حَقَائِقَ الْحَقِيقَةِ۔ وَلَا يَحْصُلُ هَذَا إِلَّا بِتَصْقِيلِ الْقَلْبِ عَلَى قَانُونِ السُّنَّةِ مِنَ الْإِحْصَالِ لِلذِّمْمَةِ

وَتَوْبِهِ يَا نَوَارِ الذِّكْرِ وَالتَّلَاوَةِ وَالمَعْرِفَةِ وَالأَخْلَاقِ المَحْمُودَةِ وَتَعَدُّ إِلَيْهِ بِأَنْ تُجْرَى جَمِيعُ
حَرَكَاتِ الجَوَاحِرِ عَلَى نَهْجِ العَدْلِ حَتَّى يَجِدَ ثَقَبَ هَيْبَتِهِ مُسْتَوِيَةً بِهَا يَسْتَعِدُّ لِقَبُولِ الحَقَائِقِ وَ
يَصْلُحُ لِضَمِّ رُوحِ اللهِ المَحْضُوعَةِ لِسُنُوكِ أَحْسَنِ الطَّرِيقِ - هَذَا مَا قَالُ -

اور اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے اس کا تدارک توبہ و استغفار کے ساتھ جلدی کر، پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور ظاہری
گناہ کی توبہ ظاہری طور پر کر اور توبہ کو دوسرے وقت پر مت ڈال۔ منقول ہے کہ کرام کاتبین تین ساعت تک
گناہوں کے لکھنے میں توقف کرتے ہیں اگر گناہ کرنے والے شخص نے اس اثنا میں توبہ کر لی تو وہ اس گناہ کو نہیں
لکھتے ورنہ اس کے اعمال نامہ میں تحریر کر دیتے ہیں۔ جعفر بن سنان قدس سرہ فرماتے ہیں عَفَلْتُكَ عَنْ تَوْبَتِي
يَا ذِكْرُكَ شَرُّ مَوْنٍ إِذْ تَكَلِّمُ - اور اگر اتنی جلدی توبہ میرے ہو تو غرہ (جانگنی) کا معاملہ پہنچے سے پہلے

پہلے جس وقت بھی توبہ کرے مقبول ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے إِنَّ اللهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِأَيْلٍ يَلْتَوِبُ
مَسِيءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مَسِيءُ الْيَلِيلِ - چاہئے کہ ورع (پرہیزگاری) و تقویٰ

ایسا شعار بنالے، ممنوعات و مشہات میں قدم نہ رکھے کیونکہ اس راستہ میں نواہی (ممنوعات) سے رکتنا اور امر کے
بجالانے سے زیادہ ترقی بخش و فائدہ مند ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں أَعْمَالُ الخَيْرِ يَعْلَمُهَا الأَبْرَارُ وَ

الْفَاجِرُونَ وَلا يَجْتَنِبُ عَنِ المَعَاصِي إِلا الصَّادِقُ - معروف کرتی قدس سرہ نے فرمایا ہے: غَضُّوا
أَبْصَارَكُمْ وَكُلُّوا عَنْ شَاةِ أُنْثَى - قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَاءُ اللهِ عَدَا الأَهْلِ

الْوَرَعِ وَالرَّهْدِ فِي الدُّنْيَا - نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رُكْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ وَرِعٍ أَفْضَلُ
مِنْ أَلْفِ رُكْعَةٍ مِنْ مُخْلِطٍ - اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے الأَصْلُوَّةُ خَلْفَ رَجُلٍ وَرِعٍ مَقْبُولَةٌ وَ

الهُدْيَةُ إِلَى رَجُلٍ وَرِعٍ مَقْبُولَةٌ، وَالجُلُوسُ مَعَ رَجُلٍ وَرِعٍ مِنَ العِبَادَةِ وَالمَذْكَرَةُ مَعَ صَدَقَةٍ
- اور جس امر میں کتیرا دل رک جائے تو اس کو چھوڑ دے اور اس کا مرتکب مت ہو اور نفس کے فتوے پر

مت چل اور تردد والے امور میں دل کو مفتی بنا۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَبْرَارُ مَا سَكَتَتْ
إِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ بِهِ القَلْبُ وَالإِنَّمَا مَا سَكَتَتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَلمَ يَطْمَئِنِّ بِهِ القَلْبُ وَإِنْ أَفْتَاكَ

المَقْمُورَ - اور حدیث شریف میں آیا ہے أَلْحَالُ بَيْنَ وَالحَرَامِ بَيْنَ قَدَمَيْ رَيْبِكَ إِلَى مَا لَا
يَرِيْبَكَ - اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ شک آئے اور دل رک جائے اس کو نہیں کرنا چاہئے اور اگر

شک نہ آئے اس کا ارتکاب معاف ہے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا أَلْحَالُ مَا أَحَلَّ اللهُ

فِي كِتَابِهِمُ وَالْحَرَامِ مَا حَرَّمَ فِي كِتَابِهِمْ وَمَا سَكَتَ فَهُوَ حَرَامٌ عِنْدَهُ. اُس شخص کے لئے جو کہ امورِ مشتبہ میں مبتلا ہو
 دوسری انیاز کرنے والی چیز ہے کہ اپنا ہاتھ اپنے سینہ یا اپنے دل پر رکھے اگر اس کو ساکن پائے تو اس میں پیشقدمی
 کرے اور اس کو مضرب پائے تو اپنے آپ کو اس سے یکسو کرے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتِيكَ
 نَفْسُكَ صَغِيرًا وَعَلَى صِدْرِكَ فَإِنَّهُ يَسْكُنُ لِلْحَلَالِ وَيَضْرِبُ لِلْحَرَامِ دَعْوًا يَرِيحُكَ إِلَى مَا لَا
 يَرِيحُكَ وَإِنْ أَتَاكَ الْمُفْتُونَ إِنْ التُّمُونِ مِنْ يَدِ الصَّغِيرِ حَقَاقَةٌ أَنْ يَقَعَ فِي الْكِبِيرِ. اور دوسری
 روایت میں آیا ہے صَغِيرًا وَعَلَى صِدْرِكَ فَإِنَّ الْقَلْبَ يَسْكُنُ لِلْحَلَالِ۔

طاعات کے بیان میں :- اپنی تمام طاعات و عبادات کو تہمت زدہ رکھے اور اپنے آپ کو اشر سحانہ کا
 حق دار کرنے سے قاصر جانے، ابو محمد بن منازل قدس سرہ فرماتے ہیں: ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْوَاعَ الْعِبَادَاتِ فَقَالَ
 الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ، حَتَمَ الْمَقَامَاتِ كُلَّهَا بِمَقَامِ
 الرَّسْفِ لِيَرَى الْعَبْدُ تَقْصِيرَهُ فِي جَمِيعِ أَعْمَالِهِ وَأَحْوَالِهِ فَيَسْتَغْفِرُ مِنْهَا — جعفر بن سنان قدس سرہ
 فرماتے ہیں تَلَبَّرَ الْمُطِيعِينَ عَلَى الْعِصَاةِ بِطَاعَتِهِمْ مَا شَرُّ مِنْ مَعَاصِيهِمْ حَذْرًا عَلَيْهِمْ —
 لوگوں نے تعزیر قدس سرہ کو عشرہ و آخر میں جامع مسجد کے باہر دیکھا اَقْبَلَ لَهُ مَا لَئِنِّي أَخْرَجَكَ مِنَ الْمَسْجِدِ
 فَقَالَ مُشَاهِدَةً الْقُرْآنِ وَعُظِيمًا طَاعَتِهِمْ عِنْدَهُمْ۔

کسب و توکل کے بیان میں :- اگر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی خوراک کے لئے کوئی کسب مثلاً
 تجارت وغیرہ اختیار کرے تو کوئی مانع نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے کیونکہ سلف نے اس کو اختیار کیا ہے، احادیث میں
 کسب کے فضائل بہت وارد ہوئے ہیں اور اگر توکل پر بیٹھ جائے تو اچھا ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ وہ کسی سے طح
 نہ رکھتا ہو۔ محمد بن سالم سے ایک شخص نے پوچھا اَتَحْنُ مِنْ مَعْدُونٍ يَا كَسْبُ أَمْ بِالتَّوَكُّلِ؟ فَقَالَ التَّوَكُّلُ
 حَالُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْكَسْبُ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَإِنَّمَا اسْتُنِيَ الْكَسْبُ لِمَنْ ضَعُفَ عَنْ حَالِ التَّوَكُّلِ وَسَقَطَ عَنْ دَرَجَةِ الْكَمَالِ الَّتِي هِيَ حَالُهُ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ، مَنْ أَطَاعَ التَّوَكُّلَ فَالْكَسْبُ غَيْرُ مَبْإَرٍ لَهُ، لَأَنَّ الْكَسْبَ مُعَاوَنَةٌ لَأَنَّ الْكَسْبَ إِعْقَابٌ وَمَنْ
 ضَعُفَ حَالُهُ عَنِ التَّوَكُّلِ الَّتِي هِيَ حَالُ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالرَّحْمَةُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْبَعُ لَهُ طَلَبُ الْمَعَاشِ وَ
 الْكَسْبُ لِيَلْأَيَسْقُطَ عَنْ دَرَجَةِ السُّنَّةِ حَيْثُ سَقَطَ عَنْ دَرَجَةِ حَالِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى الْإِلَهِيَّةِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ۔
 ابو محمد بن منازل قدس سرہ فرماتے ہیں: التَّقْوِيُّنَ مَعَ الْكَسْبِ خَيْرٌ مِنْ خُلُوعِهِ عِنْدَهُ۔

کھانے کے بیان میں :- کھانا کھانے میں اعتدال کی رعایت کرے، نہ اس قدر کھائے کہ طاعت میں مستی پیدا ہو جائے اور نہ بے مزہ کر دے اور نہ اس قدر کمی کرے کہ کام و طاعات سے عاجز رہ جائے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے ”چرب لقمہ (عمرہ کھانا) کھا اور کام خوب کر۔“ مختصر یہ کہ کام کا مدار طاعت پر ہے جو کچھ اس کا مددگار ہے مبارک ہے اور جو کچھ اس کا رخنہ میں ٹھل ہے وہ ممنوع ہے۔

نیت کی تصحیح کے بیان میں :- تمام افعال و حرکات میں قصد کرے کہ نیت کو ملحوظ رکھے جب تک نیت صالحہ حاصل نہ ہو حتی الامکان کسی عمل پر مستعدی نہ کرے۔

گوشہ نشینی و خاموشی کے بیان میں :- عزت و خاموشی میں راغب رہیں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِزَّةُ عَشْرَةٌ أَحْزَابٌ تَسَعُهُ مَنِّهَا فِي الْعَزَلَةِ وَوَأَحَدٌ فِي الصَّمْتِ، اور لوگوں سے میل جول بقدر ضرورت کرے اور تمام اوقات کو مراقبہ و اذکار میں بسر کرے۔

صحت کے بیان میں :- (اب) کام کرنے کا وقت ہے، صحت کا وقت آگے آنے والا ہے مگر جو صحت کہ افادہ و استفادہ کے لئے ہو محمود بلکہ لازمی ہے اور اسی طرح اہل طریقہ کے ساتھ ایک دوسرے میں فانی ہونے اور لایعنی بات درمیان میں نہ لانے کی شرط کے ساتھ صحبت رکھنا بھی مستحسن ہے بلکہ بعض اوقات میں گوشہ نشینی سے راجح ہے اور اپنے طریقہ کے مخالف کے ساتھ صحبت نہیں رکھنی چاہئے۔

حُسنِ خَلْقِ کے بیان میں :- ہر نیک و بد کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے خواہ دل خوش ہو یا رنجیدہ ہو، اور جو شخص کہ عذر کے ساتھ پیش آئے اس کے عذر کو قبول کرے اور خلق اچھا رکھے اور کسی پر اعتراض بہت ہی کم کرے اور بات نرم و دلائم کہے اور کسی شخص کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے مگر حق عز و جل کے لئے ایسا کرے۔

— شیخ عبداللہ بابان قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ درویشی نہ نماز ہے نہ روزہ اور نہ راتوں کو جاگنا، یہ سب زندگی کے ایسا ہیں، درویشی رنجیدہ نہ ہونے بلکہ اگر تو اس کو حاصل کر لے تو حاصل ہو جائے۔ لوگوں نے محمد بن سالم سے پوچھا کہ مَآذِ الْعِرْفَانِ الْأَوَّلِيَّاتُ فِي الْخَلْقِ؟ قَالَ يَلْطَفُ لِسَانِهِمْ وَحُسْنُ أَخْلَاقِهِمْ وَبَسَاطَةُ وَجْهِهِمْ وَسَخَاوَةُ أَنْفُسِهِمْ وَوَلَاةُ أَعْرَاضِهِمْ وَقَبُولُ عُذْرٍ مَنِ اعْتَدَلَ إِلَيْهِمْ وَتَمَامُ الشَّفَقَةِ عَلَى جَمِيعِ الْخَلْقِ بِرَبِّهِمْ وَفَاجِرِهِمْ۔ ابو عبداللہ احمد المقرئ قدس سرہ فرماتے ہیں :- أَلْفَتْهُ حُسْنُ الْخَلْقِ مَعَ مَنْ تَبِعْتَهُ وَبَدَّلُ الْمَالِ لِمَنْ تَكَرَّهَهُ وَحُسْنُ الصُّحْبَةِ مَعَ مَنْ يَتَنَفَّرُ قَلْبُكَ عَنْهُ۔

بات کرنے کے بیان میں :- بات کرنے میں کم گوئی کو ملحوظ رکھے اور زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا

نہیں کرنا چاہئے کہ یہ دل کو مردہ کرتا ہے۔

تمام امور میں حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا: اپنے تمام امور کو حق تعالیٰ کے سپرد کرنے اور قدرت میں محبت
 تاکہ تو امر کی تدبیر سے فارغ رہے وَلْيَعْمَلْ فَاَقَالَ سَيِّدُ الطَّائِفَةِ مُحَمَّدٌ كُلِّ حَاجَةٍ مِنَ الدُّنْيَا تَرَكَهَا جَبِيئًا رَدْلًا بِحُطْفِ
 ہوجائے وہ (تعالیٰ شانہ) تیرے تمام امور کو کفایت کرے گا۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَعَلَ هُمُومَهُمْ وَحَدًّا
 لِفَأَاهِ اللَّهِ هُمُومًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَوْ زَيْلِنِي بِنْدُونَ كَوْتَجْرٍ مَهْرَبَانَ كَرْدِيَا كَمَا وَه تِيرَةَ امُورِ مِشْغُولِ هُونِ كَ —
 سبھی معاذ لاری قدس سرہ فرماتے ہیں عَلَىٰ قَدْ رَجِحَكَ اللَّهُ بِمُحِبَّتِكَ الْخَلْقُ وَعَلَىٰ قَدْ رَخَوَفَكَ مِنَ اللَّهِ يَهَابُكَ الْخَلْقُ
 وَعَلَىٰ قَدْ رَسَّغَكَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْتَعِزُّ بِأَفْرَاقِ الْخَلْقِ (اور انھوں نے یہ بھی کہا ہے) رَحِمَهُ اللَّهُ مَنْ سَرَّ مَخِئِدَ مَرَاتِيهِ
 سَرَّ الْأَشْيَاءُ مَخِئِدَ مَنِيهِ وَمَنْ قَرَّتْ عَيْنُهُ بِاللَّهِ قَرَّتْ عَيْنُونَ كُلِّ شَيْءٍ بِالنَّظَرِ إِلَيْهِ مَخْضَرِيَةً تَوَاسُ كَ لَه رَه وَرَنَه
 تیرہ اور اپنے نفس کی تدبیر میں مشغول نہ ہو اور حق سبحانہ کے فضل کے سوا کسی شخص پر اعتماد نہ کر۔ ابو محمد راسی رحمہ اللہ
 نے فرمایا ہے أَعْظَمُ حِجَابٍ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْحَقِّ اسْتِعَاكَ يَتَدَبَّرُ نَفْسِكَ وَأَعْتِمَاكَ عَلَىٰ عَاجِزٍ مِثْلِكَ فِي
 أَسْبَابِكَ لَا يَكُونُ الصُّوفِي صُوفِيًّا حَتَّىٰ لَا تَقْلُدَ أَرْضًا وَلَا تَنْظِلَ سَمَاءً وَلَا يَكُونَ لَهُ قَبُولٌ عِنْدَ الْخَلْقِ
 وَيَكُونُ مَرْجُوعًا فِي كُلِّ الْأَحْوَالِ إِلَىٰ الْحَقِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ۔

اہل و عیال کے ساتھ سلوک: عیال و اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور بقدر ضرورت اس کے
 رکھنا چاہئے تاکہ ان کا حق ادا ہو جائے اور ان کے ساتھ کامل انیت نہیں کرنی چاہئے تاکہ بارگاہِ قدس سبحانہ سے روگردانی کا سبب
 نہ ہو جائے اور باطن کے احوال کو نااہل سے ظاہر نہیں کرنا چاہئے اور بالداروں کے ساتھ صحبت نہیں رکھنی چاہئے۔

سنت کا اتباع اور بدعت سے اجتناب: تمام حالات میں سنت پر عمل اختیار کرنا چاہئے اور بدعتِ مسمومہ (یعنی اللہ کان بچتا چاہئے۔
 قبض و بسطِ سختی و نرمی کے بیان میں: بسط کے زمانہ میں حدودِ شرعیہ کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا چاہئے اور حد سے
 باہر نہیں جانا چاہئے اور قبض کے وقت امیدوار رہنا چاہئے دل تنگ اور بایوس نہیں ہونا چاہئے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا
 مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اور قصد کرے کہ سختی و نرمی (تنگی و فراخی) میں یکساں رہے اور وجودِ عدم کسی چیز کے موجود ہونے یا نہ ہونے
 کی حالت میں ایک ہی طرح پر رہے بلکہ عدم کی حالت میں آسودہ رہے اور وجود کی حالت میں بے چین رہے۔ لوگوں نے ابو سعید
 اعرابی قدس سرہ سے فقہاء کے اخلاق کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا فقہاء کا اخلاق فقہد (کسی چیز کے ہونے) کی حالت میں
 سکون اور وجود (کسی چیز کے ہونے) کی حالت میں اضطراب اور غموں کے وقت اُس اور خوشیوں کے وقت جوش ہے اور حواث
 میں تذبذب (ڈنڈا ڈنڈول) نہ ہو، لوگوں کے عیب پر نظر نہ کرے اور اپنے عیوب کو ہمیشہ نظر میں رکھے اور اپنے آپ کو کسی سلمانِ فضیلت
 نہ دے اور سب کو اپنے سے افضل سمجھے۔ سری سقطی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے مَا لِي عَلَىٰ أَحَدٍ فَضْلٌ قَبِيلٌ وَلَا عَلَيَّ أَحَدٌ خَيْرٌ
 قَالَ وَلَا عَلَىٰ الْمُخْتَلِينَ۔ اور مسلمانوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایسا اعتقاد ظاہر کرے کہ میرے کامِ کامل اس کی ذات

اور دعا سے ہو سکتا ہے اور اہل حقوق کا پابند رہے، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِيَذِي الْحَقِّ أَسِيرٌ۔ حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ لَمْ يَأْتِ مِنْ ثَلَاثٍ فَهُوَ مُؤْمِنٌ حَقًّا، خِدْمَةُ الْعِيَالِ وَالْحُلُوسُ مَعَ الْفَقْرَاءِ وَالْأَكْلُ مَعَ الْخَادِمِ۔ ہذا الأفعالُ مِنْ عِلْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔

سلف کے اتباع کے بارے میں:۔ سلف کی سیرتوں کو ہر وقت ملحوظ رکھے اور فقرا کی صحبت کا رغبہ رہے اور کسی شخص کی غیبت نہ کرے بلکہ غیبت کرنے والے کو حتی الامکان روکے اور امر معروف و نہی منکر کو اپنا شعار بنائے اور مال کے خرچ کرنے پر چریص رہے اور نیکیوں کے بجالانے سے مسرور ہو اور گناہوں کے ارتکاب سے دُور رہے۔ لوگوں نے محمد بن علیان رحمہ اللہ سے پوچھا کہ بدو سے حق تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت کیا ہے؟ انھوں نے کہا نَشَاطَةٌ فِي الطَّاعَاتِ وَتَنَاقُلُهُ عَنِ الْمَعَاصِي۔ حدیث شریف میں آیا ہے مِنْ سَاءَتْ سَيِّئَتُهُ وَسَرَتْ حَسَنَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ فقرے دُرُتِلْدَسْتِي نہ کرے الشَّيْطَانُ يَعِدُكَ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُ بِمُؤْمِنِي الْفِتْحَاءِ۔ اور روزگار کی کمی سے غمگین نہ ہو کیونکہ عیش کا وقت آگے آنے والا ہے اللَّهُمَّ لَكَ الْعَيْشُ عَيْشُ الْآخِرَةِ۔ اس جگہ کی تنگی وہاں کی وسعت کا ثمرہ ہے والی ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَلَّ رِزْقُهُ وَكَثُرَ عِيَالُهُ وَحَسَنَتْ صَلَوَتُهُ وَكَمَدَ يَغْتَابُ الْمُسْلِمِينَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ مَعِي كَهَاتَيْنِ۔ اور نیز آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طُوبَى لِمَنْ بَاتَ حَاجًّا وَأَصْبَحَ عَازِياً رَجُلٌ مَسْتَوْدَعٌ دُوعِيَالٍ مُتَعَقِّفٌ قَانِعٌ بِالْيَسِيرِ مِنَ الدُّنْيَا يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ صَاحِكًا وَيَخْرُجُ مِنْهُمْ صَاحِكًا، قَالَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ هُمُ الْحَاجُّونَ الْعَازُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ فقرا اور دینی بھائیوں کی خدمت سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھنا چاہئے جعفر زدری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے سَمِعْتُ الْأَحْرَارَ لِحَوَائِجِهِمْ كَالِإِنْفُسِهِمْ۔ ابو عبد اللہ خفیف فرماتے ہیں دوستوں میں سے ایک دوست میرا ہمان ہوا، اتفاق سے اس کو سپیٹ کی بیماری (جَلَاب) لاحق ہو گئی اور میں نے اس کی خدمت کرنا اپنے ذمہ لیا اور میں اس کی خدمت کرتا تھا اور تمام رات طشت اس کے سامنے سے اٹھاتا تھا ایک دفعہ مجھ کو کچھ اونگھ آگئی اس نے مجھ کو کہا مَتَّ لَعَنَكَ اللَّهُ یعنی اللہ تجھ پر لعنت کرے تو سو گیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ جس وقت اس نے تجھ کو لعنت کیا تو نے اپنے نفس کو کس طرح پایا؟ میں نے کہا کہ میں نے ایسا پایا جیسا کہ اس نے مجھ کو رَحِمَكَ اللَّهُ کہا ہے۔ اور جس حالت پر کہ تو نہیں پہنچا ہے بلا تقرب اس میں کلام نہ کر۔ ابو عمر زجاجی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مَنْ تَكَلَّمَ فِي حَالٍ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِ كَانَ كَلَامَهُ فِتْنَةً لِمَنْ يَسْمَعُهُ وَدَعْوَى يَتَوَلَّدُ فِي قَلْبِهِ وَحَرَمَ الْبُؤْعُ إِلَى ذَلِكَ الْحَالِ وَالْوُصُولُ إِلَيْهِ۔

آدابِ مشائخ کے بیان میں:۔ مشائخ کی خدمت ادب کے ساتھ کرتا کہ تو ان کے برکات سے بہرہ و

ہو جائے، اَلطَّرِيقُ كَثُفًا اَدْبُ آبِ نَسْمُو كَا كَه كُوْنِي بَعْدَ شَخْصِ خَدَا تَعَالَى تَنْكُ تَهِيْنِ بِيْحَا بَعْدَ دَلِّ مِيْنِ هَيْ كَه
 اس بزرگ گروہ کے آداب کو علیحدہ تحریر کرے، ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں لکھا ہے اور
 پیر کے بعض ضروری آداب کو اس میں درج فرمایا ہے اگر بے سر آجائے تو اس کا مطالعہ کریں۔ مختصر یہ کہ خاک و بے وجود ہو کر
 ان کی خدمت میں کئی طور پر پیش قدمی کرے ورنہ ان بزرگوں کی صحبت میں رہنے کی ہوس نہ کرے کیونکہ اس صورت میں ضرر کا
 احتمال غالب (اور) نفع مفقود ہے — ابوبکر بن سعدان رحمہ اللہ نے کہا ہے مَنْ صَيَّبَ الصُّوفِيَّةَ قَلْبًا صَبَّحَ
 بِدَلَا نَفْسٍ وَلَا قَلْبٍ وَلَا مِلْكٍ مَتَى نَظَرَ إِلَى شَيْءٍ مِنْ الْأَشْيَاءِ قَطَعَهُ ذَلِكَ عَنْ بُلُوْمٍ مَقْصِدِهِ يَعْنِي جَوْشَخْصِ
 صوفیہ کی صحبت اختیار کرے تو ان کے ساتھ صحبت بے نفس و بے دل و بے اختیار ہوتی چاہتے اور جس وقت وہ اپنی چیزوں
 میں سے کسی چیز کی طرف نظر کرے گا تو یہ اس کو مطلوب تک پہنچنے سے روک دیگا۔ حق جل و علا کی طلب میں اپنے آپ کو آرام
 مت دے اور بے چین رہ — ابوبکر طہستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تصوف اضطراب ہے جب سکون آگیا تو تصوف رہا۔
 محب کو محبوب کے بغیر آرام نہیں ہے اور اس کے ماسوا کے ساتھ انس و الفت نہیں ہے اور ہمیشہ اس کے باطن سے آواز نکلتی رہے
 بچہ مشغول کم دیدہ و دل را کہ ملام
 دل ترمای طلبد دیدہ تر اے جوید

[میں آنکھ اور دل کو کس چیز میں مشغول کروں کیونکہ ہمیشہ دل تجھ کو طلب کرتا ہے اور آنکھ تجھ کو ڈھونڈتی ہے]
 مرید اس صفت کا ہونا چاہئے جو کہ اس آئینہ کرمیہ میں رد کرے ہے، حَقِّقْ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
 وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنْ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ سُبْحَانَكَ كَبْرُ مَا تَنْزِيهِمْ أَسْمَاءُ
 وہ خود اپنی جان سے تنگ آئے اور انھوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ (کی گرفت) سے اسی (کی طرف رجوع کرنے) کے سوا کہیں پناہ نہیں ہے [جب
 اس کی پیاس اس مرتبہ تک پہنچ جائے اور تمام روئے زمین فراخی کے باوجود اس پر تنگ نا ریاک ہو جائے تو میرے کہ رحمت کا سمندر
 جوش میں آئے اور اس شیفہ گھرا برباد کے ہوئے کو اس کے لئے یعنی وارفتہ کرے] اور اپنی وحرت خلوت خانہ میں جگہ غایت فرمائے
 دادیم ترا زنج مقصود نشان
 گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی

[ہم نے تجھ کو مقصود کے خزانے کی نشان دہی کر دی ہے اگر ہم نہیں پہنچے تو شاید تو ہی پہنچ جائے]
 آپ جیسے دوستوں سے اس سبب کی التماس یہ ہے کہ اس فرقت زدہ گنہگار کو اپنی مقبول دعا سے فراموش نہ کریں
 اور اس تعالیٰ شانہ کے عام احسان سے یطلب کریں کہ یہ گنہگار تباہ کار کل قیامت کے روز رحمت کے ہوئے گنہگاروں کی
 قطار میں داخل ہوے

کہا ما و کجا زنجیر زلفش
 عجب دیوانگی کلندر سراقند
 [کہاں ہم اور کہاں اس کی زلف کی زنجیر، سر میں ایک عجب دیوانگی پیدا ہو گئی ہے]
 مَبْنِيَّ رِبِّكَ رَبِّ الْعَرْشَةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ه تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کا مرتب شدہ رسالہ اذکار معصومہ پیش کرنے کے بعد اب وہ اذکار و وظائف پیش کئے جاتے ہیں جو حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے بعض مکاتیب میں نبوتیوں کی طرح پکھے ہوئے ہیں :- (مؤلف)

اورادو اشغال | پس چاہئے کہ طاعات و عبادات کے وظائف میں خوب مشغول رہیں اور اوقات کو ذکر و فکر سے آباد رکھیں، ذکر قلبی پر اسقدر مداومت کریں کہ دل کو ماسوائے حق سبحانہ سے کامل قطع تعلق پیدا ہو جائے اور ذکر و حضور دل کی صفت لازماً بن جائے کہ ہرگز اس سے جدا نہ ہو، کلمہ لا الہ الا اللہ کو دل کی حضوری کے ساتھ زبان سے بکثرت کہیں تسبیح کے ساتھ ہو یا تسبیح کے بغیر، اگر تسبیح و شمار کے ساتھ کہیں تو ایک ہزار سے پانچ ہزار تک جسقدر کہہ سکیں کہیں اور اگر زیادہ کریں تو بہتر ہے اور نماز تہجد و اشراق و فی زوال و نماز اوامین و (نماز) قیام اللیل ادا کرتے رہیں اور ہر فرض نماز کے بعد اور تیر سو تے وقت آیت الکرسی پڑھیں اور تیر تینیس یا رب سبحان اللہ اور تینیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھیں اور تین یا رب استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو ائحی القیوم و اتوب الیہ پڑھیں اور سورہ اخلاص و معوذتین (سورہ الفلق و سورہ الناس) بھی پڑھیں۔ اور ہر صبح و شام سو سو بار سبحان اللہ و حمد پڑھیں۔ اور تیر ہر صبح و شام سو سو بار سبحان اللہ اور الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھیں۔ اور تیر (ہر صبح و شام) دس بار درود شریف اور دس بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور سو تے وقت بھی دس بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہیں اور غروب آفتاب کے وقت شہر بار سبحان اللہ کہیں اور تیر ہر صبح کو اللہم ما اصبیح فی من نعمتک و ما ایلحد من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک فذلک الحمد و لک الشکر کہیں اور شام کے وقت (مذکورہ دعائیں) ما اصبیح کی بجائے ما امسی کہیں اور ہر روز یہ کلمات ایک بار پڑھیں سبحان القائم الذائم سبحان ائحی القیوم سبحان ائحی الذی لا یموت سبحان اللہ العظیم و حمد سورہ سبحان قدوس رب الملائکۃ و الروح سبحان العلی الاعلی سبحانہ و تعالیٰ۔ اور تیر ہر روز سو بار لا الہ الا اللہ الملك الحق المبین کہیں اور تیر چیس یا تائیس یا اللہم اغفر للمؤمنین و المؤمنات کہیں اور یا استغفر بھی چیس یا رب روز کہیں استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم ائحی القیوم الذی لا یموت و اتوب الیہ رب اغفر لی، بزرگوں نے اس جلیل القدر استغفار کی روز و شب مداومت کی ہے اور اس کے منافع و فوائد کو بہت زیادہ مشاہدہ کیلئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اس استغفار کو ایک دن میں چیس بار کہے گا وہ اپنے گھر میں اور اپنے آپ سے اور اپنے شہر سے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا۔ اور حاجات برآری و حل مشکلات کے لئے کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پانچ سو بار کہیں اور اس کے اول و آخر درود شریف پڑھیں جو توبہ بار سے کم نہ ہو۔ (مکتوبات معصومہ و خروم مکتوب ۳۳)

استغفار کی فضیلت | دیگر یہ کہ مصائب و شدائد کے دور کرنے کے لئے استغفار پڑھنا نفع بخش و محبوب ہے (اس کو) لازم پکڑنا چاہئے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے استغفار کو لازم پکڑا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے استغفار کی کثرت کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہرنگی سے نکلنے کا اور ہر غم سے کشادگی کا راستہ بنا دے گا اور وہ اس کو بے گمان جگہ سے رزق عطا فرمائے گا۔ یہ فقیر فرض نمازوں کے بعد شرباً استغفار پڑھتا ہے اور حدیث شریف کے مطابق تین بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو اکی القیوم واوب الیہ۔ باقی استغفر اللہ استغفر اللہ۔ شیخ علی بن ابی بکر قدس سرہ نے معارج الہیہ میں کہا ہے "اور یا توڑو مشہور استغفار کی قسم میں سے وہ ہے جو تیری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اکی القیوم الذی لا یموت واوب الیہ رب اغفر لی پچیس مرتبہ کہا وہ اپنے گھرانے اہل و عیال اپنے محلے اپنے شہر اور جس خطہ زمین میں وہ رہتا ہے ان میں کوئی ناپسندیدہ امر نہیں دیکھے گا۔ پس اس استغفار پر صبح و شام مراومت کرنی چاہئے پس ہمارے مشائخ و علمائے جماعت آپس میں ایک دوسرے کو اس کی تلقین کرتے تھے اور اپنے شاگردوں، اولادوں، خادموں اور اصحاب کو اس کی وصیت کرتے تھے اور اس پر مراومت و ہمیشگی کی ترغیب دلاتے تھے کیونکہ انھوں نے اس میں بہت زیادہ نفع اور بڑی برکت اور مصائب کا بہت زیادہ دفعیہ دیکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا | اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسْكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَفْتِنْتِي قَوْمٌ مُؤْتَوِّفِي عَيْدِ مَقْتُونٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ حُبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ [اے اللہ! بیشک میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے ترک کرنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور حب تو کسی قوم میں فتنہ (آزائش) کا ارادہ فرمائے پس تو مجھ کو فتنہ میں مبتلا کئے بغیر وفات دے اور میں تجھ سے تیری محبت اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے نزدیک کر دے] پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ حق ہے پس اس کو یاد رکھو پھر اس کو لوگوں کو سکھاؤ۔

تضرع سے سبکدوشی کی دعا | اللَّهُمَّ اِكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاعْنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ [اے اللہ! مجھ کو حرام (رزق) سے حلال رزق کے ساتھ کفایت کرا اور اپنے فضل کے ساتھ مجھ کو اپنے غیر سے بے نیاز کر دے] اس دعا کو تضرع سے سبکدوشی کے لئے اکثر اوقات تضرع کے ساتھ پڑھتے رہیں۔

۱۰ مکتوبات معصومہ دفتر دوم ۸۰ ۱۱ ایضاً دفتر دوم ۵ ۱۲ ایضاً دفتر دوم ۸۴۔

آیتا لکری کی فضیلت | ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتے رہیں اس عمل کی فضیلت میں حدیث شریف میں یہ آیا ہے
 لَمْ يَمْتَعَنَّ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتِ [اس شخص کے دخول جنت میں صرف موت حاصل ہے] اور نیز حدیث شریف
 میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کرنا اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ لہ

اب حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کی عادات و عبادات اور معمولات سے متعلق دوسری کتابوں سے
 بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (مؤلف)

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد مصمم قدس سرہ کا عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق تھا، بہت
 محتاط روایت کے مطابق عمل کرتے تھے، رخصت کو اعمال میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے اور مردوں کو بھی سخت تاکید کرتے
 تھے کہ سنت نبوی پر عمل کریں اور بدعت کو بال برابر بھی دخل نہ دیں۔ سفر و حضر میں حضرت کا معمول تھا کہ رات کے
 تیسرے حصے میں بیدار ہو جائے، پوری احتیاط کے ساتھ وضو کر کے نماز تہجد ادا فرماتے اور اس میں سورہ یسین پڑھتے
 بعد ازاں تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے تاکہ دو خوابوں کے درمیان تہجد ہو۔ نماز تہجد میں ہی حضرت پر مقطعات قرآنی کے
 اسرا اظہار ہوتے۔ فجر کی نماز بہت سویرے ادا کر کے اجاب کے ساتھ حلقہ و مراقبہ کرتے۔ جب اچھی طرح دن نکل آتا
 تو مراقبہ سے فارغ ہو کر دو سلام سے چار رکعت پڑھتے بعد ازاں خاص مردوں کو القائل نسبت اور توجہ باطنی فرماتے
 ایک ایک کو بلا کر زانو سے زانو بنا کر بٹھاتے اور مراقبہ کرتے پھر ہر ایک کو اس کے کمالات یا طبی کی خوشخبری دیتے، چاشت
 کے وقت آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔

حضرت کے منازل تلاوت یہ ہیں: منزل اول، الحجہ سے آیت کُنْتُ حَبِيبًا مَّتَّىٰ نَك، دوم سورہ انعام تک،
 سوم آیت وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ نَك، چارم سورہ ابراہیم تک، پنجم سورہ انبیاء تک، ششم سورہ قصص تک،
 ہفتم سورہ ص تک، ہشتم سورہ محمد تک، نہم سورہ ملک تک، دہم اخیر تک۔

تلاوت کے بعد دوپہر کے قریب محل کے اندر تشریف لے جاتے اور اہل و عیال کے ساتھ کھانا تناول فرماتے
 حضرت کو مٹھائی اور حلوی وغیرہ کا بہت شوق تھا۔ حضرت کے باورچی خانے میں دن رات کھانا پکتا رہتا۔
 کھانا تقسیم کرنے پر لوگ علیحدہ مقرر تھے، ہر ایک کو گپیوں کی روٹی، چاول اور گوشت ملتا نیز دسترخوان پر
 موسمی پھل اور حلوی بھی ہوتے تھے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ جس سنت نبوی کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر کیلئے قیلولہ کرتے بعد ازاں
 آٹھ رکعت وضو کرنے، چار رکعت نمازی الزوال ادا کر کے نماز ظہر پڑھتے، ظہر کے بعد خاص مردوں کو القائل نسبت فرماتے

لہ مکتوبات مصویبہ دفتر سوم مکتوب ۱۶۶

بعد ازاں کبھی فقہ، کلام، حدیث اور تفسیر کا درس دیتے اور کبھی چار رکعت طویل قرأت کے ساتھ عصر کی نماز تک پڑھتے۔ عصر اور مغرب کے مابین حقیقت و معرفت کے اسرار اور بصیرت آمیز وعظ بیان فرماتے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نمازِ اوامین میں سلام سے ادا کرتے، اس نماز میں اکثر سورہ واقعہ پڑھتے۔ بعد ازاں احباب کو بلا کر ان کے احوال معلوم کرتے جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا تو عشا کی نماز ادا کرتے سنتوں کے بعد چار رکعت نمازِ قیام اللیل ادا کرتے۔ پہلی رکعت میں سورہ المد سجدہ، دوسری میں سورہ حمد و خان، تیسری میں سورہ ملک اور چوتھی میں سورہ قیامتہ پڑھتے، پھر وتر پڑھ کر بلند آواز سے سبحان الملك القدوس پڑھتے، پھر دین تک فاتحہ پڑھتے رہتے، اس کے بعد اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے، پھر وظائف پڑھ کر آرام کرتے۔

حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ انتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید کرتے تھے اور خود بھی پڑھتے رہتے تھے۔ فجر کی نماز فرض اور مغرب کی سنتوں کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے ہوئے دس مرتبہ کلمہ تجید پڑھتے اور مردوں کو بھی اس کے پڑھنے کی تاکید کرتے۔ حضرت نے سات درود شریف کا استحضار کیا ہے جن کو درودِ ہفتہ کہتے ہیں ان میں ہر روز ایک درود شریف پڑھتے۔ ذکر، وظائف اور تسبیحات کو ہرگز چھوڑے نہیں پڑھتے، جمعہ کی نماز اپنی مسجد میں ادا کرتے، سنت احتیاط بھی پڑھتے، نماز جمعہ سے قبل سورہ کہف، سورہ ہود اور سورہ آل عمران پڑھتے تھے، نماز جمعہ کے بعد اکثر شہر سے باہر سیر کے لئے تشریف لے جاتے اور وہاں لوگوں کو طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے تھے، دونوں عیدوں کی نماز کے لئے کنیہ جماعت کے ہمراہ عید گاہ تشریف لے جاتے، عید الاضحیٰ کے موقع پر خود اپنے دست مبارک سے اوتٹ اور بھٹی بکری ذبح کرتے۔ ماہ رمضان المبارک میں تراویح کے اندر تین قرآن شریف تمم کرتے، پہلے عشرہ میں خود پڑھتے، دوسرے عشرے میں حضرت مروج الشریعہ پڑھتے اور حضرت سنتے، اور آخری عشرہ میں کوئی اور صاحب پڑھتے۔ حضرت ہر نماز فرض میں خود امام بنتے اور رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مختلف ہوتے۔ حضرت مریض کی بیماری پر سی اور میت کی تعزیت کے لئے تشریف لے جایا کرتے

۱۵۳ تا ۱۵۶ھ -

حضرت عروۃ الوثقیٰ

کے

کشف و کرامات

کشف و کرامات اور خوارقِ عادات سے متعلق حضرت عروۃ الوثقیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ: حضرت شیخ الشیبوخ (شہاب الدین سہروردی) کتاب عوارف (عوارف المعارف) میں خوارق و کرامات کے ذکر کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی غیایات ہیں ایک جماعت کو اس کے ساتھ مشرف کرتے ہیں اور کبھی (ایسا) ہوتا ہے کہ ان سے بزرگ جماعت ہوتی ہے کہ ان کو ان خوارق و کرامات میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ سب خوارق و کرامات ذات تعالیٰ کے ذکر سے حقیر ہیں اور قلب کے ذکر کے ساتھ تجوس (یعنی ملکہِ حضورِی حاصل کرنے) سے کم درجے کے ہیں۔ ۱۴

تیز تحریر فرماتے ہیں: خوارقِ عادات کا مدار بھوکا رہنے پر ہے معرفت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ۱۵
ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ہاں بعض اولیائے کرام بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر خوارق کے اظہار کا حکم کرتے اور اجازت دیتے ہیں۔ ۱۶

پس اسی حکم اور اجازت کی بنا پر تبرکاً حضرت عروۃ الوثقیٰ کے چند کشف و کرامات پیش کئے جاتے ہیں:-
عزت کی خواہش کا کشف | حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک روز عالمگیر بادشاہ، توران سے آئے ہوئے میوے اپنے ہاتھ سے صاف کر کے حضرت عروۃ الوثقیٰ کو پیش کر رہے تھے اور حضرت کھارے تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت تو بارگاہِ الہی کے مقربین میں سے ہیں ان دنیاوی میووں کے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ میوے خود کھانے کی بجائے حضرت مجھے دیں تو بادشاہ کی نگاہ میں میری عزت ہو جائے۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ میں کھانا ہوں یا پہنتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنا ہوں نہ کہ اپنے نفس کی رضامندی کے لئے۔ بعد ازاں جو میوے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت کی خاطر

۱۴ مکتوبات معصومہ دفتر اول مکتوب ۱۳۲ ۱۵ ایضاً دفتر دوم ۱۱۰ ۱۶ ایضاً دفتر اول ۵۰

صاف کئے تھے مجھے مرحمت فرمائے اور فرمایا کہ دنیاوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی کیا خواہش کرتے ہو
کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاؤ۔

آپ کی دعا سے مفلسی کا دور ہو گیا حضرت عروۃ الوثقیٰ کا ایک مرید بیان کرتا ہے کہ میں حد درجے مفلس تھا حتیٰ کہ
نانِ شنبہ سے محتاج تھا۔ میں نے اپنی حالت عرض کر کے حضرت سے استدعا کی کہ مجھے اس مصیبت سے بچائیے،
آپ نے فرمایا دنیاوی جمعیت چاہتے ہو یا دینی؟ میں نے عرض کیا کہ دینی اور دنیاوی دونوں حضرت نے مسکرا کر
میرے حق میں دعا فرمائی اور پھر خوشخبری دی کہ حق تعالیٰ نے مجھے دین و دنیا کی جمعیت عطا فرمائی ہے۔ ابھی ایک
مہینہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ دنیاوی مال و اسباب بکثرت مل گیا اور امید ہے کہ آخرت میں بھی جمعیت
حاصل ہوگی۔

روپوں میں برکت ہو جانا حضرت کے ایک مرید کا بیان ہے کہ مجھے افلاس نے بہت تنگ کیا تو میں نے پریشان ہو کر
حضرت کی خدمت میں فرامی کی درخواست کی۔ حضرت نے مجھے روپوں سے بھرا ہوا ایک بدنہ دیا اور فرمایا کہ
ان کو گنتا نہیں، جس قدر ضرورت ہو اس میں سے خرچ کئے جاؤ۔ چنانچہ میں ایک عرصہ تک اس میں سے
خرچ کرتا رہا لیکن اس میں ذرا کمی نہ آئی۔ ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گن لیا تو سات سو نکلا، اس کے
بعد جب ہم نے خرچ کیا تو ختم ہو گیا۔

تنگدستی کا فرامی سے بدل جانا نقل ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ایک خادم کے ہاں چھ مہمان آئے لیکن اس کے
گھر میں کچھ موجود نہ تھا کہ ان کی خاطر مدارات کرتا۔ آخر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور خاموش بیٹھ گیا
اسی اثنا میں حضرت کی خدمت میں کہیں سے آم آئے۔ حضرت کا معمول تھا کہ حاضرین کو دس دس آم
دیتے تھے چنانچہ حضرت نے اس شخص کو بلا کر دس آم دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا حصہ ہے، پھر دس آم
اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے ایک مہمان کا حصہ ہے پھر دس آم اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے دوسرے
مہمان کا حصہ ہے۔ غرض کہ چھ مہمانوں کا حصہ اسی طرح دیا، بعد ازاں چھ اشرفیاں جیب سے نکال کر دیں
اور فرمایا کہ تم ہمارے فرزندوں کی طرح ہو جب بھی ضرورت ہو کرے بے تکلف خانقاہ سے لے لیا کرو۔

انثار اللہ یہ تنگدستی فرامی سے بدل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ شخص بہت جلد بالدار ہو گیا۔
حقیقۃً قرآن کی بشارت حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ایک مرید حافظ حامد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت نے حج کا
ارادہ کیا تو میرے دل میں بھی حج کا شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ سفر کی ضروریات ہم پہنچا لیں۔ اسی اثنا میں ایک
روز حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ "حامد ہم توجع کو جانتے ہیں لیکن تمہارا جانا معلوم نہیں ہوتا، اچھا ہم

۱۸۰ھ جو اہل معصومیہ میں ۳۱ھ روضہ رکنِ قدس میں ۱۴۸ھ حالات مشرخیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ۳۲۱ھ

حج سے ہو آئیں اس عرصہ میں تم قرآن شریف حفظ کر لیتا۔“ میں حیران رہ گیا کہ ہر طرح سے ساز و سامان کر چکا ہوں پھر میرا جاننا کیونکر نہ ہوگا۔ لیکن چند روز بعد میں ایسا بیمار پڑا کہ سارا پروگرام رکھا رہ گیا اور اس قدر لاغر ہو گیا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی۔ اسی اثنا میں حضرت حج کے لئے روانہ ہو گئے اور میں سبب عدالت رہ گیا۔ جب اس مرض سے آفاقہ ہوا تو حضرت سمندر پار پہنچ چکے تھے لہذا میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کر دیا۔ جب حضرت حج سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو میں قرآن شریف حفظ کر چکا تھا۔

شکر گوئی کاملہ کہ پیدا ہوا جانا ناصر علی شاعر کا بیان ہے کہ مجھے شاعری کا بہت شوق تھا لیکن شعر بنتا ہی نہ تھا۔ ایک روز میں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ وضو کر رہے تھے، ازراہ غایت مجھ سے فرمایا کہ ناصر علی کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا زبان چاہتا ہوں۔ فرمایا ارے کم ہمت! اچھا لو یہ میرے وضو کا بقیہ پانی پی لو، کافی ہوگا۔ حسب الارشاد میں نے وہ پانی پی لیا۔ بس اُس پانی کے پیتے ہی میرا سینہ معرفتِ الہی سے متور ہو گیا اور میری زبان سے ایسے عمدہ شعر نکلنے لگے کہ میں حیران رہ گیا۔

دو شعر ملاحظہ ہوں۔

بترس از من کہ مقبولِ الہم نیم شاعر گدائے بادشاہم
ز تیغِ غیر تم جاں را نگہدار سیر کن شرم و ابماں را نگہدار

حضرت کی توجہ صحیحاً ہونا صاحبِ حضراتِ القدس مولانا بدرالدین مرندوی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پتھر ایسا بیمار ہوا کہ زندگی کی امید نہ رہی ہر سہ حضرت مخدوم زادگان فقیر کی عیادت کے لئے تشریف لائے چونکہ صدرِ صحرے کووری تھی اس لئے خیال ہوا کہ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ سے یہ التماس کروں کہ میرا خاتمہ بخیر ہونے کے لئے آپ دعا فرمائیں، بجز اس خیال کے آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بیمار فلاں دعا کو بیماری کی حالت میں پڑھے تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ اس بارے میں بھی دعا فرمائیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے فرمایا ہم صحت کے لئے دعا کرتے ہیں، پھر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری کو صحت سے بدل دے۔ آپ سے اکثر ایسی کرامتیں دیکھی اور سنی گئی ہیں کہ

بینائی کا واپس آنا | حضرت عروۃ الوثقیٰؓ قدس سرہ کے ایک عزیز فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا بہت علاج کرایا لیکن بے سود رہا، سو اتفاقاً کہ ایک شخص ایک دو لایا اور اس کی بہت تعریف کی، جب وہ دوامیری آنکھ میں ڈالی گئی تو میری بینائی بالکل جاتی رہی۔ کچھ عرصہ بعد جب حضرت سفر حج سے واپس تشریف لائے تو ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں لے گیا اور حال بیان کیا

۱۴۶۶ھ ایضاً ۱۳۴۶ھ حضرت القدس دفترِ دم ص ۲۲۰

آپ نے بہت افسوس کیا اور تھوڑے تامل کے بعد اپنا لعاب دہن میری آنکھوں میں لگا کر فرمایا کہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کر لو اور گھڑ بیچ کر کھول دینا۔ حسبِ حکم گھڑ بیچ کر آنکھیں کھولیں تو بالکل روشن تھیں۔
 مضر دو کا مفید ہو جانا حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ایک مرید نے کسی امیر کو ایک دوادی وہ اتفاقاً موافق ہوئی امیر اس بات سے ناراض ہو کر روپے اترار ہو گیا۔ اس شخص نے حضرت کی خدمت میں سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت نے مسک کر فرمایا کہ پہلے تو طبیب نہ تھے اب ہمارے ہکنے سے طبیب ہو گئے، جاؤ اسی دو کو دو انشاء اللہ فائدہ کریگی۔ چنانچہ اس شخص نے وہ دو پھر اس امیر کو دی جس سے وہ صحتیاب ہو گیا، اس کے بعد جو دوا بھی کسی مریض کو دی شفا کے کامل نصیب ہوئی۔

آگ کا گٹزار ہو جانا نقل ہے کہ ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا اور لوگوں کو اس شیعہ سے اپنا فریفتہ کر لیتا تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کو یہ سن کر غیرت آئی اور بہت زیادہ آگ جلو کر لیا تا کہ کوئی بزدل اس کو سزا دے۔ ابراہیم پڑھ کر دم کر دیا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اس میں بیٹھ کر ذکر کر۔ چنانچہ وہ بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہو گیا اور آگ اس پر گزار ہو گئی۔

دوسری بیوی کا مرجانا حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ایک داماد نے جو حضرت کا بھتیجا بھی تھا پوشیدہ طور پر ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ حضرت کی صاحبزادی کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بہت غمگین ہوئیں اور جب ضبط نہ ہو سکا تو حضرت سے خاوند کی شکایت کی۔ حضرت کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ وہ ضرور مرجائے گی، اب اس کے لئے دعائے خیر کرو تا کہ اس کا خاتمہ بخیر ہو۔ چنانچہ تیسرے روز اس کا انتقال ہو گیا۔

اولاد ہونا حضرت کے ایک مرید کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی، ایک روز اس نے حضرت کی خدمت میں اس کے متعلق دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو صاحبِ معنی ہوگا۔ چنانچہ اسی سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جو سن رشد کو پہنچ کر حضرت کا مرید ہوا اور سلوک حاصل کر کے اعلیٰ مقامات پر پہنچا۔

لا علاج مریض کا شفا پانا مقاماتِ معصومیہ لیکھا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کا ایک مخلص امیر بیمار ہو گیا جس کو اطبانے لا علاج قرار دیدیا جب وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اطبا تو مجھے ناامید کر چکے ہیں اگر حضرت توجہ فرمائیں تو زہیت کی امید ہو سکتی ہے حضرت نے تسلی دی اور فرمایا خاطر جمع رکھو انشاء اللہ شفا ہو جائے گی اور وضو کا پچا ہوا پانی پینے کے لئے دیا چنانچہ اس کا مرض دور ہو کر شفا حاصل ہو گئی۔

۱۴۵ھ حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں ۳۳۱ھ ایضاً ۳۱۸ھ ۵۴ روزہ ۱۳۴ھ ۵۵ نومبر ۱۸۸۱ھ ۲۱

حضرت عروۃ الوثقیٰ

کی تعلیمات

آپ کے مکتوبات قدسی آیات کی روشنی میں

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم فاروقی سرسہری قدس سرہ چونکہ اپنے والد بزرگوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسہری قدس سرہ السامی کے سچے جانشین اور اولاد سرکہ لامبہ کے صحیح مصداق تھے اس لئے آپ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں عقائد اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ شریعتِ مطہرہ کی پابندی اور بدعات سے اجتناب پر بہت زور دیا ہے۔ نیز تہذیب و نضال اور سوالات کے جوابات میں شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے وہ حقائق و دقائق اور اسرار و نکات بیان فرمائے ہیں جو سالکانِ طریقت کے لئے ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔ ہم حسب ذوق عوام و خواص سگستان کچھ پھول چن کر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، امید ہے کہ قارئین کرام مکتوبات قدسی آیات کے ہر سرفرتی کی جامع تلخیص پسند فرمائیں گے (مؤلف)

عقائدِ حقہ کی تعلیم

توحید کیا ہے؟ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں "شیخ ابواسحق گازرونی نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! توحید کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تیرے دل میں گذرے یا تیرے خیال میں آئے، پس اللہ تعالیٰ اس سے ماوراء ہے۔" لہ

توحیدِ عوام و توحیدِ خواص | آپ غور سے سنیں! توحیدِ دو قسم کی ہے: توحیدِ عوام اور توحیدِ خواص۔ توحیدِ عوام

۱۰ مکتوباتِ معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۷۔

کلمہ طیبہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے مضمون کی تصدیق اور کافروں کے باطل معبودوں کی نفی کرنا اور معبودِ برحق کا اثبات کرنا ہے حالانکہ (اس توحید میں) حق تعالیٰ جل و علا کو اس کے ماسوا کے ساتھ محبت و گرفتاری اور دید و دانش میں شریک کرنا اور نفسِ امارہ کا جو کہ اس کی فطرت میں ودیعت ہے انکار و نزع پایا جاتا ہے اور توحیدِ خواص میں تصدیقِ مذکور کے باوصف و درجے میں، پہلا درجہ دل کو ماسویٰ اللہ کی محبت و گرفتاری اور اس کی دید و دانش سے خالی کر دینا ہے۔

توحیدِ عرفِ صوفی صاحبِ سیر تخلصِ دل از توجہِ اوست بغیر

[صاحبِ سیر صوفی کے نزدیک توحید (کے معنی) دل کو غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے سے خالی کر دینا ہے۔] (چند سطور کے بعد) خواص کی توحید کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ نفسِ حاضر اور اس کا اپنا علمِ حضوری بھی زائل ہونا شروع ہو جاتا ہے اور انانیت، ہمسری اور شرکت کے دعویٰ میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اور وہ خود کو 'آنا' سے تعبیر نہیں کر سکتا کیونکہ انانیت و خودی اس سے زائل ہو چکی ہے، اس وقت اگر توجہ و حضور ہے تو خود خود کہہ کیونکہ عارف کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا ہے۔ اور اس کے یہ معنی نہیں کہ عارف اس وقت عین حق ہو گیا ہے اور اس سبحان و تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایک ہو گیا ہے، آنا الحق کہنا اس مقام تک نہ پہنچنے کی وجہ سے ہے اس لئے کہ فتاویٰ نیستی اور آنا کے زائل ہونے کی صورت میں آنا الحق کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور وہ سبحانی زبان سے نہیں کہہ سکتا۔

خیال کج میرا این جا و بشناس کسے کو در خدا گم شد خدا نیست

(اس جگہ کج خیالی مت کر اور خوب پہچان لے کہ جو شخص خدا میں گم ہو گیا وہ خدا نہیں ہے)

مراتبِ توحید | برادرِ عزیز کی خدمت میں عرض ہے کہ طالبانِ طریقت کو راہِ سلوک طے کرانے کے طریقے کا مختصر بیان اور کمال الکمال کی توضیح اپنی فہمِ قاصر کے مطابق تحریر کرتا ہوں غور سے سُنیں: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کلمہ توحید ہے اور توحید (کے معنی) قدیم لذاتہ کو غیر قدیم لذاتہ سے جدا کرنا ہے اور اس کے کسی درجاتِ مراتب ہیں: — پہلا مرتبہ کلمہ توحید کو دل کی تصدیق کے ساتھ زبان سے ادا کرنا ہے اور یہ مرتبہ عام مومنین کا ہے اور تمام زاہد و عابد اور علما جو کہ منازلِ سلوک طے نہیں کر رہے ہیں اور سیر الی اللہ کی وسعتوں میں داخل نہیں ہو وہ سب اس مرتبہ میں شامل ہیں۔

دوسرا مرتبہ اہلِ سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو کہ مراتبِ وجوب کی طرف متوجہ ہیں اور سیر الی اللہ میں داخل ہو چکے ہیں لیکن اس کی تکمیل کو نہیں ہیں۔

لے مکتوبیتِ معصومیہ دفتر اول مکتوب ۲۳۔

تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ماسوا کو بھول جائے اور غیر اللہ کے علمی و حسی تعلق سے رہائی حاصل کر لے اور قدیم کو حادث سے علم و محبت کی رو سے جدا کرے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ حضوری اس درجہ تک دل کا ملکہ (قدرت) ہو جائے کہ اگر کوشش سے بھی ماسوا کو یاد کرنا چاہے تو اس کو یاد نہ آئے، اور اگر بالفرض حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر اُس قلب والے کو دیدی جائے تو یہی ہرگز اس کے دل میں بخیر اللہ کا خطرہ نہ آئے۔ اس حالت کو فنائے قلب سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ سیرالی اللہ کی تکمیل سے وابستہ اور واجب تعالیٰ (اللہ تعالیٰ) کے افعال کے ساتھ واصل ہونے کا نتیجہ ہے۔

چوتھا مرتبہ وجود اور تمام صفات سے جو کہ نفسِ حاضر کے وجود کی تابع ہیں تمام تعلقات کی نفی کرنا ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ وجود اور اس کے تابع کمالات واجب تعالیٰ و تقدس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ مخصوص ہیں، اگر ممکن میں ظاہر ہیں تو اسی بارگاہِ قدس سے مستفاد و مستعار ہیں اور جو کچھ اس (ممکن کا ذاتی ہے وہ عدم ہے کہ اس نے کمالات کے انعکاس کے واسطے سے ایک طرح کا ظہور پیدا کر لیا ہے اور دوسرے عدمات سے متمیز ہو گیا ہے اور ممکن نے اس نمود بے بود کے ساتھ اپنے آپ کو کامل اور خیر کا مبداء تصور کر کے شرکت و ہمہری کا دعویٰ ظاہر کیا ہے اور اپنی طرف متوجہ ہے اور اصل سے روگردانی کر لی ہے اور جب (اللہ تعالیٰ) اپنے فضل سے صاحبِ استعداد سالک کو اپنے قرب سے نوازتا چاہتا ہے تو اس کو یہ معرفت عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے روگردانی کرتا اور اس پاک بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

پانچواں مرتبہ افراد (انقطاع) کی حقیقت ہے اور نفی کرنے سے نفی ہو جانے کی طرف آنا ہے اور طریقت (کے ذریعے) سے حقیقت سے ملنا ہے اور عاریتی کمالات کو اصل کے ساتھ ملحق دیکھنا ہے اور خود کو جو کہ ان کمالات کا آئینہ تھا معدوم پانا اور بے حس و حرکت جماد تصور کرنا ہے۔ اس کمال کو فنائے نفس سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ تجلی صفات کا نتیجہ ہے۔

چھٹا مرتبہ یہ ہے کہ عدم کو جو کہ کمالات کا آئینہ تھا کمالات کے اصل کے ساتھ مل جانے کے بعد عدم مطلق کے ساتھ لاحق پائے۔ اس مرتبہ میں نفسِ حاضر کا کمال درجہ زوال ظاہر ہوتا ہے کہ نہ وجود کا حکم رہتا ہے اور نہ عدم کا اثر۔ کائناتی ذرات (ذرات) اس کو باقی رکھے گا اور نہ چھوڑے گا۔ یہ کمال اگرچہ تجلی صفات کا انتہائی درجہ ہے لیکن اس کا حصول تجلی ذات کے پرتو کے بغیر نہیں ہے اس لئے کہ ہر مقام کی تکمیل اس سے اوپر کے مقام کے پرتو کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتی۔

سائواں مرتبہ ذات تعالیٰ و تقدس کو صفات و اسماء تعالیٰ و تقدس سے جدا کرنا ہے کیونکہ ذات سے

محبت کرنے والی صفات کی شرکت کو گوارا نہیں کرتا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کی صفات کا جدا ہونا منصوص نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کسی وقت اور کسی حال میں بھی صفات سے الگ نہیں ہے لیکن المرء مع من احب (آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے) کے مقتضیٰ کے مطابق ذات (سالک) کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ایک ایسی معیت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہاں صفات میں سے کچھ بھی ملحوظ نہیں رہتا پس ذات کا صفات سے الگ ہونا دید و محبت میں ہے جس کا ثمرہ معیت مذکورہ ہے اور بس، نہ کہ خارج اور نقص الامر میں سے

ومن بعد هذا ما يدق صفاته وما كما حاضی لدیہ واجمل

(اس کے بعد وہ مقام ہے جس کی صفات کا بیان بہت مشکل اور وہ مقام ہے جس کا چُھپانا اس کے نزدیک زیادہ مناسب ہے) توحید شہودی و توحید وجودی | آپ جان لیں کہ توحید و معنی میں ہے توحید شہودی و توحید وجودی: توحید شہودی یہ ہے کہ سالک کا مشہور حق سبحانہ کے سوا کوئی چیز نہ ہو اور شہور و صحت کا غلبہ اس طرح پر ہو جائے کہ باطن کی نگاہ میں کثرت کا کوئی نام و نشان نہ رہے اور یہ معنی فنا کا ثمرہ ہے، اس کا فنا پر مقدم ہونا منصوص نہیں ہے اور توحید وجودی کہ تمام موجودات کو حق تعالیٰ و تقدس دیکھے اور سمجھے اور استکانہ گانے لگے۔ یہ مشاہدہ اگر صورتوں کے لباس میں ہے تو اس کو تجلی صوری کہتے ہیں اور یہ تجلی فنا کرنے والی نہیں ہے، (یہ) فنا کے حاصل ہونے سے پہلے حاصل ہوتی ہے اور اگر یہ مشاہدہ معنی کے پردہ میں ہو یا صورت و معنی کے ماورا ہو اور یہ مشاہدہ سالک کے وجود کو فنا کرنے والا ہے تو اس کا حصول فنا کے ساتھ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے کی تشریح | آپ نے لکھا تھا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: **اَلَا اِنَّ رَبَّكُمُ لَآلِهَةٌ مُّحِيطَةٌ بِكُمْ** (آگاہ رہو، بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو احاطہ کے ہوئے ہے) پس وہ کس طرح اور کس طور پر محیط ہے؟ آپ جان لیں کہ احاطہ دو قسم پر ہے اگر احاطہ کو احاطہ علمی قرار دیں جیسا کہ محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور قرآن مجید بھی اس کو بیان کر رہا ہے: **وَآتَ اللّٰهُ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا** (اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کا علم کے ساتھ احاطہ کیا ہوا ہے)۔ تو کوئی حیرت کا مقام اور شک کا محل نہیں ہے اور اگر ہم احاطہ علمی کے علاوہ کوئی اور احاطہ ثابت کریں تو ہم کہتے ہیں کہ حق جل و علا کا احاطہ و معیت "جسم کا جسم کے ساتھ احاطہ" کی قسم سے ہے جو کہ تنزیہ و تقدیس کے منافی ہے (لہذا) یہ احاطہ تشابہات میں سے ہے جیسا کہ (قرآن مجید میں) **يَدُّ** اور **وَجْهٌ** (اللہ تعالیٰ کے لئے) آیا ہے۔ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ تعالیٰ شانہ محیط ہے اور ہمارے ساتھ ہے اور (اس احاطہ کی) کیفیت (معلوم کرنے) میں مشغول نہ ہوں اور جو کچھ ادراک اور کشف میں آئے اللہ تعالیٰ کو اُس سے منترہ و مبرا جاتیں۔ ۱۵

۱۵ کثرتات معصومہ قرآن لکچر ۲، ۱۵ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱، ۱۵ دفتر سوم مکتوب ۱۶۔

رویتِ باری تعالیٰ

رویت | آپ جان لیں کہ جو کچھ دنیا میں مشہور ہو تا ہے وہ ظلیت کی آمیزش کے بغیر نہیں ہے کیونکہ دنیا ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل کے ظہور کی طاقت نہیں رکھتی اور اصل کے ظہور کا مقام آخرت ہے اور چونکہ اُن (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی دنیا نے آخرت کا حکم لے لیا تھا اس لئے جس چیز کا وعدہ آخرت میں ہے (وہ اُن کے لئے) اس دنیا میں جلوہ گر ہو گئی اور ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل سے کچھ حصہ حاصل ہو گیا۔ اور تیز ہو سکتا ہے کہ اس فانی دنیا کے بعض منافع جو کہ آخرت کے درہات کی کمی کا باعث ہیں ان کے حق میں اس طرح سے نہ ہوں بلکہ درہات کی ترقی کی باعث ہوں جیسا کہ آخرت کی نعمتیں کہ ان کے ساتھ نفع اٹھانا ترقی کا موجب ہے، اس کا بیان یہ ہے کہ بہشت کے اشجار و اہبار اور اسی طرح اس مقام کی حور و عثمان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تزیینی و تحمیدی معانی کے مظاہر ہیں کہ اس دنیا میں وہی معانی حروف کے لباس اور کلمات کی صورتوں میں مثلاً سبحان اللہ اور الحمد للہ میں ظاہر ہوتے ہیں، اور جس طرح کہ ان کلمات کا استعمال اس دارِ دنیا میں ترقی کا سبب ہے اسی طرح بہشت میں ان میوؤں اور پھلوں سے فائدہ حاصل کرنا اور ان لذتوں اور نعمتوں کا استعمال کرنا درجاً بلند ہونے اور مقامات کی ترقی کا موجب ہے اور جب اللہ تعالیٰ نعم احسانہ کے کرم سے ان کی دنیا آخرت ہو گئی تو یقیناً اس جگہ (دنیا) کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرنا اس جگہ (آخرت) کی لذتوں کے استعمال کی مانند ہو گیا — اور تیز ہو سکتا ہے کہ اس راستہ کا سالک وصول کی خواہ کتنی ہی منازل طے کر لے اور خواہ اصلِ اصول تک پہنچ جائے اور تجلیاتِ ثلاثہ سے مشرف ہو جائے اور باکیف و بے کیف مشاہدات اور ولایت کے تمام لوازم حاصل کر لے لیکن جب تک اس دنیاوی زندگی کی قید میں ہے اور جسم کے کوپے میں مقید ہے وہ خیال کی رسی میں مقید ہے اور اس دنیا میں خیال سے بالکل رہائی ہونا محال ہے جیسا کہ مولانا نے روم قدس سرہ نے مرنے کے قریب فرمایا ہے ۵

من شوم عرباں ز تن اواز خیال تا خرام در نہایاتِ وصال

[میں بدن سے عاری ہو جاؤں وہ خیال سے عاری ہو جائے تاکہ میں وصال کی انتہاؤں میں چہل قدمی کروں] یعنی خیال کی قید سے رہائی (پانا) جسم کی تنگنائے سے رہائی حاصل ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے اور جب ان کی دنیا نے آخرت کا حکم حاصل کر لیا تو ناچار مطلوب اس دنیا میں خیال کی تراش خراش سے پاک اور وہم کی اختراع سے بری ہو کر جلوہ گر ہو گا — اور تیز ہو سکتا ہے کہ جس رویت کا وعدہ آخرت

میں کیا گیا ہے اور سرورِ دین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور شخص کے لئے اس کا کچھ بھی حصہ دنیا میں نہیں ہے اور ہمارے حضرت عالی (قدس سرہ) نے تحقیق کیا ہے کہ جو کمال بھی نبی کو حاصل ہے اس کے کامل تابعین کو بھی تبعیت و طفیل کے طور پر وہ ثابت ہے پس اگر اس خوشگوار نعمت کے دسترواں کے بچے ہوئے کھانے میں سے بھی (کسی کو) کچھ حصہ عنایت فرمادیتے ہوں تو ہو سکتا ہے، اگرچہ وہ رویت نہیں ہوگی کیونکہ وہ اجملِ امت کے (عقیدہ) مطابق (اس دنیا میں) ہونے والی نہیں ہے لہذا اصل چیز کا حاصل ہونا اور چیز ہے اور اس سے کچھ حصہ پانا دوسری چیز ہے جیسا کہ حضرت عالی (قدس سرہ) نے لکھنے کے اگرچہ رویت نہیں ہے لیکن رویت کی مانند ہے پس تو سمجھ لے کیونکہ بیشک ہمارا کلام تیسے لئے اشارات و بشارات ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس عبارات شریفہ کا مورد یہ ہو کہ دنیا عمل اور کسب کی جگہ ہے اور آخرت جزا و اجر کا مقام ہے پس اس جگہ (دنیا) میں نفع دینے والے وہ اعمال ہیں جو کہ مقربات (نزدیک کرنے والے) اور ترقی بخشنے والے ہیں اور افعال کے ثمرات میں سے جو کہ عمل کی جزا ہیں کوئی چیز اس دار (دنیا) میں عنایت فرمادیں تو وہ ضرور آخرت کے درجات میں کمی کا باعث ہوگی اور اسی لئے تو دیکھتا ہے کہ بعض بزرگ جن کو اس دنیا میں ثمراتِ اعمال دیئے گئے ہوں موت کے وقت تمنا کرتے ہیں کہ ان کو ان امور میں سے کوئی چیز نہ ملی ہوئی، اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے زیادہ احوال (کیفیات) ظاہر نہ ہونے میں یہی وہ ستر (بھید) تھا حالانکہ وہ ولایت کے بلند درجے میں ہیں۔ ۱۷

رویت و شہود ذات کا مقام آخرت ہے اگر یہ کہا جائے کہ شہود بے پردگی چاہتا ہے اور غیب پر وہ میں ہے اس لئے شہود افضل ہے اور مطلوب تک پہنچانا ہے اور غیب راستہ میں رہ جاتا ہے اور حجاب سے رہائی ہیں دیتا تو میں کہتا ہوں کہ رویت و شہود کا مقام آخرت میں ہے دنیا میں واقع نہیں ہے۔ اس دنیا کا حصہ یقین حاصل کرنا ہے جو کہ غیب سے قریب تر ہے اور یہ جو بعض طالبین کو شہود و مشاہدہ پیش آتا ہے وہ ذات تعالیٰ کا شہود نہیں ہے بلکہ صفات میں سے کسی صفت اور ظلال میں سے کسی ظل کا شہود ہے کہ جس کو اس نے ذات تصور کر لیا ہے حالانکہ ذات وراء الوراء ہے، اللہ سبحانہ ہی جانتا ہے کہ کتنے حجابات ابھی درمیان میں ہیں۔

گر معشوق خیالے در سرت نیست معشوق آں خیالے دیگرست

(اگر تیرے سر میں معشوق کا کوئی خیال ہے تو وہ معشوق نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہی خیال ہے)

پس ذاتِ عزوجل سے نسبت رکھنے والی چیز غیب ہے اور شہود اس (ذات) میں وہم و شک ہے ۱۷

۱۷ مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۱۸۹۔ ۱۷۲ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۰۹۔

انسان کا شہودِ فرشتے کے شہود سے بلند ہے | جانتا چاہئے کہ بلائکہ کرام علی نبینا وعلیہم السلام اگرچہ اصل کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اور ہمیشہ شہود کئی رکھتے ہیں لیکن جو شہود کہ انسان کو اس مرتبہ میں میسر ہوا ہے فرشتے کے شہود سے بلند ہے بلکہ جو شہود کہ عارف کو دنیا میں (حاصل ہوتا ہے) اگرچہ جزئی ہے لیکن وہ ایک ایسی خصوصیت رکھتا ہے جو کہ فرشتے کو حاصل نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کے مشہودِ جزئی کو جزئی کی مانند کر دیا گیا ہے اور انسان کو اس کی ذات سے گزار کر اس جزئی کے ساتھ بقا بخش دی گئی ہے اور فرشتے کا مشاہدہ اس طرح کا نہیں ہے کیونکہ وہ باہر سے نظارہ کرتا ہے اور اپنے مشہود سے کوئی چیز حاصل نہیں کرتا۔

نشان عابین المشاہدین (ان دونوں مشاہدوں میں بہت فرق ہے)۔

کامل وصلِ آخرت میں ہوگا | کامل طور پر وصال کا وعدہ آخرت کے لئے ہے آیۃ کریمہ مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ (۲۹) [جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے تو (جان لے کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ساعت ضرور آنے والی ہے] اس پر دلالت کرتی ہے، اور یہ جو بعض صوفیہ عالیہ سے اس دنیا میں شہود و مشاہدہ ثابت کیا جاتا ہے اور اس کو تجلیات و ظہورات قرار دیا جاتا ہے وہ سب ظلال سے وابستہ ہے اور شبہ و مثال کے ساتھ نسلی ہے، ذاتِ احدیثِ تعالیٰ کا طالب اس سے تسلی حاصل نہیں کرتا اور پانی سے سراب کی طرف مائل نہیں ہوتا اس طرینا پائیدار میں کوشش کی انتہا حجابات اور پردوں کا اٹھنا ہونا ہے یہ کہ وہ مطلوب کو جال میں لے آئیں اور عقلاً کوشش کر لیں۔

عقلاً کوشش نہ کرو دام باز چیں کاینجا ہمیشہ با دیدست دستِ ام را

[عقلاً کوئی کوشش نہیں کر سکتا تو اپنا جال اٹھالے کیونکہ یہاں ہمیشہ جال کے ہاتھ میں ہوا ہے (یعنی اس کو کچھ حاصل نہیں ہے) ہاں خواص ان خواص بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کی دنیا کو آخرت کا حکم دیدیا گیا ہے، وہ چیزیں جن کا وعدہ عالمِ آخرت کے لئے ہے اگر ان کے لئے اس دنیا میں ظہور فرمائیں اور ان کو مراتبِ ظلال سے پوری طرح گزار کر ذاتِ بحت تک پہنچادیں اور اس بارگاہِ عالی سے کچھ حصہ (ان کو) عطا فرمادیں تو گنجائش رکھتا ہے۔

حدیث "خلق آدم علی صورتی تشریح | آپ نے لکھا تھا کہ "حدیث شریف میں إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ [بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے] وارد ہوا ہے پھر (اللہ تعالیٰ کو) بے چون و بے نظیر اور بے نمونہ بھی کہتے ہیں، حیرانی کا مقام ہے" — (جواب) میرے محذور! کوئی حیرانی کا مقام نہیں ہے، دین کی جو بات یقیناً تو اترے کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے اس پر خچتہ اعتقاد رکھنا چاہئے اور

اس قسم کے الفاظ کو ظاہری معنی سے بھیر دینا چاہئے یا اس کے علم کو حق سبحانہ کے حوالے کر دینا چاہئے اور جس اعتقاد پر اجماع ہو چکا ہو اس میں شبہ کو داخل نہیں کرنا چاہئے۔ (حقیقت) حق تعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کمالات سے آراستہ اور اپنی صفات سے منصف فرمایا ہے اور ان کو ایک کامل تر آئینہ بنایا ہے پس کچھ مشارکت و مشابہت آدم علیہ السلام کو حضرت حق سبحانہ کے ساتھ پیدا ہو گئی اگرچہ وہ مشابہت اسم میں ہوگی یا وہ مشارکت صورت میں ہوگی نہ کہ حقیقت میں مثلاً ممکن کے علم کی واجب تعالیٰ کے علم کے سامنے کیا حقیقت ہے اور اس کی قدرت کی اس تعالیٰ شانہ کی قدرت کے بالمقابل کیا حیثیت ہے اور اسی پر دوسری تمام صفات کو قیاس کر لیا جائے پس اس صورتی مشابہت اور اسی مناسبت کے اعتبار سے مجاز اور تشبیہ کے طور پر انَّ اللہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ [بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا] کہہ سکتے ہیں۔ یہاں لفظ عَلٰی صُوْرَتِهِ میں ایک دقیق نکتہ ہے گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مشارکت و مناسبت صورت و اسم میں ہے نہ کہ حقیقت میں، کیونکہ سیکالات و اوصاف جو کہ ممکن ہیں واجب تعالیٰ کی صفات و کمالات کے مقابلے میں اختلاف اتار کے اعتبار سے گویا ایک اور ہی حقیقت اور مختلف ماہیت رکھتے ہیں، سوائے نام اور صورت کے اور کوئی شرکت نہیں ہے، مَا لِلشُّرَایِبِ وَرَثَیْہِ الْاَدْرِیَابِ [چندت فاک ربا عالم پاک] لہ

ایمان

افضل ایمان کیا ہے؟ [حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ایمان کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بغض رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اور کیا؟ آپ نے فرمایا اور یہ کہ تو لوگوں کے لئے اس چیز کو پسند کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے اس چیز کو ناپسند کرے جس کو تو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الایمان الفصل الثالث)۔

اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ اہل معاصی کے ساتھ بغض رکھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو اور ان لوگوں سے انقباض اور ترش روئی کے ساتھ ملو، اور ان لوگوں کے ساتھ ناراضگی و غصہ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی طلب کرو اور ان سے دوری اختیار کر کے اللہ عزوجل کا

عہ بخاری و مسلم میں یہ روایت ان الفاظ سے ہے "خلق اللہ آدم علی صورتہ"
لہ مکتوبات محصویہ دفتر سوم مکتوب ۱۶۔

قرب حاصل کرو۔ اس کو ابن شاہین اور دبلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور الکثر الخفی میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا تو نے کبھی میرے لئے کوئی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ میں نے آپ کے لئے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقے دیئے اور آپ کا ذکر کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا، البتہ نمازیں تیرے لئے حجت ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ سایہ ہے اور ذکر نور ہے تو پھر تو نے میرے لئے کونسا عمل کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ! آپ مجھے اس عمل کی طرف رہنمائی فرمائیں جو آپ کے لئے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! کیا تو نے میرے کسی دوست سے دوستی کی اور میرے کسی دشمن سے دشمنی کی؟ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ بیشک وہ عمل المحب فی اللہ والبغض فی اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دشمنی کرنا ہے)۔

عوام و خواص اور اخص و اخصوا ایمان بالغیب یا عوام کو نصیب ہے یا اخص و اخصوا کا حصہ ہے کہ جنہوں نے اکمال نبوت سے کچھ حصہ پایا ہے اور وہ نہایت نہایت سے بقدر استعداد آگاہ ہیں، خواص و متوسطین شہود کی لذت کے ساتھ خوش ہیں اور وصال کے خیال کے ساتھ مطمئن ہیں کسی نے خوب کہا ہے

بوقت صبح شود، چوروز معلومت کہ باکہ باختر عشق در شب دیکور

[صبح کے وقت تجھ کو دن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ تو نے انصیری رات میں کس کس کے ساتھ عشق بازی کی ہے۔ جو سوستیبے دل میں آئے اور جو کچھ تیرے خیال میں گزرے پس اللہ تعالیٰ اس کے خلاف (اورا) ہے۔ عوام کا ایمان بالغیب ظلمانی و تورانی پر روں کے پیچھے سے ہے اور خواص اگرچہ ظلمانی پر روں سے پوری طرح رہائی حاصل کر چکے ہیں لیکن تورانی پر روں سے پوری طرح نہیں نکلے اور ان میں چھتے ہوئے ہیں اور ان کے شہود کو مطلوب کا شہود تصور کر لیا ہے اور جو عشق بازیاں کہ صرف مطلوب سے کرنی چاہئیں ان کے ساتھ کرنے لگے ہیں، اور اخص و اخصوا ایمان بالغیب تورانی و ظلمانی پر روں سے گزرنے کے بعد ہے، یہ بزرگوار دوسرے گروہ کے شہود کو پس پشت ڈال کر ذات و راء، الوراہ کے گرفتار ہیں انہوں نے

یقین کیا ہے کہ اس عالم میں اس مقدس مرتبہ سے یقین کے سوا اور کچھ نصیب نہیں ہے کیونکہ روایت (دیدارِ باری تعالیٰ) کا وعدہ آخرت میں کیا گیا ہے اگرچہ وہ کسی قسم کا پردہ حائل نہیں رکھتے لیکن بصیرت (ظاہری و باطنی نظر) کا ضعف شہود کے ادراک سے ملنے ہے، ان دونوں ایمانوں اور دونوں غیبوں کے درمیان بہت فرق ہے لہ

ایمان کے درجات | حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی منکر (خلافِ شرع کام) کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اس کو روک لے پس اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اس کو منع کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل سے اس کو بُرا جائے اور یہ ایمان کا سب سے ضعیف درجہ ہے اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
 نفسِ ایمان اور کمالِ ایمان کی وضاحت | انبیاء علیہم السلام کے ایمان اور عوام کے ایمان کو نفسِ ایمانیت میں شرکت و برابری ہے اور ایمانِ انبیاء کی فضیلت ایمان کو کامل کرنے والی صفات کی طرف راجع ہے کیونکہ جو ایمان کہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ ملا ہوا ہے اور گناہوں اور مشتبہ امور سے پاک ہے وہ کچھ اور ہی صفائی اور علیحدہ نورانیت رکھتا ہے اور بہت بڑے نتائج و ثمرات لاتا ہے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک دوسری نوع ہو جاتا ہے جیسا کہ افرادِ انسان جو کہ نفسِ انسانیت میں مشترک و مساوی ہیں اور صفات کے کمال و نقصان کے پیش نظر ان میں سے ایک جماعت کو (اللہ تعالیٰ نے) کَالْأَنْعَامِ بَلَّغَهُمْ أَصْلًا [وہ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں] فرمایا ہے اور وہ حقیقتِ انسانی سے نکل گئے ہیں۔ اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے **لَوْ تَرَىٰ إِيمَانًا أَلْبَنِي نَكَرَ مَعَ إِيمَانِ أُمَّتِي لَمْ يَحْجْ** [اگر حضرت ابوبکر کے ایمان کو میری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو وہ ضرور بڑھ جائے گا] یہ (ایمان کا) بڑھ جانا بھی صفاتِ کاملہ کے باعث ہے جو کہ ایمان کی نورانیت و صفائی کو بڑھادیتی ہیں اور میزان (توازن) کے پلے کو راجح (بھاری) کر دیتی ہیں کیونکہ صفات و اعراضِ میزانِ موعود (آخری) میں وزن کی جائیں گی۔ اُن (ابوبکرؓ) کا ایمان بھاری کیوں نہ ہو جبکہ وہ موتِ قبل سے مشرف ہو چکے ہیں اور اس صفت میں وہ صحابہ کرامؓ کے درمیان ممتاز ہوئے اور سبقت لے گئے ہیں اور اسی لئے آیہ کریمہ **وَالَّذِينَ مَعَهُ** (اور جو اس (پیغمبر) کے ساتھ ہیں) اور آیہ کریمہ **إِنَّ اللَّهَ مَعَهُ** (بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) کے مصداقِ معیت کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں اور اصحابِ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے درمیان اس

لے مکتوبات معصومیہ ذکر اول مکتوب ۱۲۴ -

موت کی بشارت کے ساتھ جو کہ عین معرفت اور ایمان کو کامل کرنے والی ہے بستر ہوئے ہیں جیسا کہ ان کی شان میں وارد ہوا ہے: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَيْتٍ يَمِينِي عَلِيٍّ وَجِبْرًا لَأَرْضٍ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ابْنِ أَبِي قُحَّافَةَ (جو شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی میت (مرہ) کو زمین پر چلایا ہوا دیکھے تو اس کو ابو بکر ابن قحافہ کی طرف دیکھ لینا چاہئے)۔ اگرچہ تمام صحابہ بھی اس موت کے ساتھ متصف تھے لیکن اس بشارت کے ساتھ ان کی تخصیص اس صفت میں دوسروں سے زیادہ ان کے کمال کی خبر دینے والی ہے اور جو شخص کہ اس صفت میں زیادہ کامل ہے اس کا ایمان بھی اسی قدر زیادہ کامل ہے کیونکہ یہ موت (قبل از موت) اطمینان نفس کا ثمرہ دینے والی ہے اور اطمینان نفس ایمان حقیقی ہے جو کہ زوال سے محفوظ ہے۔ آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر (حقیقی طور سے) ایمان لائے)۔ گویا اسی ایمان کی طرف اشارہ ہے، اور شاید کہ حدیث اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَيْسَ بَعْدَكَ كُفْرٌ (اے اللہ! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جس کے بعد کفر نہ ہو) میں یہی ایمان مطلوب ہے۔ یہ وہ موت ہے جو کہ دائمی زندگی تک پہنچاتی ہے اور قرب و معرفت کے اتوار کے ساتھ متصف کرتی ہے۔ آیہ کریمہ أَوْ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ (کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مر رہا تھا پس ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور بنایا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے) میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ لہ

(نیز فرماتے ہیں) حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بڑھ اس وقت تک صریح ایمان کا حق ادا نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کا یہ حال نہ ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض کرے، پس جب اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے بغض کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا مستحق ہو گیا، اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض کیا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دیا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے منع کیا تو بیشک اس نے ایمان کی تکمیل کر لی۔ اس کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے ۴

متابعت کے ساتھ وابستہ تھا وہ نادر مقام ایک نہایت عجیب مقام ہے کہ کسی رسول کا کوئی مقام اس مقام کی مانند نہیں ہے، جب اس مقام میں قرار پذیر ہو گئے تو جو نظر کہ پیمانہ گان کے حال پر رکھتے تھے بہت کم ہو گئی اور کئی طور پر بارگاہِ قدس کی طرف متوجہ ہو گئے اور خاص خلوت خانہ میں محبوب کے ساتھ خلوت پذیر ہو گئے اور نیز محسوس ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عروج کے درپے تھے بعض اصحاب کرام علیہم الرضوان بھی آپ کی متابعت کی وجہ سے اس عروج میں شریک تھے، اور جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام خاصہ میں داخل ہو گئے اصحاب کرام مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اُن علیہ السلام کے زیرِ قدم رہ گئے اور انھوں نے مقام خاصہ میں گنجائش نہ پائی۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متوجہ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقام خاصہ میں داخل فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تردید ہے کہ داخل فرمایا یا نہیں لیکن گمان غالب یہ ہے کہ ان کو بھی مقام خاصہ میں کچھ گنجائش ہو گئی۔ ۱۷

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور اُن (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی امامت عام اور دائمی ہے اس لئے کہ ان کے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا جو اُن کی ذریت (اولاد) میں سے نہ ہو، اور اور ان کی اتباع کا پابند نہ ہو (اگرچہ وہ اتباع فی الجملہ ہو، فی جمیع الاحکام نہ ہو) جیسا کہ آیہ کریمہ **وَ اتَّبِعْ حِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا** اس پر دلالت کرتی ہے لیکن یہ آیتیں آنسور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت میں کوئی کمی نہیں کرتیں، کیونکہ مفسرین نے کہا ہے یعنی توحید میں یا حق جل و علا کی طرف دعوت دینے کے طریقے میں ان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی پیروی کر، جیسا کہ وہ ترمی و مدارات کے ساتھ پے درپے دلائل پیش کر کے اور شخص کی سمجھ کے مطابق بحث کر کے دعوت دیتے تھے آپ بھی ایسا ہی کیجئے۔

صاحب تیسیر نے بیان کیا ہے کہ اتباع (پیروی) کرنا اس راہ پر چلنے کا نام ہے جس پر متبوع جس کا اتباع کیا جائے چلا ہے۔ پس آنسور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع کرنا اس بنا پر تھا کہ آپ اُن (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے بعد مبعوث ہوئے تھے، نہ اس لئے کہ آپ مرتبہ میں ان کم ہیں اور اُن اَلْاَوَّلٰیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلٰی اللّٰہِ (میں اللہ کے نزدیک اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں) کے ارشاد کے بموجب یہ بات مسلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے اکرم و افضل ہیں اور فضیلت میں آپ کا حصہ تمام انبیاء و اصیفا سے بہت زیادہ اور بہت جامع ہے اور یہ جو قِبْلَہُمْ اَمَّا اَقْبَدُ (پس آپ اُن (انبیاء) کی روش کی پیروی کریں) وارد ہوا ہے، یہ بھی اسی قسم سے ہے کہ اس امر سے (بھی)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ ان سب کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فاضل کو مفضول کی متابعت کا حکم دیتے ہیں اور متابعت کے حکم سے اس کی فاضلیت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے **وَسَيَاوِرُهُمْ فِي الْآخِرِ** (آپ ان (اپنے اصحاب) سے کام میں مشورہ کر لیا کریں)۔ اصحاب کرامؓ کے ساتھ مشورہ کرنے کا امر ان کی متابعت کے امر کو شامل ہونے سے خالی نہیں ہے (یعنی امر متابعت کو شامل ہے) ورنہ مشورہ کرنے کا کیا فائدہ ہو گا بجز حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے افضل ہونا اور صحابہؓ کا مفضول ہونا مسلمہ امر ہے) لہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت کے قطب ارشاد اور قیوم تھے۔

آپ نے لکھا تھا کہ "کسی عبارت میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے وقت کے قطب ارشاد ہوئے ہیں، کیا اس وقت میں قیومیت کی نسبت کوئی رکھنا تھا؟ اگر آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام رکھتے تھے تو آپ کو قیوم ہونے کے باوجود قطب ارشاد کیوں کہتے ہیں اور کونسا فائدہ اس میں ہے حالانکہ قطبیت کی نسبت قیومیت کی نسبت سے نیچے ہے"۔ (جواب) آپ جان لیں کہ لفظ قطب ارشاد ویدار وغیرہ اہل شرع کی زبان میں وارد نہیں ہیں اور صوفیائے کرام کی اصطلاحات و مکشوفات میں سے ہیں اور نسبت قیومیت حضرت عالی (محمد الف ثانی قدس سرہ) کا مکشوف ہے، معلوم نہیں ہے کہ ان حضرات عالی سے پہلے اولیا اللہ میں سے کسی نے یہ بات کہی ہو (اور) اس کے اسرار کے ساتھ متحقق ہوا ہو۔ صوفیہ کے مطابق ولایت کے طریقوں میں کمال الکمال قطبیت ارشاد ہے جس کو بزرگوں نے آنسرور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ نسبت دی ہے، نسبت قیومیت جبکہ اس زمانہ میں ظاہر نہیں ہوئی تھی وہ حضرات کہاں سے (اس کا) اطلاق کرتے، اب جبکہ ظاہر ہو گئی ہے، ہم کہتے ہیں کہ یہ نسبت عالیہ آنسرور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زمانہ میں آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو تفویض ہوئی تھی اور شایان بہتیں ہے کہ نسبت قیومیت اس وقت میں آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے ہو اور کسی دوسرے سے منسوب ہو لہ

۱۔ مکتوبات معصومہ دفتر سوم، مکتوب ۲۴۔ ۲۔ ایضاً دفتر دوم، مکتوب ۴۶۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم | سوال :- کھانا کھانے میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عادت تشریف کیا تھی؟ — جواب :- آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) بقدر

ضرورت اور اس قدر کہ جس سے بدن قائم رہے تناول فرماتے تھے پیٹ بھر نہیں کھاتے تھے اور (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کی روایت سے ثابت ہے کہ حضرت (رسول اللہ) علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی شکم سیر نہیں ہوئے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ اپنے اہل میں (اس طرح رہتے) تھے کہ آپ ان سے کسی کھانے کا سوال نہیں کرتے تھے اگر وہ لوگ کھانا لے آتے تو آپ کھا لیتے اور جو کچھ لے آئے آپ قبول فرما لیتے تھے اور مشروبات میں سے جو کچھ یہ لوگ دے دیتے آپ پی لیتے تھے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک سب سے مرغوب کھانا وہ ہوتا تھا کہ جس پر بہت سے ہاتھ (داخل) ہوں یعنی جماعت کے ساتھ کھاتے تھے تنہا نہیں۔ اور وحی کرنا کی روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ اولاد آدم (انسان) کے لئے وہ چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو درست (قائم) رکھیں، پس اگر اس پر صبر نہ کر سکے تو اس کے پیٹ کا ایک تہائی حصہ اس کے پانی کے لئے ہو اور نہائی حصہ سانس لینے کے لئے ہو، کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہتے تھے اور یہ عمل سنت مؤکدہ ہے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھا

اور اس کے بعد کہے "الحمد لله الذی اطعمتی هذا الطعام ووزقنیہ من غیر حول متی ولا قوۃ" تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں پچھلے اور اگلے کا لفظ آیا ہے —

اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سونا حد اعتدال پر اور قلیل تھا اس کے باوجود آپ کا دل مبارک نہیں سوتا تھا بلکہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الف الصلوٰۃ والتحیہ کی آنکھ سوتی تھی — آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کم کرنے (قصد لئے جانے) کی تاریخ خمینیہ کی سترہ یا انیس یا اکیس تاریخ تھی —

اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کا لباس چند قسم کا ہوتا تھا نفیس بھی پہنا ہے یعنی ردہ نہیں فرمایا ہے

اور اس کے علاوہ بھی پہنا ہے اور رونی کا (سوتی) کپڑا اکثر پہنا ہے اور پشمینہ (اونی کپڑا) بھی پہنا ہے

مختصر یہ ہے کہ لباس کے بارے میں آپ کی عادت تشریف تکلف کی نہیں تھی جس قسم کا حاضر ہو جانا قبول

فرما لیتے اور کپڑا کاٹنے کے لئے کسی دن کا معین ہونا ثابت نہیں ہوا ہے۔ (دفتر دم مکتوب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش و وفات و عمر شریف اور خیر البرہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کا یوم پیدائش و یوم

وفات و شبہ (پیر) ہے، اس دن کے آخری حصہ میں وفات پائی اور اس روز جو کہ سہ شنبہ (منگل) تھا

ان (کے جس مبارک) کی حفاظت کی گئی و ربہ کی نصف شب اور ایک روایت میں اخیر شب میں آنحضرت

علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل البرکات کو آرام کی نیند سلا دیا گیا۔ رباعی

يَا خَيْرَ مَنْ دَفِنَتْ فِي التُّرَابِ اعْظَمِ
 قَطَابٍ مِنْ طِبْهِهِمُ الْقَاعَ وَالْاَكْبَرِ
 رُوْحِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاكِنُهُ
 فِيهِ الْعَفَاةُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

[اے وہ ذات جو ان لوگوں میں سب سے بہتر ہے جن کی ہڈیاں مٹی میں دفن ہوئیں اور ان کی خوشبو سے میلان اور پھاڑیاں معطر ہوئیں، میری روح اُس قبر (مبارک) پر فدا ہو جس میں آپ سکونت پذیر ہیں اس میں (درحقیقت) پاکیزگی، سخاوت اور بزرگی (مدفون) ہے]۔

آپ نے حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عمر مبارک کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ جان لیں کہ اس بارے میں چند قول ہیں ایک قول کے مطابق ساٹھویں سال کے اوائل میں پردہ فرمایا اور ایک قول کے مطابق تریسٹھ سال میں اور یہ قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے اور ایک قول کے مطابق پینسٹھ سال کی عمر میں اور علمائے ان اقوال میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ جس نے تریسٹھ سال کہا ہے اس نے سال پیدائش اور سال وفات کو حساب میں نہیں لیا اور جس نے پینسٹھ سال کہا اس نے سال ولادت و سال وفات کو بھی شمار کیا ہے اور جس نے ساٹھ سال کہی ہے اس نے عشرت (دہائیوں) کو شمار کیا ہے اور کسور (کائیوں) کو شمار نہیں کیا۔ لہ

قدرِ خیر و شر

مسئلہ قضا و قدر | قضا و قدر کا مسئلہ اللہ جل شانہ کے اسرار میں سے ایک ستر ہے، اس مسئلہ میں باہم گفتگو کرنا اور چھان بین کرنا ممنوع ہے اس معاملہ میں ممانعت کی حدیثیں بہت ہیں جو کچھ ہم پر لازم ہے وہ اوامر کو بجالانا اور نواہی سے بچنا ہے اس مسئلہ میں غور کرنے کے لئے فرمایا نہیں گیا ہے بلکہ منع کیا گیا ہے، اس معاملہ کی حقیقت کو جل و علا کے علم کے حوالہ کرنا چاہئے، جس چیز کے ساتھ (ہمیں) مکلف کیا گیا ہے تنہی و احسانندی کے ساتھ اس کے بجالانے میں کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ہے سب سے زیادہ سلامتی کا راستہ۔ میرے مخدوم! اس مسئلہ میں جو کچھ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اس کے موافق اعتقاد درست رکھنا چاہئے اور شک میں ڈالنے والی باتوں اور چون و چرا میں نہیں جانا چاہئے کہ (یہ) متع ہے۔ آپ جان لیں کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ بتدہ کے تمام افعال خیر ہوں یا شر سب حق سبحانہ کی تقدیر و ارادہ سے ہیں والقدر خیر و شر من اللہ تعالیٰ [اور اس کے خیر و شر کا مقدر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے] اور تقدیر خلق و ایجاد سے عبارت ہے اور (یہ بات) معلوم ہے کہ قائل و دو جہد اس جل شانہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ لا الہ الا ھو خالق کل شیء فاعبدوہ ذلک [اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر چیز کا خالق ہے پس اس کی عبادت کرو] اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَفَاتَعْمَلُونَ (۳۶) [اور اللہ تعالیٰ نے تم کو

لہ مکتوبات معصومہ دفتر مخدوم مکتوب ۵۱ -

اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا] . . . (چند سطور کے بعد فرماتے ہیں) ہم اصل بات کی طرف جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خیر و شر کی تقدیر اور نسبت خلق حق تعالیٰ کی طرف تسویب ہونے کے باوجود بندہ کے ارادہ و اختیار کو بھی اس کے وجود و فعل میں دخل دیا گیا ہے، اول صرف ارادہ بندہ کی جانب سے ہوتا ہے اس کے بعد اس کے موافق حق تعالیٰ خلق (پیدا) فرماتا ہے اور ارادہ کے اس استعمال ہی کو کسب کہتے ہیں پس خلق حق جل و علا کا فعل ہے اور اس کا کسب بندہ کی طرف سے ہے۔ اور یہ جو آپ نے لانتخیر ذرۃ الابادۃ (اس (اللہ تعالیٰ) کی اجازت کے بغیر کوئی ذرہ حرکت نہیں کرتا) وغیرہ لکھا ہے تو یہ حق تعالیٰ کے پیدا کرنے کے اعتبار سے ہے اور مقتول کے عوض میں قاتل کو قتل کرنا اور گنہگار کو ملامت کرنا اور اس کو سزا کا عذاب دینا کسب کے اعتبار سے ہے۔ و تاہم فیہ

مسئلہ فضا و قدر پر مجمل ایمان لانا چاہئے | میرے مخدوم! افضا و قدر کا مسئلہ دقیق مسائل میں سے ہے ہر شخص کی سمجھ اس مسئلہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اس مسئلہ کی حقیقت کو جیسی کہ ہے حضرت علام الغیوب (اللہ تعالیٰ) ہی بہتر جانتا ہے، مجمل طور پر اس قدر ایمان لانا چاہئے کہ اس (بندہ) کی قدر خیر و شر اللہ تعالیٰ (کی طرف) سے ہے اور لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اگر (وہ اعمال) خیر ہیں تو (بدلہ) خیر ہوگا اور اگر شر ہیں تو (بدلہ) شر ہوگا، اس پر ہمیں زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے علم کو حق سبحانہ کے سپرد کرنا چاہئے اور اس کے اوامر و نواہی کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہئے، اگر ایسا نہ کرے تو بندہ سرکش ہوگا اور مختلف قسم کی سزاؤں کا مستحق ہوگا ہم یہی طور پر اور اپنے وجدان سے یہ پلٹتے ہیں کہ ہم کو اس قدر قدرت دی ہے کہ اوامر و نواہی کی ذمہ داری سے عہدہ بردہ ہو سکتے ہیں اور گناہ کو بغاوت و سرکشی سمجھتے ہیں۔

راضی بقضائنا چاہئے | اے اشفاق پناہ! جو کچھ بندہ برگزرتا ہے وہ سب تقدیر و ارادہ ازلی سے ہے، آیہ کریمہ مَا صَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا (یعنی) (کوئی مصیبت دنیا میں یا تمہاری جانوں میں نہیں آتی مگر یہ کہ وہ کتاب (روح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہوتی ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو دنیا میں پیدا کریں) اس معنی پر دلالت کرتی ہے، رضا و تسلیم کے سوا چارہ و تدبیر نہیں ہے چونکہ (یہ سب) محبوب کا فعل ہے (اس لئے) محب کو چاہئے کہ اس سے لذت حاصل کرے اور خردہ پیشانی سے پیش آئے اور اس ضمن میں اس تعالیٰ شانہ کے الطاف و غایات کا منتظر رہے۔ ۳۷

(ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) جو رنج و غم بھی (انسان کو) پہنچتا ہے چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور تقدیر سے ہے اس لئے رضا مندی کے سوا کوئی چارہ و تدبیر نہیں ہے، طاعات کے معمولات پر مستعد رہیں اور تکالیف و امراض پر صبر و تحمل کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عاقبت طلب کرتے رہیں

۱۔ مکتوبات معصومہ قسط ۲۳ ۲۔ ایضاً قسط ۱۳۷ ۳۔ ایضاً قسط ۱۳۷

اور مخلوق میں سے کسی کو درمیان میں نہ دیکھیں اور تمام امور کو حق سبحانہ و تعالیٰ ہی کی طرف سے جائیں اور اُس کے دُور کرنے کو بھی اُسی سے چاہیں کیونکہ اُس سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیر کے بغیر کوئی شخص کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا، اور اس کے ارادہ کے بغیر کوئی شخص ضرر نہ تکلیف کو دُور نہیں کر سکتا، بندگی کا راستہ یہی ہے۔

قضا و قدر پر راضی ہونا | حق سبحانہ و تعالیٰ کے بندہ کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو تنگی بھی اس کے سینے میں ہو اُس کو دُور کر دے اور اس کے سینے میں کوئی تنگی بھی کسی طرح سے نہ رہے اور اوامر کے بجالانے اور نواہی سے باز رہنے میں پوری سہولت حاصل ہو جائے اور اس کی مرضی حق سبحانہ و تعالیٰ کی قضا و قدر کے اس حد تک تابع ہو جائے کہ اگر ایک دنیا ناراض ہو جائے یا اس کو سخت مصیبتوں اور شدید رنج و غم میں مبتلا کر دیا جائے تو ان امور سے اس کے باطن میں کوئی گدورت پیدا نہ ہو ان امور کو بالکل درست اور نہایت مناسب دیکھے اور پوری خوشی و رغبت کے ساتھ ان چیزوں سے راضی ہو جائے بلکہ جو بلا و مصیبت بھی پیش آئے اس کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے شمار کرے اور اس کے شکر میں کوشش کرے اور نیز خناس (شیطان) کا وسوسہ جو اس کے سینے میں قائم تھا اور وہاں اپنا آشیانہ رکھتا تھا دُور ہو جائے اور وہاں سے اس کے ٹھکانے کو ویران کر دیا جائے، جب اس اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور بہت بڑی سعادت کے ساتھ عارفِ کامل کو نوازیجا جاتا ہے تو وہ اللہ جل شانہ کی ہدایت کے ساتھ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے اور صراطِ مستقیم پالیتا ہے اور شرح صدر بھی اسی ہدایت پانے سے عبارت ہے۔

مقامِ رضا | میرے مخدوم! چند روزہ زندگی کو جو کہ بہت قیمتی ہے سب سے قیمتی اشیاء میں صرف کرنا چاہئے اور وہ مولائے حقیقی جل سلطانہ کی خوشنودیوں کا حاصل کرنے کے لئے کمر ہمت کو اس بزرگ کام میں کس کر یا نہ نصیب اور جو کچھ اس کے منافی ہے اس سے الگ ہو جائیں۔ بندہ کے حق میں کمال یہ ہے کہ اس کا مولانا سے راضی ہو اور وہ اس (اپنے مولانا) سے راضی ہو، اس لئے مقامِ رضا تمام مقامات سے اوپر ہوا۔ اس رضا کی علامت یہ ہے کہ بندہ اس تعالیٰ شانہ سے راضی ہو جائے اور اراہوں اور خواہشات میں اس تعالیٰ شانہ کی رضامندی کے خلاف اس سے ظاہر نہ ہو اور رنج پہنچنے کی حالت میں نعمت حاصل ہونے کی مانند کشادہ رُو رہے اور اس کے اوامر و نواہی میں اس کی ابرو پر پل نہ آئے اور تمام افعالِ واجبی (اللہ تعالیٰ کے افعال) میں شرح صدر کے ساتھ رہے اور اس عزم و ہمت کی قضا و قدر کے ساتھ اطاعت و تسلیم اختیار کرے۔

رضا کے دو اعتبار | رضا کے مقام میں جو کہ مقامات میں سب سے آخری مقام ہے دو اعتبار ہیں، پہلا اعتبار یہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا بندے سے راضی ہونا اور دوسرا اعتبار یہ بندے کا حق سبحانہ و تعالیٰ سے راضی ہونا،

لہ مکتوباتِ مصوبہ فتراول مکتوبہ ۲۷۰ ایضاً فتراول مکتوبہ ۲۷۱

دوسرا اعتبار پہلے اعتبار پر فوقیت رکھتا ہے اس لئے کہ پہلے حق تعالیٰ کی رضا ہے اس کے بعد بندے کی رضا جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ [اندر تعالیٰ ان سے راضی ہوا

اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے] لہ

رضائی دو قسمیں | آپ نے لکھا تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والبرکات مقام رضائیں تھے تو پھر آیہ کریمہ
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ [اور البتہ عنقریب آپ کا رب آپ پر خاص انعام فرمائے گا پس آپ

خوش ہو جائیں گے] کس معنی میں ہے؟ — میرے مخدوم! رضا دو قسم پر ہے: ایک وہ رضا ہے جو عطیہ کے وجود سے پہلے ہے، انبیاء علیہم الصلوٰت والبرکات کو آج یہ رضا حاصل ہے، عطیہ و عدم عطیہ اور نعمت و نعمت اس رضائیں برابر ہیں جو کچھ اس (اللہ تعالیٰ کی) طرف سے پہنچتا ہے اور تقدیر الٰہی اس پر جاری ہوتی ہے وہ (انبیاء علیہم السلام) اس پر راضی ہیں۔ اور ایک رضا عطیہ کے بعد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے روز جب بیشمار عطیّات و انعامات یعنی امت کی شفاعت و مغفرت کا قبول ہوتا اور عرش پر چلوس فرمانا وغیرہ حاصل ہوں گے تو پیغمبر علیہ الصلوٰة والسلام فرمائیں گے ”بہت ہے میں راضی ہوا“

امام محمد باقر (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ ”لے اہل عراق! تم کہتے ہو کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ امید والی آیت لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ [۳۹] تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو | ہے اور ہم اہل بیت اس کے قائل ہیں کہ امیر و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ میں زیادہ ہے کیونکہ حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اس بات سے) راضی نہیں ہونگے کہ آپ کی امت کا ایک شخص بھی دو تریخ میں ہے۔“ میں کہتا ہوں ہو سکتا ہے کہ عام مخلوق کے اعتبار سے زیادہ امید والی آیت پہلی آیت ہو اور اس امت

کے اعتبار سے زیادہ امید والی آیت دوسری آیت ہو، دونوں رضائوں میں یہ فرق دو معلوموں کے حال کے فرق کے اعتبار سے دو علموں کے فرق کی مانند ہے اس لئے کہ حق سبحانہ تمام اشیاء کو علم ازلی سے جانتا ہے اس کے باوجود یہ فرماتا ہے وَإِذْ كَلَّمَ اللَّهُ مَن يَتَصَوَّرُ وَرَسُولَهُ بِالْغَيْبِ [۵۴] اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ کون اس کی اور اس کے رسول کی غیب کے ساتھ مدد کرتا ہے [تیر فرماتا ہے] فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ لْيَعْلَمَنَّ الَّذِينَ كَذَبُوا [۲۹] پس اللہ تعالیٰ (آزمائش کے ذریعہ) البتہ ان لوگوں کو معلوم کرے گا جو سچے تھے اور البتہ ان لوگوں کو (بھی) معلوم کرے گا جو جھوٹے تھے] وغیرہ، علم ازلی وجود اشیاء سے پہلے اشیاء کا علم ہے اور دوسرا علم وجود اشیاء کے بعد کا علم ہے اور یہ دونوں علم مختلف ہیں، اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ فَتَرْضَىٰ کے معنی رضا میں اضافہ نہیں، اصل رضا پہلے حاصل تھی اور اب رضائیں اضافہ حاصل ہو جائے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ آں سرور

لے مکتوباتِ معصومیہ و فترال مکتوب ۶۲۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دائمی رضا کے ساتھ منصف ہیں تو پھر امام (محمد باقرؑ) کا قول کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) راضی نہیں ہوں گے کہ ان کی امت کا کوئی ایک شخص بھی دوزخ میں جائے، کس معنی میں ہے؟ اور رضا عدم رضا ایک مقام میں کس طرح جمع ہوں گی؟ — (جواب) میں کہتا ہوں کہ راضی نہ ہوں گے، کے معنی یہ ہیں کہ شادیاں و مسرور نہیں ہوں گے، مسرور نہ ہونا جو کہ حزن ہے رضا بفضلہ کے منافی نہیں ہے کہ ایک وقت میں جمع نہ ہوں اس لئے کہ سخت مصائب میں مومن مسرور نہیں ہونا بلکہ مغموم و محزون ہوتا ہے اس کے باوجود رضا بقضائے، اَلْعَيْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَرَأَيْتَ الْفِرَاقَ اَوْ لَكَ يَا اَبْرَاهِيْمَ كَمْ حَزُوًّا نُوْتُ [انکھ روتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور لے ابراہیم! بیشک ہم تیری جدائی میں غمگین ہیں] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے اور سورۃ طہ میں رضا اسی معنی میں ہے لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ یعنی شاید کہ تو خوش ہو جائے اور سورۃ والضحیٰ میں بھی اگر رضا کو مسرور و خوشی کے معنی میں لیا جائے تو اصل سوال رفع ہو جاتا ہے۔

آخرت

جنت کے درجات میں تفاوت | ہمارے حضرت (محمد و اہل بیت) ثانی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ ہر شخص کی بہشت اس اسم الہی (جمل شانہ) کے ظہور سے عبارت ہے جو اس شخص کا بیدار تعین ہے اور اس اسم نے اشجار و اہل دار اور حور و قصور کے لباس میں ظہور فرمایا ہے، اسمائے الہی (جمل شانہ) کی بلندی و پستی اور جامعیت و عدم جامعیت میں تفاوت و فرق کے مطابق جنت کے درجات میں بھی تفاوت و فرق ہے۔

حدیث "جنت کا ایک باغ ہے" کی تشریح | حدیث شریف میں آیا ہے کہ القبر روضۃ من ریاض الجنۃ [جنت کے باغوں میں۔ ایک باغ ہے] قبر کے باغ ہونے سے مراد (ظاہر) یہ ہے کہ جو پردہ اور مسافت بقعہ قبر اور جنت کے درمیان واقع ہے دور ہو جاتی ہے اور ان دونوں مقاموں کے درمیان کوئی پردہ اور رکاوٹ باقی نہیں رہتی گویا زمین بقعہ قبر کو جنت کے ساتھ فساد بقا حاصل ہو جاتی ہے، پس سمجھ لیجئے۔ اور یہی معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بھی ہیں ما بین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ [میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے] جانا چاہئے کہ اس طرح کا باغ اخص ان خواص حضرات کے لئے مخصوص ہے ہر مومن کو سیرت میں ہے، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ جب مومن کی قبر میں ایک طرح کی صفائی اور توراہیت پیدا کر لیتی ہیں تو ان میں اس بات کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ جنت کا عکس ان قبروں میں منعکس ہو جائے اور صفائی حاصل کئے ہوئے آئینہ کی طرح ہو جائیں گے۔

لہٰذا یہ ایک متفق علیہ حدیث کا ٹکڑا ہے جو مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب البکامیں مروی ہے۔

۳۱ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوبہ ۱۳۱ ۳۲ ایضاً فتاویٰ مکتوبہ ۲۲۷ ۳۳ ایضاً فتاویٰ مکتوبہ۔

قبر کی فراخی و تنگی | میرے مخدوم! ارواح اور برزخِ صغریٰ کا معاملہ بہت نازک ہے اس بارے میں ظن و تخمین (انداز) کے ساتھ جرات نہیں کر سکتے، جو کچھ نصوص سے ثابت ہو چکا ہے اس پر محفلِ ایمان لانا چاہئے اور اس کی تفصیل کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالہ کرنا چاہئے کیونکہ **وَمَا أَدْرِيئُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا** [دیکھو] اور تم کو صرف تھوڑا سا علم دیا گیا ہے [نص قاطع ہے۔ ہم قبر کی فراخی و آسانی اور عذاب و سزا پر ایمان لائیں اور اس کی تفصیلات میں مشغول نہ ہوں کیونکہ ہم اس پر یامور نہیں ہیں، اور اسی طرح اموات (مردوں) کا آپس میں کلام کرنا (درواہوں) میں آیا ہے، اور قبر کے عذاب میں مردوں کا چیخنا اور چلانا اور دہوا ہے کہ جس کو ثقلین (آسانوں اور جتوں) کے سوا ہر وہ چیز جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے سنتی ہے (اس کو) مان لینا چاہئے، یا تو روح مجرد چیختی ہو کہ ثقلین (آسان و جن) کے سوا سب سنتے ہیں یا جسدی آلہ (جسمانی اعضا) کے واسطے سے کہ جس نے ایک طرح کی حیات پائی ہے چیختی ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اگر وہ (ارواح) آلہ کی مخلج ہوں تو وہ عالمِ حدوث کو ابھی تک اپنے ساتھ رکھتی ہوں گی۔ میرے مخدوم! ممکن سے حدوث کا دارغ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ہرگز زائل ہونے والا نہیں ہے۔

ثواب و عذابِ قبر کی کیفیت | سوال :- موت کے بعد جب بدن اور روح کو مفارقت و انقطاع حاصل ہو گیا تو ثوابِ قبر و عذابِ قبر جو کہ برحق ہے کس طرح ہوگا؟ — جواب :- قبر میں روح کو بدن کے ساتھ ایک تعلق و اتصال عطا کیا جاتا ہے جو کہ ثواب و عذاب کے ادراک کا سبب ہوتا ہے (وہ تعلق و اتصال) اس قدر نہیں ہوتا کہ حس و حرکت کا سبب بن سکے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خواب میں آدمی لذت و الہم حاصل کرتا ہے اور اس کے ظاہر پر لذت و الہم کا کچھ بھی اثر پیدا نہیں ہوتا۔

ارکانِ اسلام

اسلام حقیقی | صوفیائے کرام کے طریقے میں اولین مطلوبِ اسلام حقیقی کا حاصل ہونا ہے جو کہ نفسِ امارہ کے مطیع ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور وہ اسلام جو اطمینانِ نفس سے پہلے محض تصدیقِ قلبی سے حاصل ہوتا ہے (صوفیہ) اس کو مجازی اسلام کہتے ہیں اور اس کو حقیقی اسلام کہتے ہیں۔

نماز کی تفصیل | پس علمائے اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیدہم [اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو شکر و فریاد] کی صحیح آزار کے مطابق دینی عقائد جو کہ کتاب و سنت سے ناخود ہیں ان کی تصحیح کے بغیر چارہ نہیں ہے اور فرض و واجبات کے ادا کرنے اور حرام چیزوں سے بچنے کے سوا گذارا نہیں ہے۔ اور سب سے بہتر عبادت اور سب سے معتبر عبادت نماز ہے جو کہ دین کا ستون اور مسلمان دکافر میں واضح طور پر فرق کرنے والی ہے اور جو

۱۔ دفتر اول مکتوب ۱۸۲۔ ۲۔ دفتر سوم مکتوب ۲۱۷۔ ۳۔ دفتر اول مکتوب ۶۲۔

قرب الہی اس کے ادا کرنے وقت حاصل ہوتا ہے اس (نماز کے باہر وہ نادر بہت کم) ہے، پس نماز کو پانچ وقت جماعت و جمعیت و تعدیل ارکان اور کامل وضو کے ساتھ مستحب اوقات میں ادا کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب بتدرہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان کے حجابات اٹھادیئے جاتے ہیں اور جب تک وہ ناک کی ریت نہ ڈالے جو عین اس کے سامنے رہتی ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ نماز پڑھے والا بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ جو شخص ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے قریب ہے کہ وہ اس کے لئے کھول دیا جائے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال بیٹھے پانی کی جاری نہر کی مانند ہے جو ہم میں سے کسی کے دروازے کے پاس سے گذرتی ہے کہ وہ شخص اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے پس اس سے (اس پر) کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بیشک جس شخص نے ان پانچ فرض نمازوں پر جماعت (سے ادا کرنے) میں حفاظت کی وہ ان لوگوں میں سب پہلا شخص ہوگا جو بل صراط پر چکنے والی بجلی کی مانند (تیزی سے) گذریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو سابقین کے پہلے گروہ میں حشر فرمائے گا اور ہر دن اور رات میں ان نمازوں پر حفاظت کرنے والے کو ایک ہزار ایسے شہیدوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ہوں۔

دیکھ دو سرے مکتوب میں تخریر فرماتے ہیں) بیشک نماز مومن کی معراج اور کمال قرب کا مقام ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی راحت کو نماز میں تلاش کیا ہے اور قرۃ عینیٰ فی الصلوٰۃ (سیری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے) فرمایا ہے اور جو لذت کہ فرض نماز میں پیش آتی ہے غیر فرض پر کمال فضیلت رکھتی ہے سجدہ کے بارے میں کیا لکھے، سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کی طلب کرنا اور اس پر حریص ہونا چاہئے۔ اور نیز آیلہ ہے کہ ”بتدرہ کی کوئی حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اُسے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس کا چہرہ خاک آلود ہو“۔ اور نیز وارد ہوا ہے کہ ”بتدرہ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے“۔ کبھی کبھی چاہئے کہ نماز مٹی پر کسی واسطہ (مصلیٰ وغیرہ) کے بغیر ادا کی جائے اور سجدہ کیا جائے۔ اور نماز میں طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدوں پر راعب رہیں اور نوافل میں اگر چاہیں تو رکوع و سجدہ و قنوت کی ماثورہ رعایں پڑھیں۔ (نیز فرماتے ہیں) حدیث شریف میں ہے کہ سب سے فضیلت والی نماز وہ ہے جس میں قنوت یعنی قیام طویل ہو اور قنوت (قیام طویل) سکر ات موت کو ہلکا کرتا ہے اور اگر امام ہوں تو امام کے لئے جو مقدار سنون

لہ مکتوبات معصومہ دفتر دوم مکتوب ۱۱۔ لہ ایضاً دفتر دوم مکتوب ۱۵۴۔

اس پر لکھا کریں اور معتقدوں کا لحاظ کریں، ایک رکعت میں سورت کی تکرار کو توافل میں جائز کیا گیا ہے اور رکوع و سجود کی تسبیحات کی تعداد کی حد سات تک ہے اور بعض روایتوں میں نو اور گیارہ تک بھی آئی ہے اور اگر اس سے بھی طویل کرنا چاہیں تو رکوع و سجود کی جو دعائیں روایات میں آئی ہیں پڑھیں اور جس قدر بھی تکرار کریں گنجائش ہے۔ عوف بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ (تمازی میں) کھڑا ہوا پس جب آپ نے رکوع کیا تو سورہ بقرہ (پڑھنے) کے بقدر ٹھہرے رہے اور اپنے رکوع میں سبحان ذی الجبروت والملكوت والکبریاء کہتے رہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر آپ نے سجدوں میں بھی اس کی مانند کہا اور امام نووی نے ذکر کیا کہ صحیح مسلم میں (حضرت) حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے طویل رکوع میں جبکہ سورہ بقرہ و آل عمران و نساء کی قرأت کے قریب تھا سبحان ربی العظیم پڑھا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رکوع میں سبحان ربی العظیم کا تکرار فرماتے رہے جیسا کہ سنن ابوداؤد وغیرہ میں واضح طور پر آیا ہے اور صحیح مسلم سے بھی ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں کاش کہ میں جان لیتا کہ اس حدیث کی اس وضاحت اور ان علماء کے قول میں تطبیق کی کیا صورت ہے جنہوں نے حکم کیلئے ہے کہ (رکوع و سجود میں) تسبیحات کی زیادہ سے زیادہ تعداد سات سے گیارہ تک ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ اکمل (درجہ) ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان (علماء) کے نزدیک اس حکم میں کوئی بڑی وجہ اور معتبر سند ہے لہ

نماز وغیرہ کے سنن آداب نیز قرآن میں | جانا چاہئے کہ وہ آداب و توافل جو کہ فرائض کو مکمل اور پورا کرنے والے ہیں وہ فرائض میں ہی شمار کئے جاتے ہیں ان کی رعایت جس قدر زیادہ کی جائے گی فرض کا نتیجہ اسی قدر زیادہ اچھا نکلے گا بلکہ مؤکدہ سنتوں میں بھی یہ نسبت اثر کرتی ہے کہ گویا وہ فرائض کو مکمل کرنے والی ہیں لہ

نازی کا کعبہ اور قرآن مجید کی صورت | آپ نے لکھا تھا کہ اگر کعبہ یا قرآن مجید کی طرف متوجہ ہو تو ان کی حقیقت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے | طرف متوجہ ہو، یا ان کی صورت کی طرف ہو، اگر ان کی حقیقت کی طرف متوجہ ہو تو جو شخص کہ ان کی حقیقت تک نہیں پہنچا ہے وہ کس طرح ان کی حقیقت کی طرف متوجہ ہوگا، اگر ان کی صورت کی طرف متوجہ ہو تو یہاں قرآن مجید کے بارے میں تو درست آسکتی ہے کیونکہ وہاں الفاظ دعائی اور قصص ہیں لیکن کعبہ میں ذرا بھی درست نہیں آتی کیونکہ محض سنگ و کلوچ کو قبلہ نہیں بنا سکتے خاص کر اس کے سامنے نہ ہونے (کے وقت) میں — لے سعادت آثار! تمازی کو چاہئے کہ اس کی صورت کی طرف متوجہ ہو اگر وہ اہل حقیقت میں سے ہے تو وہ صورت سے حقیقت کی طرف چلا جائے اور حقیقت کو صورت میں دیکھتا ہے

اور اگر وہ اہل حقیقت میں سے نہیں ہے تو صورت کی طرف متوجہ ہونا بھی اس کے لئے عنایت ہے، اور یہ جو لوگوں نے پتھروں اور ڈھیلوں کو کعبہ کی صورت قرار دیا ہے ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر پتھر اور ڈھیلے درمیان ہیں نہ ہوں اور چھت اور دیواریں نہ ہوں کعبہ تب بھی کعبہ ہے اور مخلوقات کا مسجدِ الیہ ہے بلکہ صورت کعبہ ایک ایسا معنی ہے کہ عقلمیں اس کو سمجھنے سے عاجز نہیں تو وہ حقیقت تک کیا پہنچیں گی، اور نیز ہم کہتے ہیں کہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا یہی ہے کہ کعبہ کی جانب نماز پڑھے، اس توجہ کے سمجھنے اور کعبہ کو خیال میں لانے کی کیا ضرورت ہے اس کی جہت کی طرف توجہ کرنے سے ہی کعبہ کی برکات سے فیض یاب ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقت سے بہرہ مند ہو جانا ہے۔

تہا نماز میں بھی اذان و اقامت کہے | حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہ (تہا) ہو اور وہ نماز کیلئے (تکبیر) اقامت کہے تو اس کے پیچھے دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر وہ اذان دے اور اقامت کہے تو اس کے پیچھے اس قدر فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں طرف کے سرے نظر نہیں آتے وہ اس کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے ہیں اور اس کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پڑھتے ہیں۔

نماز میں ہنسی کی کیفیت | پہلے خط میں لکھا ہوا تھا کہ ظہر کی نماز میں چند مرتبہ کوئی چیز جو کہ ہنسی کی مانند ہوگی اس جانب سے اپنے باطن میں پانا تھا فرض نماز میں خاص طور پر امامت کی حالت میں ایک ایسی لذت و فحاشی پیش آتی ہے کہ کیا عرض کرے۔ — لے سعادت آنا! ہنسی کا ظاہر ہونا کمالِ رضامندی کی خبر دینے والا ہے خاص طور پر وہ جو کہ نماز میں پیش آتی ہے کہ وہ اصل سے تعلق رکھتی ہے اور لذت و فحاشی میں کیا کلام ہے کہ نماز مومن کی معراج اور کمالِ قرب کا محل اور رفعِ حجاب کا مقام ہے اور سب بڑا حجاب انسان کا نفس ہے۔

تلاوتِ قرآن مجید کی فصیلت

تلاوتِ قرآن مجید کی فصیلت | آپ نے لکھا تھا کہ ”جو ترقی کہ قرآن مجید کی تلاوت میں مفہوم ہوتی ہے (ایسی ترقی) دوسری چیزوں میں کم ہے خاص طور پر وہ تلاوت جو کہ نماز میں طویل قیام کے اندر کی جاتی ہے۔“ بیشک جب معاملہ اصول سے اوپر چلا جاتا ہے اور تیز جاتی رہتی ہے تو اس مقام میں ترقی قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کے ساتھ ہوتی ہے، کلام صفتِ حقیقیہ ہے اور اپنے موصوف سے کسی قسم کی علیحدگی و جدائی نہیں رکھتی اور اس کے ساتھ مل جانا اور اس کو اختیار کرتا اس کے موصوف کے ساتھ کمالِ تقرب کا سبب ہے۔ (چند سطور کے بعد) حدیث شریف میں آیا ہے آگاہ رہو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف اشتیاق رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنا کرے۔ — اور نیز حدیث شریف میں ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنے رب سے بات کرے تو اس کو

لے مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۱۔ لے ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۱۔ لے ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۰۔

قرآن پڑھنا چاہیے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ قرآن کے حاملین (اٹھانے والے) اولیاء اللہ میں پس جس نے اُن سے دشمنی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی اور جس نے اُن سے دوستی کی تو بیشک اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے اللہ عزوجل (قرآن مجید کی) جس آیت کو بھی نازل فرماتا ہے اس کا ظاہر و باطن ہوتا ہے اور ہر حرف کے لئے حد ہے اور ہر حد کے لئے مُطع ہے۔

(نیز دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) میرے مخدوم! تلاوت کے وقت قلب صفت کلام کے ساتھ منصف ہوتا ہے جو کہ اس تعالیٰ شانہ کی حقیقی صفت ہے اور معلوم ہے کہ صفت کو اپنے موصوف کے ساتھ کس قسم کا قرب و اتحاد ہے پس یہ کیفیت ولذت تمام کیفیات سے ممتاز ہے، کسی نے خوب کہا ہے

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشت تا بر لبِ اوبوسہ زخم چو نش بخواند

[میں دوست کے کلام میں پوشیدہ ہوجاؤں گا تا کہ جب وہ اس کو پڑھے تو میں اس کے لب پر بوسہ دوں]

کبھی تلاوت کے وقت میں تلاوت کرنے والا اپنی زبان کو حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت کی مانند پانا ہے تلاوت کرنے والا گویا کوئی اور ہے اور اس کی زبان آگ سے زیادہ نہیں ہے۔

تلاوت قرآن مجید کی لذت آپ نے لکھا تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں جو الفاظ کہ زبان سے نکلنے ہیں وہ بعینہ تمام اعضا سے (بھی) نکلنے ہیں گویا رُواں رُواں ایک زبان ہے اور بہت زیادہ لذت پیدا ہوجاتی ہے اور حرکات و سکنات اکثر اوقات اس بارگاہ کی طرف راجع ہوجاتی ہیں۔ میرے مخدوم! غالبہ ذکر کے وقت ہر عضو ذرا کھوجانا ہے دل اور تمام لطائف کے ساتھ (اس کی) خصوصیت بتیں رہتی، اگر تلاوت میں بھی یہ کیفیت پیش آجائے اور تمام اعضا تلاوت میں مشغول ہوجائیں تو گنجائش ہے اور نیز جب بندہ کلام الہی کے سننے کیلئے آمادہ ہوجائے اور اپنی کلیت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے تو حواس (کان) کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتا اگر تلاوت بھی اپنی کلیت کے ساتھ کرے تو کیا تعجب ہے شاید کہ اس معاملہ کا راز یہ ہے کہ ہر حکم جو اس بارگاہ اقدس سے منسوب ہے وہ کلیت کے ساتھ ہے کیونکہ حصے اور اجزائے ہونا وہاں محال ہے اگر کلمہ ہے تو کلیت کے ساتھ ہے اگر اسم ہے تو وہ بھی کلیت کے ساتھ ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کُلّی طور پر علم ہے، کُلّی طور پر قدرت ہے اور کُلّی طور پر ارادہ ہے اور صفوں کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے۔ مخلوق کے حکم کے مطابق عارف متخلف بھی اپنی کلیت کے ساتھ منظم اور اپنی کلیت کے ساتھ جامع ہوجاتا ہے علی ہذا القیاس۔ کلام الہی کے ساتھ کلمہ کرنے میں بمعنی بہت زیادہ واضح ہیں اس لئے کہ یہ وہی کلام ہے کہ حق سبحانہ جس سے کلیت کے ساتھ منظم ہے۔

۱۷۔ اس حدیث کی شرح مکتوبات امام ربانی قدس سرہ دفتر سوم مکتوب ۱۱۸ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۔ مکتوبات معصومہ دفتر دوم مکتوب ۶۷۔ ۱۷۲۔ ایضاً دفتر دوم مکتوب ۱۳۷۔

حفاظت کی فضیلت | حدیث شریف میں آیا ہے کہ حاملین قرآن اولیاء اللہ ہیں جس نے ان سے دشمنی کی تو بیشک اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے ان سے دوستی کی تو اس نے اللہ سے دوستی کی، قرآن اور نیز حدیث شریف میں ہے حاملین قرآن کی فضیلت غیر حاملین قرآن پر ایسی ہے جیسی کہ خالق کو مخلوق پر فضیلت ہے، قرآن اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ حاملین قرآن کا اکرام کرو، جس نے ان کا اکرام کیا تو اس نے اللہ کا اکرام کیا۔ خبر دار حاملین قرآن کے حقوق میں کمی مت کرو پس بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے مقام میں ہیں کہ قریب ہے کہ حاملین قرآن انبیاء ہوتے مگر ان کی طرف وحی نہیں کی جاتی، الدلیلی ۱۷

زکوٰۃ

اور بڑھنے والے مالوں اور چرنے والے چوپایوں کی زکوٰۃ اس کے مضارفت میں احسان مندی اور رغبت کے ساتھ دینی چاہئے، صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے روز (اس سونے چاندی کو گرم کر کے) اس کے تختے بنائے جائیں گے پھر ان تختوں کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پس ان کے ساتھ اس کے پہلو اور پیٹھ کو داغ دیا جائے گا پھر ٹھنڈا ہوتے پر وہ تختے دوبارہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور ان کو نکال کر داغ دیں گے، اور اس دن میں جس کی مقدار چاس ہزار سال ہے بار بار اس کے لئے یہی عمل کیا جائے گا حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائیگا پس ہر بندہ اپنا راستہ یا جنت کی طرف دیکھ لے گا اور یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔ (اللہ تعالیٰ نے اپنے تہایت کم سے بڑھنے والے مال پر) سال گذرنے اور اپنی ضروریات میں خرچ کرنے کے بعد جو کچھ باقی بچے اس میں سے چالیسواں حصہ (زکوٰۃ دینا) فرض کیا ہے عجیب بے انصافی ہوگی اگر اس کے ادا کرنے میں تساہل کیا جائے اور جیلوں سے اس کو چھوڑ دے، جان و مال سب اس تعالیٰ شانہ کا ہے اگر وہ (اللہ تعالیٰ) تمام مال فقرا کو دینے کا حکم فرماتا اور جان طلب فرماتا تو اس کی بے نیاز بارگاہ کے شیدائی ابرو پر شکن لائے بغیر طرح سے پورے ذوق و شوق کے ساتھ جان و مال قربان کر دیتے اور اپنی سعادت اسی میں جانتے ۱۷

روزہ

اور ماہ مبارک رمضان کے روزے ذوق و شوق کے ساتھ رکھنے چاہئیں اور اپنی سعادت اس بھوک اور پیاسا رہنے میں سمجھنی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اولاد آدم کا ہر نیک عمل

۱۷ مکتوبات معصومہ دفتر دوم مکتوب ۱۳۰ - ۱۷ ایضاً دفتر دوم مکتوب ۱۱ -

(ثواب میں) دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے سوائے روزہ کے کہ بلاشبہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دل گا (یا یہ مطلب ہے کہ میں خود ہی اس کا بدلہ ہوں)۔ (روزہ دار شخص) اپنی خواہش اور اپنا کھانا (پیتا) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کے لئے (دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے روزہ افطار کے وقت ہے اور دوسری خوشی (آخرت میں) اپنے رب سے ملاقات کے وقت (حاصل ہوگی)۔ اور بیشک روزہ دار کے مہتمم کی بوانہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبو دار ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے پس جب تم میں کسی کا روزہ کا دن ہو تو وہ فحش کلامی اور چیخ پکار نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو اس کو چاہئے کہ یہ کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ متفق علیہ

شب قدر کی کیفیت | آپ نے لکھا تھا کہ "میں ماہ رمضان میں معتکف تھا میں نے ستائیسویں شب میں طرح طرح کی چیزیں مشاہدہ کیں، خلاصہ یہ کہ وہ شب روشن، منور اور پُر نور تھی اچانک فقیر (مجھ) پر ایک حالت کیفیت رونما ہوئی، ایسا معلوم ہوا کہ یہ رات شب قدر ہے" میرے محروم! اس فقیر اور دوسرے دوستوں نے بھی اسی (ستائیسویں) شب میں سجدہ اور برکات مشاہدہ کئے اور شب قدر کا گمان کیا، وَالْغَيْبُ عِنْدَ اللَّهِ [اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے] ۱۱

حج

اور حج کی شرائط پائی جانے کی صورت میں خانہ کعبہ کا حج کرنا چاہئے اور گھر (کے واسطے) سے صاحب خانہ (اللہ تعالیٰ) کا قُرب تلاش کرنا چاہئے اور اُس کا پتہ لگانا چاہئے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ حج اور عمرہ پے درپے کرو (یعنی اگر عمرہ کیا ہے تو حج بھی کرو، یا حج کیلئے تو عمرہ بھی کرو یا قرآن کرو) پس یہ دونوں تنگ دستی اور گناہوں کو اس طرح دُور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہا، سونا اور چاندی کی میل کو دُور کر دیتی ہے اور جنت میں داخل ہونا ہی حج میرور کا ثواب ہے ۱۱

جہاد

جہاد کی قضیلت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ستودرجے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے تیار فرمایا ہے ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان وزمین کے درمیان ہے (اس کو بخاری نے روایت کیا ہے)۔ (چند سطور کے بعد تخریر فرماتے ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں

۱۱ مکتوبات معصومہ دفتر دوم مکتوب ۱۱ ۱۱ دفتر سوم مکتوب ۹۳ ۱۱ دفتر دوم مکتوب ۱۱ -

پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں (متفق علیہ) — (چند سطور کے بعد) اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بہشت میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو دنیا کی طرف واپس آنا پسند کرے اور یہ کہ اس کے لئے زمین (دنیا) میں دلچسپی کی کوئی چیز ہو مگر شہید یا بزرگی (اور ثواب) کی وجہ سے جو وہ (بہشت میں) دیکھتا ہے آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹ جائے اور دس بار (یعنی بکثرت اللہ تعالیٰ کی راہ میں) قتل کیا جائے۔ (متفق علیہ) — (پھر چند سطور کے بعد) اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہد کے مراتب پر پہنچا دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مرے (رواہ مسلم) اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مرا اور اس نے جہاد کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کا خیال تک گذرا وہ ایک قسم کے نفاق پر مراد رواہ مسلم) — (نیز چند سطور کے بعد) اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ ہر میت کا عمل موت پر ختم ہو جاتا ہے (یعنی اس کا عمل اس کی زندگی تک ہے مرنے کے بعد اس عمل میں اضافہ نہیں ہوتا) سوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد اسلام کی چوکیداری کرتے ہوئے مرا پس بیشک اس کے واسطے اس کا عمل قیامت کے روز تک بڑھایا جاتا اور وہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے ۱۷

(ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) اگر گوشہ نشین فقرا سالہا سال تک ریاضت کریں اور چلے کھینچیں (توبھی) اس عمل کی گرد کو نہ پہنچیں جو طاعات و عبادات اس مقام میں ادا ہوتی ہیں گوشہ نشینی کی طاعات سے کئی گنا زیادہ (افضل) ہیں، اس جگہ کا ذکر وسیع کچھ اور ہی ثواب رکھتا ہے اور وہاں کی نماز علیحدہ مرتبہ رکھتی ہے اور اس مقام کے صدقات و تقفات کا درجہ بہت بڑا ہے اور اس معرکہ کے اندر لائق ہونے والے (امراض کا نتیجہ جلا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے جہاد فی سبیل اللہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کی پس بیشک اس کے لئے ہر کلمہ کے بدلے ستر ہزار نیکیاں ہوں گی ان میں سے ہر نیکی دس گنا ہوگی اس کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس اور زیادہ ہوگا، اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز پڑھنا (کسی دوسری مسجد کی) دس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد کی حفاظت کی سرزمین میں ایک نماز پڑھنا بیس لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اس کو ابوالشخ وابن جبان نے روایت کیا ہے — اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کی حفاظتی قیام گاہ میں ایک نماز پڑھنا پانسو نمازوں کے برابر ہے اور اس جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دینار اور دس کافریج کرنا اس کے علاوہ (کسی اور نیک راہ) میں سات سو دینار خرچ کرنے سے افضل ہے ۱۷

سمندر میں جہا کی مزید فضیلت | حدیث شریف میں ہے کہ سمندر کے کنارے پر ایک رات اللہ تعالیٰ کی راہ میں نگہبانی کرنا کسی آدمی کے اپنے اہل و عیال میں رہ کر ایسے ایک ہزار سال کے روزے رکھنے اور راتوں کو نماز میں قیام کرنے سے افضل ہے کہ جس کا ایک سال تین سو دن کا اور (ایک) دن ہزار سال کا ہو (رواہ ابن ماجہ) — اور نیز حدیث شریف میں ہے سمندر میں ایک غزوہ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا) خشکی میں دس غزوات کی مانند ہے اور جس شخص کو سمندر میں (غزوہ کے لئے سفر کرتے وقت) دو رات سہ رات ہو نا ہے وہ (خشکی میں) اللہ تعالیٰ کی راہ میں (قتل ہو کر) اپنے خون میں مات بہت ہونے والے کی مانند ہے (اس کو ابن ماجہ نے ام الدرداء سے روایت کیا ہے) لہ

شہدار | آپ نے دریافت کیا تھا کہ یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ شہدار کی ارواح سبز پردوں کے پٹوں میں (رہتی) ہیں، یکس معنی میں ہے اور یہ کونسی تردیگی ہے کہ کالمین کی ارواح جانوروں کے پٹوں میں رہیں — (جواب) (چند سطور کے بعد) حدیث شریف میں جو لفظ طیر ہے وہ طائر کی جمع ہے اور واحد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور خضرح کی پیش اور ص کی جرم سے اخصر کی جمع ہے یعنی ان (شہداء) کی ارواح جب اپنے بدتوں سے جدا ہو جاتی ہیں تو ان کے لئے اس ہیئت (سبز پردوں کی شکل) کے جسم پیدا کر دیئے جاتے ہیں وہ رو میں ان جسموں سے تعلق حاصل کر لیتی ہیں اور یہ جسم ان (سابقہ) بدتوں کے نائب و قائم مقام و بدل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد بَلْ اَحْيَاكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ (۱۰۳) بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں | میں اسی کی طرف اشارہ ہے پس شہدار کی ارواح ان اجسام کے وسیلے سے لذات حسیہ میں سے اس چیز کے حصول کی طرف پہنچتی ہیں جس کی وہ خواہش کرتی ہیں اور حق جل و علا کا ارشاد يُرْزِقُونَ فَرِحِينَ بِمَا اَنْهَضْتُمْ مِنْ قَصْدِهِ الْاِنْ (۱۰۳) اُن کو رزق دیا جاتا ہے وہ اس چیز کے ساتھ خوش و خرم ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے دیتا ہے | اس معنی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ان پردوں یا ان ارواح شہدار کے لئے عرش کے ساتھ قد بلیں لٹکی ہوئی ہیں جو کہ پردوں کے گھونسلوں کی مانند ہیں وہ پردے سیر کرتے اور چمکتے ہیں اور جنت سے اس کے پھل اور اس لذتیں جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے اور چمکتے ہیں پھر اسی قد بلیوں کی طرف واپس آجاتے ہیں پھر ان کا پروردگار ان کی طرف ایک خاص عناية اور مخصوص تجلی کے ساتھ نظر فرماتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم کو کسی چیز کی خواہش ہے؟ تو وہ کہتے ہیں ہم اب کس چیز کی خواہش کریں جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتے اور کھاتے پیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اُن سے تین دفعہ ہی دریافت فرمائے گا جب وہ دیکھیں گے اور جان لیں گے کہ ان کو سوال کرنے سے چھوڑا نہیں جائے گا تو وہ کہیں گے کہ لے ہمارے پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ارواح کو ہمارے (سابقہ) اجسام میں لوٹا دیا جائے (اور ہمیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے) حتیٰ کہ ہم آپ کے

راستہ میں دوسری مرتبہ قتل (شہید کر دیے جائیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ اُن کو (حسرت میں) اور کوئی حاجت نہیں ہے تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(چند سطور کے بعد) دوسری وجہ یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ ارواح سبز پرندوں کی صورتوں میں تشکل ہو جائیں جیسا کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں تشکل ہو جاتا ہے پس (وہ) اجسام ارواح کے ماسوا نہیں ہیں بلکہ جسم اختیار کی ہوئی ارواح ہیں۔

(پھر چند سطور کے بعد) تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ اجسام انسانی اجسام کی صفت پر ہیں اور اگرچہ پرندوں کی شکل میں ہیں لیکن پرندوں کی صفات پر نہیں ہیں اور قابل اعتبار صفات و معانی میں نہ کہ صورت و ظاہر۔ جعفر طیار رضی اللہ عنہ دو بار اور کہتے ہیں اور اُڑتے ہیں (ان کے متعلق) یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ انسانی بدن سے نکل کر پرندوں کے بدن میں آگئے ہیں اور بعید نہیں ہے کہ ان (ارواح) کا نام پرندے اس لئے ہو کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پرندوں کی ہیئت پر منتقل ہوتی ہوں نہ کہ قدموں پر چل کر جیسا کہ آدمی دنیا میں پھرتا ہے پس ان کے درج میں کوئی پستی و کمی لازم نہیں آتی۔ اور تنازع کا گمان بھی باطل ہے کیونکہ یہ اجسام ارواح کا دائمی ٹھکانا نہیں ہیں کہ جس سے حشر و نشر کی نفی لازم آئے جیسا کہ اہل تنازع اس کے قائل ہیں بلکہ اُن کے یہ اجسام حشر کے دن تک کے لئے ہیں۔ (الی آخر المکتوب) ۱۷

انبیاء علیہم السلام کو تمام افراد امت پر تیسرا سوال یہ ہے کہ "یہ بات مسلم و واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کئی فضیلت حاصل ہے۔" تمام افراد امت پر کئی فضیلت ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بعض

کمالات بعض افراد امت میں (ایسے) ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت رکھتے ہیں جیسا کہ شہداء ربی میں اللہ غسل کی حاجت نہیں رکھتے اور وہ مَوتی (مردہ) کے لفظ سے نہیں پکارے جاتے اور انبیاء (وقات کے بعد) غسل کے محتاج ہیں اور ان کے لئے مَوتی کا لفظ بولا جاتا ہے۔ — جواب: — فضیلت جزئی فضیلت کی طرف راجع ہے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ہر ایک جلاہا اور حجام اپنے ہنر و پیشہ کے اعتبار سے صاحبِ فنون عالم پر فضیلت رکھتا ہے اور کئی فضیلت انبیاء اور عالم کے لئے ہے ۱۸

جات انبیاء و شہداء | سوال: "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توبہ کے اندر حیات رکھتے ہیں یا نہیں اور اگر رکھتے ہیں تو کیا ایسی حیات رکھتے ہیں جیسی کہ دنیا میں رکھتے تھے یا کسی اور طرح کی ہے؟" — جواب: حیات رکھتے ہیں، الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ولكن یتقلون من دار الی دار آگاہ ہو کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں

۱۷ مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوب ۵۔ ۱۸ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۲۲۔ ۱۹ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات الایہ۔ ۲۰ ارشاد باری تعالیٰ ہے انک میت وانھم میتون۔

لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں [لیکن (وہ حیات) دنیوی حیات کی طرح نہیں ہوتی کیونکہ وہ دنیا سے انتقال کر کے آخرت سے جا ملے ہیں اور قرب کے درجات میں لطف اندوز و خوش ہیں۔ انبیاء بصلوں فی قبورہم] انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں [آپ نے سہموگا اور (روایات میں) جہاں کہیں ان بزرگوں پر موت کا لفظ استعمال ہوا ہے اُن کے اس دارِ فانی سے انتقال فرمانے کے اعتبار سے ہے اور شہداء اس بارے میں سبقت رکھتے ہیں اور اُن کی حیات (کاثبوت) زیادہ قوی ہے، انبیاء علیہم الصلوٰت والبرکات پر لفظ اموات کا اطلاق استعمال وارد ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہونے والوں پر اس لفظ کا استعمال وارد نہیں ہوا ہے۔

اتباع سنت و ردِ بدعت

اتباع سنت کی افادیت | سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو، دونوں جہان کی سعادت کی مندرجہ سیدوں میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی پر موقوف ہے، اگر دوزخ سے نجات مقصود ہے تو وہ بھی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے وابستہ ہے اور اگر دارالقراری یعنی جنت میں داخل ہونا ہے تو وہ بھی پیشوائے صالحین کے اتباع پر منحصر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونا ہے تو وہ بھی رسولِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے ساتھ مشروط ہے، تو بہ و زہد و توکل اور دنیا سے قطع تعلق کرنا آپ کی متابعت کے بغیر مقبول نہیں ہے، اور آپ کے توسل کے بغیر زکار و افکار اور اشواق و اذواق کی امید نہیں کی جاسکتی، انبیاء علیہم السلام آپ کے سرِ شہداء کی حیات کے ایک پیالہ سے سیراب و مستفید ہیں اور اولیاء اللہ آپ کے بے پایاں سمندر کے ایک گھونٹ پر قانع اور شفیق ہیں، فرشتے ان کے طیفلی اور آسمان ان کی جو علی ہے وجود کا رشتہ ان کے ساتھ تسک اور ایجاد کا سلسلہ ان کے ساتھ لوط اور ربوبیت کا ظہور اُن کے ساتھ وابستہ ہے، جملہ کائنات ان ہی کے پیچھے ہے اور کائنات کا بننے والا (اللہ) تعالیٰ ان کی رضا کا طالب ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں آیا: انا اطلب رضاك يا محمد [اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم] میں تیری رضا چاہتا ہوں]

(چند سطور کے بعد) پس سعادت مند جوانوں اور ہوشمند نابالوں پر لازم ہے کہ ظاہر و باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں کوشش کریں اور جو چیز اس دولت (اتباعِ رسول) کے منافی ہے اس سے ظاہر اور باطن کی آنکھ بند کر لیں۔ اور یقیناً طور پر جان لیں کہ اگر کوئی شخص ہزار ہا فضائل و خوارق رکھتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں سستی کرتا ہو تو اس شخص کی صحبت و محبت نہایت قاتل ہے اور جو شخص کہ

۱۔ یہ جزئی فضیلت کی طرف راجح ہے اور کلی فضیلت انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے جیسا کہ ادپر بیان ہو چکا ہے (مولف) ۲۔ مکتوبات معصومہ دفتر دوم مکتوب ۳۶۔

ان خوارق و فضائل میں سے کچھ بھی نہ رکھنا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ثابت قدم ہو اس کی صحبت و محبت نفع دینے والی تریاق ہے۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا تو او رقت جر در پئے مصطفیٰ

[اے سعدی! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر پیڑیگاری کے راستہ پر چلنا محال ہے]۔

انسان کا جمال و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سچی سمجھ لے کہ ہر انسان کا حسن و کمال اور زینت و جمال تمام امور میں کی ابتداء میں ہے۔

بلحاظ ظاہر و باطن اصول و قروع، عقل و فعل، عادت و عبادت، اخلاق و اطوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کامل اتباع میں ہے کیونکہ تمام سعادتیں سنت کے اتباع یعنی اخلاص کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور امر بکمال لانے اور خوف کو ملحوظ رکھتے ہوئے منہیات کو مبرا جانے (یعنی ان سے بچنے) میں ہیں بلکہ تمام افعال اطوار و حرکات و سکنات میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش قدم پر چلنے میں ہیں یہاں تک کہ نفس کو شریعت کی لگام دی جائے اور قلب میں حقیقت کے حقائق جلوہ نہما ہوں، اور یہ بات اس کے بغیر حاصل نہیں ہوتی کہ میری عادتوں سے سنت کے قانون کے مطابق قلب کی صفائی کی جائے اور ذکر و تلاوت و معرفت اور اچھے اخلاق کے ساتھ اس (قلب) کو متور کیا جائے اور اس میں اس طرح اعتدال پیدا کیا جائے کہ اعضا کی تمام حرکات اعتدال کے طریق پر جاری ہوں یہاں تک کہ اس میں ان (امور) کے ساتھ اعتدال کی ہیئت پیدا ہو جائے اور وہ حقائق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور رعایات الہی کی ہوا کے جھونکوں کی صلاحیت پیدا کر لے جو کہ احسن طریق کے سلوک کے لئے مخصوص ہیں۔

اہل سنت و جماعت کی فضیلت حضرت خواجہ احرار (قدس سرہ) سے منقول ہے وہ فرماتے تھے کہ اگر تمام احوال و مواجید (کیفیات و وجد) ہم کو دیر سے جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو ہم اس کو خرابی کے سوا اور کچھ نہ جانیں گے اور اگر تمام حرمائیں ہم میں جمع کر دی جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ توارز دیا جائے تو ہمیں خوف نہیں ہے۔

کام کا مدار شریعت کے اتباع پر ہے | (یہ فقیر) دوبارہ لکھتا ہے کہ آداب نبوی میں سستی کرنے والے اور سننِ مصطفوی علیٰ مصدرہ الصلوٰۃ والسلام کے ترک کرنے والے کو ہرگز عارف تخیال نہ کریں اور اس کے ترک دینا قطع تعلق اور خوارق عادت پر فریفتہ نہ ہوں اور اس کے زہر و توکل اور معارف توحیدی کے شیدائی نہ مینیں کیونکہ باطل فرقے مثلاً یہود و نصاریٰ، جوگی اور برہمن ان امور میں حقانی فرقوں کے ساتھ متکرت رکھتے ہیں۔

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ایضاً دردم کتب ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ایضاً در ذراول کتب ۲۹۔

چند سطور کے بعد) کام کا مدار شریعت کے اتباع پر ہے اور نجات کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے سے وابستہ ہے، حق و باطل میں صحیح فرق کرنے والی چیز یہی پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع ہے، زہد و توکل اور دنیا سے قطع تعلق آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کے بغیر مقبول نہیں ہے اور اذکار و افکار و اشواق و اذواق آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل کے بغیر بے نتیجہ ہیں، توارقِ عادات کا مدار بھوکا رہتے اور ریاضت پر ہے معرفت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(پھر چند سطور کے بعد) لوگوں نے سلطانِ وقت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے کہا فلاں شخص پانی پر چلتا ہے، آپ نے فرمایا آسان ہے ایک تنکا بھی پانی پر چلتا ہے۔ انھوں نے عرض کیا فلاں شخص ہوا میں اُڑتا ہے، فرمایا ایک چیل اور لکھی بھی ہوا میں اُڑتی ہے۔ انھوں نے عرض کیا فلاں شخص ایک لمحہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں چلا جاتا ہے، فرمایا شیطان بھی ایک سانس میں مشرق سے مغرب تک جاتا ہے، اس قسم کی چیزوں کی کوئی زیادہ وقعت نہیں ہے، مردِ (حق) وہ ہے جو مخلوق کے درمیان بیٹھے، لین دین کرے اور شادی کرے اور مخلوق کے ساتھ میل جول رکھے اور ایک لمحہ اپنے خدا عزوجل سے غافل نہ ہو۔

اہلِ شریعت، اہلِ طریقت اور اہلِ حقیقت کو اگر مراد یہ ہے کہ اہلِ طریقت، شریعتِ حقہ کے دائرے سے باہر چلے احکامِ شرعیہ کے بجالانے سے چارہ نہیں ہے، اور تکالیفِ شرعیہ سے آزاد ہو چکے ہیں اور بندگی کے حلقے سے سر باہر نکال چکے ہیں تو یہ ناقابلِ قبول و ناقابلِ سماعت ہے اور اس کا معتقد ملحد و زندق ہے، آسمانی (خداوندی) احکام تمام لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں بعض اشخاص کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتے اور عوام و خواص احکامِ شرعیہ کے بجالانے میں برابر ہیں، اہلِ شریعت و اہلِ طریقت و اہلِ حقیقت کو قرآنِ فیض کے بجالانے اور محرمات پر سبز کرنے سے چارہ نہیں ہے اور کوئی شخص بھی واجبات کے ترک اور ممنوعات کے ارتکاب میں کسی طرح معذور نہیں ہے۔

کوئی کمالِ شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں ہے | میرے مخدوم! کمالاتِ ولایتِ شریعت کی صورت (ظاہر) کا نتیجہ ہیں اور کمالاتِ نبوتِ شریعت کی حقیقت (باطن) کا پھل ہیں، پس ولایت و نبوت کے کمالات میں سے کوئی کمال ایسا نہیں ہے جو کہ شریعت کے دائرہ سے باہر ہو اور وہ اس (شریعت) سے بے نیاز ہو۔

شریعت پر عمل کرنا ہر خاص و عام | (بصلاً) طریقت کا شریعت سے کیا مقابلہ اور کونسی مساوات ہے، شریعتِ منورہ ایسی کے لئے ناگزیر ہے | وحیِ قطعی سے ثابت ہوئی ہے کہ جس میں شک و شبہ کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے اور اس کے احکام کے لئے ہرگز نسخ و تبدیلی نہیں ہے قیامت قائم ہوتے تک یہ احکام باقی ہیں اور اس شریعت کے

۱۰۔ مکتوباتِ معصومیہ مخدوم مکتوب ۱۱۰۔ ۱۱۔ ایضاً مخدوم مکتوب ۳۹۔ ۱۲۔ ایضاً مخدوم مکتوب ۶۰۔

مقتضی پر عمل کرنا ہر خاص و عام کے لئے ضروری و لازمی ہے طرفیت اس کے احکام کو ہرگز رفع (منسوخ) نہیں کر سکتی اور اپنے اہل (اہل طرفیت) کو تکالیف شرعیہ سے آزاد نہیں کر سکتی۔ اہل سنت و جماعت کے قطعی (یعنی مسلمہ) عقیدہ میں سے (یہ عقیدہ بھی ہے) کہ بندہ (ہوش و حواس کی حالت میں) ہرگز ایسے مقام کو نہیں پہنچ سکتا کہ تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہو جائیں (اس پر فرض و واجب نہ رہیں) جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ اہل سنت کے گروہ سے خارج ہے ۱۷۔

نسبت باطن کا قوی ہونا | عجب معاملہ ہے کہ جس قدر یہ نسبت عارف پر غالب آتی ہے اس کے احکام احکام شرعیہ کی پابندی کو بڑھاتا ہے | شرعیہ کے ساتھ آراستہ ہونے میں زیادتی کا سبب بن جاتی ہے اس لئے کہ نفس امارہ جو کہ ذاتی طور پر احکام شرعیہ کا منکر ہے (اس وقت) بیطعن ہو جاتا ہے اور احکام شرعیہ کے ساتھ آراستگی کا کمال (نفس کے) مطمئن ہو جانے سے وابستہ ہے اور شریعت (کے کاموں) میں سستی کرنے والا شخص جو اس نعمت کا دعویٰ کرتا ہے وہ نسبت کی حقیقت سے بے بہرہ ہے، پوست کے ساتھ (رو کر) مغز سے عاجز رہ گیا ہے کیونکہ اس نسبت کا کمال اطمینان تک پہنچاتا ہے اور اطمینان کی علامت نازل شدہ احکام کا کمال اتباع ہے اور جب یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہے ۱۸۔

شریعت کے تین جزو | شریعت کے تین جزو ہیں: علم، عمل اور اخلاص، علم و عمل کے دمہ دار علمائے ظاہر ہیں اور اخلاص کی حقیقت جو کہ تیسرا جزو ہے معرفت سے مربوط اور صوفیائے کرام سے وابستہ ہے جو کہ علمائے باطن ہیں۔ اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ "اخلاص کی حقیقت الخ" یہ اس لئے کہ اخلاص کی صورت عوام کو بھی حاصل ہے، اخلاص کی صورت یہ ہے کہ عمل میں تصنع و تکلف کا محتاج نہ ہو اور نیت کے حاضر کرتے پر فریفت ہو، اس اخلاص کے لئے دوام نہیں ہے، اس (اخلاص) کا حامل کبھی اخلاص کے ساتھ ہے اور کبھی اخلاص کے بغیر مخلص (بکسر لام) ہے، والمخلصون علی خطر عظیم [اور مخلص بہت بڑے خطرہ میں ہیں] آپ نے ساتھ ہوگا۔ اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ (وہ عمل) کسب و تصنع سے خالی ہوتا اور تکلف سے بے نیاز ہو کر دوام حاصل کر لیتا ہے۔ اس اخلاص کا حامل جو کہ لام کی زیر کے ساتھ مخلص ہے نیت کے صحیح کرنے کا محتاج نہیں ہے اور اس کی نیت فنا و بقا کے ساتھ درست ہو چکی ہے، اس کا نفس امارہ جو کہ صفات ذمیمہ (بری صفات) کا مقام ہے اپنے مولایں قربان ہو چکا ہے اور اطمینان کے ساتھ جا ملا ہے ۱۹۔

۱۷۔ مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۲۳۔ ۱۸۔ ایضاً اول مکتوب ۱۵۱۔ ۱۹۔ دم مکتوب ۲۳۔

سنت کو زندہ کرنا بڑا کام ہے | پیغمبر علیہ وعلی آد الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی سنت کو زندہ کرنے میں کمر بستہ باندھیں
 بدعت کے اندھیروں میں کہ جنھوں نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے خاص طور پر ایسے وقت میں سنت کو زندہ کرنا ایک
 بہت بڑا کام ہے من اچھا سنتی بعد ما امینت فلما جروا ثلثہ شہید (جس نے میری کسی سنت کو جو مردہ ہو چکا
 زندہ کیا تو اس کے لئے تو شہیدوں کا اجر ہے) آپ نے سنا ہوگا۔ اور بالداروں کی صحبت کی طرف راغب نہ ہوں اور
 فقر و بامردی کو عزیز نہ جانیں اور ورع و تقویٰ (پرہیزگاری) کو جان کے ساتھ طلب کریں اور گناہ کو ٹھوڑا نہ جانیں۔
 بدعتِ طریقت کی مذمت | میرے محذور! دین اور طریقہ میں نئے پیدا شدہ امور سے بچنا ضروری ہے، طریقہ میں
 کوئی ایسی نئی بات لوگ پیدا کریں جو کہ بزرگوں میں نہیں تھی وہ اس بدعت کی مانند ہے جو مکمل دین میں نئی پیدا
 کی جائے، طریقہ کی برکتیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک لوگوں نے اس طریقہ کو نئے پیدا کئے ہوئے
 امور سے آلودہ نہ کیا ہو۔

بدعت کی مذمت | آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا دین
 میں نئی بات نکلانے والے کسی (بدعتی شخص) کو پناہ دی تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی
 لعنت ہے اور اس شخص سے نہ کوئی صرف قبول کیا جائے گا اور نہ عدل "صرف" سے فریضہ اور عدل سے
 نافرما رہے۔

ردِ بدعت | حدیث شریف میں ہے جس شخص نے صاحبِ بدعت کو معوب کیا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو
 امن و ایمان سے بھر دے گا اور جس شخص نے صاحبِ بدعت کو حججہ کا اللہ تعالیٰ اس کو فرع اکبر (قیامت کے
 دن کی گھبراہٹ) سے امن میں رکھے گا اور جس نے صاحبِ بدعت کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت
 میں ایک درجہ بلند فرمائے گا اور جس شخص نے صاحبِ بدعت سے ملاقات کے وقت خذہ پیشانی کے ساتھ تواضع
 کی تو اس نے شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی۔ (ابن عساکر عن ابن عمر رضی اللہ

بدعت سے پرہیز اور معرفت کی ترغیب | بزرگوں کے طریقہ پر استقامت رکھیں اور ان کے مقام کا اچھی طرح خیال
 رکھیں اور فقرو و طالبین کی خدمت بطریقِ احسن بجا لائیں اور شریعت کے راستہ پر قائم رہیں اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑیں اور بدعت سے بچتے رہیں اور بدعتی کے ساتھ صحبت
 نہ رکھیں اور اس سے بچتے رہیں اھلّ الدّعة کلاب اھلّ النار (بدعتی لوگ اہلِ دوزخ کے کتے ہیں) آپ نے سنا
 ہوگا اور بزرگوں کے طریقے میں کوئی نیا امر پیدا نہ کریں کیونکہ طریقہ کی ریکات اس وقت تک جاری رہتی ہیں
 جب تک اس کو امورِ محدثہ (دین میں نئے پیدا کردہ امور) سے ملوث نہیں کیا جاتا اور حق جل و علا کی طلب سے

۱۔ مکتوبات معصومیہ، دفترِ محترم، مکتوب ۲۵، ایضاً، فتاویٰ مکتوب ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴

ہم تک علمائے کرام کی روایت سے پہنچے ہیں اور اسرارِ باطنی معاملاتِ صوفیائے عظام کی روایت سے پہنچے ہیں۔

وَكَلَّمَهم نَكَلَّمَهم من رسول اللہ مَلَمَس غرقان البحر اور شحان الدیمر رَشفا
 [پس سب انبیاء علیہم السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہی) سے سمندر کے کچھ چھو تو یابارش کا کچھ پانی مانگتے ہیں]
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے (علم کے) دو ظروف یاد کئے پس البتہ ان میں سے ایک کو تو میں
 تم لوگوں میں پھیلانا ہوں اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ (میرا) گلا کاٹ دیا جائے۔ اس کو امام بخاریؒ
 نے روایت کیا ہے۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ جب (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے تو ان کے
 صاحبزادے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کی ماتم پر سی کے ایام میں صحابہؓ کی مجلس میں کہا کہ دس میں سے تو
 حصے علم مر گیا، پھر جب انھوں نے بعض کی طرف سے اس بارے میں توقف دیکھا تو کہا میری مراد علم باللہ
 (باطنی علم) سے ہے حیض و نفاس کا علم مراد نہیں۔ پس تمام سلسلے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منسوب (او)
 آپ ہی تک پہنچتے ہیں، پس مشائخ و اہل سلاسل نے نسبتِ باطنی اپنے شیوخ کے واسطے سے آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم سے حاصل کی ہے پس ان کی نسبت ان کی خود ساختہ نہیں ہے البتہ اس
 نسبت کو فنا و بقا، جذبہ و سلوک اور سیر الی اللہ وغیرہ سے موسوم کرنا صوفیہ کی اختراعات میں سے ہے۔
 نفحات میں ہے کہ سب سے پہلے جس نے فنا و بقا کے الفاظ استعمال کئے ابو سعید الخدریؓ سے ہیں، پس اصل
 نسبت مشکوٰۃ نبوت سے لی گئی ہے اور اس نسبت کے لئے نام کا وضع کرنا بعد کی اختراع ہے اور ذکرِ قلبی بھی
 (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) مروی ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بعثت سر
 پہلے ذکرِ قلبی میں مشغول رہتے تھے۔ اور ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ احادیثِ صرفہ کی طرف متوجہ رہنا اور نفی و
 اثبات و مراقبہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا اور نہ صحابہؓ کے زمانہ میں تھا بلکہ
 ظاہر یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سکوت (تفکر) ان امور سے بہرگز خالی نہیں تھا اگرچہ وہ ان امور سے
 موسوم نہیں تھا۔ آنحضرت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ذکر اور آپ کا سکوت فکر ہے اور توجہ و مراقبہ
 وغیرہ فکر میں داخل ہے، تفکر کے معنی (باطل سے حق کی طرف جانا ہے، ایک ساعت (تھوڑی دیر) کا تفکر
 ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ پس تعجب ہے کہ ان امور کے صدیوں میں ہونے کی نفی کس طرح کی گئی ہے
 اور اس پر کیا دلیل ہے۔ پس اُس (مکتوب الیم) کا یہ کہنا کہ یہ امور محض اولیاء کے مخترعات میں سے ہیں ناقابل
 تسلیم ہے۔ اور نقل کیا گیا ہے کہ جس دم (دسان روکنا) کے ساتھ نفی و اثبات کا ذکر جو ہمارے طریقہ میں معروف ہے

اس کو حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ عبدالخالق غجروانی قدس سرہ کو سکھایا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ (حضرت خضر علیہ السلام ایسی بدعت کی چیز نہ سکھاتے جس میں نہ کوئی نور وضیا ہو اور نہ اس سے بیمار کیلئے کوئی شفا ہو۔ سلسلہ نقشبندیہ کا انتساب حضرت صدیق اکبر (آپ نے دریافت کیا ہے) اور سلسلہ نقشبندیہ کے سوا (تمام) سلسلوں کا کی طرف کس معنی میں ہے انتساب (حضرت) علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اور اس سلسلہ عالیہ کا انتساب۔

(حضرت) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کس معنی سے ہے۔ (اس) سوال کا جواب یہ ہے کہ مشائخ کرام کے سلسلے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں اور امام (موصوف) کے لئے دو نسبتیں ہیں ایک نسبت آپ کے آباء کرام کی طرف سے ہے جو (حضرت) علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچی ہے اور ایک نسبت ماں کی جانب سے ان کے اجداد (نسب ال کے واسطہ سے) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مآخوذ ہے اور ظاہری و باطنی دونوں ولادتوں کے اعتبار سے امام موصوف نے کہا ہے کہ مجھ کو ابو بکرؓ کی دوسری اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے، اور (یہ) دونوں نسبتیں امام (موصوف) میں ممتاز ہیں اور امام (موصوف) سے مشائخ نقشبندیہ تک صدیق اکبرؓ کی نسبت پہنچی ہے اور (دوسرے) تمام سلسلے کے مشائخ کے لئے ان (امام موصوف) سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اخذ کی ہوئی نسبت پہنچی ہے۔ ۲

نقشبندیہ طریقہ مضبوط حلقہ ہے | حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ مضبوط حلقہ ہے جو کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے دامن کو پکڑنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی افتاد کرنا ہے، اس طریقہ میں تھوڑے عمل سے بہت زیادہ کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں اور جو شخص ہمارے اس طریقہ سے روگردانی کرتا ہے اس کے لئے بہت برا خطہ ہے ۳

نسبت نقشبندیہ کا حضور | جان لیں کہ نسبت نقشبندیہ اور ان حضرات کا حضور ایک ایسا شہود ہے جو شاہد کی و شہودی کے وصف سے بری (پاک) ہے اور ایک ایسا حضور ہے جو حاضر اور حاضریت کی نسبت سے برتر ہے کیونکہ حیرت سے تعلق رکھتا ہے اور اس مقام میں حق سبحانہ کا شہود خود بخود ہے، اور اس حضور کو حضور بے غیبت بھی کہتے ہیں، ۴

طریقہ نقشبندیہ کا مدار سنت پر عمل کرنے | اس طریقہ عالیہ کا مدار سنت کو لازم پکڑنے اور بدعت سے اجتناب اور بدعت سے بچنے پر ہے کرتے پر ہے، اس طریقہ کے اکابر حتی الامکان عمر میت پر عمل کرنے کو ترک نہیں کرتے اور رحمت پر ائیل نہیں ہوتے، کیفیات و معارف کو علوم دینیہ کا خادم جانتے ہوئے تشریح کے نفیس جملہ ہرات کو بچوں کی مانند وجود و حال کے جوڑ و موڑ (احروٹ و منقہ) کے عوض نہیں دیتے اور

۱۲۶ مکتوبات معصومیہ قندوم مکتوب ۵۹ ۳۵ دفتر اول مکتوب ۲۹ ۳۵ دفتر اول مکتوب ۱۱۹۔

صوفیوں کی خرافات پر دھوکا نہیں کھاتے، نص سے قص کی طرف مائل نہیں ہوتے اور فتوحاتِ مدنیہ (قرآن و حدیث) سے فتوحاتِ مکیہ (شیخ ابن عربی کی کتاب) کی طرف التفات نہیں فرماتے، یہی وجہ ہے کہ ان کا وقت دائمی ہے اور ان کا حال استمراری ہے، ماسوی کے نقوش ان کے باطن سے اس طرح مٹ جاتے ہیں کہ اگر وہ ہزار سال تک ماسوا کا خیال دل میں لانے کے لئے تکلف کریں تب بھی میسر نہ ہو، وہ تجلی ذاتی جو کہ دوسروں کے لئے برق کی مانند ہے ان بزرگوں کے لئے دائمی ہے وہ حضور کہ جس کے پیچھے غیبت ہو ان بزرگوں کے نزدیک احاطہ اعتبار سے ساقط ہے۔

ذکر

کلمہ طیبہ کے فضائل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ایک ہزار سے پانچ ہزار تک جس قدر ہو سکے تکرار کریں، تمام صوفیہ اس بات پر متفق ہیں کہ باطن کو متور کرنے میں یہ کلمہ ذکر قلبی کی مانند بہت مفید ہے۔ (ذکر ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا تکرار بہت کریں کہ (یہ باطن کو متور کرنے میں بڑا اثر رکھتا ہے اور اس نسبت کے حصول اور اس کی کیفیت کو بڑھانے میں پورا دخل رکھتا ہے۔ اس کلمہ طیبہ کا پہلا جزو (یعنی لا الہ) حق جل و علا کے ماسوا کی نفی کرتا ہے اور وجودِ بشریت کے پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے اور اس کا دوسرا جزو (یعنی الا اللہ) معبودِ برحق کا اثبات کرتا ہے جو کہ سیر و سلوک کا حاصل اور فنا و بقا کے حصول کا ذریعہ ہے اس کے برابر کوئی آرزو نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی گوشہ میں تنہا ہو اور وہ اس مبارک کلمہ سے تر زبان رہے اور اس کے اسرار کے سمندروں سے سیراب ہوتا رہے، مطلوب کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور مقصود کی طرف راستہ ظاہر ہو گیا ہے امید وار رہیں۔

کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تاکید امیرِ مخدوم! ہمارے طریقہ کا مدار صحبت پر ہے بہر حال ملاقاتِ حاصل ہونے تک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے تکرار میں مشغول رہیں اور اس ذکر کو جس قدر بھی کہہ سکیں دل کی موافقت کے ساتھ کہیں اگر خلوت میں کہا جائے تو بہتر ہے، یہ کلمہ مبارک باطن کو پاک کرنے میں بہت بڑی تاثیر رکھتا ہے اس کا ایک جزو حق جل و علا کے ماسوا کی نفی کرتا ہے اور دوسرا جزو معبودِ حقیقی کا اثبات کرتا ہے جو کہ سیر و سلوک کا حاصل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ [سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے]۔

کلمہ طیبہ میں نفی و اثبات کی تشریح آپ نے لکھا تھا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ دو جزو پر مشتمل ہے ایک نفی دوسرے اثبات، کیا اس نفی سے ماسوی اللہ کی نفی مراد ہے یا باطل خداؤں کی نفی مراد ہے؟

لہ مکتوباتِ معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۱۔ ایضاً سوم مکتوب ۱۷۔ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۷۶۔ لکھنؤ دارم ۱۰۶۔

میرے مخدوم! روتوں معنی جاڑو درست ہیں، اس راتہ کے سالکین زیادہ تر پہلے معنی کا تکرار کرتے ہیں اور وہ اس کلمہ طیبہ کے ذریعہ اپنے آپ سے وجود اور اس کے تابع کمالات کی نفی کرتے ہیں اور مستی مہوہوم سے خالی ہو کر سستی و عدمیت ذاتی کے ساتھ متصف ہوجاتے ہیں اور فنا کو جو کہ ولایت کا رکن اعظم ہے حاصل کر لیتے ہیں ۱۷

روام ذکر کی فصیلت | بندہ جب حق تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ بھی اس بندہ کو یاد فرماتا ہے **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ** (پس تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا) اس جانب سے دوام ذکر کی صورت میں اس جانب سے بھی دوام ذکر ہوگا اور اس سے زیادہ اور کونسی سعادت ہوگی کہ مالک و مولائے حقیقی جلت عظمتہ ہمیشہ بندہ کو یاد کرے اور بندہ ہمیشہ اس تعالیٰ شانہ کا مور فیض رہے ۱۸

ذکر کی ملامت پر ترغیب | اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے میں جان لگا کر کوشش کریں اور فرصت کو غنیمت جانیں اور آخرت کا زادیراہ تیار کریں، قلبی ذکر پر اس قدر ملامت کریں کہ ذکر و حضور دل کا ملکہ اور اس کی لازمی صفت ہوجائے کہ نفی کرنے سے اس کی نفی نہ ہو جیسا کہ سننا قوتِ سامعہ کی صفت ہے اور دیکھنا قوتِ باصرہ کی صفت ہے اور دل کو ماسوا سے کامل بے تعلقی حاصل ہوجائے اور اس تعالیٰ شانہ کے ماسوا کو اس حد تک بھلا دیں کہ اگر تکلف کے ساتھ بھی ماسوا اس کو یاد دلا

تو بارہ آئے اس حالت کو فائے قلبی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور در یہ ہما نزلِ دُھون کی پہلی منزل ہے ۱۹
بندگی فرائض و سنن کے علاوہ ذکر میں مشغول رہے | بندگی اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح معمور رکھے کہ فرائض و سنن منوکرہ کی ادائیگی کے علاوہ اور کسی چیز میں مشغول نہ ہو، نقلی عبادتوں کو بھی موقوف رکھے۔ یہ درست ہے لیکن آپ اس حکم سے متشبی ہیں، یہ حکم بندگیوں کے لئے خاص ہے آپ تو امور بندگورہ میں سے وقت جس کا متقاضی ہو اور جو زیادہ جمعیت بخشنے اور زیادہ کیف لائے اسی میں مشغول رہیں ۲۰

اچھی نیت کے ساتھ انسان کا ہر عمل | ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سعادت مند بندہ تمام عمر اللہ تعالیٰ کی طرف ذکر میں داخل ہو متوجہ رہا پھر اُس نے ایک لحظہ بھر کے لئے اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی تو جو

کچھ اس نے کھویا وہ اس سے زیادہ ہوگا جو اس نے پایا تھا؛ لیکن کیا کیا جائے (کہ تمام آرزوئیں میر نہیں ہیں جسمانی تقاضوں اور مخلوق کے ساتھ میل جول سے چارہ نہیں ہے ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر کی اس غفلت کو جو کہ لازمی ہے اگر اچھی نیت کے ساتھ ملا لیا جائے تو غفلت سے نکل جاتی ہے اور ذکر کچھ اتھ مل جاتی ہے مثلاً بندہ جو کہ سر اس غفلت ہے اگر عبادت میں سستی دور ہونے کی نیت کے ساتھ مل جائے تو

۱۷ مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوب ۷۔ ۱۸ سوم مکتوب ۱۲۵۔ ۱۹ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۰۔ ۲۰ دفتر سوم مکتوب ۱۹۰۔

ذکر سوجاتی ہے، نوم العلماء عبادۃ [علماء کی تیز عبادت ہے] تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی نیت سے ان کے ساتھ میل جول رکھنا بھی ذکر ہے کیونکہ یہ واجب و مستحب کو ادا کرنا ہے علیٰ ہذا القیاس [اور چیزوں کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے] ذکر زبانی ذکر میں ہی منحصر نہیں ہے بلکہ ہر وہ عمل کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ رکھا گیا ہو ذکر میں داخل ہے، اِنَّ هٰذِهِ نَذْرٌ كَرِهَ فَمَنْ كَشَاءَ اتَّخَذَ اِلَى رَبِّهِ سَبِيْلًا (۳۶) بیشک یہ ایک نصیحت ہے پس جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے [۳۷]

طریقہ ذکر تہلیل لسانی | آپ نے دریافت کیا تھا کہ "کلمہ طیبہ نفعی اثبات کے تکرار کے وقت کلمہ مبارکہ محمد رسول اللہ کو بھی اس کے ساتھ ملائے یا نہ ملائے، اور اگر ملائے تو کتنی مرتبہ کے بعد ملائے" — جواب: (کتبی) مرتبہ کا کوئی تعین نہیں ہے ہر دس یا بیس یا ہر چھاس یا سو کے بعد ملائیں اور اس کلمہ کے تکرار سے اپنے مقاصد اور اداؤں کی نفعی کریں تاکہ اپنے اداؤں سے پوری طرح خالی ہو جائیں اور واحد حقیقی و مطالب حقیقی کے سوا کچھ مقصود نہ رکھیں، اپنی مراد تلاش کرنا بندگی کے مقام کے لائق نہیں ہے۔ ۳۷

ذکر قلبی میں دل کی حرکت ضروری نہیں | میرے مخدوم! اگر ذکر قلبی سے دل کی حرکت و جنبش مراد لی جائے تو اس کی ہمیشگی قطعی ضروری نہیں ہے نہ فنائی حالت میں اور نہ حالت فنا کے بغیر، جو چیز کہ دائمی و لازمی ہے وہ دل کی توجہ اور حضور قلبی ہے خواہ حرکت ہو یا نہ ہو۔ آپ نے فنا کی اور کوئی علامت تحریر نہیں کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ کس قسم کی فنا حاصل ہو رہی ہے، فنائے جذبہ یا فنائے سلوک، فنائے جمدی یا فنائے لطائف، فنائے قلب یا فنائے نفس ہر ایک کے لئے آثار و علامات ہیں، اور فنا میں معتبر وہ ہے جو دوام قبول کرے (ہمیشہ رہے) اور جو دوام نہیں رکھتی وہ معتبر نہیں ہے سوائے فنائے جذبہ کے۔ ۳۷

ذکر نفعی و اثبات کے فوائد | آپ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ "ذکر نفعی اثبات کے فوائد کچھ عرصہ تک اسم ذات کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے اور نفعی اثبات سے میری احتیاج زائل ہو گئی تھی اور اب اسم ذات سے بھی احتیاج زائل ہو گئی ہے اور محض توجہ و مراقبہ اس کا قائم مقام ہو گیا ہے" — جواب یہ ہے کہ یہ سب طریقے موصول اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں پس جس طریقے سے بھی شرح صدر ہو جائے اور ترقی حاصل ہو جائے اسی میں مشغول رہے لیکن نفعی و اثبات کی تکرار ترک نہ کرے اس لئے کہ اس کے فائدے بعد میں بھی متوقع ہیں اور وہ پورے نہیں ہوتے۔ ۳۷

ذکر واقفانہ و توجہ کا ثبوت | سوال :- اس طرز کا ذکر واقفانہ (فیض پہنچانا) و توجہ جو کہ اس طریقے میں معبود (مقرر) ہے سب سے پہلے کن مشائخ سے شروع ہوا ہے۔ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے وقت میں بھی تھا

۳۷ مکتوبات معصومیہ فر اول ۱۶۰ ۳۷ ایضاً و فر اول مکتوب ۱۴۲ ۳۷ ایضاً اول ۳۷ ۳۷ دفتر دوم مکتوب

یا نہیں، اور اگر نہیں تھا تو پھر یہ طریقہ ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کیوں منسوب ہو گیا۔
 جواب :- حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے سلسلہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدروانی (قدس سرہ)
 میں اور ان بزرگوں کا جذبہ جو کہ صفت قیومیت میں فنا ہوجانے کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کو اس طریقہ
 میں جذبہ قیومیت کہتے ہیں حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) سے حضرت خواجہ کو پہنچا ہے اور ان سے اس جذبہ
 حاصل ہونے کے لئے ایک طریقہ منقول ہے اور وہ طریقہ وقوفِ عددی ہے پس اصل نسبت حضرت صدیق
 سے ہے اور اس کے وصول کا طریقہ حضرت خواجہ سے ہے اور اس نقل کے مطابق جو کہ ہمارے حضرت خواجہ
 بہاؤ الدین نقشبند (قدس سرہ) کے ملفوظات سے بیان ہو چکی ہے ذکر بھی حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 سے پہنچا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت خضر (علیہ السلام) کو حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) سے پہنچا ہو اور
 ان سے حضرت خواجہ عبدالخالق (غجدروانی قدس سرہ) کو (پہنچا ہو) جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، اور دوسرا
 جذبہ جو کہ معیت ذاتیہ کے واسطے سے پیدا ہوتا ہے اور اس کو اس طریق میں جذبہ معیت کہتے ہیں اس کے ظہور
 کا مبداء حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ ہیں۔

ذکر جس دم کا بیان | اور ذکر نفی اثبات کی تعداد و وقت معین نہیں ہے جس وقت چاہے کرے اور جب تک
 سانس (روکنا) ساتھ دے کہتا رہے خواہ کسی عدد تک پہنچے لیکن طاق کہے جفت نہ کہے اور اسی وجہ سے
 اس ذکر کو وقوفِ عددی کہتے ہیں اور اگر کسی وقت جس دم (سانس روکنا) نہ کر سکے تو جس دم کے بغیر کہے
 کیونکہ جس دم لازمی شرط نہیں ہے۔ اس ذکر پر اس قدر درامت کریں کہ سینہ کی وسعت میں حق سبحانہ کے سوا
 کوئی مرد و مقصود نہ رہے اور اس تعالیٰ شانہ کے مقصود ہونے کے سوا کوئی اور مرد نہ ہوتا کہ بندگی کی حقیقت
 ظاہر ہو جائے، و بدو نہ حوط القتاد [اور اس کے علاوہ بیجا نہ کہوشش کرنا ہے]۔

ذکر جس دم بدعت نہیں ہے | سوال :- ذکر میں جس دم (سانس روکنا) بدعت ہے یا نہیں اور اگر بدعت حسنہ
 کہیں تو حضرت عالی قدس اللہ سبحانہ، بسرہ کے مطابق کسی بدعت میں حسن (خوبی) نہیں ہے پس بدعت ہونے
 سے یہ عمل کس طرح باہر ہو سکتا ہے۔ جواب :- ذکر فی حرزائے مستون و حسن ہے اس میں سانس کا
 روکنا اس وقت بدعت ہو گا جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ عمل صدرا دل (شروع زیانۃ اسلام) میں نہیں تھا اور یہ
 ایسا ثابت ہونا ناقابل تسلیم ہے اور نیز اس طریقہ جس دم (م) کو حضرت خضر (علیہ السلام) نے حضرت خواجہ
 عبدالخالق کو جو کہ حضرات خواجگان کے سردار سلسلہ میں تعلیم کیا ہے اور ان کے عمل کو بدعت کا حکم نہیں دیکھتے۔
 ہمارے حضرت خواجہ (بہاؤ الدین نقشبند) قدس سرہ کے ملفوظات میں منقول ہے انھوں نے فرمایا کہ سلسلہ چشتیہ و

سہروردیہ میں حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خرقہ کے بارے میں معنیٰ سن بیان کرتے ہیں اور انھوں نے ذکر کی سزا معنیٰ بیان نہیں کی ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ وکیرویہ میں حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے حضرت صدیق اکبر و حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما کے واسطے سے ہمارے اس آج کے دن تک ذکر معنیٰ پہنچا ہے اور واسطوں میں کوئی فتور واقع نہیں ہوا ہے۔ اسی اثنا میں حاضرین میں سے کسی شخص نے سوال کیا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں رابطہ کا طریقہ حضرت صدیق اکبر سے اور ذکر کا طریقہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما سے پہنچا ہے (تو یہ کیس طرح پہنچا ہے؟ آپ نے فرمایا جو ذکر کہ اس سلسلہ عالیہ میں ہے جس کو وقوفِ عددی کہتے ہیں مقررہ طریقے مثلاً جس دم اور محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کے ساتھ ملانے کا طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے معنیٰ پہنچا ہے اور طریق صحبت بھی ان سے پہنچا ہے کیونکہ وہ (حضرت صدیق) سفر و حضر میں آنسو و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہمراہ رہتے تھے اور صحبت کے ذریعہ فیض حاصل کرتے تھے ۱۷

جس دم کے ساتھ آپ نے (ذکر) نفی و اثبات کا طریقہ طلب کیا تھا لکھا جاتا ہے اس کے مطابق عمل میں ذکر نفی و اثبات کا طریقہ لائیں اور اس کی برکات کے امیدوار رہیں اگرچہ نمایاں ترقی اور کامل تاثیر صحبت و توجہ پر موقوف ہے لیکن مالا بدیر کلمہ لا یتذکر کلمہ [جو چیز کامل طور پر حاصل نہ ہو اس کو بالکل ترک نہیں کرنا چاہئے] نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگالیں اور مونوں کو بند کر لیں اور سانس کو ناف کے نیچے روک لیں اور لفظ لا کو خیال کے ساتھ ناف سے کھینچیں اور سر کے اوپر پہنچائیں اور لفظ لا کو سر سے دائیں کندھے تک لجھائیں اور لفظ لا کو اللہ کو دائیں کندھے سے دل پر لجھائیں اور سانس رکارہ ہے اور اس کلمہ کے ساتھ اس کلمہ کے معنی کو بھی خیال میں لائیں اس طرح پر کہ ذات پاک (اللہ تعالیٰ) کے سوا اور کوئی محبوب نہیں ہے، لا کے ساتھ نہیں ہے کا تصور کریں اور لا کے ساتھ کوئی محبوب کا خیال کریں اور لا کو اللہ کے وقت مگر اللہ تعالیٰ ہے، سمجھیں، ہر سانس میں طاق عدد کہیں (یعنی ایک دفعہ یا تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ کہیں اور اسی طرح بتدریج زیادہ کریں جہاں تک کہ سانس برداشت کر سکے اور اسی وجہ سے اس ذکر کو وقوفِ عددی کہتے ہیں یعنی (ایک سانس میں) ذکر کی تعداد پر واقف رہنے تاکہ ہر سانس میں طاق عدد کہے جفت نہ کہے ۱۸

ایک سانس میں ذکر نفی و اثبات کی تعداد | آپ نے لکھا تھا کہ ”میں نے ذکر نفی و اثبات کو ایک سو ایک تک پہنچایا ہے اگر حکم ہوتا تو اس پر اضافہ کروں“ — میرے مخدوم آپ نے بہت محنت کی ہے حق تعالیٰ اس پر اثر مرتب فرمائے

۱۷ مکتوبات معصومہ دفتر دوم مکتوب ۳۶ ۱۸ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۲۷

اگر آپ تکلف کے بغیر اضافہ کر سکتے ہیں تو اضافہ کریں، بعض دوست اس سے بھی زیادہ کہتے ہیں لے
 ذکرِ حبسِ دم کا اعلیٰ درجہ اور یہ جو آپ نے سابقہ مکتوب میں لکھا تھا کہ ”راقمِ نفی اثبات کے ذکر میں مشغول ہے
 پچیس مرتبہ تک تکلف کے ساتھ کہتا ہے اور کبھی کبھی (بے تکلف) بھی کہا جاتا ہے — میرے مخدوم! —
 جس قدر تکلف و تشویش کے بغیر کہا جائے کہیں، کمیت (تعداد) سے کیفیت اور حصول اثر کی طرف زیادہ مشغول
 ہوں جو کہ ماسوا کی نفی ہونا ہے کیونکہ نفی کرنے کا نتیجہ نفی ہونا ہے اس قدر سے کہ ذکر کہنے میں رکیں نہیں جلدی جلدی
 کہیں اور تیزی کے ساتھ خیال کریں، خیال ایک لمحہ میں زمین سے آسمانوں تک پہنچ جاتا ہے اس صورت میں سہولت
 کے ساتھ بہت زیادہ کہا جاتا ہے۔ بعض دوست ایک سانس میں ہزاروں تک پہنچاتے ہیں لیکن بلا کیفیت اور
 اثر کے حاصل کرنے پر ہے لے

اسباق و مقاماتِ نقشبندیہ مجددیہ

طریقہ توبہ و ذکر | آپ نے طریقہ کی خواہش کی تھی میرے مخدوم! کام کا مدار ہمارے طریقہ میں صحت پر ہے پیکار
 کی صحت و توجہ سے طالبِ صادق تریقات حاصل کرتا ہے اور درالرح قرب میں عروج کرتا ہے، یہ معاملہ نامہ و پیام
 سے درست نہیں ہوتا، بہر حال طریقہ لکھا جاتا ہے عمل میں لائیں خالی رہنے سے بہتر ہے، لے

گر ندرام از شکر جز نام بہر زیں بے بہتر کہ اندر کام زہر

[اگر میں شکر سے سونے نام کے کچھ حصہ نہیں رکھتا تو اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ میرے حلق میں زہر ہو۔]

آپ جان لیں کہ اس راستہ کی پہلی شرط توبہ ہے کہ توبہ کریں اور کہیں، لے اللہ! جو گناہ و قصور مجھ سے سرزد
 ہوئے ہیں دانستہ طور پر ہوئے ہوں یا نادانستہ طور پر، میں نے ان سب سے توبہ کی اور آپ کی طرف رجوع کیا
 اور تین بار یہ استغفار پڑھیں: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ
 اِلَيْهِ ط اس کے بعد زبان کو تالو سے لگائیں اور ہونٹوں کو بند کر لیں اور قلبِ صنوبری کی طرف جو کہ قلب کی
 حقیقتِ جامعہ کا آشیانہ ہے اور اس کا مقام بائیں پہلو میں بائیں پستان کے نیچے ہے متوجہ ہو جائیں اور
 دل کی زبان سے لفظ مبارک اللہ اللہ کی تکرار کریں جس طرح کہ دل میں کوئی بات گزارتے ہیں، اس ذکر
 میں سانس نہ روکیں اور نہ ذکر میں سانس کا دخل ہونے دیں اور سانس اپنے طور پر آتا رہے اور زبان کو
 ہرگز حرکت نہ دیں اور اس ذکر پر ہمیشگی کریں، بیٹھے اٹھے، کھانے سونے کی حالت میں (اور) وضو ہونا نہ ہو
 ہر وقت ذکر کرتے رہیں۔ بزرگوں نے کہا ہے ”دست بجا دل بیار“ (ہاتھ کام میں اور دل یار میں رہے)
 مولیٰ (جل شانہ) کا محفل نظر دل ہے، دل کو پاک رکھنا چاہیے اور حق سبحانہ کے ماسوا کی طرف متوجہ

لے مکتوباتِ مصوبہ دفتر دوم مکتوب ۳۲۔ ۲۵ ایضاً دوم مکتوب ۱۳۷۔

ہونے سے بے تعلق کر دینا چاہئے۔

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست پاکئی دل ز ذکر رحمان ست

[جنگ تیری زندگی ہے ہر وقت ذکر گزارہ، دل کی پاکیزگی رحمن دانہ نالی کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے] لہ
ذکر کا طریقہ ہمیشہ عقیقہ نے اس ناکارہ سے درخواست کی ہے کہ اس طریقہ عالیہ کے ذکر اور باطنی شغل کا
طریقہ احاطہ تحریر میں لائے۔ درخواست کو قبول کرنے ہوئے لکھا جاتا ہے، غور سے سین کے باطنی شغل ہمارے
طریقے میں چند قسم کا ہے۔

قسم اول:- ذکر اسم ذات ہے اور اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ طالب کو چاہئے کہ اپنی زبان کو تالو سے
لگالے اور پوری توجہ کے ساتھ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو جائے جو کہ بائیں پہلو میں واقع ہے اور یہ
قلب صنوبری قلب حقیقی کا آشیانہ ہے جو کہ عالم امر سے ہے اور اس کو حقیقت جامعہ بھی کہتے ہیں اور لفظ
مبارک اللہ کو دل میں خیال کے طور پر گنارے اور دل کی زبان سے اس بزرگ لفظ کو دل کی صورت کا
تصور کئے بغیر کہے اور سانس کو نہ روکے اور ذکر کہنے میں زبان کو کسی طرح کا دخل نہ دے سانس حسب
معمول آتا رہے اور لفظ مبارک اللہ سے بے مثل ذات مراد لے اور اس کی کسی صفت کو ملحوظ نہ رکھے تاکہ
ذات کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آجائے اور تنزیہ سے تشبیہ کی طرف مائل نہ ہو جائے۔

جاننا چاہئے کہ جس طرح قلب بائیں ہاتھ کی جانب سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا (لطیف)
روح دائیں ہاتھ (کی جانب) سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی ذکر کا مقام ہے اور سینہ کا درمیانی حصہ جو کہ سرخ
واخفی کا مقام ہے وہ بھی ذکر کا مقام ہے اور نفس و حواس باطن کی جگہ دل غ ہے اور وہ بھی ذکر کا مقام ہے
اور جب ذکر غالب آجاتا ہے تو تمام بدن کا احاطہ کر لیتا ہے اور بدن کا ہر جزو دل کی طرح ذکر ہو جاتا ہے
اور اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔ طالب کو چاہئے کہ ذکر پر اس قدر ہمیشگی کرے کہ ذکر و حضور دل کا
ملکہ ہو جائے اور اس کی صفت لازمہ بن جائے جیسا کہ سننا قوت سامعہ کی صفت اور دیکھنا، قوت
بصرہ کی صفت ہے چنانچہ اگر ذکر و حضور کو تکلف کے ساتھ بھی دل سے دور کرے تو دور نہ ہو۔

قسم دوم:- ذکر نفی و اثبات یعنی لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو
تالو سے لگائے اور سانس کو ناف کے نیچے روکے اور کلمہ لا کو ناف سے پھینچے اور سر کے وسط تک پہنچائے
اور اللہ کو وسط امر سے دائیں کندھے پر لائے اور الا اللہ کو دائیں کندھے سے دل صنوبری پر جو بائیں
پہلو واقع ہے لائے، اس مجموعہ کا نقش لائے معکوس کی صورت پر (۸) ہو جاتا ہے اور ان کلمات کو

۱۰ مکتوبات مصوبہ دفتر سوم مکتوب ۹۔

ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جانا خیال کے ساتھ ہونا چاہئے اور اعضا اور سانس کو حرکت نہ دے اور سانس ناف کے نیچے رکھا ہے اور سانس کو جب تک روک سکے اس کلمہ کو کہتا رہے لیکن ہر سانس میں طاق عدد رکھے جفت نہ کہے اسی لئے اس ذکر کو وقوفِ عددی کہتے ہیں اور جب سانس میں تنگی محسوس ہو اس کو چھوڑ دے اس کے بعد پھر سانس روکے اور سابقہ طریقوں کے مطابق ذکرِ بزرگور کہے پھر اسی طرح کرے پھر اسی طرح کرے (اور) پھر اسی طرح کرے، اور اس کلمہ کے معنی کو اس طرح تصور کرے کہ ذاتِ پاک (اللہ تعالیٰ) کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے۔ اس ذکر کو اولاً حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی (قدس سرہ) کو جو کہ حضراتِ خواجگانِ قدسِ امراہم کے سرسلسلہ میں تعلیم کیا ہے حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خواجہ سے فرمایا کہ آپ پانی میں غوطہ لگائیں، انھوں نے پانی میں یہ ذکر تعلیم کیا شاید کہ پانی میں غوطہ لگانا اس لئے ہو گا کہ سانس برفرازا ہے اور جنبش نہ کرے۔

قسم سوم :- وقوفِ قلبی ہے اور یہ اس سے عبارت ہے کہ سالک ذکر کئے بغیر دل کی طرف متوجہ واقع رہے اور اس (دل) پر نگاہ رکھے تاکہ ماسوا کا خیال دل پر گزرنے کا راستہ بند ہو جائے اور پرانہ گئی خیال اس میں راہ نہ پائے اس کے بعد دل کو مطلوبِ حقیقی کی طرف توجہ پیدا ہو جائیگی کیونکہ دل کے حق میں بیکار رہنا مفقود ہے جب ماسوا کا راستہ بند ہو جائے تو اس کے لئے بارگاہِ مقدس کی طرف متوجہ ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ دل کو دشمن سے خالی رکھ دو مست کو طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قسم چہارم مراقبہ ہے اور مراقبہ ترقب سے مشتق ہے اور وہ استعارہ ہے پس مراقبہ مطلوب کے انتظار میں ظاہری و باطنی حواس کو جمع کرنا ہے اور مراقبہ کے ایک اور معنی (بھی) میں اور وہ ظاہر و باطن پر حق سبحانہ کے ہمیشہ مطلع ہونے پر بندہ کی آگاہی و علم ہے یعنی سالک تصور کرے کہ حق تعالیٰ ہمیشہ اس کے ظاہر و باطن پر مطلع ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند (قدس سرہ) نے فرمایا ہے کہ (سالک) مراقبہ سے وزارت اور ملک و سلطنت میں نصرت کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور دلوں کی باتوں پر مطلع ہوتا اور باطن کا منور ہونا اور وسوسوں سے سکون اور دلوں کا دائمی قبولِ مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے۔

قسم پنجم رابطہ ہے (یعنی) دل میں پیر کی صورت کا تصور کرے۔ بزرگوں نے کہا ہے مع

سایہ رہبر بہ است از ذکرِ حق [رہبر پیر کا سایہ ذکرِ حق سے بہتر ہے]

یعنی پیر کی صورت کو ذہن میں رکھنا مرید کے لئے ذکر سے زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ پیر مرید کیلئے حق سبحانہ کی بارگاہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے پس مرید پیر کے ساتھ جس قدر زیادہ اسباب رکھتا ہوگا اس کے باطن سے اسی قدر زیادہ فیضِ اخذ کرے گا اور بہت جلد مطلب کو پہنچ جائیگا۔ مرید کو چاہئے کہ اول یہ میں فنا (فانی الشیخ) ہو جائے اس کے بعد وہ فنا فی اللہ کو پہنچے گا۔

(مکتوباتِ مصوبہ دفتر دوم مکتوب ۱۱۳)

لطیفِ قلب کی تشریح | میرے محذور! کبھی (لفظ) قلب بولتے ہیں اور (اس سے) قلب کی حقیقتِ جامعہ مراد لیتے ہیں جو کہ عالمِ امر سے ہے اور ذکر و ناثر و التناذ و سُکر و فنا و استہلاک جو کہ یکے بعد دیگرے آتے ہیں (یہ سب) اس کا کام ہے اور کبھی (یہ لفظ) بولتے ہیں اور (اس سے) وہ مضعہ (گوشت کا ٹکڑا) کہ عالمِ خلق سے ہے مراد لیتے ہیں جو بائیں پہلو میں واقع ہے اور قلب کی حقیقتِ جامعہ کو اس مضعہ کے ساتھ خاص تعلق ہے کہ گویا اس کا آشیانہ و مسکن اور ٹھکانا ہے اور ایک قسم کا اتحاد ان کے درمیان موجود ہو گیا ہے کہ امتیاز گویا مفقود ہو گیا ہے اور بعض احکام میں شرکت حاصل ہو گئی ہے اور حقیقتِ جامعہ کے ذکر سے مضعہ میں بھی حرکت پیدا ہو گئی ہے، روح کی طرح جو کہ عالمِ امر سے ہے اور بیچونی سے کچھ حصہ رکھتی ہے، (اور وہ) بدن کے ساتھ عشق و محبت ہونے کی وجہ سے بدن میں فانی ہو گئی ہے اور بدن کے احکام کے ساتھ ہم رنگ و ہم صفت ہو گئی ہے اور بدن کے توسط سے سمیع و بصیر و متکلم ہو گئی ہے اور بدن کی لذت کے ساتھ لذتِ یاب اور اس کے غم کے ساتھ غمزدہ اور اس کی حرکت و سکون کے ساتھ متحرک و ساکن ہو گئی ہے، پس جو ذکرِ قلبی کہ بتدیوں کو حاصل ہوتا ہے وہ حقیقتِ جامعہ کا ذکر ہے شروع میں اس کے وسیلہ و ہمسائیگی کی وجہ سے مضعہ (جمانی دل) بھی ڈاکر و متحرک ہو جاتا ہے مختصر یہ ہے کہ ایک ذکر ہے جو کہ دونوں سے منسوب ہے اور ان کے اتصال و اتحاد اور عدم امتیاز کی وجہ سے ایک کا ذکر دوسرے کی طرف منسوب ہو گیا اور ایک کی حرکت کے ساتھ دوسرا متحرک ہو گیا ہے لہ

مدارجِ نفس | آپ جان لیں کہ آدمی دس لطیفوں سے مرکب ہے، پانچ لطیفے عالمِ خلق سے اور پانچ عالمِ امر سے ہیں، ان لطیفوں میں سے ایک نفس ہے اور نفس عالمِ خلق سے شمار کیا گیا ہے اور لطیفہ روح عالمِ امر سے ہے (یہ) دونوں لطیفے مختلف ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تمام لطائف کی طرح جبراً معاملہ ہے اور ہر ایک کی ولایت و سیر و سلوک جدا ہے اور جس کسی نے متحرک کہا ہے وہ کام کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے اور نفسِ انسانی کی حالت میں بھی اور اطمینان کی حالت میں بھی لطائف کا سردار ہے اور لفظ آنا سے بھی ہر شخص کی مراد وہی ہے اور وہ بالذات آسمانی احکام کا منکر ہے اور انانیت (میں پن) و خودی و رفعت پسندی اور تکبر کرنا اس کی ذات میں برعیت ہیں اور وہ بُرائی و بدکاری کی طرف بہت ہی زیادہ امر کرنے والا ہے، حدیثِ قدسی میں آیا ہے عادنفسک فاعھا انتصبت بمعاداتی [تو اپنے نفس سے دشمنی کر بیشک وہ میری دشمنی پر کربتہ ہے]۔ صوفیائے کرام کے طریقہ پر چلنا اور اہل اللہ کی خدمت کرنا، اس نفس کی اصلاح اور اسے مطیع کرنے کے لئے ہے، جب اللہ جل شانہ کے فضل سے نفس اپنی صفاتِ رزیلہ سے خالی ہونے لگتا ہے اور اسلام (قرآنِ ہدایت) قبول کر لیتا ہے تو لوامہ ہو جاتا ہے اس کے بعد لہم پھر بتدریج فنا کے کامل و بقائے اکمل کے واسطے سے لہ مکتوباتِ مصوبہ دفتر دوم مکتوب ۷۰۔

مطلوبہ ہو جاتا ہے اس وقت وہ اپنے مولیٰ (اللہ تعالیٰ) سے راضی اور مولیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ اپنے جہل مرکب سے جو کہ وہ رکھتا تھا نکل کر اللہ جل شانہ کی معرفت و قرب تک پہنچ جاتا ہے پس یہ سب نفس کی صفات ہیں جو کہ اس پر بدلتی ہیں۔ اور نفس کا مارنا اور اس کا مرجانا اس کا صفاتِ رذیلہ سے نکل جانا ہے پس وہی نفس ہے جو کہ بعد و دوری کے بعد قرب و معرفت سے مشرف ہو جاتا ہے۔

لطائف کی فنا | آپ جان لیں کہ فنا کے قلب اس سجانہ و تعالیٰ کے ماسوا کے نیان اور غیر اللہ کا خیال دل میں نہ آنے سے عبارت ہے یہاں تک کہ اگر تکلف کے ساتھ بھی غیر اللہ کا خیال دل میں لائے تو وہ دل میں نہ آئے، اُس (قلب) کی بقا اس چیز کے ساتھ ہے کہ جس کے ظہور سے اس (قلب) کی فنا حاصل ہوئی ہے اور وہ چیز دل پر حتیٰ سجانہ کی تجلی فعل کا ظہور ہے، اگر کہا جائے کہ فنا کے بعد اُس تجلی کا ظہور ہوتا ہے یا اس تجلی کے بعد فنا (حاصل ہوتی) ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ دونوں لازم و ملزوم بھی ہیں، وہی شیخ الاسلام انصاری (قدس سرہ) کا قول ہے کہ "جنتک تو (اس کو) نہیں پائے گا ربانی نہیں پائے گا اور جنت نک ربانی نہیں پائے گا (اس کو) نہیں پائے گا، میں نہیں جانتا کہ (ان دونوں میں) کون مقدم ہے تو ٹرنا یا جوڑنا۔"

جب تجلی فعل کے ظہور سے قلب فانی ہو جاتا ہے اور اس فنا میں سالک کے فعل کی نفی ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو سلوب الفعل پاتا ہے اس کے بعد حق سجانہ کے فعل کے ساتھ باقی ہو جاتا اور اپنے فعل کو حق سجانہ کا فعل پاتا ہے، اس کے بعد فنا کے روح ہے اور فنا کے روح اس تعالیٰ شانہ کی تجلی صفات کے ظہور سے حاصل ہوتی ہے اور بقائے روح بھی اہی صفاتِ قدس کے ساتھ ہوتی ہے اس کے بعد فنا کے مرتبہ ہے کہ جس کو فکارنے والے شیونات و اعتبارات صفات ہیں اور اس کی بقا ان شیونات و اعتبارات میں اس کی فنا کے بعد (حاصل ہوتی) ہے، اس کے بعد فنا کے حقیقی ہے جس کو فنا کرنے والی صفاتِ سلبیہ تترتیبیہ میں اور اس کی بقا ان (صفاتِ سلبیہ) کے ساتھ ہے، اس کے بعد فنا کے اخفیٰ ہے اور اس کو فکارنے والا وہ مرتبہ ہے جو کہ مرتبہ تترتیبی و (مرتبہ) احدیتِ محمد کے درمیان برزخ (حد فاصل) واسطہ کی مانند ہے اور بقائے اخفیٰ اس مرتبہ مقدمہ میں فنا کے بعد ہے۔

جب سیر یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو ولایتِ عالمِ امر کے درجات اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں کہ یہ لطائفِ خمسہ مرتبہ ولایت میں ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل مدد فرمائے تو عالمِ خلق کے لطائفِ خمسہ کے کمالات میں سیر شروع ہو جائیگی جو کہ نفس انسانی اور عناصرِ ربوبہ میں اور عالمِ خلق کے یہ لطائفِ خمسہ عالمِ امر کے لطائفِ خمسہ کی اصل ہیں، لطیفہ نفس کا معاملہ قلب کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ یاد ہوا کا معاملہ لطیفہ روح

۱۔ مکتوباتِ معصومہ دفتر دوم مکتوب ۱۳۷ یعنی ابوالسّمعیل، حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے اور اکابر محدثین میں سے ہوتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین سو ساٹھ سال سے حدیث لکھی ہے جو سب سچی تھیں۔

کے معاملہ کی اصل ہے اور یہ لطیفہ آب (پانی) کا معاملہ لطیفہ سر کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ نار (آگ) کا معاملہ لطیفہ خفی کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ خاک کا معاملہ لطیفہ اخفی کے معاملہ کی اصل ہے لہذا فنا کا فائدہ | جانا چاہیے کہ فنا کا فائدہ صفات بشریہ کا زائل اور شرک خفی کا رفع ہونا ہے اگرچہ سر، خفی اور اخفی شرعی احکام کے ساتھ مکلف نہیں ہوئے ہیں اور ان کے شرک کا اسلام میں کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ہے لیکن ولایت خاصہ کے مرتبہ میں اس شرک خفی کے رفع سے چارہ نہیں ہے اور حنفیہ (لطائف) زیادہ لطیف توراتی ہوں گے ان کا شرک اسی قدر زیادہ خفی ہوگا اور اس شرک کا رفع کرنا اسی قدر زیادہ دقیق ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ بعض اشخاص کو فنائے قلب و روح حاصل ہو جائے اور فنائے سر حاصل نہ ہو اور بعض کو فنائے سر حاصل ہو جائے اور ان دونوں لطیفوں (خفی و اخفی) کی فنا حاصل نہ ہو جو کہ اس کے بعد ہیں اور اس کو اتنی (تین لطیفوں) لطیفہ قلب، روح اور سر پر کتفا ہو اور وہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہو، لیکن جب کل (قیامت کے روز) ان لطائف میں سے ہر ایک لطیفے کے حقائق جلوہ گزریں گے تو جو لطائف کہ اس دنیا میں فنا و بقا کی دولت سے مشرف نہیں ہوئے ہوں گے وہ (وہاں پر) اس فنا و بقا کے مناسب ثمرات و نتائج سے کامل فائدہ حاصل نہیں کریں گے۔ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَصْلُهُ سَبِيلًا [۱/۲۸] جو شخص اس (دنیا) میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا اور راستہ سے بہت ٹھسکا ہوا ہوگا | لہذا

تشریح سے دائرہ ولایت کبریٰ و | حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بذات خود موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ خواہ وہ وجود یک نفس و درانہ پنچگانہ عالم امر | عیناً (یعین ذات کے طور پر) ہو یا زائداً نہ ہو، اور اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات اس کی ذات کے ساتھ موجود ہیں نہ کہ وجود کے ساتھ کیونکہ اس بارگاہِ قدس میں وجود کے لئے گنجائش نہیں ہے اور اسی طرح وجود و امکان کو (بھی) اس بلذرتیہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے کہ یہ دونوں وجود و امکان) وجود اور باہمیت کے درمیان نسبتیں ہیں پس جبکہ وہاں وجود ہی نہیں ہے تو وجود امکان بھی نہیں ہے۔ ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "جب قدر گہری نظر سے دور تک پہنچا جاتا ہے محسوس ہوتا ہے کہ اس مرتبہ عالیہ میں ذات ایسی آٹھ صفات کے ساتھ ہے جو کہ ایک دوسرے سے متمیز ہیں حقیقت میں اس کے علاوہ کوئی اور امر خواہ وجود ہو یا وجود نہیں پایا جاتا، اس مرتبہ کے اوپر ایک ایسا مرتبہ ہے جہاں یہ صفات حضرت ذات تعالیٰ و تقدس میں محض اعتبارات ہیں اور وہ ذات تعالیٰ پر نائز نہیں ہیں، ہاں صرف اس قدر ہے کہ ان اعتبارات کو اس مرتبہ میں ایک دوسرے کے ساتھ تمیز ثابت ہے

لہذا مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۴۔

اور اس مرتبہ کے اوپر ایک ایسا مرتبہ ہے کہ وہاں تیسرے بھی موجود ہیں ہے اور محض اعتبارات کے سوا کوئی اور امر مقہوم نہیں ہوتا۔ اور اس مرتبہ کے اوپر وہ مرتبہ مفرد ہے جہاں کوئی اعتبار بھی ملحوظ نہیں ہے اور جہاں حیرت اس مقام کے لئے لازم ہے۔ جانتا چاہئے کہ پہلے تینوں مرتبوں میں چونکہ ذات تعالیٰ صفات کے ساتھ ملحوظ ہے (اس لئے) مثالی صورت دائرہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور دو قوس ظاہر ہوتی ہیں ان میں سے ایک قوس سے ذات مراد ہے اور دوسری قوس صفات سے عبارت ہے اور آخری مرتبہ میں چونکہ کوئی اعتبار و اضافت ملحوظ نہیں ہے لازماً مثالی صورت میں نصف دائرہ جو کہ ذات کی ایک قوس سے کتابہ ہوگا ظاہر ہونا اور یہی مرتبہ ہے کہ ہمارے حضرت عالی (مجدد العتباتی قدس سرہ) نے طریقہ کے بیان والے مکتوب میں لکھا ہے کہ "اس مرتبہ میں ایک قوس کے علاوہ ظاہر نہیں ہوا یہاں کوئی سر (بصید) ہوگا کہ جس پر اطلاع نہیں دی گئی۔" جانتا چاہئے کہ ان چاروں قسم کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ جو کہ مرتبہ صفات ہے لطیفہ روح کے نصیب ہے اور دوسرا مرتبہ جو کہ شیونات کا مقام ہے لطیفہ سر کے نصیب ہے اور تیسرا مرتبہ جو کہ مرتبہ تقدیس کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے لطیفہ سخی کے نصیب ہے اور چوتھا مرتبہ اخفی کے نصیب ہے اور قلب کا نصیب مرتبہ افعال سے ہے جو کہ ان (چاروں) مراتب سے نیچے ہے عالم امر کے ان چاروں قسم کے مرتبوں سے گزرنے کے بعد معاملہ عالم خلق کے ساتھ جا پڑتا ہے لہ

ولایت صغریٰ و کبریٰ و علیا و کمالات نبوت اور تجھے جان لیتا چاہئے کہ ولایت صغریٰ کے کمالات حاصل کرنے میں
 وغیرہ میں ترقی کا ذریعہ عمدہ چیز مراقبہ اور قلبی اذکار یعنی اسم ذات و نفی اثبات کا ذکر ہے اور آخری
 دونوں ولایتوں (ولایت کبریٰ و علیا) کے حاصل کرنے میں نفی اثبات کا زبان کے ساتھ ذکر کرنا (تہلیل لسانی) ہے
 اور جو کمالات مرتبہ نبوت کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے حصول میں مدد دینے والی چیز قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور
 نمازیں پڑھنا یا مخصوص فرض نمازیں پڑھنا ہے پھر اس کے بعد وہ مقام آتا ہے جس میں نہ عمل کے لئے کوئی نتیجہ
 ہے اور نہ ہی اعتقاد کے لئے کوئی اثر ہے وہاں ترقی محض فضل و احسان کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ مقام
 اصالت کے طور پر انبیائے مرسلین علیہم السلام والبرکتہ کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کے تبلیغ ہو کر دوسروں
 کے لئے بھی اس مقام سے حصہ ہے، پھر اس کے اوپر وہ کمال آتا ہے جس میں بفضل سے محبت کی طرف ترقی
 ہوتی ہے پس اس کمال کے حصول میں ترقی کرنا محبت صرفہ (خالص محبت) پر موقوف ہے اور محبت
 میں بھی محبت و محبوبیت دو کمال ہیں پس محبت ذاتیہ کے کمالات کا ظہور اصالت کے طور پر حکیم (حضرت
 موسیٰ) علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور محبوبیت ذاتیہ کے کمالات پہلے تو حبیب خدا علیہ و علیٰ آلہ

افضل الصلوات واکمل التجات کے ساتھ مخصوص ہیں اور پھر ان دونوں (کلمیم وحبیب علیہما الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سے دوسروں کے لئے ان دونوں کمالوں کی امید ہے ۱۷

ولایت سہ گانہ و کمالات نبوت وغیرہ | ولایات سہ گانہ کے کمالات میں ترقی غالب طور پر قرآن مجید کے سوا کے متعلق اذکار و اعمال (باقی) اذکار کے ساتھ وابستہ ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ولایتِ ظلی میں

جو کہ ولایتِ صغریٰ ہے مراقبات اور قلبی اذکار بہت زیادہ مناسب رکھتے ہیں اور دوسری دو ولایتوں (ولایتِ کبریٰ و ولایتِ علیا) میں کہ (ان دونوں میں سے) ہر ایک اصل سے تعلق رکھتی ہے اور ظل سے نکال چکی ہے ذکرِ سانی اور کلمہ طیبہ کا تکرار بہت زیادہ ترقی بخشنے والا ہے اور جب معاملہ کمالاتِ نبوت میں واقع ہوتا ہے تو اس مقام میں قرآن مجید کی تلاوت اور نماز، خاص طور پر فرض نمازیں، فائدہ مند و نفع بخش ہیں اور جب معاملہ اس سے بھی اوپر چلا جاتا ہے تو ایک ایسا مقام پیش آتا ہے کہ عمل و اعتقاد کا جہاں کوئی اثر نہیں ہے اس مقام میں ترقی محض فضل و احسان سے ہے، یہ مقام انبیائے مرسلین علیہم الصلوٰۃ و البرکات کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کے طفیل اُمتوں میں سے جسے چاہتے ہیں نواز دیتے ہیں۔ اور جب اس مقام سے بھی ترقی واقع ہوتی ہے تو معاملہ فضل و احسان سے محبت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس مقام میں کمالات کا حصول و ترقی صرف محبت پر موقوف ہے، اور محبت میں بھی دو کمال ہیں محبت و محبوبیت، کمالاتِ محبت کا ظہور حضرت کلمیم (موسیٰ) علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے اور کمالاتِ محبوبیت ذاتیہ اولاً حبیب رب العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التجات کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان دونوں اکابر کے طفیل دوسرے بھی ان دونوں (قسم کے) کمال کے امیدوار ہیں ۱۸

ولایت کے پانچ درجے | آپ جان لیں کہ ولایت کے پانچ درجے ہیں جو کہ عالمِ امر کے پانچ لطائف کے طے کرنے اور ان لطائف میں سے ہر ایک کے مناسب کمالات تک وصول اور ہر ایک کی فنا و بقا کے حصول سے وابستہ ہیں اگرچہ نفسِ ولایت ان لطائف میں سے بعض کی فنا کے ساتھ وابستہ ہے لیکن اس کا کمال لطیفہِ اخفیٰ کی فنا پر موقوف ہے، نیز ہو سکتا ہے کہ لطیفہٴ قلب و روح کی فاقا حاصل ہو جائے اور ولایت (بھی) حاصل ہو جائے اور لطیفہٴ سرفرازی کی دولت سے بے بہرہ ہو، اور فنائے ستر حاصل ہو جائے اور فنائے خفیٰ و اخفیٰ حاصل نہ ہو جب کل کو (قیامت میں) حقائقِ اشیا ظہور کریں گے تو وہ لطیفہ جو اس عالم (دنیا) میں فنا و بقا کو نہیں پہنچا ہے ان ثمرات و نتائج سے جو کہ فنا و بقا پر مرتب ہوتے ہیں بے بہرہ رہے گا اور اس کے دانے کی طرح رہ جائیگا جو نچتہ دیک میں رہ گیا ہو ۱۹

۱۷ مکتوباتِ معصومیہ دفتر اول مکتوب ۱۳۷- ۱۸ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۶۲- ۱۹ ایضاً دفتر اول مکتوب ۲۱۳-

مقاماتِ ولایت کا علم وہی ہے | آپ نے لکھا تھا کہ اس بات کا علم کہ مرید صغریٰ یا کبریٰ یا علیا وغیرہ کو تسی اور بعض کو حاصل ہوتا ہے | ولایت میں ہے الخ — میرے مخدوم! ان اشیاء کا علم خود ان اشیاء کی طرح

وہی ہے اگر چنان کے مقدمات (واردات) کسی ہیں، صاحبِ معاملہ اگر صاحبِ تفصیل علم ہے تو اپنے وجدان سے ان ولایتوں کو پہچانتا ہے اور ایک ولایت سے دوسری ولایت میں اپنا منتقل ہونا پاتا ہے اور اسی طرح صاحبِ علم پیر (بھی) مرید کی ولایت کو، اور اس کے ایک ولایت سے دوسری ولایت میں منتقل ہونے کو مشاہدہ کرتا ہے اور اگر مرید صاحبِ علم نہیں ہے تو اس کو پیر کا علم کافی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ولایت حاصل ہونی چاہئے اگر اس کا علم بھی دیدیں تو ایک نعمت ہے ورنہ (عدمِ علم) نفسِ ولایت میں کچھ نقص نہیں رکھتا۔ مگر من علم ومنما من جھل | پس ہم سے وہ لوگ بھی ہیں جن کو علم ہے اور وہ بھی ہیں جن کو علم نہیں ہے | ۱۷

باطنی احوال کا علم ہر مالک کو نہیں ہوتا | اربابِ علم و اربابِ جہل نفسِ وصول و قرب میں برابر ہیں، فرق صرف وصول و قرب کے علم کے ہونے یا نہ ہونے کا ہے جو کہ زائد خوبیوں میں سے ہے اگر آپ کو (نسبت کا) علم کم ہے تو کسی دوسرے کے علم کو کافی جائیں اور خواب و خیال کے عدم اور استخارہ میں کسی امر کے ظاہر نہ ہونے سے غمزدہ نہ ہوں کیونکہ ولایت و قرب اس کے ساتھ وابستہ نہیں ہے اور ان میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے کمال میں نقصان نہیں آتا اور ہمت بلند رکھیں اور مقصدِ اعلیٰ میں لگ جائیں زائد خوبیاں اگرچہ نہ پائی جائیں ۱۸

سیر و سلوک کے متعلق آیہ کریمہ | اس گروہ والوں کے سیر و سلوک کے بارے میں سب سے کامل عبارت یہ آیہ کریمہ ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْقُذُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ يَاقُوتُ (پہلے) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے | طالبِ صادق جب تک منتہیات سے خالی نہ ہو جائے اور وجود اور تمام کمالات کو جو کہ اس تعالیٰ شانہ کے کمالات کا پرتو ہیں اصل کے حوالہ نہ کر دے اور اس بارگاہِ قدس کے سپرد نہ کر دے انوارِ لایزال کے ساتھ نفا نہیں پاتا ۱۹

سلوک کی ترقی رک جانے کے اسبابِ علاج | آپ نے ایک عزیز کے رُک جانے کے بارے میں لکھا تھا کہ جس کی توجہ کے واسطے سے لوگوں میں عظیم تاثیرات ظاہر ہوتی تھیں۔ میرے مخدوم! رُک جانے کا سبب یا الغرض کا صادر ہونا اور گناہ کا ارتکاب ہے اس کا علاج توبہ و انابت اور پیر کی توجہ ہے، یا (اس کا سبب) طلب و شوق کا جانا رہنا ہے اس کا علاج بھی پیر کی توجہات ہیں کہ ان کی برکت سے شوق و طلب بھی میسر ہو جاتا ہے اور ترقیات بھی حاصل ہو جاتی ہیں، یا (اس کا سبب) قوق کی طرف استعداد کی مناسبت کا نہ ہونا ہے اس کا علاج بھی پیر کے ساتھ صحبت اور کامل محبت کا ہونا ہے تاکہ فوق سے کچھ حصہ پائے (تیز) پیر کی توجہ و مہربانی کا ہونا ہے تاکہ

۱۷ مکتوباتِ معصومیہ قردوم مکتوب ۶۲ ۱۸ ایضاً قردوم مکتوب ۷۲ ۱۹ ایضاً قردوم مکتوب ۲۱۵

اس کی برکت سے اپنی استعداد سے اوپر جائے اور محبت کی کشش سے پیر کے پوشیدہ معانی حاصل کرے یہ سیر قسری (کشاں کشاں لے جاتا) ہے نہ کہ طبعی، یا (اس کا سبب) اعتقاد میں خلل (واقع) ہونا ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں ہے وہی عقیدہ کی کمزوری جو کہ ایک طاقتور ناسور ہے اس کی سدا رہ ہے جب تک کامل اعتقاد اور فانی الشیخ حاصل نہ کرے (اس وقت تک) ترقی صورت پذیر نہیں ہوتی اور وہ شخص دائمی رکاوٹ میں گرفتار رہتا ہے۔ فقیر نے اس تحریر کے وقت اس عزیز کی رہائی کے بارے میں توجہ کی اس کی رہائی معلوم ہوئی، امید ہے کہ پھر رکاوٹ میں گرفتار نہیں ہوگا۔

لطائف عالم کے مقامات کا تعین آپ نے پوچھا تھا کہ "حق سبحانہ نے روح کے بارے میں فرمایا ہے ﴿لِلرُّوحِ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ (۱۵۶) آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے] کس معنی میں ہے؟

اور دوسرے لطائف بھی اسی طریق پر ہیں، پس عالم امر کے پانچوں لطائف کے مقامات کا تعین جو کہ اس سلسلہ عالیہ میں ثابت ہے کس معنی میں ہوگا۔ آپ جان لیں کہ عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں اور وہ بیچونی ہے کچھ حصہ رکھتا ہے اور اس (عالم امر) کے پانچوں لطائف کے ظہور کا محل عش کے اوپر ہے جو کہ لامکانیت کے ساتھ موصوف ہے۔ جانا چاہئے کہ عالم امر کی لامکانیت و بیچونی عالم خلق کی نسبت سمجھے جو کہ مکانیت اور چندی و چونی کے ساتھ اعتدال ہے (لیکن) بیچون حقیقی جلت عظمتہ کی نسبت سے عین چون ہے اور اس کی لامکانیت عین مکانیت ہے پس عالم امر مکانی و لامکانی اور چون و بیچون کے درمیان گویا برزخ ہے اور دونوں طرف کی خصوصیت رکھتا ہے اور (دونوں طرف سے) بہرہ مند ہے، اس رتبہ کے باوجود جو کہ عالم ارواح رکھتا ہے حق تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے اس کو عالم خلق کے ساتھ ایک عش دیا ہے اور اسی وجہ سے اس کو بدنِ غضری کے ساتھ ایک خاص تعلق میسر ہوا ہے اور لامکان ہونے کے باوجود برزخ ہونے کے باعث ایک مکان میں آرام لیل ہے، قلب کو بائیں ہاتھ کی جانب کے ساتھ جو کہ قلب کے گوشت کے ٹکڑے کا مقام ہے تعلق ہے اور روح کو دائیں ہاتھ کی جانب کے ساتھ، اور اسی طرح دوسرے لطائف کے مقامات معین ہیں اور اس تعلق سے اس کی لامکانیت میں کوئی نقص نہیں آتا اور جبکہ حقیقی بیچون لامکان (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے "ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن" [اور لیکن میرے مؤمن بندے کا دل میری وسعت رکھتا ہے] روح میں جو کہ برزخ ہے کیوں بعید ہوا اگرچہ یہ وسعت بیچونی اور نشا بہات کی قسم ہے کہ اس پر ایمان لانا چاہئے اور اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالہ کرنا چاہئے، اور عالم امر جو کہ بیچونی ہے کچھ حصہ رکھتا ہے عالم خلق کے ساتھ اس کے اس تعلق کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئے اور (یہ) جام کے جام کے ساتھ تعلق اور وسعت کے ماوراء ہے ۵۷

سلطانِ ذکر بزرگوں میں متواتر ہے، آپ نے لکھا تھا کہ ایک روز حضرت عالی (مجدد الف ثانی) کے حقائق و معارف کا اختراع نہیں ہے

ذکرِ مشہور ہوا تھا سلطانِ ذکر کے بارے میں بات چلی تو صدرِ مجلس نے سوال کیا کہ اب تک اس نام کے ساتھ کوئی ذکر سنا نہیں گیا ہے اور کتابوں میں بھی نظر سے نہیں گذرا۔ کیا یہ بات اولیائے سابقین کی ہے یا ان کی کوئی حالت ہے؟ — میرے مخدوم! سلطانِ ذکر ہمارے طریقے میں مشہور و معروف اور عام ہے اور ہم اس کو اپنے پیروں سے سنتے آئے ہیں ہماری اختراع نہیں ہے جو کچھ بھی ہے بزرگوں کی طرف سے ہے، (قطبِ عالم) حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ، جو کہ حضرت خواجہ احمد راقدس سرہا کے قریبی زمانے میں ہندوستان کے اکابر مشائخ میں سے گذرے ہیں، آخر عمر میں ان پر استغراق و بیخودی غالب آگئی تھی چنانچہ اکثر اوقات استغراق میں رہتے تھے، نماز کے اوقات میں ان کو بلند آواز سے بیدار کیا جاتا تھا، لوگوں نے ان سے اس کا راز دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے دل کو ذکر سے بہت کواٹھا ہے اس لئے سلطانِ ذکر ہر وقت غالب رہتا ہے اور مجھ کو اپنے آپ سے بیخود کر دیتا ہے لے

عالمِ امر پر عالمِ خلق کی افضلیت | لے سعادت آثار! تفوقِ افضل ہونے کی دلیل نہیں ہے اور جرات ہے کہ کسی ایک شخص کا مکانِ طبعی کسی دوسرے شخص سے اوپر ہو اور وہ دوسرا شخص اپنے مکانِ طبعی کے نیچے ہونے کے باوجود افضل ہو، جیسا کہ فرشتہ جو کہ مکانِ طبعی کے اعتبار سے انسان سے اوپر ہے، یہ (انسان) زمین پر ہے اور وہ (فرشتہ) آسمان پر، یہ ولایتِ صغریٰ و کبریٰ میں ہے اور وہ ولایتِ علیا میں، اس کے باوجود افضلیت انسان کو ہے۔ پس حضرت مجدد کے ہر دو اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ حقیقتِ معاملہ یہ ہے کہ عالمِ امر پر عالمِ خلق پر فوقیت ہے اور وہ بالذات عالمِ قدس کے زیادہ قریب ہے اور عالمِ خلق جب غزنی و مطہر ہو جاتا ہے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو عالمِ امر سے اوپر چلا جاتا ہے اور اس جگہ پہنچ جاتا ہے کہ عالمِ امر کا عروج بھی وہاں نہیں پہنچتا، پس حال اور مکانِ طبعی کے اعتبار سے فوقیت عالمِ امر ہی کے لئے ہے اور عروج و انجام کے اعتبار سے افضلیت عالمِ خلق ہی کے لئے ہے۔ ان دونوں اعتبارات کے لحاظ سے تفوق و افضلیت کا حکم ان ہر دو عالم کے درمیان کسی تضاد اور ٹکراؤ کے بغیر دائر ہوتا ہے (اور ان سے باہر نہیں جاتا) لیکن کلی افضلیت عالمِ خلق کے لئے ہے کیونکہ فضیلت کا مدار قرب پر ہے اور جو قرب کہ عالمِ خلق کو کمال (حاصل ہونے) کے بعد ہے وہ عالمِ امر کو نہیں ہے اگرچہ وہ (عالمِ امر) اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ ۵۲

غیر اللہ سے کئی قطع تعلق ہو جائے قلب ہے | آپ نے قلبی دوسو سے کے دور ہونے کی بابت لکھا تھا کہ ”اس طرح پر
دو دور ہو گیا ہے کہ اگر ہزاروں سال گزر جائیں تو بھی ماسوی اللہ کا خیال دل پر نہ گزرے الخ —
میرے مخدوم اہل دل سے غیر اللہ کا خیال بالکل دور ہو جانا فائے قلب ہے اور ولایت کا پہلا درجہ ہے،
بزرگوں نے کہا ہے جب تک نہ پلے رہائی حاصل نہیں ہوتی، قلب کو جو اسوا سے کئی قطع تعلق حاصل ہوتا ہے اور

تعلقات و مواعجات سے رہائی حاصل ہوتی ہے وہ یافت (پایا) اور معرفت کے بغیر نہیں ہے لہ

شرح صدر کی علامت | آپ نے لکھا تھا کہ ”ایک روز فجر کے حلقہ میں مراقبہ میں دیکھتا ہوں کہ سینہ دروازے
کی مانند ہو گیا ہے، عجیب انشراح و نورانیت ظاہر ہوئی، گویا کوئی شخص کہتا ہے کہ شرح صدر یہی ہے اور
اس خوشخبری کی بشارت دیکر وہ غائب ہو گیا“ — میرے مخدوم! شرح صدر ایک بڑا مقام اور بلند مرتبہ
اس کے حصول کی بشارت مبارک ہو لیکن اس معنی (حالت) کی ایک علامت ہے اس علامت کو اپنے اندر
اچھی طرح غور کرنا چاہئے، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ”نور جب سینہ میں داخل ہو جاتا ہے تو
وہ (سینہ) کشادہ ہو جاتا ہے، پس آپ سے کہا گیا کہ کیا اس کے لئے کوئی علامت ہے؟ آپ نے فرمایا (اس کی علامت)
دار غور (دینا) سے کنارہ کشی اور دار قرار (آخرت) کے لئے تیاری کرنا ہے لہ

مطلوب کی یافت آفاق و انفس سے ماوراء ہے | ہمارے حضرت عالی (مخبر الف ثانی) قدس اللہ سبحانہ بسره کے
نزدیک مطلوب کی یافت آفاق و انفس سے ماوراء ہے، اس تعالیٰ شانہ کے لئے جس طرح آفاق کے آئینوں
میں گنجائش نہیں ہے انفس کے آئینے میں بھی گنجائش نہیں ہے۔ ع

در کدام آئینہ در آید او [وہ کونسے آئینے میں سماتا ہے]

اس کو آفاق و انفس کے ماسوا تلاش کرنا اور دخول و خروج کے ماوراء طلب کرنا چاہئے، یہ ماوراء ہونا قربیت کے
اعتبار سے ہے جیسا کہ آفاق سے ماوراء ہونا بُعد کی جانب میں ہے جو کہ وہم کی جولانگاہ ہے بلکہ شہودِ انفسی بھی
وہم کی جولانگاہ ہے ان دونوں آئینوں میں مشابہ ہونے والی چیز وہم و خیال کی تراش سے بری نہیں ہے
اس قرب و بعد سے باہر ہو جانا چاہئے اور قربیت میں آجانا چاہئے اگرچہ عقل اس کے تصور میں حیران ہے
اور عقلمند لوگ اس کی صورت گری میں عاجز و پریشان ہیں، یہ معاملہ اور شہودِ خیال کی تراش خراش سے باہر
اور وہم کی جولانگاہ سے بالاتر ہے، وہم و خیال اس جگہ عاجز اور پرواہل شکستہ ہیں اپنے سے نزدیک ترکو
ہیں پاسکتے اور قریب ہے کہ اس کو محال جائیں اور حالانکہ وَخَنَّ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
[۵۴] اور ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں] نص قرآنی ہے جو معاملہ کہ اصل سے تعلق رکھتا ہے وہ

لہ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۹۶ لہ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۷۹۔

آفاق و انفس سے ماوراء اور اقرمیت کے ساتھ وابستہ ہے، دائرہ ظلال انفس تک ہستی ہوتا ہے اور جو ہریت فنا، نیستی و استہلاک میں سے جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہے عمرہ و مبارک ہے، بشریت کے پہاڑ سے جس قدر بھی مہندم ہو جائے اور وجود بشریت سے (جس قدر بھی) گھٹ جائے بہت بڑی نعمت ہے، حق سبحانہ اس پہاڑ کو چڑھنے سے اٹھاڑنے اور اس وجودِ مہموم کو درمیان سے اٹھا دے لے

اصطلاحاتِ تصوف

اصطلاحاتِ تصوف | آپ نے قوم (صوفیہ) کے بعض اصطلاحی کلمات کی شرح طلب کی تھی، آپ جان لیں کہ جمع اس چیز سے عبارت ہے کہ مخلوق کو حق جل و علا سے جدا نہ دیکھے اور سکر کی وجہ سے ایک کے احکام دوسرے پر جاری کرے اور اس کو کفرِ طریقت کہتے ہیں اور اکثر شیطانات و سکریات جو کہ مشائخ سے صادر ہوئی ہیں وہ مقامِ جمع سے پیدا ہوئی ہیں، اس مقام میں (سالک) ذکر کو سکر کے غلبہ کے باعث لقلقہ و وسوسہ جانتا ہے اور نماز کو شرک سمجھتا ہے اور بعد و دینی دیکھتا ہے اور کلمہ انا الحق اور سبحانی کا راگ الاپتا ہے۔ جمع الجمع کہ جس کو فرق بعد الجمع بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ مخلوق کو حق سبحانہ سے جدا دیکھے اور عدم فرق کی حالت کے بعد جو کہ مقامِ جمع میں بھی فرق کرنے لگے اور سکر کے بعد صحو حاصل ہو جائے اور کفر کے بعد اسلام رونما ہو جائے اور ذکر و نماز میں مشغول ہو جائے۔ سیرِ آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیرِ انفسی اپنے آپ میں آنا اور اپنے دل کے گرد دیکھنا ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ سیرِ آفاقی بعد در بعد ہے اور سیرِ انفسی قرب در قرب ہے۔ یافت (پانا) اپنے اندر ہے اپنے سے باہر یافت نہیں ہے۔

ہیچونا بینا مبر ہر سوئے دست
با تو در زیر کلیم ست ہر جہ ہست

[تو اندر سے کی طرح ہر طرف ہاتھ نہ لے جا، جو کچھ ہے وہ تیرے ساتھ ہی کبیل کے نیچے ہے]

سیرِ الی اللہ اسمائے الہی جل و علا میں سے اس اسم تک ہے جو کہ سالک کا مبداءِ تعین ہے اس سیر میں دائرہ امکان کا طے ہونا ہے یہاں تک کہ (یہ سیر) اس اسم تک پہنچی ہے جو مراتب و چوب سے ہے۔ سیرِ فی اللہ اُس اسم (مبداءِ تعین سالک) میں اور اس اسم کے اصول کے ظلال میں ہے پس سیرِ فی اللہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات میں سیر ہے، یہ ہر دوسیر (سیرِ الی اللہ و سیرِ فی اللہ) مراتب و چوب میں کمال حاصل ہونے کا درجہ ہیں، اور یہاں دوسیر اور بھی ہیں جو کہ نزول و تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ سیر عن اللہ باللہ۔ و۔ سیر فی الاشیاء، تیسری سیر اثنائے نزول میں ہے اور چوتھی سیر نزول کا کمال ہے جو کہ دعوت کا مقام ہے۔ بزرخ اس چیز کو کہتے ہیں جو کہ روحانیوں کے درمیان

لے مکتوباتِ معصومہ دفتر سوم مکتوب ۲۷۔

واسطہ ہو کہ دونوں طرف کا رنگ رکھتا ہو۔ حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جو کہ مقام وحدت برزخ کبریٰ کہتے ہیں کیونکہ یہ اطلاق ذات اور مرتبہ واحدیت کے تقدرات کے درمیان جو کہ ایمان ثابتہ اور ممکنات کے حقائق ہیں واسطہ ہے اور یہ مرتبہ وحدت اطلاق کا رنگ بھی رکھتا ہے اور تقدیر کا رنگ بھی وہ ایسا مطلق ہے جو کہ اطلاق کی قید کے ساتھ مقید ہے اور ایسا مطلق ہے کہ جس کی حد تقید ہے اور مرتبہ فوق جو کہ مرتبہ لاتعین ہے اس کا اطلاق ایسا اطلاق ہے جو کہ اطلاق کی قید اور تقدیر کی وحدت کے بغیر ہے اور ایمان ثابتہ کو جو وجود عدم کے درمیان برزخ کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ وجود کا رنگ بھی رکھتے ہیں کیونکہ وہ علم الہی میں وجود رکھتے ہیں اور عدم کا رنگ بھی رکھتے ہیں کیونکہ وہ خارج میں معدوم ہیں اور بزروگوں نے قبر کو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ کہا ہے اور وہ دونوں کے احکام رکھتا ہے مَرَاتَ فَقَدَا قَامَتْ قِيَامَتُهُ [جو شخص مر گیا تو اس کی قیامت قائم ہو گئی] اور وہ (قبر) قیامت کے احکام یعنی عذاب و حساب و ثواب ہونا اور اعمال کا منقطع ہونا رکھتی ہے اور دنیا کے احکام یعنی جمعہ کی راتوں اور جمعہ کے دن اور ماہ رمضان میں کفار سے عذاب کا منقطع ہونا بھی رکھتی ہے۔ ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا، یہ الفاظ ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کی خاص اصطلاحات ہیں سے ہیں کہ یہ قوم (صوفیہ) کے کلام میں موجود نہیں ہیں۔ ولایت صغریٰ ولایت اولیا ہے جو کہ اسماء و صفات کے ظلال سے تعلق رکھتی ہے۔ ولایت کبریٰ ولایت انبیا علیہم السلام ہے جو کہ اصل سے متعلق ہے۔ اور ولایت علیا ولایت ملا راغلی ہے جو کہ ان دونوں ولایتوں کے اوپر ہے۔ اور کمالات نبوت وہ کمالات ہیں جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور تینوں قسم کی ولایات کے کمالات کے اوپر ہیں۔ اور تینوں قسم کی ولایات کے کمالات اور کمالات نبوت کی تفصیل ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) کے مکتوبات شریف جلد اول (مکتوب ۳۶۰) کے طریقہ کے بیان والے مکتوب میں (درج) ہے وہاں سے طلب فرمائیں سلمہ

اصطلاحات نقشبندیہ کی تشریح (۱۱) سفر در وطن سیر انفسی سے عبارت ہے کہ اس کو جذبہ بھی کہتے ہیں، ان بزروگواروں کے معاملہ کی ابتدا اسی سیر سے ہے اور سیر آفاقی کہ سلوک اسی سے عبارت ہے اس سیر کے ضمن میں طے ہو جاتی ہے اور دوسرے سلسلوں میں کام کی ابتدا سیر آفاقی سے کرتے ہیں اور (ان کی) انتہا سیر انفسی پر ہے اور کام کی ابتدا سیر انفسی سے کرنا اس طریقہ کی خصوصیت ہے اور اندراج نہایت دریداریت (ابتدا میں انتہا کا درج ہونا) اسی معنی میں ہے کہ سیر انفسی جو کہ دوسروں کی نہایت ہے وہ ان کا برکی ابتدا ہے، سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے آپ میں آنا اور اپنے دل کے گرد گھومنا ہے، اس معنی میں بزروگوں نے کہا ہے سلمہ

ہمچونا بینا مبرہ سوئے دست با تو در زیرِ گلیم است ہرچہ ہست

[آؤاندھے کی طرح ہر طرف ہاتھ نہ لیجا، جو کچھ ہے وہ تیرے ساتھ ہی کبیل کے نیچے ہے]

(۲) خلوت در انجمن: یعنی انجمن (مجلس) میں جو کہ تفرقہ (جدائی) کی جگہ ہے، باطن کی راہ

مطلوب کے ساتھ خلوت رکھنا ہو اور باہر کا تفرقہ اندرونی حجرہ (باطن) میں راہ نہ پائے

از بروں در میان بازارم و ز دروں خلوتے ست با یارم

[میں باہر سے (ظاہری طور پر) بازار میں ہوں اور اندر سے (باطنی طور پر) مجھ کو دوست کے ساتھ خلوت ہے]

ابتدائیں یہ معنی تکلف کے ساتھ ہے اور انتہائیں بلا تکلف ہے اور اس طریق میں چونکہ یہ معنی ابتدائیں حاصل ہو جاتا ہے

ان بزرگوں نے اس کو حاصل کرنے کے لئے ایک راستہ وضع کیا ہے (اس لئے یہ بات) اس طریق کی خصوصیات میں سے

ہی اگرچہ دوسرے طریقوں کے منتہیوں کو بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اسی معنی میں بزرگوں نے کہا ہے

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانه وش این چنین زیبا صفت کم می بود اندر جہاں

[تو اندر سے آشنا ہو جا اور باہر سے بیگانوں کی طرح رہ، اس قسم کی اچھی صفت والا دنیا میں کم ہی ہوتا ہے]

من لم یملک عینہ فلیس القلب عندہ [جو شخص اپنی آنکھ کا مالک نہیں ہوا تو اس کے پاس دل نہیں ہے]

(۳) نظر بر قدم: اس چیز سے عبارت ہے کہ راستہ چلنے میں نظر قدم پر جمالی جائے اور طرح طرح کے

محسوسات کے ساتھ نظر کو پرانہ نہ کرے تاکہ جمعیت کے زیادہ قریب ہو جائے کیونکہ ابتدائیں دل نظر کے تابع ہے

اور نظر کی پرانگی دل میں اثر کرتی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے

بچہ مشغول کتم دیدہ و دل را کہ دمام دل ترا طبلید دیدہ ترا می جوید

[میں آنکھ اور دل کو کسی چیز کے ساتھ مشغول کروں کہ ہمیشہ دل تجھ کو طلب کرنا پڑا اور آنکھ تجھ کو تلاش کرتی رہے]

(۴) ہوش در دم، اس کو مراد یہ ہے کہ اپنے سانس کا واقف رہنے تاکہ وہ غفلت سے یا ہر آئے تیسرا کلمہ

[نظر بر قدم] اس تفرقہ کو دور کرنے کیلئے ہر جو کہ آفاق سے اٹھتا ہے اور چوتھا کلمہ [ہوش در دم] انسی تفرقہ کو دور کرنے کیلئے ہے۔

(۶۵) یاد کرد اور یادداشت، سالک جب تک طریقت (تکلف و) تصنع میں ہے اور حقیقت و ملکہ

حضور کے ساتھ نہیں ملا ہے (اس وقت تک) یاد کرد کے مقام میں ہے

دام ہمہ جا یا ہمہ کس در ہمہ کار می دار ہفتہ چشم دل جا تیب یار

[ہمیشہ ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ ہر کام میں دل کی آنکھ کو پوشیدہ طور پر یار کی جانب رکھو]

اور جب حضور دائمی ہو جائے اور یاد کرد کے تکلف سے رہائی پالیتا ہے اور ایسا ملکہ ہو جاتا ہے کہ نفی کرنے

سے بھی نفی نہیں ہوتا تو (یہ حالت) "یادداشت" ہوتی ہے

دارم ہمہ جا یا ہمہ کس در ہمہ حال در دل ز تو آرزو در دیدہ خیال

[ہیں ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ ہر حال میں دل میں تیری آرزو اور آنکھ میں تیرا خیال رکھتا ہوں]

اور یادداشت کے دوسرے معنی بھی ہیں جو کہ نہایت اعلیٰ ہیں اور وہ معنی اس مکتوب کے لائق نہیں ہیں۔

(۷) وقوف قلبی یہ ہے کہ دل کا نگہبان و واقف رہے اور ایک توجہ و نظر اس پر رکھتا رہے اور

ذکر کو ترک کرے تاکہ تفرقہ اس میں راہ نہ پائے اور وہ ماسوا کے نفوش کے ساتھ منقش نہ ہو جائے۔ بزرگوں نے

کہا ہے کہ دل بیکار نہیں ہے یا سوسوی کے ساتھ ملا ہوا ہے یا مطلوب کے ساتھ اٹکا ہوا ہے، آدمی جن تک

بیدار ہے ظاہری جو اس جو کہ جاسوس ہیں عالم (دنیا) کی خبریں دل کو پہنچاتے ہیں اور تفرقہ میں رکھتے ہیں

اور جب سو جاتا ہے تو باطنی جو اس یہ کام کرتے ہیں اور دل کو پریشان رکھتے ہیں اور جب صاحبِ دل

شخص اپنے دل کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو گویا اس توجہ سے ایک قلعہ اس کے دل کے گرد پیدا ہو جاتا ہے

اور عالم (دنیا) کی خبروں کو دل تک پہنچتے نہیں دیتا، اس وقت میں دل اتہائی مقصد کے ساتھ وابستہ

ہو جاتا ہے کیونکہ بیکاری اس کے حق میں ناپید ہے جب اس طرف سے روک دیا گیا تو اس طرف توجہ کے بغیر

چارہ نہیں رکھنا، مذکور کے ذکر و توجہ کا محتاج نہیں ہے، دل کو دشمن سے باز رکھ، دوست کو طلب کرنے کی

ضرورت نہیں ہے، آئینہ سے رنگ دور کر، نور کے ظہور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں نے حضرت علی (مجدد الثانی)

سے سنا ہے کہ اگر کسی کو قلبی ذکر اثر نہ کرے اور وہ شخص متاثر نہ ہو تو اس کو ذکر سے روک کر محض وقوف قلبی کا

امر کیا جائے اور (اس پر) توجہات کرنی چاہئیں تاکہ ذکر اثر کر جائے۔

(۸) وقوفِ عددی سے مراد یہ ہے کہ ذکر نفی اثبات کے عدد پر اس طرح پر جو کہ اس طریقہ میں

مقرر ہے واقف رہے تاکہ ہر سانس میں طاق عدد دیکھے جفت نہ کہے۔

(۹) مراقبہ ترقب سے شوق ہے، ترقب انتظار کو کہتے ہیں، پس مطلوب کے انتظار میں ظاہری و

باطنی جو اس کو جمع کرنا مراقبہ ہے

ہمہ چشمیم تابرون آئی ہمہ گوشیم تاچہ فرمانی

[ہم سب آنکھ میں (یعنی منتظر ہیں) تاکہ تو باہر آجائے اور ہم سب کان ہیں تاکہ (سین) کہ تو کیا فرماتا ہے]

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مراقبہ بلی سے سیکھا ہے، اور مراقبہ کے ایک دوسرے معنی بھی ہیں اور

وہ حق سبحانہ کی دائمی اطلاع کے ساتھ بندہ کا آگاہ و باخبر ہونا اور اس کو اس تعالیٰ شانہ کا حضور ہے

خواجہ بزرگ قدس سرہ فرماتے تھے کہ مراقبہ کا طریق (راستہ) نفی و اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے اور جذبہ کے

زیادہ قریب ہے، مراقبہ کے طریق سے وزارت اور ملک و ملکوت میں تصرف کے مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے اور

خواطر (دل کی باتوں) پر آگاہی اور موہبت (بخشش) کی نظر سے دیکھنا اور باطن کو متور کرنا مراقبہ کی ہمیشگی سے (حاصل ہوتا ہے) مراقبہ کے ملکہ (مشق) سے دلوں کی دائمی جمعیت (سکون) اور دلوں کی دائمی قبولیت حاصل (ہوتی) ہے اور اس معنی کو جمع و قبول کہتے ہیں۔

(۱۰) سلطانِ ذکر یہ ہے کہ ذکر تمام یدن کو محیط ہو جاتا ہے اور ہر عضو دل کی طرح ذکر اور مطلوب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

ہر دم یہ ہوائے نشت دمساز ہر موئے زگیسو یہ پرواز

[میں ہر دم تیری محبت میں سانس لے رہا (جی رہا) ہوں (اور) میرے گیسو کا ہر بال پرواز میں ہے]

(۱۱) رابطہ (سے مراد) دل میں پیر کی صورت کی حفاظت ہے۔ حضرت خواجہ احمد رافضی صرف نے

رابطہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس جگہ کہ انھوں نے فرمایا ہے ع

سایہ رہبر بہ است از ذکرِ حق [رہبر کا سایہ ذکرِ حق سے بہتر ہے]

یعنی یہ طریقہ (رابطہ) ذکر سے زیادہ نفع دیتے والا ہے، اس کی تشریح یہ ہے کہ مرید بیچارہ چونکہ عالمِ سفلی (دنیا) کا گرفتار ہے (اس لئے) عالمِ علوی (عالمِ بالا) سے مناسبت نہیں رکھتا تاکہ اس (اللہ تعالیٰ کی) بارگاہ سے بلا واسطہ فیوض و برکات حاصل کرے کوئی ایسا واسطہ بننے والا شخص ہونا چاہیے جو دونوں جانی کا مالک ہو کہ عالمِ علوی سے کچھ حاصل کر کے عالمِ سفلی کی طرف دعوت و ارشاد کے لئے رُخ کئے ہوئے ہو اور پہلی مناسبت کی راہ عالمِ غیب سے فیوض اخذ کر کے دوسری مناسبت کی راہ سے جو کہ وہ عالمِ سفلی کے ساتھ رکھتا ہو ان فیوض کو صاحبِ استعداد لوگوں تک پہنچائے اور مرید کے حق میں وہ واسطہ پیر ہے کہ جس نے غیب الغیب (ذاتِ حق) کے ساتھ بے کیف اتصال پیدا کر کے عالمِ شہادت (دنیا) کی طرف رجوع کیا ہے پس مرید مناسبت کی جس قدر زیادہ صورتیں پیر کے ساتھ رکھتا ہوگا اس کے باطن سے اسی قدر زیادہ فیض اخذ کرے گا۔

زاں روئے کہ چشمِ تست احوال معبود تو پیرِ تست اول

[کیونکہ تیری آنکھ ایک چیز کو دیکھنے والی ہے (اس لئے) اول تیرا معبود تیرا پیر ہے]

اور جن چیزوں کے ذریعہ پیر کے ساتھ مناسبت حاصل ہوتی ہے وہ پیر کے ساتھ محبت و خدمت اور ظاہر و باطن میں اُس کے آداب کی رعایت اور عادات و عبادات میں اس کا اتباع اور اپنی مرادوں کو اس کی مرادوں کے تابع کرنا اور اپنے آپ کو اس کے حضور میں کاملتِ بین یدی الغسال (مرہہ بدستِ غسال کی مانند) دیکھنا اور پیر میں فانی ہو جانا ہے، اور اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ فنا فی الشیخ فنا فی اللہ کا مفت رمہ (تمہید) ہے، اور رابطہ کا طریقہ ان امور میں سب سے عظیم امر ہے اور (یہ) پیر کے ساتھ بہت ہی زیادہ مناسبت

پیدا کرتا ہے اور ان مذکورہ امور کو آسان کرنے والا ہے جو کہ مناسبت حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں اور رابطہ کی نسبت غالب آجاتی ہے تو (سالک) اپنے آپ کو عین پیر یا پاتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے لباس و صفت کے ساتھ موصوف پاتا ہے اور جہد دیکھتا ہے پیر کی صورت کو دیکھتا ہے۔

درود یوازہ چو آئینہ شدا ز کثرت شوق
ہر کجی نگر م روئے ترا می بیتم
[کثرت شوق کی وجہ سے درود یوازہ آئینہ کی مانند ہو گئے ہیں جس طرف بھی دیکھنا ہوں تیرا ہی چہرہ نظر آتا ہے]

ماسوی اللہ کی طرف التفات کرنے اور غیر اللہ کے شہود و شعور سے دل کو یگانہ (خالی) کر دینا تو حید ہے۔

توحید بعرف صوفی صاحب پیر
تخلیص دل از توجہ اوست بغیر

[صاحب پیر صوفی کی اصطلاح میں دل کو غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے سے آزاد کرنا توحید ہے]

(۱۳) عدم (کا مطلب) جذبہ کی جہت میں فنا ہے اور یہ اپنے ساتھ اور اپنے اوصاف کے ساتھ شعور نہ ہونے سے عبارت ہے۔ — (۱۴) وجود عدم، ایک بقا ہے جو کہ اس فنا پر مرتب ہوتی ہے، یہ فنا و بقا چونکہ اس جذبہ کی جہت میں ہے کہ جس کے ساتھ سلوک شامل نہیں ہوا ہے اس لئے وجود بشریت کی طرف عود کرنے سے محفوظ نہیں ہے پس اس کے ساتھ ولایت حاصل نہیں ہوتی، اور فنا و بقا کے حقیقی ہی ہے کہ جس کے ساتھ دلالتِ وابستہ ہے اور عود نہ کرے محفوظ ہے اور دوام اس کے لئے ضروری ہے۔ — (۱۵) فنائے حقیقی، اس (اللہ تعالیٰ کے ماسوا کا تیان اور غیر اللہ کے علم کا زوال ہے۔ ہمارے حضرت عالی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اگر اختیار کے علم حصولی کا زوال ہے تو (یہ) فنائے قلبی ہے اور اگر علم حضور کی کا زوال ہے کہ جس سے مراد نفسِ حاضر (سالک کی اپنی ذات) ہے تو فنائے نفس ہے۔ — (۱۶) اور وجود فنا و بقا ہے جو کہ اس فنا پر مرتب ہوتی ہے اور (سالک) ولادتِ ثانیہ سے وجودِ محبوب کے ساتھ موجود ہو جاتا ہے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے اسی معنی میں فرمایا ہے کہ وجود عدم وجود بشریت کی طرف عود کرتا ہے لیکن وجود فنا و وجود بشریت کی طرف عود نہیں کرتا۔ — (۱۷) بازگشت سے مراد یہ ہے کہ نفی و اثبات کے ذکر کے بعد مقررہ طریقہ پر زبانِ دل سے کہے کہ "اے اللہ! میرا مقصود تو ہی ہے اور میری رضا تجھ ہی سے ہے"۔

عدم وجود عدم و فنائے حقیقی | عدم جو اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی عبارتوں میں آتا رہتا ہے اس سے مراد وجود فنا کی تشریح
یہ ہے کہ جو اسم الہی جل سلاطین عارف کا مبرا تعین ہے اس اسم الہی کی ہستی کا

پر دوسرے پیچھے سے سالک کی قوتِ درکہ پر جذب و محبت کی راہ سے اس طرح وارد ہوتا ہے کہ سالک کی ہستی اس کے پہلو میں چھپ جائے اور سالک اپنے آپ کو اور اپنی صفات کو گم کر دے اور نہ پائے۔

اور وجودِ عدم سے مراد اس ہستی (اسم الہی) کے ساتھ متحقق ہوتا ہے یعنی (وجودِ عدم سے مراد) وہ وجود اور بقا ہے جو کہ عدم پر مرتب ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وجودِ عدم سے مراد حالتِ عدمیہ کے ساتھ متحقق ہوتا ہے یعنی سالک میں صفتِ عدم کا پیرا ہونا اور یہ عدم اور وجودِ عدم پہلے معنی کے لحاظ سے جذبہ کی جہت میں فنا و بقا ہے اس ظہور کو دوام نہیں ہے پس جو فنا و بقا اس پر مرتب ہوگی وہ بھی دائمی نہیں ہوگی اور وجود بشریت کی طرف عود کرنے سے محفوظ ہوگی جب تک وہ ظہور کائن (سورہا) ہے سالک کی ہستی پوشیدہ ہے اور جب وہ ظہور پوشیدہ ہو جائے گا بشریت کا وجود لوٹ آئیگا۔ فنا کے حقیقی سے مراد عارف پر مطلوب کی ہستی کا غالب آنا ہے کہ عارف اپنے اخلاق و اوصاف کو مطلوب کے اخلاق و اوصاف کا پرتو پائے یہاں تک کہ اپنے سب اخلاق و اوصاف کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں پوری طرح حوالہ کر دے اور ہر قسم کے انسابات سے خالی ہو جائے اور کوئی نسبت بھی اس کی طرف راہ نہ پائے۔

وجودِ فنا اس بقا سے عبارت ہے جو اس فنا پر مرتب ہوتی ہے اور (سالک) ولادتِ ثانیہ کے ساتھ وہی وجود سے موجود ہو جاتا ہے، اس فنا اور بقا کے لئے دوام لازم ہے اور وجودِ بشریت کی طرف عود کرنے سے محفوظ ہے۔ پہلی صورت میں سالک کا پوشیدہ ہو جانا ہے اور دوسری صورت میں سالک کا نفی ہونا ہے اور ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے اس لئے کہ چھپی ہوئی چیز کبھی کبھی ظاہر ہو جاتی اور عود کرتی ہے اور جو چیز نائل ہوگئی وہ عود نہیں کرتی، پہلی قسم کی فنا مقصود نہیں اور ولایت اس سے وابستہ نہیں ہے اور دوسری قسم کی فنا مقصود ہے اور ولایت اس کے ساتھ مشروط ہے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ طالب پہلی قسم کی فنا کو دوسری قسم کی فنا کے ساتھ خلط ملط کر دیتا ہے اور خود کو وجودِ عدم کے ساتھ حقیقی فانی تصور کرتا اور کامل جانتا ہے اور اس کو اس فرق کی طرف ہدایت حاصل نہیں ہوتی اور یہ مقام بھی منجملہ ان مقامات کے ہے جن میں سالک کا قدم ڈگمگا جاتا ہے، اس حالت میں اللہ تعالیٰ اجل سلطانیہ کی عنایت سے ایسا پیر کامل و مکمل ہونا چاہئے جو کہ جذبہ و سلوک دونوں طریقوں سے تربیت پا کر (اس راستہ کی انتہا تک پہنچا ہوا ہوتا کہ اس بیچارے بے دست و پا کو اس گرداب سے نجات دلائے اور اس کے نقص کی نشاندہی کرے اور فنا کے حقیقی کی طرف رہنمائی کرے۔

عدمِ دنیا میں فرق | عدم وہ فنا ہے جو اس جذبہ کی جہت میں ظاہر ہوتی ہے جس کے ساتھ سلوک ملا ہوا نہیں ہے اس وقت میں وہ اپنے آپ کو اور اپنی صفات کو نہیں پاتا اور گم کر دیتا ہے۔ وجودِ عدم سے مراد وہ بقا ہے جو کہ اس فنا و عدم پر جہتِ مذکورہ (جذبہ بے سلوک کی جہت) میں مرتب ہوتی ہے اور فنا سے

مراد مطلوب کی ہستی کا عارف پر اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ عارف اپنے اوصاف و اخلاق کو مطلوب کے اوصاف و اخلاق کا پرتو پاتا ہے اس حد تک کہ سب کو اس بارگاہ قدس کے بالکل حوالہ کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو سب سے خالی پالتے ہیں پہلی صورت (یعنی عدم) میں اوصاف کا استتار (چھپ جانا) ہے جو کہ فنا کرنے والا نہیں ہے اور دوسری صورت (فنا) میں (اوصاف کا) ازالہ (زائل کرنا) ہے جو کہ فنا کرنے والا ہے غایت ازیلی کے بغیر دشوار ہے کہ سالک اس فرق کی طرف ہدایت پائے اور استتار کو ازالہ سے جدا کرے لہٰذا فنائے لطائف و فنا الفنا کی تشریح | فنائے قلب کا کمال تجلی افعال کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کا ان میں فنا ہونا اور ان کے ساتھ بقا حاصل کرنا ہے، اس فنا کے حاصل ہونے کے بعد دل کو ماسوائے حق سبحانہ سے نسیان اس قسم کا ہو جاتا ہے کہ اگر وہ برسوں تک ماسوا کو یاد کرے تو وہ ہرگز یاد نہ آئے اور (لطیف) روح کا کمال تجلی صفات اور اس میں فنا و بقا کے ساتھ وابستہ ہے اور (لطیف) سر کو شیون کے ساتھ مناسبت ہے جو کہ صفات کے اصول ہیں، اور (لطیف) حقی کو مرتبہ تنزیہات و تقدیسات کے ساتھ مناسبت ہے اور (لطیف) اخفی کو اس مرتبہ کے ساتھ مناسبت ہے جو کہ تنزیہات سے اوپر اور مرتبہ ذات تعالیٰ و تقدس سے بہت نیچے ہے اور ان تین قسم کے لطیفوں (سر و حقی و اخفی) کا کمال ان میں سے ہر ایک کے مناسب کمالات ذاتیت تک پہنچنے سے وابستہ اور اس معنی کے ساتھ فنا و بقا کا حاصل ہونا ہے۔

آپ نے فنا، الفنا، اور وحدت الوجود کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ جان لیں کہ فنا حق سبحانہ و تعالیٰ کی ہستی کے باطن پر اس حد تک غالب آجانے سے عبارت ہے کہ ماسوا سے پوری طرح رہا کر دے اور اس کو بھلا دے، اگر سالک کو اپنی فنا کا علم ہے تو اس کو فہمیتے ہیں اور اگر یہ علم بھی زائل ہو جائے اور باقی نہ رہے تو یہ فنا ہو گی۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ فنائے فنا داخل فنا ہے کیونکہ فنا کا علم ماسوا کے علم میں داخل ہے پس اس علم کے باقی رہنے کی صورت میں ماسوا کا نسیان کلی طور پر نہیں ہوتا اور فنا حاصل نہیں ہوتی اور وحدت وجود صوفیہ عالمیہ کے طریق پر یہ ہے کہ ممکن کے وجود کو واجب تعالیٰ کے وجود کے ساتھ متحد دیکھے اور فرق مطلق اور مفید ہونے کے ساتھ سمجھے لہٰذا

تجلی ذات تجلی صفات میان فرق | آپ نے تجلی ذات و تجلی صفات کے درمیان فرق دریافت کیا تھا میرے مخدوم! تجلی صفات یہ ہے کہ اپنی صفات کو صفات واجبی (تعالیٰ) کے ظلّال و عکس پائے اور اس تجلی کا کمال یہ ہے کہ یہ ظلّال و عکس اپنے اصول کے ساتھ مل جائیں اور اپنے آپ کو جو کہ ان کمالات کا آئینہ ہے عدم صرف کے ساتھ ملتی پائے اس وقت نفس انانیت (میں پن) و سرکشی و امارگی سے پاک اور فنا سے

۱۵ مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۱۸۲ تا ۱۵۱ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۷۳۔

مشرق ہو جاتا ہے۔ ع

اس کا ردِ ولت مست کتوں تا کر ادرہند [یغیب کی بات ہر دیکھے اب کس کو غایت کرتے ہیں]

تجلی ذات کے بارے میں کیا لکھے کہ (یہ) ذوقی و وجدانی ہے صحیح طور پر بیان نہیں کی جاسکتی۔ شیخ علی محی الدین ابن عربی قدس سرہ قرباتے ہیں کہ تجلی ذات متجلی لہٰذا کی صورت کے بغیر نہیں ہوتی پس متجلی لہٰذا حق کے آئینے میں اپنی صورت کے سوا نہیں دیکھتا اور وہ حق (سبحانہ) کو نہیں دیکھتا اور ممکن نہیں ہے کہ وہ اس

(حق سبحانہ) کو دیکھے۔ اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف تانی) قدسنا اللہ سبحانہ، بسرہ نے لکھا ہے کہ "وہ تجلی (جس کو شیخ ابن عربی قدس سرہ نے تجلی ذات کہا ہے) تجلی ذات کی دلیل ہے (تجلی ذات نہیں ہے) تجلی ذات اس کے ماوراء ہے کیونکہ یہ تجلی شیونات ذات میں سے ایک شان ہے اور یہ آئینہ کہ جس میں اس نے اپنی صورت کو دیکھا ہے شیون میں سے ایک شان ہے نہ کہ ذات تعالیٰ" لہ

محبت ذاتی و صفاتی و افعالی | آپ نے محبت ذاتی و صفاتی و افعالی و محبوبیت و محبت کے بارے میں پوچھا تھا آپ جان لیں کہ (جس طرح) حضرت حق جل و علا اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے اسی طرح اپنی صفات و افعال کو بھی دوست رکھتا ہے اور اپنے اسماء و صفات کے ظلال کو بھی دوست رکھتا ہے اور ان افراد محبت میں سے ہر ایک فرد و اعتبار رکھتا ہے محبوبیت و محبت، کمالات محبوبیت ذاتیہ کا ظہور حضرت حبیب (محمد مصطفیٰ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں ہے اور کمالات محبت ذاتیہ کا ظہور حضرت کلیم (موسیٰ) علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں ہے اور محبوبیت اسماء و صفات کا ظہور ان کی محبت کی طرح دوسرے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں ثابت ہے اور محبوبیت و محبت ظلال اسماء و صفات کا ظہور محبوبین و محبین اولیاء میں موجود ہے لہ

عروج نزول، سیرالی اللہ فی اللہ | آپ نے عروج و نزول اور سیرالی اللہ فی اللہ کے معنی دریافت کئے تھے اور سیر علی اللہ باللہ و سیر فی الاشیاء باللہ | آپ جان لیں کہ عروج روحی ہونے کو اور نزول روحی ہونے کو کہتے ہیں، سیرالی اللہ چونکہ دائرہ امکان کا طے کرتا ہے، اور سیر فی اللہ اسماء و صفات واجب تعالیٰ و تقدس میں سیر ہے اس لئے یہ دونوں (قسم کی) سیر جانب عروج میں ہے اور دوسری (قسم کی) سیر یعنی سیر علی اللہ باللہ و سیر فی الاشیاء باللہ جانب نزول میں ہے۔ دیگر فنا و بقا حقیقت میں صفات ذمیہ کا صفات حمیدہ کے ساتھ بدل جانا ہے ورنہ بندہ کسی جگہ نہیں جاتا اور احکام بندگی اس سے ساقط نہیں ہونے اور بقا کی جانب میں بھی بندہ حق (سبحانہ) نہیں بن جاتا۔ حقائق کا بدل جانا محال ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فانی شخص فنا کے

لہ کتب معصومہ و فرسوم مکتوب ۳۷ ۱۵ ایضاً فرسوم مکتوب ۱۳۷

وقت میں اپنے آپ کو محو ولا شے پاتا ہے اور وہ اپنی ذات و صفات سے کوئی نام و نشان نہیں دیکھتا اس کی کیا وجہ ہے؟ (اس کے جواب میں) ہم کہتے ہیں کہ اوصاف ذمیرہ لطیفہ نفس میں کامل استحکام رکھتے ہیں اور انابت (میں پن) غرور و سرکشی، ناقربانی اور جہل مرکب کہ اس نے عاریتی کمالات کو خود اپنے سمجھ کر اپنے آپ کو کامل و تیریقین کیلئے (یہ مذکورہ صفات) اس کی ذات کے قائم مقام بن گئے ہیں اس لئے ان صفات کا زوال ذات کا زوال منظر ہونے لگتا ہے اور اس (نفس) کے مطمئن ہونے و حقیقت کا بدل جانا سمجھنے لگتا ہے فہم من فہم (سمجھ گیا جو سمجھ گیا) لہ

حضور و غیبت | آپ نے بتدی و شہی کے حضور اور ان دونوں کی غیبت اور قبض و بسط کے بارے میں پوچھا تھا، آپ جان لیں کہ بتدی کا حضور ایک ایسا حضور ہے کہ جس کے پیچھے غیبت ہے اور متوسط کا حضور ایک ایسا حضور ہے کہ جس کے پیچھے غیبت نہیں ہے اور ان دونوں (قسم کے) حضور میں حاضر (صاحب حضور) کا وجود درمیان میں ہے اور اس (وجود) کا حاصل نہیں ہوتی ہے۔ شہی کا حضور ایک ایسا حضور ہے کہ ذات حاضر درمیان میں نہیں ہے، حاضری و حضور کی صفت کے بغیر ایک خود بخود حضور ہے اور شاہدی و شہودی کے وصف کے بغیر ایک شہود ہے من لم یدق لہ یدر جس نے نہیں چکھا اس نے نہیں جانا | بتدی کی غیبت ذکر کی حقیقت جامعہ پر جو کہ حس و شعور کا مقام ہے سلطان ذکر کے غلبہ کے درجہ جس سے اس کی غیبت ہے، شہی کی غیبت تجلیات ذاتیہ و صفاتیہ کے غلبہ کے وقت اپنی ذات و صفات سے اس کی غیبت اور اس شہی موموم پر شہی حقیقتی کے غلبہ کے وقت اس کا چھپ جانا بلکہ معدوم ہو جانا ہے، اور دوسرے لفظوں میں ہم کہتے ہیں کہ بتدی کی غیبت اس کے باطن سے ذکر و حضور کا چھپ جانا ہے اور شہی کی غیبت اس کے ظاہر کا باطن کے معاملہ سے پرہیز میں آ جانا ہے کیونکہ اس کے باطن کو غیبت نہیں ہے وہ جو کچھ رکھتا ہے دوام کے طور پر رکھتا ہے لہ قبض و بسط | قبض و بسط اربابِ قلوب کو ہوتی ہے جو کہ بتدی ہیں، قلب جب تک مقام تلویں میں ہے قبض و بسط کا مورد ہے جب وہ تمکین سے جا ملا قبض و بسط سے رہائی پا گیا۔ شہی کو قبض و بسط نہیں ہے جو صرفہ کی اصطلاح میں مستعمل ہے، اس کو تمکین و یک رنگی کے باوجود بعض عوارض کے پیش آنے کے باعث بے مزگی و بے صلاحیت پیش آتی ہے اور کبھی صفائی و وقت ظاہر ہوتی ہے اس پر قبض و بسط کا اطلاق مجاز کے طور پر کیا جاتا ہے اگرچہ طلاق بھی مستہور و آشکارا ہے لہ

قبض و بسط | حقیقتاً اگر کسی قبض پیش آئے تو اس سے پریشان نہیں ہونا چاہئے کیونکہ سالکوں کو سلوک کے دوران قبض پیش آتا ہے اور ان کو نرنی کا باعث ہونا ہے، اور قبض و بسط دونوں احوال میں داخل ہیں گویا اس راستہ کے ارکان سے ہیں، قابض و باسط ہر ایک اسماء الہی سے ہے سالک کبھی ایک اسم کا مورد ہوتا ہے

اور کبھی دوسرے آم کا مظہر (ہونا) ہے، لیکن قبض و بسط کا معاملہ اس وقت تک ہے جب تک کہ سالک احوال کی تلویحات میں ہے اور جب معاملہ تلویح سے تمکین میں آجاتا ہے تو قلب اور تمام لطائف عالم امر احوال کی تلویح سے رہائی پالیتے ہیں اور قبض و بسط کی کوٹ پھیر سے آزاد ہو جاتے ہیں اس وقت نسبت باطن زوال و ضل سے محفوظ ہو کر دوام وقت اور استمرارِ حال سے منصف ہو جاتی ہے اس وقت اگر قبض ہے تو ظاہر پر ہے اور وہ باطن و لطائف میں سرایت نہیں کرتا۔

علم الیقین، علم الیقین اور حق الیقین | آپ نے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ جان لیں کہ علم الیقین اثر سے موثر کی طرف استدلال ہے اور عین الیقین کا موثر کا اثر کے پردہ کے بغیر شہود ہے اور شہود میں اس حد تک فنا اور معدوم ہونا ہے کہ تبادلی و مشہودی کی صفت سے خالی ہواؤ۔ حق الیقین اس سے منصف ہونا ہے اور یہ بقا و شعور کا مقام ہے جیسا کہ دھوئیں سے آگ کا پتہ لگانا (علم الیقین) اور آگ کا مشاہدہ کرنا (عین الیقین) اور عین آگ ہو جانا (حق الیقین) ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ علم و عین ایک دوسرے کے حجاب ہیں علم کے وقت عین نہیں ہے اور جب عین آگیا تو علم جاتا رہا اس لئے کہ فانی و مستہلک حیرت و جہل کے ساتھ منصف ہے جو کہ علم و دانش کے منافی ہے اور مرتبہ حق الیقین میں یہ حجابیت نہیں ہوتی اور شہود و علم آپس میں جمع ہوتے ہیں کیونکہ یہ شعور و بقا کا مقام ہے اور یقین کے یہ تینوں درجے اس وقت تک ہیں جب تک کہ سالک کی سیر اصول میں ہے جو کہ مقام ولایت سے نخلت رکھتے ہیں اور جب معاملہ اصول سے اوپر چلا جاتا ہے اور بساطت صرف پیش آتی ہے تو یہ درجات کو تاہی کرتے ہیں اور فنا و بقا راستہ میں رہ جاتی ہیں۔

قرب نوافل و قرب فرائض کے معنی | (آپ نے دریافت کیا ہے کہ قرب نوافل و قرب فرائض کے معنی کیا ہیں اور کفر شریعت و کفر طریقت کیا ہے اور ہر ایک کی علامات کیا ہیں؟) آپ جان لیں کہ قرب نوافل وہ قرب ہے جو عباداتِ نافلہ پر مرتب ہوتا ہے اور چونکہ نوافل میں عابد کا وجود درمیان میں ہے (اس لئے) جو قرب کہ اس پر مرتب ہوگا وہ ایسا قرب ہوگا کہ وجود سالک درمیان میں رہے گا یہ قرب فنا کرنے والا نہیں ہے اس لئے کہ صاحبِ قرب کا وجود ابھی تک درمیان میں ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ قرب نوافل وہ ہے کہ بندہ فاعل ہو اور حق صل و علا اس کے فعل کا آلہ ہو، حدیث قدسی میں آیا ہے: لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصِيرًا وَبَدًّا وَرَجُلًا [میرا بندہ نوافل کے ذریعہ ہمیشہ مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور

لے مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۱۔ ۱۲۲ ایضاً سوم مکتوب ۱۳۷۔ ۱۳۸ یہ حدیث صحیح بخاری میں مروی ہے اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے اس کو اختصار کے ساتھ اور بالمعنی نقل کیا ہے۔

پاؤں بن جاتا ہوں] ادراک کی نائید کا مضمون ایک اور روایت میں آیا ہے **فِي سَمْعٍ وَبِي يُبْصِرُ** [پس وہ مجھ ہی سے سنتا ہے اور مجھ ہی سے دیکھتا ہے] اور قربِ فرائض میں چونکہ محض امر الہی شائع کی تعمیل ہے وجودِ عارف درمیان میں نہیں ہے، پس جو قرب کہ اس پر مرتب ہوتا ہے وہ ایسا قرب ہوتا ہے کہ عارف کا وجود اس کے درمیان میں نہیں ہوتا، اس لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ قربِ فرائض وہ ہے کہ حق تعالیٰ فاعل ہو اور سیدہ اس فعل کا آلہ ہو، جیسا کہ وارد ہوا ہے **أَحَقُّ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عَمْرٍ** [حق عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے] بولنے والا حق ہے اور عرضی اللہ عنہ کی زبان آلہ سے زیادہ نہیں ہے اور نیز وارد ہوا ہے **إِنَّمَا عَصَبُ عَمْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْصِبُ** [عمرؓ کے غصے سے ڈرو اس لئے کہ بیشک (ان کے غصہ کے وقت) اللہ تعالیٰ غصہ کرتا ہے] پس قربِ فرائض سالک کے وجود کو فنا کرنے والا ہے اور قربِ نوافل فنا کرنے والا نہیں ہے اور جمع بین القربین (دونوں قربوں میں جمع) یہ ہے کہ فاعل آلہ دونوں حق تعالیٰ ہی ہو اور سیدہ درمیان میں کچھ نہ ہو اور آیہ کریمہ **وَصَارَ مِيمَتٍ إِذْ رَمَيْتَ** **وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيٌّ** [یہ، اور (کنکریوں کو) آپ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے (ان کو) پھینکا] میں ان تینوں قسم کے قرب کی طرف اشارہ ہے۔

کفر شریعت اور کفر طریقت کی تشریح | کفر شریعت وہ ہے کہ سیدہ کسی ایسے امر کا مرتکب ہو جس کا ارتکاب شریعتِ منورہ میں کفر ہوا اور وہ شخص شریعت کے حکم سے کافر ہو جائے اور کفر طریقت مرتبہ جمع سے عبارت ہے کہ اس مقام میں اسلام کی خوبی اور کفر کی برائی میں تمیز سالک کی نظر سے اٹھ جاتی ہے اور وہ سب کو صراطِ مستقیم پر سمجھتا ہے۔ (چند سطور کے بعد) اس مقام میں سُکر ہر وقت دامنگیر ہے، محبت کی بخوردی کے باعث سالک اچھے اور بُرے کے درمیان تمیز نہیں رکھتا اور جب سُکر سے صحو میں آتا ہے اور بخوردی سے ہوش اور عدم تمیز سے تمیز کی طرف مائل ہوتا ہے تو (اس وقت) اسلام کو اچھا اور کفر کو بُرا جانتا ہے اور اسلام حقیقی کے ساتھ مشرف ہو جانا ہے اور کفر سے بیزاری ظاہر کرتا ہے پس کفر طریقت اسلام حقیقی کا ترتیب ہوا۔

کون و بروز کی کیفیت | آپ نے لکھا تھا کہ ”دل میں بلکہ تمام اعضا اور بال یاں میں تیری (حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی) صورت محبت کے ساتھ بلا قصد آتی ہے اور بہت زیادہ حلاوت و ذوق بڑھاتی ہے اس کے بعد میری صورت ہو بہو تیری صورت ہو جاتی ہے حاصل کر توجہ کرنے کے وقت“۔ میرے محرم! اس کیفیت کے ساتھ متصف ہونا کمالِ مناسبت کی خبر دینے والا ہے، شاید کہ ایک حقیقت کا اتحاد اور دوسری حقیقت کے ساتھ کحوق ہونا حاصل ہوا ہے جو کہ صورت کے اتحاد کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے۔ ع — در عشق چنین بوالعجبیہا باشد — [عشق میں ایسی ہی بوالعجیباں ہوتی ہیں] — بزرگوں نے جو کون و بروز فرمایا ہے وہ گویا اسی قسم سے ہے۔

۱۰۔ مکتوبانِ معصومہ دفتر سوم مکتوب ۱۳۷۔ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۹۰۔

کمالاتِ نبوت اور منصبِ نبوت میں بڑا فرق ہے | امت کے بعض خاص افراد کو تبعیت و وراثت کے طور پر کمالاتِ نبوت کے حاصل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خاص فرد ہی ہو جائے یا بنی کے برابر ہو جائے کیونکہ کمالاتِ نبوت کا حاصل ہونا اور بات ہے اور منصبِ نبوت کا حاصل ہونا اور بات ہے جیسا کہ اس معنی کی تحقیق حضرت علی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے مکتوبات قدسی آیات میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے لے

قطبِ مدارِ قطبِ ارشاد و صاحبِ نسبتِ قیومیت الگ ہوتا ہے | آپ نے پوچھا تھا کہ صاحبِ نسبتِ قیومیت کے عہد میں قطبِ مدار اس کے علاوہ ہوتا ہے یا یہ منصب اسی کے سپرد ہوتا ہے — (جواب) آپ جانیں کہ قطبِ ارشاد اس کے علاوہ نہیں ہوتا، ہاں مختلف علاقوں کے اقطاب جو کہ جزوی اقطاب ہیں اگر اس کے عہد میں ہوں تو گنجائش رکھتا ہے بلکہ واقع ہے اور وہ (صاحبِ نسبتِ قیومیت) بمنزلہ کُل ہے اور یہ (اقطابِ علاقہ) اس کے انوار و برکات سے مستفیض و مستفید ہیں لیکن قطبِ مدار اس کے علاوہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے لئے گوشہ نشینی و تنہائی ناگزیر ہے، کہتے ہیں کہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قطبِ مدار تھا اور وہ صحبت کے شرف سے بھی کبھی کبھی مشرف ہوتا تھا لیکن کوئی شخص اس کو نہیں پہچانتا تھا الا ما شاء اللہ تعالیٰ لے

شیخ کے لئے ضروری امور

شیخ کیلئے ضروری آداب | آپ نے اپنے مریدوں کے بعض احوال تحریر فرمائے تھے، محمد ہاشم اور فاضل کے احوال سنجیدہ اور عمدہ ہیں، تھوڑے عرصہ میں بہت کم طالبین اس قسم کے احوال کی طرف ہدایت پاتے ہیں اس قسم کے طالبین کو بیکار نہیں چھوڑنا چاہئے اور کام (معمولات) پر پابند کرنا چاہئے اور ان کی تربیت میں پوری پوری کوشش ملحوظ رکھنی چاہئے، نفیس جوہر کی مایا ہونا ہے اس کی قدر کرنی چاہئے اور جو شخص شغل (ذکر وغیرہ) کرے اس کو شغل میں لگا دیں اور حلقہ کو سرگرم رکھیں اور جس شخص کو ذکر اتر نہ کرے اس کو ذکر کرنے سے روک دیں اور محض وقوفِ قلبی کا امر کریں جب وہ کچھ عرصہ اس طریقہ پر مداومت کرے گا امید ہے کہ ذکر سہولت کے ساتھ اتر کرے گا لیکن توجہات سے اس کو محروم نہیں رکھنا چاہئے اور اجابِ طریقہ کو بعض ضروری آداب کی طرف رہنمائی کرتے رہیں، طریقے کے فیوض و برکات کا حاصل ہونا آداب کی رعایت کے بغیر میسر نہیں ہے، آپ نے سنا ہوگا کہ کوئی بے ادب خدائے تعالیٰ اجل و علانک ہمیں پہنچا ہے، آداب کی رعایت نہ ہونے پر ضرر کا پلہ غالب ہے (اور) نفع رگ جاتا ہے۔ دیگر چاہئے کہ اوقات کی پابندی میں کوشش کریں اور ایم کاموں میں صرف کریں ایسا نہ ہو کہ فضول کاموں میں صرف ہو جائیں اور لوگوں کے ساتھ زیادہ دلچسپی

لے مکتوباتِ معصومیہ دفتر اول مکتوب ۱۹۲۔ لے ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۴۰۔

رکھنے سے پرہیز کرتے رہیں کیونکہ اس سے باطنی نسبت کی رونق جاتی رہتی ہے، نیک نیتی کے بغیر مخلوق کے ساتھ صحبت رکھنا خالق تعالیٰ سے قطع تعلق کا سبب ہے، کسی بزرگ نے کہا ہے: لا تصحب الا شارا ولا تقطم عن اللہ بصحبة الاجبار [یعنی بڑوں کے ساتھ صحبت مت رکھو اور نیکوں کے ساتھ ایسی صحبت رکھو کہ تو حق جل و علا سے منقطع نہ ہو جائے] اور آپ مریدوں اور طالبوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں کہ ان کی نظر میں بازعب اور باوقار معلوم ہوں، اس قدر شوخ و بے باک نہ ہو جائیں کہ جرأت و گستاخی کا سبب بن جائے اور ان کے معمولات میں ضلل آجائے ۱۷

توجہ کرنے کا طریقہ | آپ نے لکھا تھا کہ تو نے توجہ کا طریقہ مجھ سے بیان نہیں کیا۔ میرے مخدوم [توجہ ایک واضح امر ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں جس طرح آپ اپنے دل کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اسی طرح طالب کے دل کی جانب توجہ کرنی چاہئے، اجاب کے حلقہ میں بیٹھیں، خود کو درمیان میں نہ دیکھیں اور بزرگوں کے باطن کی طرف متوجہ رہیں۔ اوقات کو آباد رکھنے اور شربت کے وجود کی نفی کرنے میں دل و جان سے کوشش کریں ۱۸

طریقہ توجہ کی ایک تشریح | دیگر یہ کہ مرشد پرہیز، کا طالب کی طرف توجہ کرنا اسم ذات اور نفی و اثبات کے ذکر میں یکساں ہے اس کے باطن پر توجہ کرنی چاہئے، توجہ کرنے والے کو ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے اور جس کی طرف توجہ کی جائے اس کو جس طریقہ پر اہم کیا گیا ہے اس میں مشغول رہنا چاہئے ۱۹

سیر و سلوک سے مقصود پیری مریدی نہیں | میرے مخدوم! اگرچہ صحبت بہت بڑی تاثیر رکھتی ہے لیکن غالباً نہ محبت بھی بلکہ بندگی کا حق ادا کرنا ہے | باطنی کیفیات کو جذب کرتی ہے اور فیض کے راستے کو کھولتی ہے۔ ۲۰

بوعے جنسیت کند جذب صفات [ہم جنس ہونے کی بوجہ صفت کو جذب کرتی ہے]

معمولات عبادت پر اچھی طرح عمل کرتے رہیں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی طاعت میں خوب ہمت سے کام لیں اور گوشہ نشینی کی طرف راغب رہیں اور ضرورت کے مطابق مخلوق کے ساتھ میل جول رکھیں بلا ضرورت ان کے ساتھ صحبت رکھنا زہرِ قاتل ہے البتہ طالبین کے ساتھ صحبت رکھیں اور افادہ و استفادہ کے مطابق ان کے ساتھ میل جول رکھیں اور اپنے احوال کا علم نہ ہونے اور دوستوں کے احوال (معلوم ہونے) سے غمگین نہ ہوں کیونکہ مقصود احوال ہیں، احوال کا علم اگر دیدیا جائے تو نعمت ہے اور اگر نہ دیا جائے تو کوئی غم نہیں ہے جس کسی کا آپ سے حصہ ہے وہ ضرور آپ سے فیضیاب ہو جائے گا۔ سیر و سلوک سے مقصود پیری و مریدی نہیں ہے اس سے مقصود نفس کی روک ٹوک کے بغیر بندگی کے وظائف کا ادا کرنا ہے اور نیز

۱۷ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۳ ۱۸ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۲۵۱ ۱۹ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۳۱-

مقصودِ قیامت و محویت ہے اور نفسِ امارہ کی سرکشی اور خودی کا زائل ہونا ہے کہ معرفت اس سے وابستہ ہے جو کوئی اس شخص کی طرف رجوع کرنا اور انا بت لانا ہے وہ اس کو حق سے باز رکھ کر اپنے ساتھ مشغول کرتا ہے اور جو کوئی (اس کی طرف) رجوع نہیں کرتا وہ اس کو حق کے ساتھ رکھتا ہے اس کا ممنون ہونا چاہئے۔ لے

نقی اثبات کے معنی ہر زبان میں سکھا سکتے ہیں | آپ نے لکھا تھا کہ "بعض اہل ہند کے لئے نفی و اثبات کے معنی فارسی زبان میں مشق کرنا دشوار ہے ہندی زبان) میں کہنا جاتے ہیں یا نہیں؟" میرے محذوم! ابھی تک بزرگوں سے معلوم نہیں ہے کہ ہندی میں کسی شخص کو سکھایا ہو، ہم بھی اس قسم کے لوگوں کو جو فارسی میں سکھاتے ہیں تو وہ تھوڑی سی محنت سے یاد کر لیتے ہیں اگر کسی پر بہت زیادہ دشوار ہو تو ہندی میں بتادیں، اہل عرب کو جو ہم بتاتے ہیں تو عربی زبان میں بتاتے ہیں اور لا مقصوداً الا اللہ سے دلالت کرتے ہیں لے

اقسام اجازتِ طریقت | آپ جان لیں کہ طریقہ سکھانے کی اجازت دو قسم کی ہے ایک یہ کہ کسی کامل شخص کو خلافت دے اور شیخت (پرہیز کرنے) کے مقام پر بٹھائے اور یہ وہ نہیں ہے جس کے متعلق ہم گفتگو کر رہے ہیں (اس لئے) شرائط کی ضرورت نہیں ہے۔ (اجازت کی) دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی کامل بزرگ کسی ناقص شخص کو اجازت دے اور اس مجاز (اجازت یافتہ شخص) اور اس کے مریدوں کے بعض فائدے اس ضمن میں ملحوظ رکھے اس صورت میں تمام شرائط رد کار نہیں۔ ہمارے حضرت قطب المحققین (محمد دالغ ثانی) قدس اللہ سبحانہ لایسہ نے رسالہ مبدا و معاد میں تحریر فرمایا ہے "کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کامل بزرگ کسی ناقص (مرید) کو طریقہ سکھانے کی اجازت دیتا ہے اور اس ناقص کے مریدوں کے اجتماع کے ضمن میں اس ناقص کا کام بھی مکمل کو پہنچ جاتا ہے الخ" اور نیز اسی جگہ لکھا ہے کہ نقص اگرچہ اجازت کے منافی (ضلاف) ہے لیکن (جب) کامل و مکمل بزرگ ناقص کو اپنا قائم مقام بناتا ہے اور اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ جانتا ہے (تو اس) نقص کا ضرر دوسرے تک تجاوز نہیں کرنا، واللہ اعلم بحقائق اکھور کھھا | اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کی حقیقتوں کا زیادہ جاننے والا ہے | اور جو اجازت کہ آپ کو دی گئی ہے ان دونوں قسم کی اجازت سے نیچے درجے کی ہے جو کہ چند اشخاص تک محدود ہے تاکہ آپ شغل و مراقبہ میں اکیلے نہ رہیں اور کچھ لوگ شریک ہو جائیں کیونکہ اس طریقہ عالیہ میں یہ معنی (دل کر ذکر و مراقبہ کرنا) بہت بڑا اثر رکھتا ہے اور ایک دوسرے میں فنا ہونے کی شرط کے ساتھ صحبت مطلق تنہائی سے بہتر ہے کیونکہ صحبت میں ایک کے فیوض دوسرے پر فائض ہوتے ہیں، اس قسم کی اجازت کو جو کہ محض سفارت (پیغام رسانی) ہے آپ شیخت (پیری) اور بہت بڑا کام تصور کر کے اس سے گریز کر رہے ہیں لے

لے مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوب ۳۶ لے ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۲۸ لے ایضاً دفتر اول مکتوب ۶۱۔

اجازت کی ایک قسم | جس قسم کی اجازت آپ کو دی گئی ہے اس کے موافق عمل کریں، اس قسم کی اجازت اس لئے (دی گئی) ہے تاکہ چند اشخاص ایک جگہ میٹھ کر ذکر میں مشغول رہیں۔ ہمارے طریقہ میں تنہا بیٹھنے سے یہ روش بہتر ہے تاکہ ایک دوسرے کا فیض آپس میں ایک دوسرے پر منعکس ہو (اس قسم کی اجازت) مجازاً (جس کو اجازت دی گئی ہے) کے کمال پر موقوف نہیں ہے صرف اس قدر ہے کہ وہ سہل ہو جانا ہے، اس ضمن میں خود اس کی تربیت بھی ہے اور اس کے مربیوں کی تربیت بھی ہے۔

اجازت و بیعت کا معاملہ خواب واقعہ سے | آپ نے لکھا تھا کہ ”اگر واقعہ (حال) میں پیر کسی سالک کو تلقین (ذکر سکھا) صورت پذیر نہیں ہوتا بلکہ بیداری و تعلق ہے | کی اجازت دیدے اور گزرے ہوئے ترگوں کی ارواح بھی (اجازت) ظاہر ہو تو یہ اس سالک کے لئے تلقین کی اجازت ہے یا نہیں؟“ میرے مخدوم بطریقیت کی تعلیم و تلقین کی اجازت ایک اہم معاملہ ہے خواب و واقعہ سے صورت پذیر نہیں ہوتا تا وقتیکہ بیداری میں اجازت نہیں صورت پذیر نہیں ہوتی، اور اسی طرح احوال و مواجید و قطبیت و فردیت و خوشیت وغیرہ جو کچھ کہ تو اپوں اور واقعات (احوال) میں ظاہر ہو، ان کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ احوال و مواجید میں سے جو چیز بیداری میں رونما ہو یہ شخص اس کا مالک ہے۔ قطب و غوث وہ شخص ہے جو کہ خارج و بیداری میں ان دونوں منصبوں کے ساتھ سرفراز ہو، اگر کوئی شخص اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ دیکھے تو وہ بادشاہ نہیں ہو جاتا تا وقتیکہ خارج میں بادشاہ نہ ہو۔

مخلوق کا رجوع کمال کی دلیل نہیں | آپ نے لکھا تھا کہ مخلوق کا رجوع کرنا کمال کے ساتھ وابستہ نہیں ہے ہاں اسی طرح ہے جبکہ مخلوق میں مقبول ہونا خالق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے کی دلیل نہیں ہوتی کیونکہ باطل چیزوں کو بھی مخلوق کی مقبولیت حاصل ہے تو (یہ) کمال کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے۔

مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے | میرے مکرم! مخلوق خدا کا رجوع اور ان کی کارگزاری جو کہ عالم اسباب میں آپ کے سیر کی گئی ہے ایک بہت بڑا کام ہے ہمت کو جمع اور تربیت کو صحیح کر کے اس بزرگ کام میں لگ جائیں اور اپنے مالک (اللہ تعالیٰ) کے غلاموں اور کنتیزوں کے کام بنانے کی نیکی کو اہم کاموں میں سے تصور فرمائیں، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرے۔ اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ”فائل حقیقی اور کارسازِ مطلق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مطلق درمیان میں نہ دیکھے الخ“ یہ ایک نازک خیال اور تصوف کا خلاصہ اور معرفت کا معرظ ہے اس کے مطالعہ نے باطنی لذت بخشی اور مطلوب کی پوشا قوں کے حلق میں پہچانی فیلدہ درقائلم (پس اس کے کہنے والے کو بشارت ہے)۔

۱۱۔ مکتوباتِ معصومہ دفتر سوم مکتوب ۱۱۔ ۱۲۔ ایضاً فتراول مکتوب ۲۰۰۔ ۱۳۔ ایضاً فتراول مکتوب ۱۱۱۔ ۱۴۔ دفتر سوم مکتوب ۱۱۱۔

معرفت

معرفت حاصل کرنے پر ترغیب | یہ اس زخمی دل خستہ و خراب کی جانب سے ہوشیار دوستوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے۔
پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔ جان لیں کہ انسان کی پیدائش سے مقصود حق تعالیٰ جل و علا کی
معرفت حاصل کرنا ہے اور معرفت میں لوگوں کی استعدادات کے تفاوت کے اعتبار سے لوگوں کے قدم
مختلف ہیں (کہ بعض کو بعض پر فوقیت ہوتی ہے۔ ہر شخص نے معرفت کے بارے میں اپنے عرفان کے
بقدر بات کی ہے لیکن جس بات پر اس بلند مرتبہ گروہ کا اجتماع ہے اور جو بات قدر مشترک ہے اور قرب کے
درجات میں ضروری ہے وہ یہ ہے کہ معروف میں فنا ہوئے بغیر معرفت حاصل نہیں ہوتی۔

(چند سطور کے بعد) پس عقلمند دوستوں پر لازم ہے کہ اپنے کام کے نتیجہ اور موجودہ حالت میں اچھی
طرح غور فرمائیں جس کسی کو اوپر لکھی ہوئی معرفت حاصل ہے پس اس کے لئے سعادت و نجات ہے
چاہئے کہ اس (حاصل شدہ معرفت) کو ان امور میں صرف کرے جو حاصل نہیں ہوئے اور سمیت اس بات پر
لگائے کہ اصل کو ظل کی طرح چھوڑ دے۔ اور جس شخص کے لئے معرفت کی راہ نہیں کھولی گئی اور اس دولت
کی طلب اور گم شدگی کا در بھی نہیں دیا گیا پس اس کے لئے نہایت ہی افسوس ہے کہ جو کچھ اس کی پیدائش
سے مقصود تھا وہ اس نے ادا نہیں کیا اور اس عالم میں اس سے جو چیز طلب کی گئی تھی وہ اس کو بجا نہیں لیا
اور دوسرے کاموں میں مشغول ہو گیا اور اس سے جس چیز کی تخریب کا مطالبہ کیا گیا ہے اس نے اس کی تعمیر کی
اور عمر عزیز کے سرمایہ کو خواہش اور لالچ یعنی امور میں خرچ کر دیا اور اسباب حاصل ہونے کے باوجود اپنی استعداد
کی زمین کو بیکار چھوڑ دیا، نہایت شرمندگی ہے کہ اس قلیل فرصت میں مطاوب کو اس کی طرف سے دعوت
کے باوجود (اپنی) آغوش میں نہ لاکر اس دعوت گاہ سے سامانِ سفر) بانڈھ لیتا ہے کل (قیامت کے روز) کس
منہ سے اس کی بے نیاز گاہ میں آئے گا اور کون سے جیلہ کے ساتھ عذر کی زبان کھولے گا، دُوری اور
محرومی و دوزخ کے عذاب سے بھی بدتر ہے جیسا کہ قرب و وصال کی لذت جاتِ نعیم (بہشت) کی لذتوں
سے زیادہ ہے پس اس شخص پر افسوس ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی اور اس شخص پر حسرت ہے
جس نے احکامِ الہی سے تجاوز کیا دوبارہ دنیا میں آنا نہیں ہے: مَنْ كَانَتْ فِي هَذِهِ الْعَالَمِ قَدْ هَوِيَ
فِي الْأَحْزَابِ وَالْعَمَلِ وَأَصْلُ سَبِيلِهِ [درجہ] جو شخص اس (دنیا میں) اندھا رہا پس وہ آخرت میں بھی
اندھا اور راستہ سے ٹھکا ہوا ہوگا] لے

معارف خوارق سے فضل ہیں | آپ نے پوچھا تھا کہ "خوارق فضل ہیں یا معارف اور اگر معارف افضل ہیں تو تمام فاسق و فاجر معارف کہتے اور بیان کرتے ہیں اور خوارق اس قسم سے نہیں ہے" — آپ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے معارف خوارقِ عادات اور مخلوقات میں سے غائب چیزوں کے کشف سے افضل ہیں کیونکہ معارف واجب تعالیٰ و تقدس کی ذات و صفات کے اسرار کا کشف ہے اور خوارق مخلوقات کے حالات کا کشف ہے پس جیسا کہ خالق و مخلوق میں فرق ہے معارف و خوارق میں ویسا ہی فرق تصور کرنا چاہئے کیونکہ پہلے (معارف) کا تعلق خالق تعالیٰ شانہ کے ساتھ ہے اور دوسرے (خوارق) کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے اولاً نیز صحیح معارف ایمان کے کمال میں داخل اور اس کی زیادتی کا سبب ہیں اور خوارق ایسے نہیں ہیں اور کوئی انسانی کمال ان سے وابستہ نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ بعض کاملین کو حاصل ہوتے ہیں اور نیر اہل اللہ میں ایک کو دوسرے پر فضیلت معارف الہی جل سلطانی کی وجہ سے اور ذات و صفات تعالیٰ و تقدس کے اسرار متکشف ہونے کے ساتھ ہے نہ کہ کشف و کرامات کے ساتھ۔ اگر خوارقِ عادات معارفِ الہی سے افضل ہوتے تو جو گیوں اور بہیموں کو جو کہ ریاضتوں کے ذریعے سے خوارق کا اظہار کرتے ہیں (ان کا اہل اللہ سے افضل ہونا چاہئے جو کہ معارف میں مضبوط قدم رکھتے ہیں اور خوارق کے اظہار کی طرف التفات نہیں فرماتے اور خالق تعالیٰ و تقدس کی جانب توجہ رکھنے کے باوجود مخلوق کے احوال کے کشف کی طرف توجہ کرنے میں اپنا منزل سمجھتے ہیں۔ آپ نے عجب عامیانہ سوال کیا ہے، "خوارقِ عادات، کمال و قرب الہی کی کچھ بھی دلیل نہیں ہیں کیونکہ اہل باطل کو بھی حاصل ہیں، ان کا مدار بھوکا رہنے اور ریاضت پر ہے قرب و معرفت کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے اور کشف و کرامات کا طالب ماسوا کا طالب اور اس کا گرفتار اور قرب و معرفت سے بے نصیب ہے لہ

انسان کی عزت ایمان و معرفت سے ہے | ہم لوگوں کی عزت ایمان و معرفت سے ہے نہ کہ مال و جاہ سے، ایمان کی تکمیل میں کوشش کریں اور معرفت کے مراتب حاصل کرنے میں سعی کامل ملحوظ رکھیں، اس اعلیٰ مطلب کے حاصل کرنے میں جس قدر مشقت اٹھائیں مناسب و عمدہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جس شخص نے اپنے غموں کو ایک غم یعنی آخرت کا غم بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں سے کفایت کرے گا اور جس شخص کو ذہنی حالات کے غموں نے پر لگنا دیا اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ ان (غموں) کی کسی بھی وادی میں مرے گا۔

معرفت کی حقیقت و صورت | اس دنیائے فانی میں مطلوب حق جل و علا کی معرفت کا حاصل کرنا ہے اور معرفت کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اس کی صورت وہ ہے جو علمائے کرام نے بیان کی ہے

لہ مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۵۰ لہ ایضاً دفتر دوم مکتوب ۶۲

اور مطلق ایمان اس کے ساتھ وابستہ ہے اور معرفت کی حقیقت کہ اہل اللہ جس کے ساتھ ممتاز ہیں معروف میں فائز ہونے سے عبارت ہے اور اس (معرفت کی) صورت کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ یاس کے بغیر مقصود نہیں ہوتی، اور ایمان حقیقی جو کہ زوال سے محفوظ ہے اس معرفت سے وابستہ ہے شاید کہ حدیث شریف میں اس ایمان کی طرف اشارہ ہے کہ وارد ہوا ہے **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَیْسَ بَعْدَہُ کُفْرٌ** [اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جس کے بعد کفر نہیں ہے] اور یہ فنا جس پر کہ معرفت کا مدار ہے ایک جدائی و دو قی امر ہے جو کہ کہنے اور لکھنے میں نہیں آتا اور کتابوں کے درس و مطالعہ سے صورت پدید نہیں ہوتا لے

(نیز ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) میرے شفقت آثار محمود! اس فانی دنیا میں مقصدِ اعلیٰ حق جیل و عللا کی معرفت حاصل کرنا ہے، اور معرفت دو قسم کی ہے: قسم اول وہ معرفت ہے جس کو علمائے عظام نے بیان فرمایا ہے اور قسم دوم وہ (معرفت) ہے کہ جس کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں، پہلی قسم نظر و استدلال کے ساتھ وابستہ ہے اور دوسری قسم کشف و شہود سے مربوط ہے، پہلی قسم دائرہ علم میں داخل ہے جو کہ تصور و تعقل (تفکر) کی قسم سے ہے اور دوسری قسم دائرہ حال میں داخل اور تحقق (منصف ہونے) کی جنس سے ہے۔ پہلی قسم عارف کے وجود کو فنا کرنے والی نہیں ہے اور دوسری قسم سالک کے وجود کو فنا کرنے والی ہے کیونکہ معرفت اس طریق میں معروف (اللہ تعالیٰ) میں فائز ہونے سے عبارت ہے لے

قرب نے بالا و پستی رفتن است قرب حق از قید ہستی رستن است

[اوپر اور نیچے جانے کا نام قرب نہیں ہے، حق تعالیٰ کا قرب ہستی و وجود کی قید و ربانی پانا ہے]

پہلی قسم علم حصولی کی قسم سے ہے اور دراکِ مرکب ہے اور دوسری قسم علم حضوری کی قسم سے ہے اور دراکِ بسیط ہے کیونکہ اس مقام میں حاضر حق سبحانہ ہے بجائے نفس سالک کے کہ وہ فاعل کر چکا ہے، قسم اول نفس کی مخالفت و انکار کے باوجود معرفت کا حصول ہے کیونکہ نفس اس مقام میں اپنی صفاتِ زدیلیہ پر قائم ہے، امارگی اور سرکشی سے جو کہ اس کی ذات میں ہے نہیں نکلا ہے اور ظلم و سرکشی سے جو کہ اس کی فطرت میں ہے باز نہیں آیا ہے اس مقام میں اگر ایمان ہے تو (وہ) ایمان کی صورت ہے اور اگر اعمالِ صالحہ ہیں تو اعمال کی صورت ہیں کیونکہ نفس (بھی) تک اپنے کفر پر ہے اور اپنے آقا کی مخالفت پر قائم ہے، حدیثِ قدسی میں ہے: **عاد نفسک فانھا انتصبت** بمعاداتی [تو اپنے نفس کی مخالفت کر کیونکہ بلاشبہ وہ میری مخالفت پر کمر بستہ ہے] اس لئے اس ایمان کو حجازی ایمان کہتے ہیں، یہ ایمان زوال و خلل سے محفوظ نہیں ہے (حجازی نبیؐ ہوجاتی ہے)۔ اور معرفت کی دوسری قسم چونکہ سالک کے وجود کو فنا کرنے والی ہے اور نفس کے مطیع ہو جانے کا

لے مکتوباتِ معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۳۲ -

لازمی ہے کہ اپنے انجام کار (مستقبل) اور زمانہ حال کے بارے میں اچھی طرح غور کریں، جس کسی کو مذکورہ قدرت حاصل ہے تو اس کے لئے خوشی و خوشخبری ہے اور جو کچھ اس کی پیدائش سے مقصود تھا وہ بچا لایا اور اس نے ایک کرمیہ و ماخلفت الحین والانس الالعبدون ہای لبعرفون (۱۵۶) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یعنی تاکیر میری معرفت حاصل کریں [کے مطابق اپنی زندگی بسر کی کیونکہ عبادت کا کمال معرفت سے وابستہ ہے اور جس شخص کو یہ معرفت حاصل نہیں ہے اس کو چاہئے کہ اس کی طلب میں جان کے ساتھ کوشش کرے اور جس جگہ سے مطلوب کی پوپائے اس کا پیچھا کرے۔ افسوس ہے کہ اس دنیا کے فانی میں جس چیز کا اس شخص سے مطالبہ کیا گیا ہے اس کو بجانہ لائے اور دوسرے امور میں مشغول ہو جائے اور جس چیز کی تخریب کے لئے (اس کو) امر کیا گیا ہے اس کی تعمیر کرے، کل (قیامت کے روز) کس منہ اور کون سے جیلہ سے عذر کی زبان کھولے گا۔

مشاہدہ ارواح

مشاہدہ ارواح کی کیفیت | آپ نے ارواح کے مشاہدہ کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ "صورت کے بغیر ہے یا صورتوں کے ساتھ؟"۔ آپ جان لیں کہ ارواح کا مشاہدہ کبھی مثالی صورتوں کے لباس میں ہوتا ہے کیونکہ عالم مثال میں ہر چیز کی ایک صورت کا آن (موجود) ہے حتیٰ کہ معانی کی بھی وہاں صورتیں ہیں کہ جن کے ساتھ وہ منکشف ہوتے ہیں۔ یہ دید (مشاہدہ) وہم و خیال سے باہر ہے کیونکہ عالم مثال عالم شہادت کی طرح موجودات میں سے ہے یا ارواح اجسام کے ساتھ متحکم ہو کر صورتوں کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور اس میں محذور (جس سے بچا جائے) نہیں ہے اور کبھی ان (ارواح) کا مشاہدہ صورتوں کے بغیر ہونا ہے اور وہ روحانی ملاقات کی قسم سے ہونا ہے جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے اور یہ معنی اور نیز سابقہ معانی فقرا کی جماعت میں کثیر الوقوع ہیں اور کلام کرتا، دیکھتا اور آوازوں کا سننا جیسا کہ روایتوں سے مفہوم ہوتا ہے ثابت ہے اور روحانی ملاقات کی قسم سے ہے، یا سابقہ دونوں طریقوں کی قسم سے ہے، اور واقعات میں آلات کی ضرورت نہ ہونے کو ماننے کی صورت میں بعض کے لئے صورتوں کا واسطہ بننا سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ معانی اور باطنی احوال بھی مثالی صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ قریب الفہم ہو جائیں۔

(ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) آپ نے لکھا تھا کہ "میں ایک روز اس بات کی فکر میں تھا کہ روح کس طرح کی ہوگی؟ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بندہ کے نزدیک بیٹھا ہے اس کے ہاتھ میں

۱۔ مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۶۱۔ ۲۔ ایضاً قراول مکتوب ۱۸۲۔

سرخ رنگ کی چمکتی ہوئی کوئی چیز ہے جو بعینہ لعل بدخشاں ہے کہ جس کو بادشاہ اپنے سر پر رکھتے ہیں، وہ شخص مجھ سے کہتا ہے کہ روح پہ ہے، نفیر کے منہ کے قریب لایا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ایر کی طرح پھیل کر وجود کے اندر آجاتی ہے اور کھینچ جاتے وقت پھر اسی طرح سمٹ جاتی ہے۔ میرے مخدوم! آپ کا یہ خواب درست ہے، بزرگوں نے روح کے نور کو سرخ قرار دیا ہے اس کی سرخی اسی لحاظ سے ہے اور اس کی چمک اس کی نورانیت کی وجہ سے ہے، روح بے چونی (بے کیفی) سے کچھ حصہ رکھتی ہے اس کا پھیلنا اور سمٹنا اس کے تمثل کی رو سے ہے، بزرگوں نے کہا ہے کہ روح نہ بدن میں داخل ہے اور نہ اس سے خارج ہے اور نہ متصل ہے نہ منفصل، اس کو بدن کے ساتھ تدبیر و تصرف کا تعلق ہے، روح کی حقیقت کو جاننے والے اعلام الغیوب (اللہ تعالیٰ) ہے **وَمَا أَوْثَقْتُمُمِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا** (پہچ، اور تم کو اس کا محض تھوڑا سا علم دیا گیا ہے) ۱۷

ارواح کا مشاہدہ مراقبہ میں بہتر ہے یا صریحاً | آپ نے پوچھا تھا کہ ”ارواح کا مشہود (زول و مشاہدہ) اور ان سے سوال و جواب کرنا مراقبہ میں بہتر ہے یا صریحاً دیکھنا بہتر ہے۔“ میرے مخدوم! صریحاً دیکھنا بہتر ہے اس کے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن مراقبہ کے بغیر اور آنکھ بند کر کے بغیر بھی جو شخص دیکھے گا وہ باطن کی آنکھ سے دیکھے گا نہ کہ سر کی آنکھ سے اگرچہ معتدبہ (معتبر) کمال اس مشہود کے ساتھ وابستہ نہیں ہے ۱۸

مشاہدہ ارواح کمال میں داخل نہیں | آپ نے لکھا تھا کہ ”اگر کسی طالب کو یہ دید پیش آجائے کہ وہ ظاہری آنکھ سے پاک روحوں کو مشاہدہ کرنے لگے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟“ میرے مخدوم! مشاہدہ ارواح خواہ چشم ظاہر سے ہو یا چشم باطن سے، کسی کمال میں داخل نہیں ہے اور منازل قرب میں سے کوئی منزل اس سے وابستہ نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ باطن ماسوا کی دید و دانش سے آزاد ہو جائے اور غیر کا کوئی نام و نشان دیدہ باطن میں باقی نہ رہے۔ ۱۹

تو مباح اصلاً کمال این مست و بس [تو ہرگز نہ رو یعنی خود کو مٹا دے] کمال یہی ہے اور بس | اس قسم کی چیزیں جو سالکوں کو اثنائے راہ میں پیش آیا کرتی ہیں جیسا کہ علم بلاغت میں محسنات بدیعی ہوتے ہیں کہ وہ کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں اور وہ بلاغت میں کوئی دخل نہیں رکھتے بلکہ یہ ارواح کا مشاہدہ محسنات سے بھی کم درجہ رکھتا ہے اس لئے کہ بسا اوقات اس قسم کے مشاہدات مقصد سے بازر رکھتے ہیں اور (سالک کو) کمال کے وہم میں مبتلا کر دیتے ہیں، اگر یہ امور (مشاہدات ارواح) اس نقصان سے خالی ہوں تو بھی ان کا فائدہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ سالک کی طلب میں معاونت کرتے ہیں اور اس کے کام میں مددگار ہو جاتے ہیں ۲۰

۱۷ مکتوبات معصومہ دفتر دوم مکتوب ۲۳ ۱۸ ایضاً دفتر اول مکتوب ۵۰ ۱۹ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۳۳

حال اور علم میں امتیاز آپ نے دریافت کیا تھا کہ حال اور علم کے درمیان کیا فرق ہے اور ان دونوں میں کون سا اور حال کی فضیلت بہتر ہے؟۔ جواب: حال علم سے اشراف ہے، علم حال کی تمہید ہے، علم خواص عوام کے لئے ہے اور حال اہل وجد و کمال کی خصوصیت ہے اگر علم کے مقصدنا پر عمل نہ ہو تو وہ عالم پر حجت ہے اور اگر علم حال کے ساتھ تبدیل ہو جائے تو حجت ہونے سے نکل جاتا ہے یعنی حجت ہمیں ہوتا ہے

جو کشف شرع شریف کے موافق ہو اعتماد کے قابل ہی آپ نے لکھا تھا کہ "اعلام والہام کے حکم کے مطابق اُس تعالیٰ شانہ کی بارگاہِ قدس میں متوجہ ہو کر بعض عوارض کے منکشف ہونے کی طلب کرتا ہوں تو اعلام والہام کے طور پر ظاہر کر دیا جاتا ہے" اس نعمت کا شکر بجالائیں، اللہ تعالیٰ خطا و غلطی سے محفوظ رکھے اس لئے کہ کشف میں اس (خطا و غلطی) کا احتمال واقع ہونا نایاب ہے، اگر امور کو تیسرے (حوادثِ یومیہ دنیویہ) کے کشف میں خطا ہو جائے تو معمولی بات ہے اور اسرارِ الہیہ اور ان کے مناسب امور یعنی اعتقادات و عبادات کے کشف میں کسویٰ شریعتِ حقہ ہے جو کشف کہ شرعی قوانین کے موافق ہو اور ان سے متصادم نہ ہو وہ اعتماد کے قابل ہے اور جو ایسا نہیں ہے (بلکہ متصادم ہے) وہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

کشف و خوارقِ حقیقی کرامت نہیں ہیں | کشف و خوارقِ عادات میں سے جس چیز کو تو نے کرامت خیال کیا ہے وہ کرامت نہیں ہے، کرامتِ حقیقی اس پر موقوف ہے کہ تو حق پرست بنے اور شرک کے دقائق سے باہر ہو جائے اور معرفت کی طرف راستہ پالے اور فنا و نیستی حاصل کرے کہ انسان کا کمال اس میں منحصر ہے اور جب تو یہ چاہے کہ کرامت و خرقِ عادت کا اظہار کرے اور مخلوق کو اپنا معتقد بنائے اور اس کے ذریعہ لوگوں سے ممتاز ہو جائے تو لازماً تکبر و ریا و عجب و مستی ظاہر ہوگا اور قرب سے بچنے کے سوا (اور کچھ) اضافہ نہ ہوگا اور معرفت سے بے نصیبی حاصل ہوگی۔

خوابِ حال کی حقیقت | جانا چاہئے کہ ایک جماعت خواب واقعہ میں اپنے آپ کو بادشاہ یا قطبِ وقت دیکھتی ہے اور بیداری میں ان میں سے کسی کیلئے یہ بات ثابت نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہت یا قطبیت کی صفت ان میں موجود ہے لیکن ضعیف ہے اس قابل نہیں ہے کہ عالم شہادت میں ظہور پائے، اس کے بعد یہ دو حال سے خالی نہیں ہے، اگر اس صفت نے قوت حاصل کر لی اور اس قابل ہو گیا کہ عالم شہادت میں ظاہر ہو جائے تو وہ شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے عالم شہادت میں بھی بادشاہ ہو جاتا ہے اور قطب بھی بن جاتا ہے اور اگر اس قدر قوت پیدا نہ کی تو اسی مثالی ظہور کے ساتھ جو کہ بہت ہی ضعیف ظہور ہے کفایت کرتا ہے اور نقدِ قوت ظہور پاتا ہے، وہ واقعات بھی اسی قسم کے ہیں جو کہ اس راستہ کے طالبان دیکھتے ہیں اور خود کو بلند مقامات میں پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ اربابِ ولایت کے مناصب پر فائز ہو گئے ہیں۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۲۱۷ ۲۔ ایضاً دفتر سوم ۹۹ ۳۔ ایضاً سوم ۲ ۴۔ دفتر اول ۲۲۱۔

کشف خواب اعتبار کے لائق نہیں | میرے مخدوم! چونکہ کثوف و منامات اور صحیح و صادق بشارات اور ان کے برعکس (یعنی غیر صحیح و صادق بشارات) میں فرق کرنا دشوار ہے (اس لئے) ان پر اعتماد نہیں رکھنا چاہئے اور ان کا جزاں اعتبار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ معتد بہ کمال ان کے ساتھ وابستہ نہیں ہے جو کچھ اعتماد کے لائق اور بلاشبہ نجات دلانے والا ہے وہ کتاب و سنت ہے، چاہئے کہ ہمت اس پر لگادیں کہ کتاب و سنت کے مقتضایاً عمل میسر آجائے۔ اور ذکر بھی شرعی احکامات میں سے ہے اس پر ہمیشگی کو ترک نہ کریں اور اوقات کو اس میں مشغول رکھیں اور جس کو اہل اللہ نے کمال قرار دیا ہے وہ صلح (اللہ) جل و علا کی معرفت ہے اور معرفت سے مراد معرفت میں فائز ہونا ہے۔

تو ماش اصلاً کمال ابن مست و بس رودر و گم شو وصال ابن مست و بس
(تو ہرگز نہ رہے یعنی خود کو ٹنڈا دے) کمال ہی ہر اور بس، جا اس میں گم (فنا) ہو جاوے صال ہی ہے اور بس) لہ

شوق و محبت پر ترغیب

عشق میں قدرے جنون درکار ہے | میرے مخدوم! اعزاز آمیز تمہیدات اسی وقت تک ہیں جب تک کہ شوق کی آگ اور طلب کا جنون دل میں پیدا نہیں ہوا ہے اور جب یہ آگ بھڑک اٹھتی ہے اور طلب کا جنون شعلہ زن ہوتا ہے سب تمہیدات پیچھے رہ جاتی ہیں اور عذر کی زبان بند ہو جاتی ہے اور جذب الہی جل شانہ اس کو بالوں سے کھینچ کر معشوق کی طرف لیجاتا ہے اور محبوب کے کوچے میں پہنچا دیتا ہے بیشک عشق کے راستے میں قدرے جنون بھی درکار ہے اور قیدِ عقل سے تھوڑی سی رہائی بھی ضروری ہے۔

دل اندر زلف لیلیٰ بندو کارا عقل مجنوں کن کما عاشق را زباں دارد مقالات خرد مندی

(دل کو لیلیٰ کی زلف میں قید کرے اور مجنوں کی عقل سے کام لے کر کیونکہ عقلمندی کی باتیں کرنا عاشق کے لئے نقصان دہ ہے) لہ

دایک روسے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: (گراچی نامہ نے پہنچ کر مسرور کیا اور آپ نے ولولہ شوق،

ذوقِ محبت اور بے قراری و بے چینی کا جو کہ حد سے زیادہ ہے اظہار کیا تھا واضح ہوا بیشک ع

در عشق چنین بوالعجبہا باشد [عشق میں ایسی ہی بوالعجیبیاں ہوتی ہیں]

اس قسم کا شوق و محبت طالبین کی آرزو اور سالیکن کی تمنائے جو مقصد کے چہرے سے پردہ ہٹاتا ہے اور برسوں کے معاملہ کو ساعتوں میں طے کر دیتا ہے گرفتارانِ قیدِ عقل اس محبت کی قدر نہیں جانتے اور اس جنون کو عیب و علت سمجھتے ہیں اگر ان پر اس معما کا ایک بال برابر بھی پردہ کھل جائے تو وہ بھی اس جنون کے دیوانے ہو جائیں اور صد آرزو کے ساتھ قیدِ عقل سے کنارہ کش ہو جائیں۔

لہ مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۱۷۷ - ۱۷۸ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۹۲ -

عقل گردانہ کر دل در بندِ لطف چوں خوش است عاقلان دیوانہ گردن داز پے زنجیر یا

[اگر عقل جانتی کہ دل اس کی زلف کی قید میں کتنا خوش ہے تو عقلمند لوگ پاؤں کی زنجیر کے لئے دیوانے ہو جاتے]

یہ جنوں سعادت کا سر پایہ ہے اور قرب و معرفت کا ثمرہ دینے والا ہے حدیث شریف میں ہے:

لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدٌ كُمْ حَتَّى يُقَالَ إِنَّهُ مُجْتَنِبٌ [تم میں سے کوئی شخص کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اسے دیوانہ کہا جائے] ۱۰

محبت کی فضیلت | محبت کا تعلق ہی ہے جو کہ محبت کرنے والے کو ہمیشہ محبوب کے ساتھ رکھتا، اس کی صفات کاملہ

کے ساتھ منصف کرنا اور طالب کو مطلوب کے رنگ میں رنگ دینا ہے اور عشق کا جوش ہی ہے جو کہ سالک کو

بشریت کے وجود سے ہلکا کر دیتا، انانیت (میں پن) اور سرکشی کے تنگ کوچہ سے رہائی دیتا اور اس کو اپنے آپ سے

بیخود کر دیتا ہے اور از خود رفتہ کو اس مقدس بارگاہ میں جگہ دیتا اور قرب کی منزلوں تک پہنچاتا ہے، بیشک پہلے

(ازل) سے ہی ہوتا آیا ہے۔ محبت ہی ہے جو کہ وجود کا سبب بنی ہے اور جس نے سلسلہ ایجاد کو حرکت دی ہے، محبت

ہی ظہور و اظہار کا باعث بنی ہے اور پوشیدہ خزانے کو ظہور کے میدان میں لاتی ہے۔ اول جس چیز نے تعین کو

قبول کیا وہ محبت ہی ہے جو کہ سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت ہے، اس محبت ہی سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین (اللہ تعالیٰ) کے حبیب بنے ہیں اور تمام کائنات حب کے تقاضے اور

محبت کے جوش سے وجودِ ظہور میں آئی ہے ۱۱

گر عشق تبورے و غم عشق نبورے چندیں سخن تغز کہ گفتے کہ شیرے

[اگر عشق نہ ہوتا اور عشق کا غم نہ ہوتا تو اسقدر تار در باتیں کون کہتا اور کون سنتا] ۱۲

کمال محبت | میرے محذوم! کمال محبت کا منقضا محب و محبوب کے درمیان سے دوئی کا دور ہو جانا اور شریعت

امکان اور ان دونوں کے احکام سے پوری طرح آزاد ہو جانا ہے کیونکہ جسقدر امکان و بشریت ممکن میں باقی ہے

اسی قدر وہ مطلوب کے لئے حجاب ہے اور دوئی سے خالی اور دور ہونا ممکن نہیں ہے ۱۳

صبر

بیٹے کی رحلت پر صبر و صبر کی تلقین | قرآن مجید گوشہ کے رحلت کر جانے سے رضا و صبر اختیار کریں بلکہ محبوب حقیقی کا

فعل ہونے کی وجہ سے اس سے لذت حاصل کریں اور فعل کو فاعل تک پہنچنے کا زینہ بتائیں، پیشانی پر شکن

لانے اور بے صبری کرنے کی کیا گنجائش ہے جس طرح بیٹے کے وجود سے فائدہ حاصل کرتے تھے اور اس کو حق جل و علا

کی نعمت کا ظہور تصور کرتے تھے اس کے جاتے رہنے سے بھی خوش وقت رہتا چاہے اور اپنے حق میں صفات

جلالی کی نرمیت چاہیں اور اپنی سعادت اس دردِ الم میں سمجھیں جو مالک حقیقی جل سلطانہ کی رضا مندی کا

۱۰ مکتوبات معصومہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۳ ۱۱ ایضاً تراز اول مکتوب ۲۱ ۱۲ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۱

دیچے ہے، اس جہان کی مصیبتیں اگرچہ بظاہر خرم کو چھیل دینے والی ہیں لیکن باطن پر نظر کرتے ہوئے مرہم و راحت ہیں اور قرب و ترقیات کا سبب ہیں لہ

حکام کے ظلم و تشدد پر صبر | آپ نے لکھا تھا کہ حکام وغیرہ کی جانب سے (جو ظلم و تشدد پہنچا ہے سب کو حق کی طرف سے جانتا ہے بلکہ اس تعالیٰ شانہ کا فعل یقین کرتا ہے اس کے باوجود طبیعت اس سے رنجیدہ ہوتی ہے اور غم لاحق ہو جاتا ہے حیرت رونما ہوتی ہے شاید یہ دید و سمی ہے کیونکہ اگر کچھ حقیقت رکھتی ہوتی تو غم و غصہ کا باعث کیوں ہوتی۔ میرے مخدوم! یہ دید حقیقی ہے و سمی نہیں ہے لیکن بشریت کے لوازم بندہ سے منقطع نہیں ہو جاتے، والقلب یحزن والعین تدمع وانا بفراقک یا ابراہید لمحزونون [دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور لے ابراہیم! بیشک ہم تیری جراتی میں غمگین ہیں] (یہ حدیث) آپ نے سنی ہوگی، آخرت کا اجر اور باطن کی تورانیت اسی غم و اندوہ کے ساتھ وابستہ ہے، یہ دید اور حق جل و علا کے فعل سے فرحت و مسرت ہونا باطن کا کام ہے اور غم و اندوہ ظاہر سے وابستہ ہے جو باطن سے نزلوں دور ہے لکل وجهہ ھو موویہا فاستمقوا الخیرات (۱۳۸) ہر شخص کے لئے ایک قبلہ ہے جس کی طرف وہ مہم کرتا ہے پس نیک کاموں کی طرف سبقت کرو۔

تنگی معاش پر صبر و رضا کی تلقین | میرے مخدوم! رزق کا تنگ اور کشادہ کرنا سب اس تعالیٰ شانہ کا ہی فعل ہے کسی کو اس میں دخل نہیں ہے، اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر (۱۳۹) اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے [مقبول بندہ وہ ہے جو اس (اللہ تعالیٰ شانہ) کے فعل، ارادہ اور تقدیر سے راضی ہو اور ہاتھ پر لے لائے اور کشادہ پیشانی و خوش خرم رہے، یہ فقر و فاقہ اور معیشت کی تنگی اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عنایت کرتا ہے کہ پیدائش سے مقصود ہی حضرات ہیں انسان کی سعادت ہے کہ وہ کسی امر میں ان بگتیرہ بندوں کے ساتھ شریک ہو جائے، اگر بندہ اس نعمت کی قدر جانے اور صبر و رضا کا راستہ اختیار کرے تو امید ہے کہ کل قیامت کے روز بھی ان بزرگوں کے انوار و برکات میں شریک ہوگا اور ان کے پس خوردہ میں سے حاصل کرے گا، دل تنگ اور اپنی زندگی سے بیزار نہ ہوں، جو زندگی کہ غفلت میں گزرے وہ (اللہ) بیزاری کے قابل ہے، دنیا میں عیش و نعم کے لئے نہیں لایا گیا عیش کا مقام آگے ہے اللہم ادر العیش عیش الاخرۃ (۱۴۰) بیشک عیش (در حقیقت) آخرت کا عیش ہے [دنیا میں طاعت و عبادت کے لئے لئے ہیں اور مطلوب حق جل و علا کی معرفت ہے، اگر ان مطلوبہ امور میں خلل و نقصان آجائے تو افسوس کا مقام ہے، دنیا و مافیہا اس قابل نہیں کہ اس کے تہ ہونے پر اس فانی دنیا سے تنگ آجائیں اس لئے کہ اس (دنیا) کی تنگی آخرت کی کشادگی کا سبب ہے۔ لہ

لہ کتبات معصومیہ خزانہ اول مکتوب ۱۴۶ لہ ایضاً فردم مکتوب ۸۰ لہ ایضاً فردم مکتوب ۲۰۸۔

شکر

شکر کی تاکید | پس جس کو نعمت عطا ہوئی ہے اُس کو چاہئے کہ ظاہر و باطن و اس عزوجل کے شکر میں مشغول ہے اور صورت و معنی میں حضوری کے ساتھ رہے اور اس کے غیر کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر مشغول نہ ہو، اس لئے فرمایا ہے وَذُرُوا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهُ ﴿۱۰۱﴾ اور ظاہری گناہ کو چھوڑ دو تاکہ ظاہری گناہ کے ترک سے ظاہری نعمتوں کا شکر ادا ہو اور باطنی گناہ کے ترک سے کہ مجملہ ان کے ماسوا کے ساتھ وابستگی و القات ہو باطنی نعمتوں کا شکر حاصل ہوتا ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ شکر سے مراد بندہ کا ان تمام چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمائی ہیں یعنی اپنے اعضا اور ظاہری و باطنی قوتوں کو ان مقاصد میں استعمال کرنا ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان (اعضا و قوی) کو پیدا کیا اور اس (بندے) کو عطا فرمایا ہے، اس کے باوجود اللہ جل جلالہ کی تدبیر سے بے خوف نہ رہے اور ڈرتا اور کاہتا رہے۔ (دفتروم مکتوب ۹۵)

توکل

توکل کی حقیقت | میرے مخدوم! اسباب کا استعمال توکل کے منافی نہیں ہے کیونکہ اگر تاثیر حق سبحانہ کی طرف سے جلنے اور اسی پر بھروسہ کرے اور یقینی سبب کو درمیان میں لائے تو عین توکل ہوگا، ہاں اگر وہ ہومہ بعیدہ (غیر یقینی) اسباب کے ارتکاب کو توکل سے بعید کہیں تو گنجائش ہے لیکن یقینی اسباب سے چارہ نہیں ہے، آگ کو روشن کرے اور جلانے کی تاثیر حق تعالیٰ سے جلنے اور کھانا کھائے اور شکم سیری اس سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے سمجھے، اگر کوئی شخص ضرورت کے وقت میں اس قسم کے اسباب کو ترک کرے اور اس وجہ سے اس کو تکلیف پہنچے تو گنہگار ہوگا۔ اور اسباب تین قسم کے ہیں: اسباب ہومہ (غیر یقینی) ان کا ترک کرنا لازم ہے، اور اسباب یتیقنہ جن کو اختیار کرنا واجب ہے اور اسباب مشکوکہ و مظنونہ جو کہ جائزہ الطرفین میں (جن کا اختیار کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں) حق سبحانہ نے مشورہ کرنے کا امر فرمایا ہے جو کہ اسباب میں سے ہے اس کے بعد توکل کا امر فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اور آپ ان حکام میں مشورہ کر لیا کیجئے پھر جب آپ اپنی رائے پختہ کر لیں تو اللہ پر توکل کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ﴿۱۵۷﴾ آخرت کے اعمال میں توکل کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ وہاں (اعمال آخرت میں) ہم سمعی و کوشش کے ساتھ مامور ہیں اور اُس مقام (معاملات آخرت) میں خوف و خجیت اور امید محبوب و پسندیدہ چیز ہے (یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَهَّبُوْا لِرَبِّكُمْ خَوْفًا وَاطْمَئِنُّوْا بِالْحَبْلِ الَّذِيْ فِيْ يَدَيْكُمْ) وہ اپنے رب کو رعنا بے خوف اور (بخشش) کی طمع رکھتے ہوئے پکارتے ہیں اس معنی میں کامل تر ہے، اعتماد افضل و کم پر رکھا جائے اور ظاہری اعمال یعنی ادا کر کے بجالانے اور ممنوعات کو بچنے کو ہاتھ سے نہ (ترک نہ کرے) بندگی کا طریقہ اور توکل کی حقیقت یہی ہے اور راہ (حق) اسی منحصر ہے۔ (دفتراول مکتوب ۱۸۲)

رابطہ شینے

کامیابی کا مدار رابطہ شیخ پر ہے | آپ نے اپنے اور اپنے مریدوں کے لئے توجہات کی درخواست کی تھی کبھی کبھی توجہ کی جاتی ہے، انشاء اللہ مزید بھی توجہ کی جائیگی، لیکن یہ جان لیں کہ کامیابی کا مدار باطنی رابطہ پر ہے جو مرید کی اپنے پیر سے محبت و عقیدت اس کا گرویدہ ہونے اور اس کے سامنے تسلیم خم کرنے سے عبارت ہے، یہ رابطہ جس قدر قوی ہوگا اس (پیر) کے باطن سے فیوض و برکات اسی قدر زیادہ اخذ کرے گا، کامل و مکمل قطب کے باطن سے فیوض و برکات اخذ کرنے کے لئے سمحض محبت اور باطنی رابطہ کا ہونا کافی ہے اگرچہ توجہ تب بھی ہو اور محبت رابطہ باطنی کے بغیر سمحض توجہ بہت کم اثر کرتی ہے، توجہ کی تاثیر کے لئے توجہ حاصل کرنے والے میں صلاحیت قبول ضروری ہے، ہاں جو توجہ کہ رابطہ مذکورہ کے ساتھ جمع ہو جائے وہ تو عقلی اور سوچی (غرضکہ) کامیابی کا مدار رابطہ کی قوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع پر ہے اگر ان دونوں میں رسوخ (پختگی) رکھتا ہے تو کچھ غم نہیں ہے انجام کار اس کو اور ایسا گل نہ جلنے دیا جائیگا اور اکابر کے کمالات سے محروم نہ کیا جائیگا اور اگر ان دونوں چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل آگیا تو خطرہ ہی خطرہ ہے اگرچہ بہت زیادہ ریاضت کرے لے

رابطہ و تصویر شیخ کی تشریح و فضیلت | اس طریقہ کے بزرگوں نے کہا ہے ”سایہ زہر بہرہ مست از ذکر حق“ (زہر کا سایہ حق تعالیٰ کے ذکر سے بہتر ہے) اور ان بزرگوں نے سایہ زہر کا اشارہ طریقہ رابطہ کی طرف کیلئے ہے کہ جس سے مراد شیخ کی صورت کی اس طریقہ پر حفاظت ہے جو کہ اس طریقہ میں مقرر ہے یعنی رابطہ کا طریقہ مبتدی طالب کیلئے ذکر (حق) سے زیادہ فائدہ مند ہے، اگرچہ ذکر فی نفسہ بزرگی اور فضیلت رکھتا ہے اس کی تشریح یہ ہے کہ مرید بیچارہ چونکہ عالم سفلی (دنیا و مافیہا) میں گرفتار ہے (اس لئے) وہ عالم علوی (عالم بالا) سے مناسبت نہیں رکھتا کہ وہ اس بارگاہ سے بلا وسیلہ فیوض و برکات حاصل کر سکے (اس لئے) اس کے لئے دونوں طرف سے حصہ رکھنے والا ایک واسطہ چاہئے جو عالم علوی سے کچھ حظ حاصل کر کے مخلوق کی دعوت و ارشاد کے لئے عالم سفلی کی طرف منوجہ ہوا ہو اور پہلی (عالم بالا) کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے عالم غیب سے فیوض اخذ کر کے دوسری مناسبت کے ذریعہ سے جو کہ وہ عالم سفلی کے ساتھ رکھتا ہے ان فیوض کو ان کی استعداد والوں کو پہنچائے، پس طالب رشید شیخ کے ساتھ مناسبت کی جقدر وجہ زیادہ رکھتا ہوگا اس کے باطن سے اسی قدر فیوض اخذ کرے گا

زاں روئے کہ چشم تست احوال معبود تو پیر تست اول

[چونکہ تیری آنکھ بھیگی (ایک چیز کو رو دکھاتی) ہے (اس لئے) اول تیرا معبود تیرا پیر ہے]

اور جن چیزوں سے کہ شیخ کے ساتھ مناسبت پیدا ہوتی ہے وہ ظاہر و باطن میں اس کی محبت و خدمت اور

اس کے آداب کی رعایت ہے۔ آپ نے سنا ہو گا کہ ”کوئی بے ادب حق تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا“ اور عبادات و عادات میں اس کا ابتداء ہے اور اپنی مرادوں کو اس کی مرادوں کے تابع کر دینا ہے اور تمام امور میں اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دینا جیسا کہ مرثیہ غسل دینے والوں کے ہاتھوں میں ہونا ہے اور رابطہ کا طریقہ ان (مذکورہ بالا) امور میں سب سے بڑا امر ہے اور شیخ کے ساتھ بہت ہی زیادہ مناسبت پیدا کرتا ہے اور ان مذکورہ بالا امور کو جن کے ذریعہ مناسبت حاصل ہوتی ہے آسان کرنے والا ہے اور جب رابطہ کی نسبت غالب آجاتی ہے تو وہ (سالک) اپنے آپ کو عین شیخ دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے لباس اور وصف سے موصوف پاتا ہے اور جہاں کہیں دیکھتا ہے شیخ کی صورت دیکھتا ہے۔

ازیں بتاں ہمہ در چشم من تو می آئی بہر کہ می نگرم صورت تو می مینم

[ان سب باتوں (حسیوں) میں تو ہی میری نگاہ میں آتا ہے میں جس کی کو بھی دیکھتا ہوں تیری ہی صورت دیکھتا ہوں] رابطہ شیخ اور صحبت شیخ کی اہمیت آپ نے پوچھا تھا کہ ”جب کسی شخص کو مرشد کی صورت اس قدر غالب آجائے کہ جب بھی وہ توجہ کرے اس کو حاضر پلئے، اس شخص کو مرشد کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری ہے یا نہیں“ میرے مخدوم! جب مرید کو پیر کی صورت ہر وقت مستحضر رہے تو اس کو نسبت رابطہ کہتے ہیں اور ہمارے بزرگوں اسی نسبت کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے۔

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق [رہبر کا سایہ حق تعالیٰ کے ذکر سے بہتر ہے]

یعنی نیست جو کہ پیر کی صورت کو مستحضر رکھنا ہے مرید کو ذکر سے زیادہ نفع دینے والی ہے اور اس معنی کا غلبہ دوام مرید کے لئے بہت بڑی نعمت ہے گویا وہ ہر وقت حضور میں ہے اور پیر سے بسہولت فیض اخذ کرتا ہے اور نیز اس کا حاصل ہونا پیر کے ساتھ مناسبت کاملہ کی خبر دیتا ہے اس کے باوجود پیر کی خدمت میں حاضر ہونا ایک اور ہی اثر رکھتا ہے اور دوسرے فائدے بخشتا ہے۔ صاحب رابطہ مرید کو جو کہ کمال کی حد کو نہیں پہنچا ہے پیر کی خدمت میں حاضر ہونا لازم اور ضروری ہے اور اس کو صحبت سے چارہ و مفرت نہیں ہے اس کا صورت (تصور) اور رابطہ پر کتنی فکر نا غلطی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب صحبت اور حاضری کی بدولت اصحاب ہوئے ہیں اور بلند درجات پر پہنچے ہیں۔ اسی قرنی نے اگرچہ معنوی مناسبت کی راہ سے آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن سے فیوض حاصل کئے ہیں لیکن چونکہ وہ صحبت کے شرف سے مشرف نہیں ہوئے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے درجے سے نیچے رہے اور تابعین کے گروہ میں داخل ہوئے۔ پیر کی صورت حقیقت میں عین پیر نہیں ہے اور پیر سے بے نیاز نہیں کرتی، پیر میں وہ چیز

ہیں جو کہ اس کی صورت میں ہمیں ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

گر مصوٰر صورتِ آن دستاں خواہد کشید جیرتہ دام کہ نارتش را چہ سال خواہد کشید

(اگر مصوٰر اس دربارِ محبوب کی تصویر کھینچے گا تو میں حیرت میں ہوں کہ اس کے ناز و کوہ کس طرح (تصویر میں) کھینچ سکے گا۔) ۱۷

فتاویٰ ایشیخ کے بغیر فتاویٰ اللہ حاصل ہونا مشکل ہے! آپ نے پوچھا تھا کہ فتاویٰ ایشیخ کے بغیر فتاویٰ اللہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟ جان لیں کہ شیخ فیوض کا واسطہ ہے جب تک واسطہ درست نہ ہوگا مطلب تک کس طرح راستہ پائے گا پس فتاویٰ ایشیخ کے بغیر فتاویٰ اللہ حاصل ہونا مشکل ہے اور مرید کو چاہئے کہ اپنے ارادے کو اپنے شیخ کے ارادے کے تابع کر دے اور اپنے آپ کو پوری طرح اس کے سپرد کر دے اور اس کی صحبت میں کمالیت بین یدی العصال ہو جائے۔ (ایسا ہوجائے جیسا کہ میت نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے) اور یہ معنی تمام طریقوں میں درکار ہے، خاص طور پر ہمارے طریقہ میں کیونکہ اس طریقہ عالیہ میں افادہ و استفادہ انکاسی ہے اور صحبت پر موقوف ہے پس شیخ مقتدا کے ساتھ مناسبت کے اسباب جس قدر زیادہ رکھتا ہوگا صحبت کی تاثیر اسی قدر زیادہ ہوگی اور فیض اخذ کرنے کا راستہ اسی قدر کشادہ ہوگا، ہاں اگر کوئی شخص اویسی ہو، ظاہری پیر کا محتاج نہ ہو اور صرف غیابِ (الہی) اس کے حال کی کفایت کرنے والی ہو تو ہو سکتا ہے کہ فتاویٰ ایشیخ کے بغیر اس کو فتاویٰ اللہ حاصل ہو جائے ۱۸

شیخ کی اجازت کے بغیر اراد میں مشغول ہونا نہ ہو! سوال: عوام میں مقرر ہے کہ فرائض و سنن کے ماسوا (کسی عمل میں) کسی بزرگ کی اجازت کے بغیر ماتمہ نہیں ڈالنا چاہئے، حقیقت میں اسی طرح ہے یا نہیں؟ — جواب: جو نیک اعمال آنسور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معمول رہے ہیں اور وہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خصوصیت نہیں رکھتے ان کو آخرت کے ثواب کی نیت سے بجالانے میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے، پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل ہی اجازت ہے اور امت کے لئے سند ہے۔ ہاں بعض اعمال و اذکار و ادعیہ و رقیات (منتر و تعویذات) حاجات براری اور حل مشکلات کے لئے ہیں کہ ان کی تاثیر استاد و مرشد کی اجازت پر موقوف ہے ۱۹

اپنے احوال شیخ پر ظاہر کرتے چائیں! آپ نے لکھا تھا کہ ”یہ فقیر ہمیشہ چاہتا ہے کہ اپنی حقیقت حال لکھے لیکن اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو اور اپنے احوال کو اس قابل نہیں جانتا کہ عرض کرے بیکار و حیران رہ جاتا ہے“ میرے محمد! احوال لکھتے رہیں اور ان کو جلدی قلمتد کریں اور اس معاملہ میں کس نفسی کو کام میں نہ لائیں کیونکہ یہ (احوال کا لکھنا) غائبانہ توجہ کا باعث ہوتا ہے اور گفتگو کا راستہ کھولتا ہے ۲۰

۱۷ مکتوباتِ مصوبہ دفتر اول مکتوب ۵۰ ۱۸ ایضاً ۱۹ ایضاً دفتر دوم مکتوب ۳۶ ۲۰ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۱۲۰

سالکین کے لئے ہدایاتِ نصح

سالک کیلئے وعظ و نصیحت | پس میں تجھ کو رفیقِ اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) اور ہدایت کی پیروی کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ بیشک تجھے تیرے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور توجان لے کہ بلاشبہ اس شخص پر عذاب ہوگا جس نے جھوٹ بولا اور حق (تعالیٰ) سے روگردانی کی تو تجھ کو نفس و شیطان اور خواہشات کے ساتھ جنگ کرنی چاہئے۔ پس میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈر دیا جس میں وہی شخص داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے، تجھ کو لازم ہے کہ پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرے اور مسکینوں اور قربت داروں پر اپنا مال خرچ کرے اور غریب اس متقی شخص کو اس (آگ) سے بچا لیا جائے گا جو کہ اپنا مال خرچ کرتا ہے تاکہ تزکیہ و پاکیزگی حاصل ہو، اور دنیا کی زینت کی طرف آنکھیں دراز نہ کر اور اس شخص کی طرف مائل بھی نہ ہو جو ظالم اور گمراہ ہے اور قبروں میں جانے اور پوسیدہ ہونے اور جنت اور اس کی نعمتوں اور دوزخ اور اس کے عذاب کو مت بھول، اور رات کے وقت جبکہ وہ چھاجائے اور دن میں جبکہ وہ روشن ہو جائے غور و فکر کر، اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل میں جلدی کر اور جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دی ہے ان سے باز رہ، اور اس دن کی شفاعتِ کبریٰ کے لئے کوشش کر جبکہ کسی مرد و عورت کو مال و اولاد کچھ نفع نہ دیں گے۔ بیشک یہ باتیں اس شخص کیلئے نصیحت ہیں جو ڈرتا ہے اور ایسے قلب سے جو ہدایت سے پھرا اور خواہشات میں پھنسا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف شکایت ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور بیشک وہ نہایت پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ پس اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے پستی سے بلندی کی طرف متوجہ ہو کر ترقی کی اور راتوں کی تاریکیوں میں اپنے گناہوں پر رویا اور جان لیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پہنچتا ہے اور بلاشبہ وہ عرش پر تجلی افرز ہے۔ اور مخلوق میں اس کی قدرت کی تاثیر کو دیکھ لیا اور یقین کر لیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی مالدار کرتا اور مفلس بناتا ہے اور منہاسا تا اور ملاتا ہے اور وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اس وقت وہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا اور اپنے رب سے بقا حاصل کر لی پس وہ نہایت قوت والا ہو گیا کہ جس کی نگاہ کبھی نہ بہکی اور نہ اس نے حد سے تجاوز کیا اور جس کو بہت بڑی مصیبت (قیامت) بھی عمگین نہیں کرے گی اور جس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ جس روز کہ انسان اپنے گئے کو یاد کرے گا اور بیشک اس روز اللہ تعالیٰ اس کو قرب و درجاتِ غایت فرمائے گا جبکہ دیکھنے والوں کے لئے دوزخِ ظاہر کی عیاں پس اس بارے میں پرہیزگار لوگ رغبت کرتے ہیں اور اچھے لوگ محنت صرف کرتے ہیں لہ

لہ مکتوبات معصومیہ و فرائد مکتوب ۹ -

ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) عمر عزیز نگذری جا رہی ہے اور مقررہ ساعت قریب آ رہی ہے اس طرح زندگی بسر کریں کہ وقت بجز نریاطن کی اصلاح میں گزرے اور دل کی تعمیر میں صرف ہو جو کہ مولیٰ تعالیٰ کی نظرِ عنایت کا مقام ہے، قبر و قیامت کھیلے تیاری میں کوشش کریں، اندھیری راتوں کو اذکار کی پابندی کے ساتھ منور کریں، صبح کے رونے اور استغفار کرنے کو غنیمت جائیں، دن رات میں ایک دو وقت تنہائی کے لئے مقرر کر کے چاہئیں کہ کوئی شخص اس وقت میں دخل انداز نہ ہو اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے اپنے مقاصد اور ارادوں کی نفی کریں تاکہ دل کی وسعت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی مراد مقصود نہ رہے۔

پندرہ ضاع | محبت آثارِ بزرگ شیخ محمد دعا و سلام پڑھیں اور احوال کے لکھنے سے قانع نہ رہیں، طاعات عبادات کے ادا کرنے میں مردوں کی طرح رہیں اور کبریمت کو مولیٰ تعالیٰ جل و علا کی بارگاہ میں چست باندھیں، آج کا دن کام کرنے کا دن ہے، اجر (زوری ملنے) کا دن گل (قیامت) کا دن ہے، کام کے وقت میں اجر (زوری) کی انتظار میں بیٹھنا حقیقت میں اپنے آپ کو اجر سے باز رکھنا ہے اور خدمات (طاعات) کی ادائیگی میں لذتوں کے پابند نہ رہیں، اگر لذت دین تو نعمت ہے اور اگر نہیں تو طاعت (بندگی) کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے بندگی سے مقصود محنت و مشقت ہے جو کہ نفس سے دشمنی اور خواہش کی مخالفت ہے نہ کہ عیش و راحت کہ جس کو ہوا و نفس چاہتا ہے، وہ لذت و راحت اور چیز ہے جو اس طرف سے عطا ہوتی ہے اور نفس خواہش کو اس میں ہرگز کوئی دخل نہیں ہوتا کیونکہ نفس اس لذت میں تالہ و فریاد کرنے میں ہوتا ہے لیکن چونکہ وہ لذت عطائی (بخشش کی ہوئی) ہے (اس لئے طاعات کو اس کے نہ ہونے سے چھوڑنا نہیں جاسکتا، طاعات کے حاصل کرنے میں جان کے ساتھ کوشش کریں، نجات کی امید (اللہ تعالیٰ کی) رحمت سے چاہیں اور طاعات کو بھی اس کی رحمت کا اثر جائیں اور اس کی توفیق کی طرف ٹوٹنے والی سمجھیں اور اپنی قوت و طاقت کو ہرگز اس میں دخل نہ دیں تاکہ عجب (خود پندی) سے نکل جائیں اور اگر کبھی قوت و طاقت کو اپنی طرف عائد دیکھیں تو اس سے نام ہوں اور استغفار کریں (تاکہ طاعات ناچیز (ضائع) نہ ہو جائیں اور گناہ میں تبدیل نہ ہو جائیں لیکن اس بہانہ سے اعمال و طاعات سے مرگ نہ جائیں، طاعت (عبادت) بھی کریں اور اس طاعت (کی خامیوں) پر استغفار بھی کریں اور اس (طاعت) کو اس پاک بارگاہ کے لائق نہ جائیں اور امید وار رہیں کہ یہ ندامت و استغفار آہستہ آہستہ اس طاقت و قوت کے دیکھنے (اپنی طرف منسوب کرنے) کا علاج کر دے اور اعمال کو قبولیت کے قابل بنا دے۔

چشم دارم کہ دہی اشک مرا حسن قبول اے کہ درساختہ قطرہ بارانی را

دیگر اوقات رو سنتوں کی خیریت کی امید اور دعا کی جاتی ہے، چاہئے کہ حالات لکھتے رہیں اور اوقات کو (معمولات) آباد رکھیں اور اہم کاموں میں صرف کریں اور خلوت و جلوت میں خوف و تقویٰ کے ساتھ رہیں اور جوانی کی قوت کو طاعات میں صرف کریں اور شب بیداریوں کو غنیمت جاتیں اور اندھیری راتوں کو اذکار و افکار، گریہ و زاری، گناہوں کو یاد کرنے اور قیامت کی فکر کے ساتھ متور رکھیں اور جہانگاہوں کے سنت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، بدعت اور بدعتی سے بچتے رہیں کوشش کرتے رہیں کہ ماسوی اللہ کی عزت کے بغیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ دائمی حضور حاصل کر لیں اور بہت اس بات پر صرف کریں کہ نفس حاصر (اس کی اپنی ذات) بھی درمیان سے اٹھ جائے تاکہ اس کا حضور اس کے ساتھ حاصل ہو جائے اور اس کے اوصاف و اخلاق اس کے اوصاف و اخلاق کی بجائے ممکن ہو جائیں (یعنی متخلق یا اخلاق اللہ ہو جائے) اور نفس امارہ کی امانت زائل ہونے لگے۔

(نیز فرماتے ہیں) اوقات کو معمولات سے آباد رکھیں اور خلوت و تنہائی کی طرف بہت زیادہ راغب رہیں اور لوگوں کے ساتھ خصوصاً غیر آدمیوں کے ساتھ جو کہ سلسلہ میں داخل نہیں ہیں بہت کم میل جول رکھیں ضرورت کے مطابق ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں لیکن طالبوں کے حالات میں اچھی طرح مشغول رہیں اور ان کے حالات کی تفتیش اور احوال پر سی جیسی کہ ہونی چاہئے کرتے رہیں، اور اہل خانہ کے شرعی حقوق بھی بجالائیں اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھیں کیونکہ عورتوں کی مصاحبت دنیا کے حقیر و قلیل مال کی طرف رغبت دلاتی ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ سے غافل کرتی اور درپردہ پھینکتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس (اللہ) تعالیٰ شانہ کے فعل پر راضی اور خوش رہیں اور راہ شریعت کو مضبوط پکڑیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہوں اور اپنے والد (قدس سرہ) کے سخیہ عادات و اطوار کو ترک نہ کریں اور پانچوں نمازوں کے لئے اول وقت میں حاضر ہوا کریں اور (اپنی) والدہ (راجدہ) اور تمام اہل حقوق کی رضا جوئی میں کوشش کریں اور جوانی کے زمانہ کو غنیمت جانیں اور حق تعالیٰ جل و علا کی مرضیات کو حاصل کرنے میں پوری پوری کوشش ملحوظ رکھیں جو ان کی قوتوں کو اپنے مالک (حقیقی) کی خدمات (طاعات) میں صرف کریں، کمزوری اور بڑھاپے کے دنوں میں کیا کام ہو سکے گا ایسا نہ ہو کہ ان دنوں کو سستی میں گذاریں اور ہوا و لعب میں صرف کر دیں اور عیش و عشرت میں پڑ جائیں کیونکہ عیش کا وقت آگے (آخرت میں) آنے والا ہے۔ اللہم ان العیش عیش الاخرة (لے اللہ! بیشک آخرت کا عیش ہی (اصل میں) عیش ہے) یہ وقت کام کرنے کا وقت ہے نیک کاموں کے کرنے میں اچھی طرح کمر بستہ بانڈھیں اور مولیٰ تعالیٰ ادا اس کی رضا کے سوا

اور کوئی غرض نہ رکھیں، فقر و مسکین کی وجہانِ دل سے عزیز رکھیں اور نامرادوں اور دردمندوں کی صحبت اختیار کریں اور نیک لوگوں اور درویشوں کو دل و جان کے ساتھ عزیز رکھیں اور ان کے ساتھ ہم نشینی اختیار کریں **وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** (۱۱۶) اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھے جو صبح و شام اپنے رب کو محض اس کی رضا جوئی کے لئے یاد کرتے ہیں اور تیوی زرتگی کی زیب و زینت کی خاطر آپ کی آنکھیں (زوجات) ان سے ہٹنے نہ پائیں [اور اہل دنیا اور اس کی جھوٹی آرائش پر گوشہ چشم سے بھی نہ دیکھیں اور اس کو حقیر و ناچیز جانیں اور ہر قاتل تصور کریں اور طالبانِ حق کی خدمت حتی الامکان خود اپنے ذمہ لیں اور جہان تک ہو سکے دوسروں پر نہ چھوڑیں لہٰذا آپ نے نصیحتیں طلب کی تھیں۔ میرے مخدوم! سنت کی اتباع میں جان و دل کے ساتھ کوشش کریں جزوی و کلی (امور) اور عادات و عبادات میں سرورِ دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کو بہت بڑی سعادت جانیں اور برکات کا پھل اور بلند درجات کا نتیجہ دینے والا تصور کریں محبوب کی مشابہت کرنے والے محبوب اور اس کی پیروی کرنے والے بہت پسندیدہ (ہوتے) ہیں، آیت کریمہ **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** (۱۱۶) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا [اس معنی کی شاہد ہے، اوقات کو ذکر سے) آباد رکھیں اور خلوت کی طرف راغب رہیں اور نماز کو طولِ قیام کے ساتھ ادا کریں اور اندھیری راتوں کو گریہ و استغفار کے ساتھ منور رکھیں، کلمہ طیبہ کی تکرار اس قدر کریں کہ تمام خواہشات سے خالی ہو جائیں اور حق جل و علا کے ارادہ کے ساتھ قائم ہو جائیں اور وجود اور وجود کے تابع کمالات کی اپنے آپ سے نفی کریں یہاں تک کہ سب کی نفی ہو جائے اور ذاتی عدمیت رونما ہو جائے اور (نفس) امارہ کی (انانیت) سرکشی) جڑ سے اکھڑ جائے اور تمام کمالات اصل کی طرف لوٹ جائیں یہاں تک کہ ذکر و حضور بھی نہ رہے لہٰذا

میرے مخدوم و مکرم! ہم اور آپ سے اس دنیا نے فانی میں جو کچھ مطالبہ کیا گیا ہے وہ بندگی کے وظائف ادا کرنا اور عبادات و طاعات کا حاصل کرنا اور سر تسلیم خم کر دینا ہے اور اہل اللہ کے نزدیک مسلم ہے کہ عابد کا وجود جس عبادت کے درمیان ہے وہ ناقص ہے اور قبولِ خاص کے لائق نہیں ہے، قبولیت کے لائق وہ عبادت ہے کہ عابد کا وجود جس کے درمیان میں نہ ہو، اور یہ معنی معرفت کے مترادف ہیں کیونکہ معرفت فانی المعروف سے عبارت ہے پس عبارت کی حقیقت معرفت کے پائے جانے کے بغیر صورت پذیر نہیں ہے اور کمالِ طاعت فنا کے حاصل ہونے بغیر ثابت نہیں ہے پس عقلمندوں اور دانوں کے لئے ناگزیر ہے کہ معرفت حاصل کرنے میں

دل و جان سے کوشش کریں اور جس جگہ سے بھی اس نعمت کی بُوائے کے دماغ میں پہنچے اس کی طرف رجوع کریں ۵

از تست حجاب تو یقین است شرط ہمہ رہ رواں ہمیں است

[یہ یقینی بات ہے کہ تیرا حجاب تجھ ہی سے ہے سب راستہ چلنے والوں کی شرط ہی ہے]

افسوس ہے کہ جس چیز کا اس شخص سے اس قلیل فرصت میں مطالبہ کیا گیا ہے وہ بجا نہیں لانا اور دوسرے امور میں مشغول ہوتا ہے اور اس چیز کی تعمیر کرتا ہے جس کی تخریب (بربادی) مطلوب ہے، کل (قیامت) کے روز کس منہ سے اس کی بے نیاز بارگاہ میں حاضر ہوگا اور کس جیلہ کے ساتھ عذر کی زبان کھولے گا، دوبارہ دنیا میں آنا نہیں ہے ۵

مختصر یہ ہے کہ دنیا سے روگرداں اور آخرت کی طرف متوجہ رہیں اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں کیونکہ یہ غائبانہ توجہ کا ذریعہ ہے اور طریقہ کے دوستوں کو عزیز رکھیں اور ایک دوسرے میں فانی رہیں۔ آپ نے **رحمۃ ربی علیہم** [وہ آپس میں بہت مہربان ہیں] پڑھا ہوگا۔ اور اپنے طریقہ کو لازم پکڑیں اور طریقہ میں کوئی نیا امر پیدا نہ کریں، طریقہ کے فیوض و برکات اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک کہ طریقہ میں کوئی نیا امر پیدا نہ ہوا ہو، ورنہ فیوض کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور طریقہ سکھانے کی اجازت بھی طریقہ میں نئی بات پیدا کرنے اور ابتداء سنت اور مشائخ (سلسلہ کے پیروں) کی محبت پر استحکام کے ساتھ مشروط ہے، یہ محبت جس قدر زیادہ ہوگی شیخ کے باطن سے فیض کا اخذ اسی قدر زیادہ ہوگا۔ چونکہ جہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) ہمارے طریقہ میں نہیں ہے (اس لئے) دوستوں کو جہر کی طرف رہنمائی نہیں کرنی چاہئے اور (ذکر) جہر کا حلقہ منعقد نہیں کرنا چاہئے ۵

جوانی اور فراغت کی قدر پر ترغیب اے سعادت آئنا، اس جوانی اور فراغت کے زمانہ کو غنیمت جانیں اور اس (جوانی) کی قوت کو مولیٰ (اللہ تعالیٰ) کی طاعات میں صرف کریں، کام کا وقت ہی عمر ہے، بڑھاپے اور اعضا کی سستی کے وقت زندگی و فراغت کی تقدیر پر معلوم ہے کہ کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے، سات قسم کے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اُس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جبکہ اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ امام عادل، اور وہ جوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا، اور وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ لگا رہا اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کی اسی پر لکھے ہوئے اور اسی پر چڑا ہوئے، اور وہ آدمی جس کو منصب و حسن و جمال والی عورت نے (گناہ کی) دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے

۵ مکتوبات معصومیہ دفتر رقم مکتوب ۱۰۰- ۵۵ ایضاً دفتر رقم مکتوب ۵۵

روش پر رہے بلکہ عدم میں راحت پائے اور وجود میں مضطرب رہے۔ . . . اور مصائب میں نہ گھبرائے اور لوگوں کے عیبوں پر نظر نہ کرے اور اپنے عیبوں کو ہمیشہ نگاہ میں رکھے اور اپنے آپ کو کسی مسلمان پر فضیلت نہ دے اور سب کو اپنے سے افضل جانے۔ . . . اور اسلاف کی سیرتوں کو ہر وقت ملحوظ رکھے اور غرباء، فقرا و مساکین کی صحبت کی طرف راغب رہے اور کسی شخص کی غیبت نہ کرے بلکہ غیبت کرنے والے کو حتی الامکان منع کرے اور نیکی کا امر کرنے اور برائی سے روکنے کو اپنا شیوہ بنالے اور مال خرچ کرنے پر حریص رہے اور نیکیوں کے ادا کرنے سے مسرور ہو کرے اور برائیوں کے ارتکاب سے ڈور رہے۔

شرائط و آداب سلسلہ عالیہ | اے سعادت آثار! جب آپ کو ان کا برکے طریقہ کا شوق حاصل ہوا ہے تو چاہئے کہ اس سلسلہ عالیہ کے شرائط و آداب میں حتی الامکان کوشش کریں اور سنت کا اتبع اور بدعت نہ کارہ کشی لازم پکڑیں کہ اس راستہ کا انحصار اسی پر ہے اور اقوال و افعال و اخلاص میں دیندار علمائے فتویٰ کے مطابق زندگی بسر کریں اور صالحین کے عادات و اطوار کو اپنا شعار بنائیں اور فقرا کو دوست رکھیں اور سونے کھاتے اور بات کرنے میں اعتدال کی حد کو نظر رکھیں اور جھانگ ہو سکے صبح بہت سویرے (تہجر کے وقت) اٹھنے کو ترک نہ کریں اور اس وقت کی نماز، استغفار اور گریہ و زاری کو غنیمت جانیں اور نیک لوگوں کی صحبت کی رغبت رکھیں، دین المرء دین حلیہ۔ [آدمی کا دین وہی ہوتا ہے جو اس کے دوست کا ہوتا ہے] (کا مقولہ) آپ نے سنا ہوگا۔ اور جانا چاہئے کہ آخرت کے طالب کو دنیا ترک کے بغیر چارہ نہیں ہے اگر حقیقی ترک بیسرنہ ہوتو حکمی ترک ضروری ہے تاکہ نجات کی امید پیدا ہو، اور حکمی ترک سے مراد یہ ہے کہ بڑھنے والے اموال اور چرنے والے جانوروں اور تجارت کے مال میں سے زکوٰۃ جس کی مقدار شرع (حدیث و فقہ) کی کتابوں میں مفصل مذکور ہے اللہ تعالیٰ کا احسان مانتے ہوئے اس کے مصارف میں دیں۔ اور صلہ رحم، پڑوسی اور سوال کرنے والے اور قرض مانگنے والے کے حق کی رعایت کریں، اور مال کو بیجا خرچ نہ کریں اور اس میں فضول خرچی نہ کریں اور اس (مال) کو لہو و لعب، زینت خلق اور تفاخر و تکاثر کا ذریعہ نہ بنائیں، جب اس پر عمل کیا جائیگا تو بال نقصان و ضرر سے محفوظ رہے گا اور دنیا آخرت کے ساتھ جمع ہو جائے گی بلکہ وہ دنیا نہیں رہے گی۔ اور نیز جانتا چاہئے کہ نماز دین کا ستون ہے اگر اس کو قائم کر لیا تو دین کو قائم کر لیا اور اگر اس کو گرگیا تو دین کو گر دیا پس چاہئے کہ نماز کو اس کے مستحب اوقات میں اس کے شرائط و آداب کے ساتھ جو کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں باجماعت ادا کریں اور کوشش کریں کہ تکبیر اولیٰ مل جائے اور پہلی صف میں جگہ پائیں۔ اور ان امور (آداب) میں سے کسی ایک امر کے ترک پر غم و افسوس کیا کریں، کامل نمازی اس (نماز) کے ادا

کرتے وقت گویا دنیا سے جو کہ قرب کی دولت سے بہت کم حصہ رکھتی ہے اور جو کچھ حصہ رکھتی ہے وہ بھی قربِ ظلی ہے نکل جاتا ہے اور آخرت کے ساتھ جو کہ قربِ اصلی کی جگہ ہے مل جاتا ہے اور جو دولت اس عالم کے ساتھ وابستہ ہے اس سے مناسبت حاصل کر لیتا ہے اور حیرت و فراق کی وادی کے پیاسے اس عالم میں نماز کے صاف و شیریں چشمہ سے مانوس اور سیراب ہیں اور بارگاہِ جلال و کبریائی کے شیدائی آج اس کی محفلِ عروسی کے سراپروں میں وصال کی خوشبو سے مدہوش ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور اس کے رب کے درمیان سے حجرات اُٹھادیئے جاتے ہیں اور جو عین اس کا استقبال کرتی رہتی ہے جب تک کہ رہ نہٹھنہ پھینکے۔ اور اس طریقہ کے کسی کامل و مکمل شیخ کی صحبت میں پہنچنے تک (اپنے) اوقات کو تلاوتِ (قرآن مجید) اور طاعات کے معمولات اوراد میں جو احادیث کی معتبر کتابوں سے ثابت ہیں بسر کریں سہ

خوف الہی سے رونا بڑی نعمت ہے یہ رونا اور یہ خوف جو آپ کو نصیب ہے بڑی خوشگوار نعمتوں میں سے ہے میمون مہارک، ترقی بخش اور باطن کو منور کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کا شکر بخالی لائیں اور اس (خوف) کے غلبہ سے دل تنگ نہ ہوں۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو خوف کسی آدمی میں جمع نہیں ہوتے، ایک خوف دینا میں اور ایک خوف آخرت میں، یعنی اگر آخرت کا خوف دنیا میں نصیب ہو جائے تو آخرت سے بے خوف کر دیتا ہے۔ یہ دیوانگیاں، یہ نشوریشیں، یہ چیخ پکار، یہ نعرے، یہ رونا اور یہ ذوق و شوق جو کہ اس وقت آپ کو نصیب ہے اور بلا طلب آپ سے ظاہر ہو رہا ہے لوگ تمنا کرتے ہیں کہ اس قسم کے وقت کا ایک لمحہ ہی حاصل ہو جائے اور حیزب کی قوت سے شوق و جنون غالب آجائے اور ایک ساعت ظاہر و باطن کو واسوی اللہ سے بیگانہ و بے تعلق کر دے ہم جیسے سنگدل اور خشک چشم لوگ اس حقیقت سے منز لوں دور ہیں سہ

محبت و اتباع سنت پر ترغیب اپنی سعادت اس میں سمجھنی چاہئے کہ ہر کام میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت پیدا کی جائے خواہ وہ کام عادات سے متعلق ہو یا عبادات سے یا معاملات سے تعلق رکھتا ہو۔ عالم مجاز میں بھی جب کوئی شخص کسی کے محبوب سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے تو وہ محبت کرنے والے کی نگاہ میں بہت زیادہ محبوب اور پیارا لگتا اور پسندیدہ و خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور اسی طرح محبوب کے دوست بھی محبت کے نزدیک محبوب و عزیز ہوتے ہیں اور جن سے محبوب کو بغض و عناد ہوتا ہے محبت بھی ان سے بغض و عناد رکھتا ہے، پس ظاہری و باطنی کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے وابستہ ہیں اور آپ ہی کی محبت کی میزان پر وزن کئے جاتے ہیں۔ پس سب سے افضل طاعت (اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسولؐ کے دوستوں سے محبت کرنا اور (ان کے) دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے، کیونکہ یہ معنی قرط محبت ہی سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ دوست کو دوست رکھنے والوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرنے میں یہ شخص بے اختیار ہے اور اس بارے میں جنون (دیوانگی) رکھتا ہے، لیکن جو من احد کہتی یقال انه مجنون (تم میں سے کوئی شخص ہرگز کامل یا ماہرانہ نہیں ہوگا جب تک کہ لوگ اسے مجنون نہ کہنے لگیں) اور جو شخص ایسا نہ ہو جائے محبت سے بے بہرہ ہے لہ

باطنی نسبت کی حفاظت کرنا (اہم کام) ہے باطنی نسبت کی حفاظت کرنا نہایت اہم کام ہے اور باسوی اللہ کی طرف التفات کرنے سے اپنے سر (باطن) کی نگہداشت اشرف مقاصد میں سے ہے، درس سے فراغت کے بعد دن رات میں ایک دو وقت خلوت (تنہائی) کے لئے مقرر کرنے چاہئیں تاکہ اعیان کی مزاحمت کے بغیر اذکار و افکار کے وظائف میں مشغول رہیں اور اس نمود بے بود سے اپنے وجود اور اس کے متعلقات کی نفی کریں۔ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ وجودِ بشریت کی نفی کرنے میں ایک ساعت کو شش کرنا ظاہری عبادت گزاروں کی کئی سال عبادت سے بہتر ہے لہ

دنیا طلبی کے لئے اہل اللہ کی میرے محذوم! جو شخص اہل اللہ کے ساتھ صرف دنیا کے لئے صحبت رکھتا ہے اور اس کو صحبت اختیار کرنا محرومی ہے! آخرت ملحوظ نہیں ہوتی وہ اُن (اہل اللہ) کی برکتوں سے مطلقاً محروم ہے اور دنیا و آخرت کا خسارہ ہی اس کی زندگی کا نصیب ہے، یہ بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی آخرت کے عمل کے عوض دنیا طلب کرے پس وہ محروم اور خسارے میں ہے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی سے ثابت ہو چکا ہے لہ

آدمی دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دو چیزیں ہیں جن کو ابن آدم (انسان) ناپسند جبکہ وہ دونوں اس کیلئے بہتر ہیں: وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے آزمائش سے بہتر ہے اور وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی قلت حساب کی سہولت کا سبب ہے، دنیا کی مصیبتیں مراتبِ آخرت کا وسیلہ ہیں اور اس (دنیا) کی نعمتیں اُس (آخرت) کے نقصان کا سبب ہیں لہ

سوزنے چاندی کیلئے ہلاکت ہے! اور نہ حضرت شریف میں ہے کہ سونے اور چاندی کے لئے ہلاکت ہے، آپ سے دریافت کیا گیا تو پھر ہم کیا چیز خیرہ کریں؟ آپ نے فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایسی بیوی جو آخرت کے لئے تیری مردگار ہو لہ

قیامت کیلئے تیاری! اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُنْتُمْ لِنَفْسِكُمْ مَعًا قَدَمَتِ لِعَذَابِ (۵۹) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اُس نے کل (قیامت) کیلئے آگے کیا بھیجا ہے! پس ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اپنے انجام کا لا اور تقدیر روزگار میں غور کرے اور خوب اچھی طرح دیکھے کہ روزِ موعود

لے مکتوباتِ معصومہ نیز ناول مکتوب ۲۲۔ ۵۷ ایضاً ۵۸۔ ۳۱ ایضاً ۳۰ ایضاً ۴۲۔ ۵۷ ایضاً ۴۲۔

(قیامت کے دن) کے لئے جس کی مقدار سچا س ہزار سال ہے اس نے کیا (سامان) تیار کیا ہے (اور یہ بھی دیکھئے) اس کی نیکیوں میں سے کوشی قبولیت کے قابل اور کوشی رد و بلا مت کے لائق ہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ نے آدمی کو عیث و یکار نہیں پیدا کیا ہے اور اس کو اس کی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا ہے کہ جو سمجھے کرے اور جس طرح چاہے زندگی گزارے اور اس کی پیدائش کا مقصد وظائفِ بندگی کی ادائیگی اور فنا و نیستی کا حاصل کرنا ہے جو کہ معرفت کا حاصل ہے، جس عبادت کے درمیان میں عابد کا وجود ہے وہ عبادت بارگاہِ قدس کے لائق نہیں ہے وہاں (اس بارگاہ میں) بالکل خالص دین چاہتے ہیں اور شرکت پر راضی نہیں ہیں اور نفس کی دشمنی و مخالفت طلب کرتے ہیں اور ہم بواہر میں خواہشاتِ نفس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لذاتِ عاجلہ (دنیاوی مزوں) کی تکمیل میں کوشاں ہیں، افسوس پھر افسوس ۱۷

ایک اہم نصیحت | میرے محرم! آپ نے اپنے خط میں فقیر کے نام کو حق جل و علا کے نام کے اوپر لکھا ہے، یہ بات اچھی واقع نہیں ہوئی، آپ توبہ کریں آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے، بظاہر آپ سے سہواً واقع ہوا ہوگا، بہر حال توجیہ نایت ضروری ہے ۱۸

مردیکے لئے ہدایت | بزرگوں نے کہا ہے کہ ایک پیر کا مرد بیدار اپنی ہدایت کو دوسری جگہ زیادہ سمجھے تو جانتر ہے کہ پہلے پیر کا انکار کئے بغیر دوسری جگہ مرد بیدار ہو جائے کیونکہ مقصود حق جل و علا ہے، درحقیقت پیر وہی ہے کہ جس کی صحبت میں ہدایت نظر آئے ۱۹

صوفیہ کا مسلک ترکِ تعویض نہیں | اگر مخلوق سے ترکِ تعویض کرنا اللہ تعالیٰ جل شانہ کو پسند ہوتا تو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو کیوں مبعوث فرماتا اور شریعتیں کیوں جاری کرتا اور دینِ اسلام کی طرف کیوں بلاتا اور اسلام کے علاوہ دوسرے آریان کو باطل کیوں قرار دیتا اور سابقہ امتوں میں جس نے ان بزرگوں (انبیائے کرام) کی دعوت کو قبول نہیں کیا ان کو طرح طرح کے عذاب میں گرفتار کر کے ان کو ہلاک و ختم کیوں کرتا (بلکہ) چاہئے تھا کہ مخلوق کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا اور کچھ تعویض نہ کرتا اور منکروں و کسی چیز پر عذاب نہ دیتا اور ہلاک نہ کرتا اور نیز اس صورت میں جہاد کس لئے فرض کرتا جو کہ مسلمانوں اور کفار دونوں کے ایذا و قتل پر مشتمل ہے اور جہاد و مجاہدین اور شہدائے فی سبیل اللہ کے جو فضائل و درجاتِ نصوصِ قطعہ سے ثابت ہیں ۲۰ . . . اور نیز نفسِ انسانی جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ہے اس کے ساتھ لڑائی اور دشمنی کا حکم کیوں دیا اور اس کے ساتھ جہاد کرنے کو جہاد اکبر کیوں فرمایا اور اپنے قُرب کو اس کے ساتھ جہاد کرنے سے مشروط کیوں کیا، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تو اپنے نفس سے دشمنی کر کیونکہ بلاشبہ یہ میری دشمنی و مخالفت کے ساتھ کمر بند ہے چاہئے تھا کہ اس کو بھی اس کی

حالت پر چھوڑ دیا جاتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے دشمنوں کو انتقام لے، **وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ** اور اللہ تعالیٰ غالب اور انتقام لینے والا ہے] ۱۷

ایک حال اور اس کی تعمیر اور یہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ ”آپ دانتوں میں خلال کرتے ہیں اور وہاں سے گوشت مٹھی مٹھی بھر نکلتا ہے آپ اس کو پرندوں اور کتوں کے سامنے ڈالتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں اہم بہت خوب ہے کہ پاک و صاف ہو رہے ہیں اور اخلاقی سببہ باہر نکل رہے ہیں اور یہ جو سر کے اوپر سفید روشن تور ظاہر ہوتا ہے شاید کہ آپ کے (لطیف) ہنر کا نور ہے کہ سینے سے سر پر اگیلے اور اس کا ناسر کی تربیت کرتا ہے ۱۸

دسواں کا حل | ایک راستہ چلنے والے (سالک) نے ایک راستہ جاننے والے (مرشد) سے دریافت کیا کہ میں وساوس کے ہجوم سے پریشان ہوں، انہوں نے کہا کہ آیہ کریمہ **اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ حَیْطٌ** یاد رکھو کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے [کے بوجوب جبکہ معلوم ہے کہ محبوب احاطہ کئے ہوئے اور شامل ہے تو وسوسہ کو وصل کے اسباب میں سے شمار کرنا چاہئے نہ کہ جدائی کے اسباب میں سے، اور ہمیشہ مشاہدہ کے دروازے کھلے رکھنے چاہئیں اور غفلت کے سوراخ بند کر دینے چاہئیں ۱۹

گوشہ نشینی کے فوائد | آپ نے پوچھا تھا کہ ”اگر کسی شخص پر وقت ایسا غالب آگیا ہے کہ مجلس اور تنہائی اس کیلئے یکساں ہوگئی ہے تو اس کو خلوت اختیار کرنا اور گوشہ نشین ہونا ضروری ہے یا نہیں“ میرے مخدوم! وقت و حال حاصل کرنے کے لئے گوشہ نشین ہونا ضروری نہیں ہے لیکن خلوت (تنہائی) میں بہت سے فائدے ہیں مثلاً طاعات و اذکار کی پابندی سے ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرنا اور فضول کاموں کو کم کرنا وغیرہ جیسا کہ مخلوق کے ساتھ میل جول رکھنے میں مخلوق کی گزند کے ذریعے ظاہری غفلت فضول کلام کا ارتکاب اور نامحرموں پر نظر پڑنا وغیرہ بہت سے نقصانات ہیں، پس ان فوائد کو حاصل کرنے اور نقصانات کو دور کرنے کے لحاظ سے مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرنا مستحسن اور ضروری ہے بشرطیکہ مخلوق کے حقوق تلف نہ ہوں اور ادا ہو جائیں **الْحُرْمَةُ مُنْبِئَةُ الصِّدِّیْقِیْنَ** [گوشہ نشینی صدیقین کی آرزو ہے] آپ نے سنا ہوگا کہ

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حکمت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے گوشہ نشینی میں ہیں اور

ان میں سے ایک خاموشی میں ہے ۲۰

بندگی کی حقیقت کب حاصل ہوتی ہے | بندگی کی حقیقت اور طاعات کی حلاوت اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ توجہ کا قبلہ بارگاہِ صمدیت کے سوا اور کوئی نہ ہو اور تمام امور میں مرجع حقیقی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ رہے اور خواہشات نفسانی کی تدبیر سے گذر کر تمام امور اس لم نیل و لایزال کی پاک بارگاہ (اللہ تعالیٰ) کے سپرد کر دے اور اعتماد کی

۱۷ کتب تبارک معصومیہ دفتر اول مکتوب ۲۹ ۱۸ ایضاً دفتر سوم مکتوب ۶۷ ۱۹ ایضاً مکتوب ۳۷ ۲۰ ایضاً دفتر اول مکتوب ۵۰ ۲۱ ایضاً دفتر دوم مکتوب ۱۱۰

پشت، فانی اور ہلاک ہونے والے کاموں پر تہ رکھے کیونکہ اس کا نتیجہ مطلبِ اعلیٰ سے دوری و محرومی کے سوا اور کچھ نہیں ہے لہ

غلبہ حال میں بھی خلافِ شرع کلمہ نہیں کہتا چاہے آپ نے لکھا تھا کہ "میں نے عشا کے حلقہ میں اپنے آپ کو بارگاہِ رسالتِ مبینہ میں جو پایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منظر دیکھا چنانچہ میں کلمہ طیبہ کے ذکر کے وقت لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَنَا رَسُولُ اللهِ کہتا تھا" (جواب) شاید کہ بے اختیار آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہوگا، اختیار سے اس قسم کا کلمہ نہیں کہا جاسکتا اگرچہ مغلوبِ الحال ہو لہ

تنگی روزگاری کی شکایت نہیں کرنی چاہئے بعض دوست روزگاری کی تنگی اور قصداً یوں کے بارے میں شکایت کا اظہار کیا کرتے ہیں، شکایت کا کوئی موقع نہیں ہے جو رزق مفذّر ہے اس میں کسی کمی و زیادتی کا احتمال نہیں ہر رزق کا تنگ و کشادہ کرنا اس تعالیٰ شانہ کا خاص فعل ہے کسی شخص کو اس میں دخل نہیں ہے، اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ [اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے] اللہ تعالیٰ کی خوشنودی (حاصل کرنے) کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے دل کے رُخ کو تمام سمتوں سے ہٹا کر اس (تعالیٰ شانہ) کے ذکر و عبادت میں یک سو و یک رو ہو جائے اور پوری طرح آخرت کی تعمیر میں کوشش کرے اور اس کا مطمحہ ہمت مولائے حقیقی جلِ سلطانہ کی خوشنودیوں کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ وَاذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلاً [اور اپنے پروردگار کا ذکر کرو اور تمام سمتوں سے ہٹ کر اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاؤ] اور معاشی امور کو اس (اللہ تعالیٰ) کے حوالہ کر دے اور کشود کار کو اسی کی طرف سے جانے اور اس سے طلب کرے، رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا اللّٰهُ هُوَ الَّذِي خَلَقَ ذَا وَاذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلاً [وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اس کو اپنا کارساز بنالے] لہ

مخلوق کی خدمت کی ترغیب | اللہ تعالیٰ جلِ سلطانہ کا شکر بجا لاکر مخلوقِ خدا کی حاجت روائی میں اچھی طرح کمر ہمت باندھیں اور اپنے مالک (اللہ تعالیٰ) کے بندوں اور بندہ یوں کی خدمت گاری کو دنیا و آخرت کے درجات حاصل کرنے کا وسیلہ تصور فرمائیں اور مخلوق کے ساتھ نیک سلوک و احسان کرنے اور ان کے ساتھ کشادہ روی و خوش خلقی سے پیش آنے اور ان کے معاملات میں ترمیمی و سہولت اختیار کرنے کو مولائے حقیقی جلِ سلطانہ کی رضامندی کا دریچہ (کھڑکی) جانیں اور نجات کا سبب اور ترقی درجات کا ذریعہ سمجھیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا کتبہ ہے پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کتبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے لہ

لہ مکتوباتِ معصومیہ دفتر اول مکتوب ۷۹، ۷۷ ایضاً سوم مکتوب ۱۸۹، ۱۸۷ ایضاً سوم مکتوب ۱۳۲، ۱۳۱ ایضاً در اول مکتوب ۱۷۷۔

دنیا سے بے نیازی کی ترغیب | صاحبِ استعداد جوانوں پر افسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی اعلیٰ فطرتوں (صلاحیتوں) کو اس کمینہ (دنیا) میں مصروف کر دیا ہے اور بظاہر اس غدارِ قبحہ (دلالہ) کے ساتھ شغف رکھتے ہیں اور نفیس جواہر (موتیوں) کے بدلے چند ٹھیکریوں کے ساتھ رک کر رہ گئے ہیں، حالِ مطلق چمک رہا ہے اور آمد و رفت کا راستہ کھلا ہوا ہے اور ہم پست فطرت لوگ اس جمال سے پرہے اور جدائی میں ہیں لہ

دنیا کی یوقانی کا بیان صحیح | افسوس کہ عمرِ اختتام کو پہنچ رہی ہے اور کوئی عمل نہیں ہو سکا، حجت درست ہو گئی ہے اور دنیا کی یوقانی بدیہی اوقی ہو گئی ہے اور رفتے اور مصیبتیں پے در پے آرہے ہیں، اجاب و کخت ہائے جگر کوچ کر رہے ہیں اور کوئی بیداری و ہوشیاری نہیں ہے اور نہ ہی توبہ و تائب ہے (بلکہ) غفلت میں اضافہ اور گناہوں میں زیادتی ہے، اَوَّلَیْرُونَ اَحْسَنُ یُقِنُّونَ فِیْ حُلِّیِّ عَامِرَةَ اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوبُونَ وَ کَاھِمُ یَذُنُّونَ [کیا وہ غور نہیں کرتے کہ وہ ہر سال ایک مرتبہ یاد و خیرہ آزمائش میں پڑتے ہیں پھر بھی تائب نہیں ہوتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے] یہ کونسا ایمان ہے اور کیسی مسلمانی ہے کہ نہ کتاب و سنت سے نصیحت قبول کی جاتی ہے اور نہ واضح نشانوں کے مشاہدہ سے عبرت حاصل کی جاتی ہے۔ سوچنا چاہئے کہ وہ دوست و مہنشین جو گذشتہ اور گذشتہ سے پوئستہ سال اکٹھے ہمسفر و ہم بستر اور موس و مہدم تھے کہاں چل گئے

کجا رفتند آن یاران کہ بودند آنسان جانی [وہ دوست کہاں گئے جو کہ موس و محبوب تھے]

اُن کا کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا اور کوئی شخص اُن کا کوئی پتہ نہیں دیتا

چنال خرمین عمرشان شد بباد کہ ہرگز کے زان نشانے نداد

[ان کی عمر کا خرمین اس طرح برباد ہو گیا کہ کوئی شخص ان کا کچھ بھی پتہ و نشان نہیں دیتا]

اَللّٰهُمَّ كَرِّمْ قَحْرِمَاتِ اَجْرِهِمْ وَ لَا تَقْتَتِبْ اَبَدًا هُمْ [اے اللہ! ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر اور ان کے بعد میں فتنہ میں نہ ڈال] پس ہم پر اور ہمارے پسماندگان پر لازم ہے کہ عمرِ دوروزہ کو غفلت میں نہ گذاریں اور خوابِ حُرگوش میں نہ لگائیں اور اس ہر اے فانی (دنیائے) سے دل نہ لگائیں اور اس قبحہ بے وفا کے فریقہ نہ ہوں اور مولائے حقیقی جل شانہ کی خوشنودیوں سے کلی موافقت کریں اور نفس و شیطان کے نکر اور ہوا و ہوس کے گرد اب سے دوری اختیار کریں اور قبر و قیامت کو پیش نظر رکھ کر اپنے آپ کو مردوں میں شمار کریں۔ وَ عَدَا نَفْسِكَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُورِ [اور اپنے آپ کو اہلِ قبور میں سے شمار کرنا] اور وجود و حیاتِ موبہم سے آزاد ہو کر اس موت میں مشغول ہوں جو موت سے پہلے ہے اور اپنی ذاتی عدیمت و اصلی نیستی کے ساتھ موافقت کریں، وہ مودوم چاہئے اور کسی موجود کے احکام جاری کرے اور وجود کے عنوان سے ظاہر ہوا اور وہ نیست جو کہ ہست کی تہمت کے ساتھ ہوا وہ مخلوق کیلئے

لہ مکتوبات معصومہ و فرائد مکتوب ۱۶۲۔

قابلِ مضحکہ ہے ہستی اور اس کے توابع صاحبِ ہستی و موجودِ حقیقی کے لائق و مناسب ہیں اور یہ شے کو اس کے مقام میں رکھنا ہے۔ ممکن کہ کمال اپنے سے کمال کی نفی کرنے میں اور اس کی بھلائی (اپنے سے) بھلائی کے سلب میں ہے لہ

دنیا پر قائل و متلاع باطل ہے | میرے مخدوم! دنیا بظاہر شیریں ہے، ظاہر کے اعتبار سے ترونا زنگی کہتی ہے حقیقت میں ایک زیرِ قائل اور ایک متلاع باطل اور ایک بے فائدہ تعلق ہے، اس کا قتل کیا ہوا ذلیل اور اس پر فریفتہ دیوانہ ہے، یہ ایک سونے میں لپٹی ہوئی سنجاست اور ایک شکر آلود زہر ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اس قسم کی کھوٹی پونجی پر فریفتہ نہ ہو اور اس قسم کے بیکار ساز و سامان کے ساتھ گرفتار نہ ہو اور اس قلیل فرصت میں مولائے حقیقی جل شانہ کی رضا مندی حاصل کرے اور آخرت کا زادِ راہ تیار کرے، اس عالمِ فانی میں مقصودِ بندگی کے وظائف (اعمال) کا بجالانا اور معرفتِ الہی کا حاصل کرنا ہے۔ اس فوس ہے کہ جو کچھ اس دنیا میں اس شخص سے طلب کیا گیا ہے۔ بجانہ لائے اور دوسرے امور میں مشغول ہو جائے لہ

رضا اور خوشی کا مقام آخرت ہے | مختصر یہ کہ رضا اور خوشی کا مقام آخرت ہے اور درد و محرومی کا مقام دنیا ہے، اس اور دنیا کی حیثیت کھیتی کرنا ہے | مقام (دنیا) کا بہترین سامان درد و اندوہ ہے اور اس دسترخوان کی سب سے اچھی نعمت سوز و گداز ہے، یہاں کا آرام بے آرامی میں اور (یہاں کا) سوز میں ہے، یہاں وصل طلب کرنا کوزہ میں دریا کو تلاش کرنا اور آفتاب کو پانی کی طشت میں دیکھنا ہے۔ اُس دنیا (آخرت) کے لئے اس دنیا کی حیثیت کھیتی سے زیادہ نہیں ہے کھیتی جس قدر زیادہ کی جائیگی پھلوں کی توقع اسی قدر بے اندازہ ہوگی۔ یہ دنیا دارِ عمل ہے دارِ اجر آگے ہے، عمل کے وقت میں اجر طلب کرنا لا حاصل ہے مگر یہ کہ اللہ سبحانہ، کسی شخص کی دنیا کو بھی آخرت کے حکم میں کر دے تو جائز ہے کہ اس پر اس اجر کا ترشح ہو جائے جو اس کے لئے اس دنیا میں تیار کیا گیا ہے اور اس کے آخرت کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیلِ علی نبی و علی الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرمایا ہے: **وَإِنَّمَا أَجْرُكَ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّكَ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ** (اور تم نے اس کا اجر سے دنیا میں دیدیا تھا اور بیشک وہ آخرت میں نیکو کاروں میں سے ہے) لہ

سوال: بعض اولاد اور قرآن مجید کی مجید کی سوز میں کہ اس طریقہ عالیہ میں داخلہ سے تم پہلے جن کے پڑھے کا معمول تھا اب ان اولاد کو عمل میں لائے یا نہ لائے، اور نماز تہجد و نمازِ صبحی (اسراق و چاشت) وغیرہ پڑھے یا نہ پڑھے اور قبض کے اوقات میں کتب فقہ و کلام کے مطالعہ اور قرآن مجید کی بعض سورتوں کے حفظ میں مشغول ہو یا نہ ہو؟ — جواب: اس طریقہ کے تررگ، مبتدی طالب کو اجازت

۱۔ مکتوباتِ معصومیہ فرسوم ۱۵۶ء ایضاً دروم ۲۵۶ء ایضاً فرسوم ۲۵۵ء

تہیں دیتے کہ وہ ماخوذ ذکر کے علاوہ غیر از فرض و سنتِ موکدہ کسی اور امر میں مشغول ہو۔ اور یہ فقیر بتدیور کے لئے قدر سے توسع (گنجائش) کر دیتا ہے۔ اور آپ کو جو کہ ابتدائی معاملہ سے کئی منزل ترقی کر چکے ہیں بطریقِ اولیٰ اجازت ہے کہ بعض مسنون اور اذیتیں رہیں اور نماز تہجد و صبحی (اشراق و چاشت) و اوایمن وغیرہ سننِ زوائد میں سے بھی ادا کیا کریں (نماز تہجد و قیام لیل کے متعلق) کہہ سکتے ہیں کہ صوفیہ عالیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کے طریقہ کی ضروریات میں سے ہے اور تعلیم و تعلم (پڑھنا اور پڑھانا) ہمارے طریقہ کے خلاف تہیں ہے بلکہ نیتِ صالحہ کے ساتھ باطنی نسبت کا مدگار ہے، دینی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہیں اور ان کے سیکھنے اور سکھانے میں راغب رہیں اس عظیم کام کے لئے ایک وقت مقرر کر لیں اور باقی اوقات کو ذکر و فکر کے ساتھ آباد رکھیں اور اگر قرآن پاک کی بعض سوزنیں یاد کر لیں تو گنجائش ہے لے

ذکرِ چہرہ وغیرہ کی مجال میں | آپ نے پوچھا تھا کہ "جس مجلس میں کہ سلسلہ کبرویہ وغیرہ کے لوگ اور اذیتیں پڑھتے ہیں فقہندی سالک کو کیا کرنا چاہئے" اس میں بیٹھنا چاہئے یا اس مجلس کو ترک کر دینا چاہئے۔" میرے محذور! ان کے ذکرِ چہرہ کرنے کی صورت میں چونکہ ذکر فی نفسہ اچھا اور نتیجہ بخش ہے اگر آپ بیٹھیں اور اپنے طریقہ میں مشغول رہیں تو گنجائش رکھنا ہے اور مستحسن ہے اگر اس نظریہ سے کہ ذکر میں چہرہ کرنا بدعت ہے خود کو علیحدہ رکھیں تو یہ بھی آپ کے لئے مناسب ہے اور آپ مختار ہیں مختصر یہ ہے کہ اس قسم کی جگہوں میں حکمت کی رعایت کریں اور وقت و حال کا لحاظ رکھیں اور دل کے فتوے پر عمل کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیکی وہ ہے کہ جس کی طرف نفس تسکین ہو جائے اور قلب اس کی طرف مطمئن ہو جائے، اور گناہ وہ ہے جس کی طرف نفس کو تسکین نہ ہو اور قلب اس کی طرف مطمئن نہ ہو اگرچہ مفتی صاحبان تجھ کو فتویٰ دیدیں لے

قصور کی دیکھ کے مطابق | آپ نے لکھا ہے کہ "اگر طاعت و عبادت کی جاتی ہے تو اس سے استغفار کے نظر اس کے اعمال کی قیمت بڑھتی ہے" فضل و کرم پر رکھتا ہوں۔" اس کے مطالعہ نے مسرور کیا جس قدر قصور کی دید اعمال کے اندر پیدا ہوگی اعمال کی قیمت کو اسی قدر بڑھائے گی اور قابل قبول بنائے گی۔ بزرگوں نے کہا ہے [عَمَلٌ وَاسْتِغْفَارٌ] (عمل کرو اور استغفار کرو) عمل سے رُکے نہ رہیں اور اس سے استغفار بھی کریں اور نظر محض فضل پر رکھیں، بندگی کا طریقہ یہی ہے لے

جن مقامات میں معاملہ فضل و کرم یا محض حجت پڑتا ہے | سوال یہ ہے کہ "جب عارف کا معاملہ فضل و کرم یا محض حجت سے تو ان میں بھی اعمالِ صالحہ ترقی بخش ہیں۔" پڑتا ہے تو اس مقام میں عارف کے لئے ظاہری اعمال یعنی ذکرِ لسانی و تلاوت وغیرہ زیادہ فائدہ مند یا ترقی بخش ہیں یا نہیں؟" جواب فائدہ مند ہیں اور آخرت کے درجات

لے مکتوبات معصومیہ دفتر دوم ۳۴۲ لے ایضاً دفتر دوم ۱۳۱ لے ایضاً دفتر سوم ۱۸۶ لے

بلند کرنے اور گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں اور شرعی کمزوریوں اور جسمانی ظلمتوں کا ازالہ کرتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ بیشک میرے قلب پر کچھ غبار آجاتا ہے اور بیشک میں اللہ تعالیٰ سے دن اور رات میں ستر مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں، لیکن جس مقام میں کہ وہ پہنچے ترقی ان اعمال کے ساتھ وابستہ نہیں ہے درجات کے فرق کے مطابق محض فضل یا صرف محبت کے ساتھ وابستہ ہے ۱۷

کامیابی کا مدار فضل پر ہے | آپ نے لکھا تھا ان اعمال سے ناامیدی متصور ہوتی ہے، ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعمال جو کہ لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں | یہ تصور وار رکھتا ہے اس بارگاہ میں کچھ نہیں ہیں اور محض ناچیز ہیں (یہ عاجز حیران ہے کہ کس طرح عمل کرے کاس بارگاہ کے لائق ہو۔) میرے مخدوم! آپ نے جو کچھ لکھا ہے سچ اور درست ہے کامیابی کا مدار فضل پر ہے لیکن عمل کے بغیر چارہ نہیں ہے اور عمل میں پوری طرح کوشش کرنی چاہئے اور فضل و رحمت پر اعتماد رکھنا چاہئے اور اس عمل کو (اللہ تعالیٰ کی) بارگاہ کے لائق نہیں جانا چاہئے۔ بربرگوں نے کہا ہے اِعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ (عمل کر اور استغفار کر)۔ لوگوں نے حضرت رابعہ (بصریہ رحمہما اللہ) سے پوچھا تو جواب میدہکتی ہے تو کس چیز سے امید رکھتی ہے؟ انھوں نے کہا میں اپنے ہر عمل سے ناامیدی کے ساتھ امید رکھتی ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے نجات نہیں پائے گا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور کیا آپ بھی نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی نہیں لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ میری اس سے پردہ پوشی فرمادی ہے ۱۸

کام کا مدار محبت و توجہ پر ہے | الغرض کام کا مدار صحت و توجہ پر ہے جو کہ محبت و سپردگی کے ساتھ جمع ہوتی ہے ایک جانب سے محبت و سپردگی اور دوسری جانب سے توجہ (ہوتی چاہئے) ہو سکتا ہے کہ رہبر کی توجہ کے بغیر تنہا محبت نفع دینے والی ہو لیکن محبت کے بغیر محض توجہ بہت کم نفع دیتی ہے محبت ہی ہے جو کہ پیر کی مخفی کیفیت کو جذب کرتی ہے اور اس کے مخصوص کمالات کو اپنے اندر کھینچتی ہے اور فانی الشیخ بلکہ فانی اللہ پیدا کرتی ہے اور جب طرفین سے مذکورہ صفات ظاہر ہو جائیں تو امید ہے کہ ترقی کا راستہ کھل جائے اور جلدی سے منزل مقصود تک پہنچ جائے اور راستہ میں تڑپے ۱۹

ناجس اور ضلالت خیریت لوگوں | اے بھائی! ناجس اور طریقہ کے مخالف کی صحبت سے پرہیز کر اور بدعتی کی مجالس سے کی صحبت سے بچنا چاہئے | اگر تیرا بھائی معاذ رازی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگوں یعنی غافل علماء اور غیر محتاط قادیوں اور جاہل بناؤنی صوفیوں کی صحبت سے اجتناب کر اور جس شخص نے اپنے آپ کو بزرگی کی گدلی پر ٹھہرایا ہے اور اس کا عمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کے موافق نہیں ہے اور وہ

شریعت منورہ کے زیور سے آراستہ نہیں ہے قطعی طور پر اس سے دور رہ بلکہ جس شہر میں ہو اُس میں مت رہ۔ ایسا نہ ہو کہ دنوں کے گزرنے کے ساتھ دل کو اس سے کچھ رغبت پیدا ہو جائے اور مقصدِ اعظم میں خلل ڈال دے کیونکہ وہ اقتدار کے لائق نہیں ہے وہ ایک چھپا ہوا چوراہہ و شیطان کا ایک جال ہے اگرچہ تو اس میں مختلف قسم کے خارقِ عادات دیکھے اور تو اس کو ظاہر میں دینا سے بے تعلق پائے، جسقدر تو شیر سے بھاگتا ہے اس کی صحت سے اُس سے بھی زیادہ بھاگ لے

ہر فیض کو اپنے پیر کی طرف سے جاننا چاہئے | یہ بات طرزِ شہ ہے کہ اگر کسی دوسری جگہ سے کوئی نسبت حاصل ہو تو اس کو بھی اپنے پیر کی طرف منسوب کرنا چاہئے اور اپنی توجہ کے قبلہ کو منتشر نہیں کرنا چاہئے لے

(ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) جو شخص ایک جگہ (تعلق رکھتا) ہے وہ ہر جگہ (سے فیض حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص ہر جگہ (تعلق رکھتا) ہے وہ کسی جگہ (سے بھی فیضیاب) نہیں ہے۔ جاننا چاہئے کہ اس راہ کے اس طالب پر جو کسی شیخ کا مرید ہو چکا ہے ظاہر ہو جائے کہ اس کو کوئی نسبت یا نور کسی دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس نسبت کو اپنے پیر سے جانے کہ جس نے اس بزرگ کی شکل میں ظاہر ہو کر فائدہ پہنچایا ہے اور اعتقاد کرے کہ اس کا پیر جامع ہے اس کے لطائف میں سے کسی لطیف نے جو کہ اس بزرگ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اپنے آپ کو اس بزرگ کی صورت میں ظاہر کیا ہے، نیز دوسرے بزرگ سے فیض سمجھنا طالبین کی غلطیوں میں سے ہے، آپ خود تو محفوظ ہیں لیکن دوسروں کو اس باریکی سے آگاہ کر دیں شیطان طاقتور دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ اس ذریعہ سے طالبین کی توجہ کے قبلہ کو منتشر کر دے اور مطلوب تک پہنچنے سے روک دے بلکہ راستہ ہی سے گمراہ کر دے ۳

بہ عقیدہ پیروں کی صحت بچنا ضروری ہے | میرے محروم! اس قسم کے (گمراہ) لوگ جو اس نوع کے اعتقادات رکھتے ہیں (جن کا ذکر آپ نے کیا ہے) اور اپنے آپ کو مسندِ مشیخت پر فائز کئے ہوئے ہوں دین کے چور ہیں اُن کی صحت سے دور رہنا چاہئے اور یہ لوگ دین سے بیگانہ اور حلقہٴ اسلام سے باہر ہیں خود بھی گمراہی کی گہرائی میں غرق ہیں اور دوسروں کو بھی سیدھے راستہ سے ہٹاتے ہیں صَلُّواْ اِذَا صَلُّوْاْ (وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا) ان سے دور رہیں اور ان کی صحت کو زبردستی قائل سمجھیں جو کہ ابی موت تک پہنچاتی ہے، جتنا شیر سے بھاگتے ہیں اس سے زیادہ ان کی صحت و رویت سے بھاگیں۔ آپ کے بھائیوں پر تعجب ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے معتقد ہو گئے ہیں اور اپنے دین و ایمان کو بر باد کر رہے ہیں اور زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے وہ اُن سے (ترمیمت پار ہے جس شخص کے دین و ایمان میں کلام ہو وہ دوسرے کی ترمیمت کیا کرے گا لے

۱۰ لے مکتوباتِ معصومہ دفتر دوم ۱۱۰ لے ایضاً دفتر اول ۲۲ لے ایضاً دفتر اول ۱۵۴ لے ایضاً دفتر سوم ۱۶ -

مسائل شرعیہ

بینین دعائیں مانور نہیں ہیں | آپ جو ارادہ کہ ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت پڑھتے ہیں ان میں سے اکثر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ میں، اگرچہ بعض دعاؤں میں تعینِ عدد و تعیینِ وقت میں تفاوت ثابت ہو، آپ پڑھتے رہیں البتہ تین دعائیں مانور نہیں ہیں (ان میں سے) ایک الہی بجزئۃ الحسن الخ، دوم شیخ عبدالقادر الجوموم نادر علیاً الجومومی دو دعاؤں کی گنجائش ہے کہ پڑھیں میں منع نہیں کرتا، تیسری دعا اہل سنت کے شعار سے نہیں ہے (اس کا پڑھنا اس بات پر موقوف ہے گا کہ آپ اہل سنت کے ثقہ عالموں سے اس دعا کے استعمال میں کوئی معتد نقل دیکھیں تو آپ مختار ہیں لے

دعا کرنے کا حکم | آپ نے پوچھا تھا کہ حدیث اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْاِہْمِمْ [بیشک اللہ تعالیٰ بلند مہمنوں کو پسند فرماتا ہے] اس بات کی مقتضی ہے کہ امور عالیہ کو طلب کیا جائے اور مقامِ رضا و عبودیت نفاضا کرنا ہی کہ انسان کچھ بھی طلب نہ کرے کہ یہ (طلب کرنا) عجزیت و رضا کے منافی ہے۔ میرے مخدوم ایہ سوال مطلق دعا کے بارے میں ہوا، اس لئے کہ دعا اور طلب کرنا رضا و تسلیم کے منافی ایک امر ہے۔ جواب: کوئی منافات نہیں ہے، یہ بات جائز ہے کہ (ایک شخص) موجود پر راضی ہو اور زیادہ کا طالب (بھی) ہو، زیادہ کا طلب کرنا موجود پر راضی نہ ہونا نہیں ہے۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا [آپ کہیں کہ اے میرے رب میرے علم کو زیادہ فرما] اور وَهَبْ لِي مَلَكًا لَا يُتَّبِعُنِي اِلَّا حِدًّ مِّنْ بَعْدِي [اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی اور کو میرے] (ان دعاؤں میں طلب زیادتی ہے اور یہ رضا کے منافی نہیں ہے) حتیٰ تعالیٰ اجل و علا کے دوست اس کی بھیجی ہوئی) بلا پر راضی ہیں اس کے باوجود بلا کے دفعیہ کی دعا بھی کرتے ہیں: اِنِّيْ صَمِيْعٌ الصَّوْرُ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ (اے میرے رب) مجھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب رحم والوں سے زیادہ رحم والے ہیں (اس دعا میں بھی دفعِ بلا کی درخواست ہے) اگر قضا پر راضی ہونا دعا کے منافی ہونا تو دعا کا امر کیوں ہوتا (جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) وَقَالَ رَبِّ لِمَ اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (اور تمہارے رب نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا) پس معلوم ہوا کہ رضا اور دعا کے درمیان منافات ثابت نہیں ہے لے

فاتحہ بعد فرض نماز کا حکم | آپ نے لکھا تھا کہ اس علاقہ کے لوگ پنجوقتہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور اس عمل کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور اس کے ترک کرنے والے سے اعتراض کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ میرے مخدوم اس طرح سے فاتحہ پڑھنا ہمارے بزرگوں کا عمل نہیں ہے (اس لئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعمال میں (یہ چیز) نظر نہیں آتی ہے۔ خزانۃ الروایات میں خلاصہ سے منقول ہے: قرأۃ الفاتحۃ

لاجل المهمات بعد الفرائض بدعت [مہات کے لئے فرائض کے بعد فاتحہ پڑھنا بدعت ہے] لہ

مصافحہ بعد نماز جمعہ کا حکم | آپ نے نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرنے کے متعلق جو وہاں مروج ہے دریافت کیا تھا۔ میرے مخدوم! مصافحہ فی نفسہا منون اور اچھا عمل ہے اور اس کا وقت متعین کرنا بدعت ہے، پس یہ عمل (نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرنا) وجہ حسن بھی رکھتا ہے اور وجہ قبح بھی (ایک لحاظ سے اچھا ہے اور ایک لحاظ سے بُرا ہے) اگر اس کا معاملہ زیادہ سے زیادہ مبلح ہونے تک ہی پہنچ جائے جیسا کہ بعض نے کہا ہے تو (بھی) غنیمت ہے۔ خزائن الروایات میں ہے کہ شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ نے الاذکار میں کہا ہے کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے لیکن یہ جو لوگوں نے صبح اور عصر کی نماز کے بعد اس کی عادت کر لی ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے؛ لیکن اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اصل مصافحہ تو سنت ہے اور لوگوں کا بعض مواقع میں اس کی پابندی کرنا اور ان میں سے بعض مواقع میں حد سے تجاوز کرنے والا ہونا، یہ بعض حالات اس کو اس مصافحہ سے خارج نہیں کرتے جو شرع میں وارد ہوا ہے لہ

وترک بعد سجدہ کرنے کا حکم | آپ نے دوسرا سوال وترک کے بعد سجدہ کرنے کے بارے میں کیا تھا فقیر نے اس کا جواب روایت کے ساتھ اس سے پہلے بھی لیا ہے تعجب ہے کہ ہمیں پہنچا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا عمل اور ہمارے حضرت عالی (حضرت محمدؐ الف ثانی قدس سرہ) کا عمل نہیں ہے اور علمائے اس کو منع کیا ہے (اس لئے) کرنا نہیں چاہئے۔ (کتاب سنن الہدی) میں ہے کہ نماز وترک کے بعد دو سجدے کرنا اور ان کے درمیان جلسہ (بیٹھنے) کے ذریعہ فصل کرنا اور اس جلسہ میں آیتہ الکرسی پڑھنا کہ ان دونوں سجدوں پر بلا درہند میں عمل کیا جاتا ہے اجار و اتار (احادیث و روایات صحیحہ) میں ان دونوں سجدوں کی کوئی اصل نہیں ہے اور فقہ حنہ میں بھی ان دونوں کے لئے کوئی روایت نہیں ہے اور اہل عرب کا بھی ان دونوں سجدوں پر کوئی عمل نہیں ہے بلکہ شافعیہ ان دونوں کی حرمت کے قائل اور اکثر اصناف ان دونوں سجدوں کو بالکل جاتے ہی نہیں ہیں اور میں نے ان دونوں سجدوں کے بارے میں فقہائے مدینہ سے دریافت کیا تو انہوں نے ان دونوں میں کراہت کا ہونا نقل کیا ہے لہ

توبہ کا طریقہ | آپ نے اس فقیر سے توبہ اور دل کی طرف توجہ کے طریقہ کی درخواست کی تھی میرے مخدوم! آپ گزشتہ لغزشوں اور کوتاہیوں سے نادم ہوں تو یہ نصوح کریں اور تین دفعہ کلمہ استغفار پڑھیں اس کے بعد قلب صنوبری کی طرف جو کہ قلب کی حقیقت جامعہ کا مقام ہے اور یائیں پہلو میں واقع ہے متوجہ ہو کر لفظ مبارک اللہ کو اس میں گذاریں اور دل کی زبان سے اس کو کہیں اور اس پر ہمیشگی کریں جس قدر بھی یہ ذکر دل کا ملکہ (صفتِ لاسخ) ہو گا کسی قدر حضور مع اللہ اس کی صفتِ لازمہ ہو جائے گی لہ

۱۶۷۰ مکتوبات معصومہ دفتر اول ۱۹۷۰ء ایضاً دفتر اول ۱۴۲۲ھ ایضاً دفتر سوم ۱۴۷۰ء۔

ثواب بخشے کا طریقہ | سوال: اگر ختم کا ثواب کسی شخص کی روح کو بخشنا چاہیں تو پہلے سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتجات کی روحِ مطہر کو پیش کرنا چاہئے اس کے بعد میت کی روح کو بخشیں اور اگر اس طرح نہ کریں تو جس شخص کی نیت سے پڑھا ہے اس کو ثواب نہیں پہنچتا، اور نیز چاہئے کہ تمام اہل ایمان کی ارواح کو نہ بخشیں اور جس کی نیت سے پڑھا ہے اس کے ثواب کو تقسیم کریں گے۔ کیا فی الواقع اسی طرح ہے یا نہیں؟ اور اگر فی الواقع اسی طرح ہے تو حضرات خواجگان کے ختم میں اس طرح کیوں نہیں کرتے؟ — جواب: صدقہ کے ثواب کو اول پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روح مبارک کو پیش کرنا اور میت کو آسور و راضی صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیلی بنانا مستحسن امور میں سے ہے اور قبولیت کی امید بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور قبولیت کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے، ایسا کرنا صدقہ کے ارکان و واجبات میں سے نہیں ہے کہ اس کے بغیر صدقہ سرگز قبول ہی نہ ہو، اور اگر آپ اس بارے میں کوئی قابل اعتماد نقل رکھتے ہیں تو اس کو ظاہر کرنا چاہئے، اور عمل (نیکی) کا ثواب تمام مؤمنین و مومنات کی ارواح کو پیش کرنا بھی مستحسن ہے کہ ہر ایک کو پورا ثواب پہنچتا ہے اور جس کی نیت سے پڑھا ہے اس کے ثواب سے کچھ نہیں ہوتا ملے

خاتمہ کا علم ہم وطنی چیز ہے | سوال: عقیدہ یہ ہے کہ خاتمہ ہم ہے اگر کوئی شخص اپنے پیرو مشرک کے حق میں کہ جس سے اس نے استفادہ کیا ہے خلوص اعتقاد کی وجہ سے حسن خاتمہ کا حکم کرے تو صحیح ہے یا نہیں؟ — جواب: قطعی حکم نہیں لگانا چاہئے کیونکہ (ایسا حکم) وحی سے وابستہ ہے، اگر اکابر دین کی سلامتی خاتمہ کا ظن غالب اور علم اطمینان رکھے تو گنجائش ہے اور اسی طرح الہام سے خاتمہ کے اچھا یا برا ہونے کا قطعی حکم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ الہام ظنی دلیل ہے لیکن ایک ظن سے دوسرے ظن تک آسمان وزمین کا فرق ہے لہذا (ایک دوسرے مکتوب میں مزید فرماتے ہیں) الہام ظنی چیز ہے قطعی حکم کا موجب نہیں ہے پس خاتمہ کا ہم ہونا باقی ہے اور خوف و امید اپنی جگہ پر ہے۔ جاننا چاہئے کہ نفس مطمئنہ نص قطعی کے مطابق راضی و مرضی ہے اور رحمت کی بشارت دیا گیا ہے لیکن کسی شخص کے بارے میں اطمینان حاصل ہونے کا علم آثار و علامات سے ہے یا الہام سے جو کہ ظنی امور ہیں نہ کہ قطعی، قطعی امر ہونا وحی اور نبیاء علیہم السلام کے خبر دینے پر موقوف ہے اور اسی طرح یہ جو اس طاقت کے نزدیک مسلم ہے کہ الفانی لا یرد [فانی واپس نہیں لوٹتا] خاتمہ کے ہم ہونے کو دور نہیں کرتا کیونکہ یہ مفرد ظنی ہے یقین حاصل ہونے کا موجب نہیں ہے اور یہ جو پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کے باوجود یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہو گا، خاتمہ کے ہم ہونے کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا اطمینانِ نفس و حسنِ خاتمہ قطعی ہے اور اس میں شک کرنا کفر ہے بلکہ اس معنی میں ہے کہ جو کچھ دنیا و آخرت میں میرے اور دوسروں کے ساتھ کریں گے اس کی تفصیل میں نہیں جانتا کیونکہ غیب کا علم حق سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ وَ جَزَاءٍ مِّمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ** [پس کسی شخص کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانہ غیب میں موجود ہے، بیان کے لئے ان کے اعمال کا صلہ ہے] کہ

ناز و سبوح و اسم اعظم آپ نے لکھا تھا کہ **صلوٰۃ وسطیٰ و ساعت جمعہ و اسم اعظم** کے تعین میں اخبار و آثار کے مبہم ہونے میں حکمت (احادیث و روایات) میں بہت تضاد ہے اور جو کچھ تیرے کشف میں آیا ہو اور جو اس سے مبہم ہوتا ہو تو تعین کرنا کہ خدشہ دل سے دور ہو جائے اور لوگوں کو بہت سے فوائد حاصل ہوں۔

عزیز! جس چیز کو کہ حق تعالیٰ نے مبہم چھوڑا ہو اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امت پر اس تمام شفقت اور اس کی خیر خواہی کے باوجود بیان نہ فرمایا ہو، ہمیں اور تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ اس بارے میں لب کشائی کریں اور اپنے خواب و خیال سے اس معاملہ کو حل کریں۔ **ابھوما ابھو اللہ** [جس کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا تم بھی اس کو مبہم رکھو] آپ نے سنا ہو گا۔ بظاہر اس ابہام میں بندوں کی مصلحتیں اور ان کے فائدے منظور ہوں گے مثلاً یہ کہ لوگ اسماء (الہی) کی تعظیم کریں، یہ ابہام شب قدر اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روزِ پیدائش و وفات کے ابہام کی طرح ہے اور ہر کسی سے برکات حاصل کریں اور جمعہ کے پورے دن کو جمعیت و حضور و تضرع و دعا کے ساتھ معمور رکھیں اور تمام نمازوں کی پوری حفاظت کریں، بظاہر دل میں اس تردد کا قرار پکڑنا اس کے رفع سے بہتر ہے۔

زندگی میں قریب کرانا | سوال: اپنی زندگی میں قریب کرالیا مسنون طریقہ ہے یا نہیں؟ — جواب: یہ عمل حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات و خلفائے راشدین اور تمام اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں ہوا ہے ہاں بعض سلف مثلاً (حضرت) عمر بن عبدالعزیز وغیرہ سے منقول ہوا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی میں قریب کر لیا ہے اور علماء کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے بعض کہ امت کے قائل ہیں اور بعض بلا کراہت جواز کے اور بعض مستحب ہونے کے قائل ہیں۔

تیسرے سوال کرنے اور پھول | سوال کا حاصل یہ ہے کہ میت کی روح کو (ثواب) پہنچانے کے لئے تیسرے یا دسویں روز رکھنا اگھلانا اور تیسرے روز پھول دینا کہاں سے ثابت ہے۔ (جواب) میرے مخدوم کسی رسم اور ریا (دکھاوا) کے بغیر اللہ تعالیٰ کے لئے کھانا کھلانا اور اس کا ثواب میت کو بخشنا بہت اچھی

۱۔ مکتوبات معصومہ دفتر دم مکتوب ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔

بات اور بڑی عبادت ہے لیکن وقت معین کرنے کی کوئی قابل اعتماد اصل ظاہر نہیں ہوتی اور تیسرے روز مردوں کو پھول دینا بدعت ہے البتہ عورتوں میں سوگ کو دُر کرنے کے لئے تیسرے روز کوئی خوشبو لانا رواج توں میں آیا ہے کیونکہ میت کی منکوحہ کے علاوہ باقی رشتہ داروں میں سے کسی کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے پس تیسرے روز خوشبو لائیں تاکہ میت کی منکوحہ کے علاوہ باقی عورتیں سوگ ختم کریں لے

دعوت کی شرائط آپ نے لکھا تھا کہ دو سنتوں اور رشتہ داروں نے اپنے گھروں پر لے جانے کی تکلیف کی (جس کی وجہ سے) وہ حلاوت و لذت باقی نہیں رہی میرے مخدوم! دعوت کو قبول کرنا خود سنت ہے، سنت کو بجالانے سے حلاوت میں فتور کس طرح واقع ہو سکتا ہے لیکن اس (دعوت کو قبول کرنے) کے لئے شرائط ہیں جو کہ شرع کی کتابوں میں مذکور ہیں مثلاً یہ کہ کھانا ریا و سمعہ (دکھانے اور سنانے) کے لئے نہ ہو، حلال طریقے سے کمایا گیا ہو، اس مجلس میں ہو و لعب نہ ہوں، عام دعوت نہ ہو، اور اسی قسم کی اور بھی شرائط ہیں، اگر دعوت میں یہ تمام شرائط پائی جائیں اور سنت قائم کرنے کی نیت سے (دعوت) قبول کر لی جائے اور کھانا کھانا اور تصویبت منظرہ ہو تو امید ہے کہ ایسی دعوت کا کھانا کھانے سے باطن کی نسبت میں کوئی فتور واقع نہیں ہوگا۔ روایت میں آیا ہے کہ ولیمہ کی دعوت میں سنت قائم کرنے کی نیت سے حاضر ہونا چاہئے کھانا کھانے کی نیت سے حاضر نہ ہو لے

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات و موت کی تحقیق (آپ کی طرف سے) حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کچھ پوچھا گیا تھا۔ آپ نے لکھا تھا کہ علم کلام (عقائد) کی کتابوں میں ان کی زندگی کو اعتقادی امور میں شمار کیا گیا ہے۔ میرے مخدوم! اس میں علماء کا اختلاف ہے تو پھر کونسی کتاب میں اس کو اعتقادی امور سے کہا ہے، شاذ روایتیں اس بارے میں بہت ہیں جو سب (کی سب) اعتماد کے قابل نہیں ہیں، اور بعض مشائخ سے ان حضرت (خضر علیہ السلام) کی ملاقات اور ان سے صحبت رکھنے اور گفتگو کرنے کے متعلق جو کچھ منقول ہے صحیح مان لینے کی صورت میں (بہ چیزیں) حیات کو ثابت کرنے والی نہیں ہیں کیونکہ اگر ان کی روح کو اجسام کے کاموں کی قدرت دیدی گئی ہو اور جو امور کما جسام سے وقوع میں آتے ہیں ان کی روح متحد ہو کر وقوع میں لائے تو مذکورہ امور ناممکن نہیں ہوں گے، اور اگر کوئی ایسی روایت وارد ہوئی ہو جو کہ ان کی حیات پر صریحاً دلالت کرتی ہو، یا ہم مان لیں کہ سابقہ روایتیں (ان کی) حیات کو ثابت کرنے والی ہیں تب بھی کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت زندہ رہے ہوں اور اب گزر چکے ہوں لے

احکام تقیہ بیشک تقیہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص قوم کفار میں رہنا مجبور ہو اور ان سے اپنی جان و مال کا خوف رکھتا ہو تو وہ زبان سے ان کی خوشامد کرے اور یہ اس لئے کرنے تاکہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ ہو بلکہ اس کے لئے

یہ بھی جانتے رہے کہ وہ ایسے کلام کا اظہار کرے جس سے محبت و دوستی کا وہم ظاہر ہوتا ہو اور لیکن اس شرط کے ساتھ کہ دل میں اس کے خلاف رکھے اور جو کچھ کہے کنا یہ میں کہے کیونکہ بلاشبہ تقیہ کا اثر ظاہر ہی ہوتا ہے دلوں کے احوال میں نہیں ہوتا۔

ولی سے گناہ کبیرہ کا صدور | آپ نے پوچھا تھا کہ ”اگر ولی سے گناہ کبیرہ صادر ہو جائے تو وہ ولایت سے گرجا رہے یا نہیں؟ میرے مخدوم! مشائخ کے نزدیک مسلم ہے کہ اَلْوَائِلِ لَا يُرَدُّ [فانی کو رد نہیں کیا جاتا] جو شخص کہ فناء کے کامل سے مشرف ہو چکا ہے امید ہے کہ وہ گناہ کے باعث رد نہیں ہوگا لیکن ہم امیدوار ہیں کہ ولی گناہ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہوگا کیونکہ اولیاء اللہ غالب طور پر محفوظ ہیں۔

خوابِ حال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وضاحت | میرے مخدوم! سرور کائنات و فخر موجودات علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات اکل التیمات کو خواب و حال میں دیکھنا اس امر کے ساتھ شرط نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی شکل میں دیکھا جائے جس شکل میں کہ (آپ) درتہ منورہ میں آرام فرما رہے (بلکہ) جس شکل میں بھی دیکھا جائے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان کے تمثال سے محفوظ ہوں گے لیکن جانتا چاہئے کہ حوال اور خواب بشرات ہیں اور استعداد کی خبر دینے والے ہیں حصول پر دلالت نہیں کرتے، دل و جان سے کوشش کرنی چاہئے تاکہ معاملہ قوت سے فعل میں آجائے اور گوش سے آغوش تک آ پہنچے۔

پیر کی وراثت معنوی | آپ نے اُن پیر زادوں کے بارے میں پوچھا ہے جو وراثت کے طور پر باپ کی جگہ سجادہ نشین ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ میرے مخدوم! ایسے باپ کی جانشینی کے لئے جو کہ مقتدا (پیر) ہو معنوی وراثت ہوتی چلتے جو کہ معنوی ولادت سے وابستہ ہے جس سے مراد باپ کے کمالات کے ساتھ متحقق ہونا ہے۔ ظاہری ولادت کا نتیجہ ظاہری وراثت ہے جو کہ باپ کے مال و متاع کا حاصل کرنا ہے تاکہ معنوی وراثت کا حاصل کرنا جو کہ ارشاد و تکمیل ہے، پس محض ولادتِ صوری کی وجہ سے ولادتِ معنوی میں دخل دینا خطرناک ہے رسمی پیری و مریدی سے کوئی کام نہیں بنتا۔

نابلغ پیرزادہ کی سجادہ نشینی | آپ نے لڑکے (نابلغ) کے بارے میں جو سوال کیا تھا (اس کا جواب یہ ہے کہ) اگر کوئی کامل اپنی فراستِ باطنی سے یہ معلوم کر لے کہ اس کے بچے سے بالغ ہونے کے بعد اس معاملہ کا انتظام ہو جائے گا اور وہ معنوی وراثت حاصل کر لے گا اور لوگوں کو اس سے بیعت کر لے اور اس بچے کو اپنا جانشین بنائے تو گنجائش ہے۔

لے مکاتبات معصومیہ فرسوم ۵۵ ایضاً سوم ۱۶۲ ایضاً سوم ۲۱۹ ایضاً اول ۱۱

کافر و مشرک سے دوستی کے احکام | آپ جان لیں کہ مومن کا کافر سے دوستی کرنا تین قسم کا احتمال رکھتا ہے، ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ اس کے کفر سے راضی ہو جائے اور اس وجہ سے اس کے ساتھ دوستی رکھے اور اس سے (مومن کو) منع کیا گیا ہے، اس لئے کہ جس شخص نے ایسا کیا تو وہ اس دین میں اس کو درست بلانے والا ہوگا اور کفر کو درست ماننا کفر ہے اور کفر سے راضی ہونا کفر ہے پس محال ہے کہ اس صفت کے باوجود وہ شخص مومن باقی رہے، اور دوسری قسم یہ ہے کہ دینا میں باعتبار ظاہر (ان کے ساتھ) اچھی معاشرت رکھنا اور اس سے اُس (مومن) کو منع نہیں کیا گیا، اور تیسری قسم پہلی دونوں قسموں کے درمیانی قسم کی مانند ہے وہ یہ کہ اس اعتقاد کے باوجود کہ کفار کا دین باطل ہے ان کے ساتھ دوستی کرنا ان کی قربت کے باعث یا محبت کے سبب سے ان کی طرف میلان و معاونت اور مدد و نصرت کے معنی میں ہو تو اس سے کفر لازم نہیں آتا مگر بلاشبہ اس (مومن) کو اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس معنی سے ان کے ساتھ دوستی اس (مومن) کو اس کے طریقے کو اچھا سمجھنے اور اس کے دین کو پسند کرنے کی طرف لے جائیگی اور یہ بات اس کو اسلام سے خارج کر دے گی پس اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس (مومن) کو اس بارے میں تنبیہ فرمائی ہے۔

(اسی مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں) حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطابؓ سے کہا کہ میرا ایک کاتب نصرانی ہے تو انھوں نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے کیا تو نے کسی مسلمان کو (کاتب) نہیں بنایا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْیَہُودَ وَالنَّصْرَیْ اَوْلِیَاءَ [اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ] میں نے کہا اُس کا دین اس کے لئے ہے اور اس کی کتابت میرے لئے ہے، تو انھوں (حضرت عمرؓ) نے کہا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی امانت کی ہے تو میں اُن کا اکرام نہیں کروں گا اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ذلت دی ہے تو میں ان کو عزت نہیں دوں گا اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دور کر دیا ہے تو میں ان کو قریب نہیں کروں گا میں نے کہا کہ دانائی کا کام اس کے بغیر پورا نہیں ہوتا تو انھوں (حضرت عمرؓ) نے کہا کہ اگر نصرانی مرجائے تو اس کے بعد تو کیا کرے گا پس جو عمل تو اس کے مرنے کے بعد کریگا وہی عمل اب بھی کر اور اس سے اس کے غیر کے ساتھ مستغنی ہو جا۔

نیک عمل وسیلہ ہیں مقصد نہیں | آپ نے کتابوں کے مطالعہ اور علوم کے درس میں مشغول ہونے کی بابت لکھا تھا نیک و مبارک کام ہے اللہ حمد و ثناء کے ساتھ اور زیادہ فرمایا لیکن اس قسم کے اعمال کو وسیلہ سے زیادہ نہ جائیں اور مقصدِ اعلیٰ کو اس کے ماوراء تصور کریں ۲۰

نیک بادشاہ جسم کے اندر روح کی مانند ہے | حق سبحانہ و تعالیٰ نے بادشاہوں کو دنیا میں جسم کے اندر روح کی مانند بتایا ہے کہ روح کی درستی جسم کی درستی ہے اور روح کا فساد (خرابی) جسم کا فساد ہے، اسی طرح سلاطین کی اصلاح تمام عالم (دنیا) کی اصلاح ہے (بھلا) کو نسا عمل ہے جو اس کی گرد کو پہنچے لے

مقبول بندہ کی علامت | مقبول بندہ وہ ہے جو دائمی ذکر کے ساتھ متصف ہو اور ایک لمحہ بھی غفلت اور خواہش نفسانی میں مشغول نہ ہو اور ذکر کو اپنی اغراض سے آلودہ نہ کرے اور اخلاص والا ہو بلکہ اپنے احوال و مواجید کا بھی ذکر میں لحاظ و خیال نہ کرے لے

ہر خطہ زمین کی برکات جدا ہیں | ہر زمین کے فیوض مختلف اور ہر شہر کی خاصیت الگ اور ہر بستی کے ساتھ معاملہ جدا ہے بصیرت والے لوگ ہر قطعہ زمین سے مخصوص فیض حاصل کرتے ہیں اور ہر زمین سے کوئی کمال اخذ کرتے ہیں لے
 مساجد کی فضیلت | حدیث شریف میں ہے کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک نماز کے برابر ہے اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کی برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پانچ ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری اس مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے ان پانچوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر محافظت کی وہ پل صراط پر سے چلنے والی بجلی کی مانند گزرنے والوں میں سب سے پہلا شخص ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کا حشر سابقین کے پہلے گروہ میں فرمائے گا اور ہر روز شب میں ان نمازوں پر محافظت کرنے والوں کے لئے ایسے ہزار شہید کی مانند اجر ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہوں لے

ذکر کی برکت ہر زمین کا با فیض ہونا | آپ نے لکھا تھا کہ ”جہان آباد“ میں جس جگہ میں نے قیام کیا وہ اسقدر بے فیض تھی کہ کیا لکھے، جب میں نے وہاں چند روز نشست و برخاست کی تو اس کے بعد وہ جگہ اسقدر اتوار سے گھری ہوئی ظاہر ہوتی ہے کہ جانبِ فوق میں وہ عرش سے اوپر گدگی اور جانبِ تحت میں تخت التری سے بھی تجاوز کر گئی گو یا اس جگہ نے اس فقیر کے عروج و زوال کے ساتھ فنا و بقا حاصل کر لی ہے، یہ انکشاف ظاہری محسوس کی مانند ہے کہ اس میں (شک کی گنجائش نہیں ہے)۔ بیشک ایسا ہی ہوا ہوگا وَلِلّٰہِ رُضٌّ مِّنْ کَانَہِ الْکِرَامِہِ نَصِیْبٌ [زرگوں کے پیالے سے زمین کے لئے بھی حصہ ہے] مکان کو صاحب مکان کے ساتھ ایک خاص اتصال اور ہمسائیگی کا حق ہوتا ہے اور وہ (مکان) صاحب خانہ کے اتوار و برکات کا امیدوار ہوتا ہے، یہیں سے بیت اللہ شریف کی بزرگی و عظمت کو قیاس کرنا اور اس کے اتوار و برکات کو سمجھنا چاہئے لے

۱۔ مکتوبات معصومیہ قزاول ۴۲، ۴۵ ایضاً قزاول ۵، ۲۵ ایضاً قزاول ۲۵، ۲۷ ایضاً قزاول ۶۷، ۷۵ ایضاً قزاول ۱۹۴

سوال کرنے کی حرمت و اباحت | (آپ نے پوچھا تھا کہ یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص ایک رات کی خوراک نہ رکھتا ہو اس کو سوال کرنا حلال ہے، آیا یہ حکم رخصت کے طور پر ہے اور عزیمت اس کے ما سوا ہے یا ایسا نہیں ہے؟ — میرے مخدوم! یہ حکم رخصت کے طور پر ہے اور عزیمت سوال (مانگنے) کے ترک میں ہے۔ حتی الامکان سوال کی طرف اقدام نہ کریں، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ شدید ضرورت کے وقت سوال کرنا مباح (جائز) ہے مردار اور خنزیر کا گوشت کھانے کی طرح کہ اضطرار کی حالت میں مباح ہے۔ ایسا والعلوم میں ہے کہ "البتہ جس سوال کی طرف کوئی شخص مضطر (مجبور) ہوتا ہے تو وہ بھوکے شخص کا اپنی جان پر موت یا مرض لاحق ہونے کے وقت سوال کرنا ہے، برہنہ اور کھلے ہوئے بدن والے کے لئے جبکہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے وہ بدن کو ڈھانپ سکے، سوال کرنا اس وقت مباح ہے جبکہ باقی شرطیں (بھی) پائی جائیں یعنی مسؤل (جس چیز کا سوال کیا جائے) میں اُس کے مباح ہونے کی شرط اور مسؤل منہ (جس سے سوال کیا جائے) میں اس کے دل سے راضی ہونے کی شرط اور سائل میں اس کے کسب سے عاجز ہونے کی شرط پائی جائے، پس بیشک کسب پر قدرت رکھنے والا شخص جبکہ نکمہ و کاہل ہے تو اس کے لئے سوال کرنا جائز نہیں لیکن جبکہ اس کے اوقات علم کی طلب میں مصروف ہوں (تو سوال جائز ہے) اور مردہ شخص جو کہ خطا ط ہے تو وہ کتابت کے ذریعے کسب پر قادر ہے۔" شرح مشکوٰۃ میں ہے "اور البتہ نقلی صدقہ کا سوال کرنا تو جو شخص اپنا راج یا کسی اور علت (بیماری وغیرہ) والا ہے اس کو ایک دن کی خوراک کا سوال کرنا جائز ہے اور وہ ذخیرہ نہ کرے اور اگر وہ (کسب پر) قادر ہے اور اس نے علم میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس (کسب) کو ترک کر دیا تو اس کو زکوٰۃ (لیتا) یعنی مال زکوٰۃ و نقلی صدقہ کا سوال کرنا جائز ہے، اور اگر کسی نے نقلی نماز و نقلی روزہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس (کسب) کو ترک کیا تو اس کے لئے زکوٰۃ (مانگنا) جائز نہیں ہے اور اس کے لئے نقلی صدقہ (مانگنا) مکروہ ہے، پس ایک شخص یا ایک جماعت کسی مکان (خالقہ وغیرہ) میں بیٹھ گئی اور عبادت اور نفوس کی ریاضت اور قلوب کے تصفیہ کے ساتھ مشغول ہوئی تو ایک شخص کے لئے مستحب ہے کہ ان سب کے لئے نقلی صدقہ اور روٹی کے ٹکڑے اور لباس کا سوال کرے۔"

سوال (مانگنا) تین چیزوں کو شامل ہے کہ ان میں سے ہر ایک چیز بُری ہے: اول حق تعالیٰ سے شکایت کا اظہار ہے اور اس سببان سے اس کی نعمت کی کمی کا بیان کرنا ہے اور یہ حرام ہے سوائے ضرورت کے وقت کے جیسا کہ مردار کا کھانا (ضرورت کے وقت جائز ہے)۔ دوم غیر اللہ کے لئے اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے اور مؤمن کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے آپ کو اپنے مولا کے سوا کسی اور کے سامنے بلا ضرورت ذلیل کرے۔ سوم جس سے سوال کیا جائے غالب طور پر اس کو ایذا دینا ہے اور بلا ضرورت ایذا دینا حرام ہے اس لئے اہل تقویٰ نے سوال کو مطلقاً ترک کیا ہے۔

(چند سطور کے بعد فرماتے ہیں) خلاصہ یہ ہے کہ بلا ضرورت سوال کرنا حرام و مذموم ہے، ضرورت، حاجت اور فاقہ کے وقت مباح ہے لیکن مرتبہ و درجہ کی کمی کا باعث ہے، یہ جو کچھ بیان ہوا اس وقت ہے جبکہ معاملہ موت تک نہ پہنچا اور جب معاملہ موت تک پہنچ جائے تو اب سوال کرنا حلال بلکہ عزیمت (اور) بلکہ واجب ہو جائے گا۔ (پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں) اور حضرت ابو ذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بلایا اور آپ نے مجھ پر یہ شرط عائد کی کہ تو لوگوں کے کچھ نہ مانگے، میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرا کوڑا (بھی) تیرے (ہاتھ) سے گر پڑے تو وہ بھی کسی سے نہ مانگ حتیٰ کہ تو اس کی طرف اُترا اور خود اس کو اٹھا، اس کو اچھرنے روایت کیا۔ لہٰذا

فلک اور زمانہ کی شکایت نہیں کرنی چاہئے | آپ نے چند شعر جو آسمان و زمانہ کی شکایت میں لکھے ہیں اور یہ مصرع اہی اشعار میں سے ہے: "فلک یا من خستہ بیدار کرد" [آسمان نے مجھ زخمی کے ساتھ ظلم کیا]۔

یہ بات بہت ہی نامناسب ہے پیچھے آسمان اور بے بنیاد زمانہ بھلا کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ حوادث ان کی طرف منسوب ہوں جو کچھ بھی ہے حق جل و علا کی تقدیر سے ہے، زمانہ اور آسمان کو اس (اللہ سبحانہ) کے فعل میں کسی قسم کا دخل نہیں ہے جو وہ (تعالیٰ شانہ) کرتا ہے وہ سب عدل ہے کوئی ظلم وہاں گنجائش نہیں رکھتا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ [بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ کی برابر بھی ظلم نہیں کرتا] لہٰذا

(نیز ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں) (آپ کے) مکتوب شریف میں درج تھا "ازرقار فلک اثر گونا ناہ تجار" [برذات اوندھے آسمان کی رفتار سے] لے شفقت آنا را خالی حیر و شربلا واسطہ حق تعالیٰ ہے اور تمام حوادث اس سبحانہ کی قضا و قدر سے ہیں، آسمان اور غیر آسمان کو یہاں دخل نہیں ہے، حکماء کا مذہب ہے کہ روزمرہ کے حوادث کو عقل فعال کی طرف کہ جس کو وہ عقل فلک نہم کہتے ہیں منسوب کرتے ہیں اور اہل اسلام عقل فعال کے قائل نہیں ہیں اور ایسا کہنے والوں کو گمراہ کہتے ہیں۔ آسمان جو کہ اپنے کام میں حیران و سرگردان ہے اس کی کیا حیثیت ہے کہ حوادث اس کی طرف اور اس کی عقل اور اس کی حرکات کی طرف منسوب ہوں لہٰذا

نیتِ صالحہ کے ساتھ روزی کمانا ذکر میں داخل ہر | آپ نے لکھا تھا کہ اہل و عیال (کے نفقہ) کی بے اطمینانی کے باعث قرآن مجید کی کتابت میں مشغول رہتا ہوں اور خواہش یہ ہے کہ تمام تعلقات کو ترک کر دوں اور ان چند سانسوں کو ذکر میں صرف کروں، (آپ کے) حکم کا منتظر ہوں میرے مخدوم اہل و عیال کا نفقہ واجبات میں سے ہے اس کا فکر بھی ناگزیر ہے، حلال روزی بھی کمائیں اور باقی اوقات میں ذکر و فکر میں مشغول رہیں بلکہ یہ روزی کمانا بھی اس نیتِ صالحہ کے ساتھ ذکر میں داخل ہو جاتا ہے لہٰذا

لہٰذا مکتوباتِ مخصوصہ فرسوم ۳، لہٰذا ایضاً فرسوم ۱۷، لہٰذا ایضاً فرسوم ۸۷، لہٰذا ایضاً فرسوم ۸۸۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ

کے

خلفائے عظام

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے خلفا بھی بشمار تھے بقول صاحب روضۃ القیومیۃ فرزندوں اور خلفاء کے علاوہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے دست مبارک پر تقریباً نو لاکھ آدمیوں نے بیعت کی اور سات ہزار آدمیوں کو آپ نے خلافت عطا فرمائی روضۃ القیومیۃ کن (ص ۲۳۳) لیکن روضۃ القیومیہ میں چند مشہور خلفاء کا مختصر تذکرہ ہے ہم نے ممکن درجہ کوشش کر کے دیگر کتب سے بعض فرید خلفاء کے حالات جمع کئے ہیں جو درجہ تہجی کے اعتبار سے بھی پیش کئے جانے میں امید ہے کہ ناظرین پسند فرمائیں گے۔ (مرتب)

شیخ آدم تہجدی | آپ کا اسم گرامی آدم، لقب مخدوم ہے، والد ماجد کا نام عبدالاحد تھا اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے علم و فضل اور کمال کا یہ عالم تھا کہ ٹھٹھ سے ملتان تک پورے سدھ میں آپ کے ہم پایہ کوئی عالم نہ تھا۔ چونکہ عالمگیر بادشاہ کے متعلق علماء و فضلا کی قدر دانی کا بہت شہرہ تھا اس بنا پر آپ علماء کی ایک جماعت کے ساتھ دہلی کی طرف روانہ ہو گئے، جب سرسند شریف سے گزرے تو اتفاقاً آپ کی ملاقات حضرت عروۃ الوثقیٰ سے ہو گئی حضرت آپ کی علو استعداد ملاحظہ فرما کر تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آئے اور فرمایا اگر پسند کریں اور میرے بچوں کی تعلیم و تربیت کے فرائض انجام دیں تو میں آپ کے وایسنگان کے جملہ اخراجات کی کفالت کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے حضرت کی اس تجویز کو منظور کیا اور مخدوم زادوں کی تعلیم تربیت میں مشغول ہو گئے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ نے مشفقانہ انداز میں آپ سے آیہ مبارکہ والطور و کتاب مسطور فی رق منشور والبیوت المعمور کی تفسیر دریافت کی، آپ نے بہت وضاحت کے ساتھ آیہ مبارکہ کی شرح بیان فرمائی، عین اس وقت جبکہ آپ شرح فرما رہے تھے حضرت نے آپ پر عرفان و عقیدت کی توجہ ڈالی مخدوم آدم اس توجہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً بیعت ہو گئے اور تقریباً سات سال تک

حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی خدمت و صحبت سے مستفیض ہوتے رہے، آخر حضرت نے خلافت سے سرفراز فرما کر آپ کو ٹھٹھہ واپس جانے کی اجازت دی۔ آپ نے عرض کیا کہ تعمیل ارشاد تو میرا فرض ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سندھ میں اس قدر مشائخ ہیں کہ ان کے ہونے ہوتے میری طرف کون رجوع کرے گا۔ حضرت نے فرمایا اگر سارا سندھ بھی مشائخ سے بھرا ہوا ہو تو مصافحہ نہیں۔ چنانچہ جب آپ سندھ میں تشریف لائے تو طالبانِ حق دُور دُور سے فیض حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور بڑے بڑے علماء و مشائخ نے آپ کی خدمت میں حاضری کو اپنی سعادت سمجھا اور بکثرت لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے سندھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کی ورنہ یہاں سلسلہ قادریہ سہروردی رائج تھا (آپ کا مزار قبرستانِ مکی (ٹھٹھہ) میں زیارت گاہ خاص و عام ہے، مزار پر کتبہ ضرور ہے لیکن تاریخ ولادت و وفات درج نہیں)۔ آپ کے دو صاحبزادے مخدوم فیض اللہ و مخدوم اشرف تھے، ان دونوں نے بھی حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی خدمت سے فیض حاصل کیا لیکن مخدوم آدم کی وفات کے پانچ سال بعد فوت ہو گئے۔ آپ کے خلفا میں شیخ ابوالقاسم تنوی، شیخ ابراہیم روپڑی، سید فتح محمد اور شیخ انس مشہور ہیں، لیکن شیخ ابوالقاسم کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ دوسروں کو نصیب نہ ہو سکی۔ مخدوم ابوالقاسم نے ابتداءً مخدوم آدم ہی سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی بعد ازاں سرسند پہنچ کر حضرت خواجہ سیف الدین سے تکمیل سلوک کے بعد خلافت پائی، جب آپ سرسند تشریف لائے تو آپ نے اس سلسلہ کو سندھ میں عام کرنے کیلئے سخت جدوجہد کی، چنانچہ آپ روزانہ مزدوروں، معماروں اور لکڑی بیچنے والوں وغیرہ کو طلب فرماتے اور دن بھر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے مطابق ذکر و اشغال میں مشغول رکھتے اور شام کو روزیۃ اجرت کے مطابق رقم عنایت فرما کر رخصت کر دیتے، پھر آہستہ آہستہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ لوگ داخل سلسلہ ہونے لگے اور آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہو گئی۔ آپ نے ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی، مخدوم آدم کے قریب ہی ٹھٹھہ میں آپ کا مزار ہے، آپ کے خلفا میں مخدوم معین الدین تنوی وغیرہ ہیں۔

۷

حافظ ابوالحسن | ممکن ہے کہ آپ ہی کے متعلق صاحبِ روضۃ القیومیہ نے لکھا ہو کہ "خواجہ اسحاق ترکستانی حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے بڑے خلفا میں سے تھے حضرت نے آپ کو خلافت عطا فرما کر ترکستان بھیج دیا وہاں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی حتیٰ کہ وہاں کا بادشاہ بھی آپ کا بیٹا ہو گیا، ایک مرتبہ آپ بادشاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ شاہی خادم تازہ انگور لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت ابانگور تو زبرد کے مشابہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ زبرد

لے تکرہ صوفیائے سندھ ص ۲۵ تا ۵۰ ۷۱ تا ۷۲۔

بن جائیں؟ بادشاہ نے کہا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے، چنانچہ آپ نے دعا فرمائی، حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے ان انگوروں کو زرد کر دیا۔

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے پوتے اور حضرت شیخ صبغۃ اللہ کے فرزند اکبر
محمد زادہ شیخ ابوالقاسم ہیں۔ باطنی سلوک کی تکمیل حضرت عروۃ الوثقیٰ سے کی، حضرت آپ پر

بہت مہربان تھے، ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار اور چچا جان سے حاصل کئے۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ مقبول و محبوب تھے۔ آپ حضرت خواجہ نقشبند کے داماد اور حضرت خواجہ عبداللہ کے متبیتی اور حضرت خواجہ محمد اشرف کے خصوصی شاگرد تھے، حضرت خواجہ سیف الدین کی خانقاہ کے میرسا مان بھی رہے، حضرت خواجہ محمد صدیق حلف الرشید حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ہم عمر تھے۔ ۸۱۰ھ میں وفات پائی، آپ لا ولد گئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے گنبد میں جو تڑے کے باہر جنوب کی طرف دفن کئے گئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے گنبد میں جو قبسب سے پہلی بیوی وہ آپ ہی کی ہے۔

شیخ الصالح ابوالمظفر الحنفی النقشبندی
آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفاء اور دکن کے رؤسا میں سے تھے بعد میں اس علاقہ کے ایک عظیم المرتبت شیخ

ہوئے، آپ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ بکثرت اولیائے امت مکہ معظمہ میں جمع ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کا انتظار کر رہے ہیں اسی اشار میں ایک بزرگ تشریف لائے اور تمام حاضرین بوجہ کھڑے ہو گئے، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں۔ اس خواب کی بنا پر آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں ۳۸ھ میں حاضر ہوئے اور ایک عرصہ حضرت کی خدمت میں رہ کر بکثرت فوائد و برکات حاصل کئے اور تکمیل سلوک کے بعد حضرت خواجہ عبید اللہ مروج الشرعیہ کی سفارش پر خلافت سے سرفراز ہو کر برہانپور روانہ ہو گئے، وہاں آپ کو پیری مقبولیت حاصل ہوئی۔ شیخ عنایت اللہ بالاپوری اور دیگر سزا رہا اشخاص نے آپ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ حاصل کیا۔

صاحب نرہۃ الخواطر لکھتے ہیں کہ ابوالمظفر برہانپوری نے طریقت میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سے بیعت کی اور طویل مدت تک حضرت کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ خلافت پائی حضرت نے آپ کو برہانپور بھیج دیا وہاں سکونت پذیر ہو گئے اور بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ سے شیخ عنایت اللہ بالاپوری اور دوسرے لوگوں نے بھی طریقہ اخذ کیا۔ ۱۱۰۸ھ میں برہانپور میں وفات پائی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ مرزا امان اللہ برہانپوری کو تحریر فرماتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے مولانا ابوالمظفر

لے روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۲۲ ۱۷۷ھ ایضاً ص ۱۷۷ ۱۷۸ھ ایضاً ص ۲۲ ۱۷۹ھ نرہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۱۷۱ ۱۸۰ھ

نبیرہ شیخ علم اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعہ کے بارے میں دیکھا ہے کہ ”گویا حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) ان کی طرف متوجہ ہوئے اور جو لباس وہ پہنے ہوئے تھے (اس سے) عریاں ہو گئے اور ان کو دوسرا لباس پہنایا گیا اور حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ نے فرمایا کہ ان کے ورق کو پلٹ دیا گیا ہے، اور دوسرے واقعہ میں حضرت نے فرمایا کہ ہم نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا ہے اس کے بعد سے ان کا معاملہ دوسرا ہو گیا ہے، بہت مبارک ہو امید ہے کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی) کی خاص نسبت سے واقف حصہ حاصل کریں گے۔“

خواجہ احمد بخاری

خواجہ احمد بخاری بن خواجہ قاندر محمود عطاری نقشبندی بخاری اکابر عصر میں سے ہیں، بادشاہ توران عبدالعزیز کی ایلچی گیری میں ہندوستان آئے اور شعبان ۱۰۲۸ھ لاہور میں انتقال کیا حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفائے ہیں نہ صاحب رضوۃ الوثقیٰ لکھتے ہیں کہ آپ سے بہت ارشاد ہوا اور آپ کے مرید ہیں صاحب کشف وکرامات ہوتے تھے

خواجہ ازغوان خطائی

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفائے ہیں حضرت نے آپ کو خلافت عطا فرما کر ملک خطا (چین) میں بھیجا وہاں آپ کی کوششوں سے دین اسلام کو بہت فروغ ہوا، وہاں کے بہت سے سردار اور سرکش آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر معتقد و مرید ہوئے آپ کے حلقے میں صبح و شام ہزار ہا آدمی شریک ہوتے تھے

میرزا ابان اللہ ریاتی

آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے ہیں سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ حضرت عروۃ الوثقیٰ ایک مکتوب میں آپ کو تحریر فرماتے ہیں: ”اور وہ واقعہ کہ جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام حضرات نے آپ کو کعبہ معظمہ کے اوپر لے لیا اور کعبہ معظمہ کی دیوار کو پورا کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ یہ کام تم سے متعلق ہے اور تکمیل کے بعد ان حضرات نے فرمایا کہ جامعہ (غلاف کعبہ) بھی تو ہی بہتا، آپ نے ان حضرات کی امداد سے کعبہ معظمہ کو جامعہ مبارکہ (غلاف) پہنایا، اس کے بعد سب حضرات نے مبارکباد دیکر مصافحہ کیا۔ بہت اعلیٰ ہے، اس سے کعبہ معظمہ کے ساتھ کامل مناسبت معلوم ہوتی ہے حق سبحانہ و تعالیٰ اس کی حقیقت سے کچھ حصہ عطا فرمائے۔“ (چند سطور کے بعد آپ ایک اور واقعہ تحریر فرماتے ہیں) میں دیکھتا ہوں کہ فقیر کا حلیہ بعینہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ کا حلیہ ہے اور یہ حالت واضح طور پر نظر آئی، حیرت بہت بڑھ گئی کہ یہ کون دیکھتا اور کس چیز کا مشاہدہ کرتا ہے، حضرت فرماتے ہیں حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں جیسا کہ نظر آ رہا ہے۔“ (حضرت عروۃ الوثقیٰ جواب میں تحریر فرماتے ہیں) میرے مخدوم! جو کچھ آپ نے واقعہ میں دیکھا ہے اگر خارج میں ایسا ہو تو یہ قطب لاقطب کا مقام ہے اور تمام عالم کا اس طرح پر توجہ کرنا اس سے تعلق رکھتا ہے، اس کا لب لباب یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ

۱۰ مکتوبات معصومیہ قراول مکتوب ۲۷۲ ۱۰ تلخیص و ترجمہ ص ۲۵۵ ۱۰ روضۃ القیومہ کن دوم ص ۲۲۳ ۱۰ ایضاً ص ۲۷۱

مرد صادق فنا فی الشیخ ہونے کی وجہ سے شیخ کی مخصوص حالت کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے اور شیخ کے ساتھ اتحاد پیدا کر لینے کے وقت اپنے آپ کو شیخ کے کمالات کو مطالعہ کرتا ہے۔ ۱۔

شیخ انور نور پوری لاہوری | آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اشارہ کی بنا پر ۱۲۸۰ھ میں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور سلوک کی تکمیل کے بعد حضرت نے آپ کو خلافت عطا فرما کر سرحد شریف سے ۳۶ میل مغرب کی جانب "نور محل" بھیج دیا وہاں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ۱۲۸۰ھ حضرت نے آپ کے متعلق عمدہ بشارات فرمائیں، اور آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے باطنی احوال کے بارے میں چند رسائل تصنیف کئے جن میں سے ایک رسالہ "کثیر الہدایت" مشہور ہے ۳۔

شیخ بایزید | شیخ بایزید بن حضرت شیخ بدیع الدین بن رفیع الدین انصاری سہارنپوری مثل شیح نقشبندیہ میں سے تھے اور شیخ بایزید کے والد شیخ بدیع الدین حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مشہور خلیفہ تھے شیخ بایزید کی ولادت سہارنپور میں ہوئی اور وہیں پرورش پائی۔ آپ اپنے والد بزرگوار سے تحصیل علم کر کے سرحد شریف پہنچے وہاں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ سے معیت کی اور ایک عرصہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اذکار و اشغال کی پابندی کر کے روحانی فوائد حاصل کئے حتیٰ کہ علم و معرفت میں حضا وافر حاصل ہو گیا اور حضرت عروۃ الوثقیٰؓ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ سہارنپور اگر مستیاد شاد پر متمکن ہو گئے، بہت سے مشاہیر نے آپ سے سلوک طے کیا، قانع اور متواکل بزرگ تھے، درس و افادہ میں مشغول رہتے تھے، سہارنپور ہی میں پیر کے دن ۱۲۸۰ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں آپ کا مزار پُر نوار ہے ۴۔

شیخ بد الدین سلطانپوری | آپ اپنے وقت کے جید علماء میں سے تھے، خواب میں حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی زیارت ہوئی اور اسی وقت سے حضرت کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہو گیا آخر حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے، ذکر و شغل کے علاوہ باقی اوقات میں حضرت کے صاحبزادوں کی تعلیم میں کوشاں رہے چنانچہ صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ حضرت کے تمام صاحبزادوں کے استاد ہیں۔ ایک عرصہ بعد حضرت نے آپ کو خلافت دیکر سرحد شریف ۵۱ میل جانب مغرب شہر سلطان پور بھیج دیا، وہاں آپ کا بہت فیض جاری ہوا۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی معیت میں حج بیت اللہ و زیارت روضۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے چنانچہ سفر نامہ حرمین مسمیٰ یہ بواقیت الحرمین میں آپ کا تذکرہ ہے۔ آپ کے صاحبزادے اخون نجم الدین بھی اپنے والد کی معیت میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت پائی اور بہت لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا ۵۔

۱۔ مکتوبات معصومیہ قراول مکتوب ۲۲ ۲۔ روضۃ القیومیہ کن ۳ ص ۲۵ ۳۔ ایضاً ص ۲۳۹ ۴۔ ترقی الخواطر ج ۵ ص ۸۸ ۵۔ روضۃ ۲۳۹ ۲۴۰

صوفی پابندہ محمد

صاحب روضۃ القیومیہ نے دو حضرات کا تذکرہ کیا ہے ایک صوفی پابندہ طلا جن کے متعلق لکھتے ہیں کہ "آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلیفہ ہیں، مدت تک

حضرت کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی کی تکمیل کر کے خلافت پائی، اپنے شاخ کے طریقہ پر خوب کار بند تھے، آپ بکثرت خوارق ظہور میں آئے، ان میں ایک یہ تھا کہ زرد کا غنم میں ڈال کر روپیہ بنا کر مستحقوں کو دیتے تھے اسی لئے آپ کو پابندہ طلا کہا جاتا ہے۔ دوسرے صوفی پابندہ پلاس پوش تھے۔ آپ بھی حضرت کے خلفا میں سے تھے، ورع، تقویٰ، زہد، توکل میں بے نظیر تھے، پلاس کے پتوں کو چوڑ کر سینٹے (روضۃ القیومیہ مکن دوم ص ۲۳۹)

بہر حال صوفی پابندہ محمد کا ایک مختصر مطبوعہ رسالہ "معجم البحرین" ہمارے پیش نظر ہے جس میں درج ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی تکمیل کے بعد جب آپ کو خلیفہ مجاز بنا یا گیا تو آپ نے مذکورہ بالا دونوں سلسلوں کے شجرے نئے انداز سے صنعت تو شیخ میں اس طرح مرتب کئے کہ اگر ہر سطر کے تمام پہلے حروف جمع کر لئے جائیں تو حضرات نقشبندیہ کے اسماء گرامی بن جائیں گے اسی طرح اگر ہر سطر کے تمام آخری حروف جمع کئے جائیں تو ان سے حضرات قادریہ کے نامہائے نامی مرتب ہو جائیں گے۔

حافظ پیر محمد

آپ نہایت متقی و پرہیزگار تھے، علم ظاہری میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا، آپ کے تمام مرید عالم فاضل تھے، آپ زہد و توکل، قناعت اور استغناء میں بے نظیر تھے (روضہ مکن دوم ص ۲۴۸)

اور زرتھ انخواط میں ہے "شیخ العالم الفقیہ پیر محمد جیندی علمائے صالحین میں سے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ احمد دہلوی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی) سے تعلیم طریقت حاصل کی اور عرصہ دراز تک ان کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنے پیر بزرگوار سے علم و معرفت میں کمال حاصل کیا پھر جیندیں قیام پذیر ہو گئے جو ضلع حصار کا ایک قصبہ ہے، عالمگیر بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے آپ کو خطوط لکھا کرتا تھا اور آپ پر بہت مہربان تھا، علامہ ہزار پوری نے لکھا کہ آپ نے اپنی زندگی درس و تدریس میں گذاری اور لوگوں کو بہت فائدہ پہنچایا (نرختہ ج ۵ ص ۹۷)

جدیب اللہ حصاری ثم البخاری

صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے اتفاق سے وہاں

نیندا آگئی تو خواب میں دیکھے میں کُشمال کی جانب سے بکثرت لوگ آ رہے ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں نوری ایک مشعل ہے درمیان میں تخت پر ایک بزرگ تشریف فرما ہیں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں، اس خواب کے دیکھنے ہی آپ سر نہ تشریف پہنچے اور حضرت سے بیعت ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے بعد ازاں تجارت تشریف لے گئے۔

آپ خراسان اور ماوراء النہر کے سب سے بڑے شیخ تھے تقریباً چار سو مریدوں کو خلافت سے سرفراز کیا۔ بعض نے خلفا کی تعداد چار ہزار لکھی ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ نعمان سند نشین ہوئے۔ (روضہ ج ۲ ص ۳۰ و ۲۳۶ و ۲۳۷)

نرختہ انخواط ج ۵

شیخ زین العابدینؑ ہستی | آپ یمن کے حید عالم تھے، درس و تدریس چھوڑ کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک باطنی کی تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز ہو کر

مدینہ منورہ چلے گئے وہاں بکثرت لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۴۴)

ملا سجاول | انھوں نے بعد ازاں سجاول، آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے خلیفہ ہیں، ظاہری و باطنی دونوں علوم کے ماہر تھے، شرح وقایہ بزبان فارسی آپ نے اپنے پیرو مشد کے

نام معنون کی ہے۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۴۶)

میر شرف الدین حسین | میر شرف الدین حسین بن میر عماد الدین محمد الحسینی الہروی اندھالی لاہوری حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مخصوص خلفا میں سے تھے، سلوک باطنی کی تکمیل کے بعد

خلافت سے مشرف ہوئے (روضہ ۲۴۲) آپ نے مخدوم زادہ عالی مرتبت حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کی فرمائش پر مکتوبات معصومیہ کے دفتر دم کو مرتب کیا اور اس کا تاریخی نام "وسیلۃ السعادت" رکھا۔ افسوس کہ آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

خواجہ عبدالرحمن | آپ فراآسمان ترکستانی علاقے کے رہنے والے تھے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمہ کے مخصوص خلفا میں سے ہیں۔ آپ نے سلوک طے کرنے میں بڑی مشقت اٹھائی، بعد

تکمیل حضرت نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرما کر ان کے وطن ترکستان بھیج دیا وہاں ہزار ہا ترک آپ کے مرید ہوئے اور بکثرت خرق عادات کرمات آپ سے ظہور میں آئیں۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۴۱)

ملا عبد الرزاق | آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے صاحب جذبہ قوی خلیفہ تھے (روضہ ۲۴۵) ممکن ہے کہ آپ شیخ عبد الرزاق لاہوری ہوں جن کا تذکرہ نرہذاً انحواط ج ۵ ص ۲۱۹ پر اس طرح درج ہے،

الشیخ العالم الصالح عبد الرزاق بن عبد الوہاب بن عبد القادر بن محمد بن زین العابدین بن عبد القادر بن محمد شریف الحسینی الاچمی لاہوری۔ آپ فضل و صلاح میں مشہور حضرات میں سے ہیں، اپنے والد بزرگوار سے طریقاً اخذ کیا اور حرمین شریفین گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے وہاں کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا پھر ہندوستان آکر لاہور میں قیام کیا۔ ۲۲ ذیقعدہ ۶۱۵ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

خواجہ عبدالصمد کابلی | آپ کابل سے دو کوس کے فاصلے پر دبیہ یعقوبی "ایک گاؤں کے خواجہ زادوں میں سے تھے، جب حضرت عروۃ الوثقیٰ کی کابل میں شہرت ہوئی تو بے اختیار حضرت کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہو کر عرصہ تک فیض صحبت حاصل کرتے رہے۔ حضرت نے ازراہ غایت آپ کو

خلافت عطا فرما کر وطن بھیج دیا، وہاں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی بلکہ ایک زمانہ میں کابل کی حکمرانی بھی آپ کی اولاد کو حاصل تھی (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۲۲ و ۲۳۸)

شیخ عبدالکریم کابلی آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے عظام میں سے تھے چنانچہ حضرت ایک مکتوب میں آپ کے

تحریر فرماتے ہیں "آپ کے احوال و اطوار کے استقامت کی جو تجربیں سننے میں آتی ہیں مسرت کا سبب ہوتی ہیں (چند سطروں کے بعد) اور گوشہ نشینی و تنہائی کی طرف بہت زیادہ راغب رہیں اور جن لوگوں کو آپ نے تعلیم و تربیت دی ہے ان کے احوال میں مشغول رہیں اور آپ کو جتنی تعداد کیلئے طریقہ سکھانے کی اجازت دی گئی تھی اگر وہ تعداد پوری ہو چکی ہوتو مزید اتنی ہی تعداد لوگوں کو طریقہ تعلیم دے سکتے ہیں۔ (مکتوبات معصومیہ قرم مکتوب ۱۲۱)

شیخ عبداللطیف آپ حضرت محمد الفثانی کے بھتیجے شیخ عبدالقادر کے فرزند، حضرت عروۃ الوثقیٰ کے

ہمشیر زادے حضرت خدیجہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے سلوک کی تکمیل حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں کی، بعد ازاں حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت سے بھی فیض حاصل کیا۔ تربیت اور طریقت کے بڑے پابند تھے علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل تھا۔ (روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۳۱۷)

شیخ عبدالشہرچوچی آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خصوصی مرید و خلیفہ تھے، حضرت کے لئے قہوہ پکانے کی خدمت

آپ کے سپرد تھی اسی لئے قہوچی لقب پڑ گیا، سلوک کی تکمیل کے بعد حضرت نے آپ کو خلافت عطا فرما کر مکہ معظمہ بھیج دیا وہاں بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ (روضہ ص ۲۱۲)

ملا عطاء اللہ سوتی آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے قدیم اجاب میں سے ہیں، سلوک کی تکمیل کے بعد حضرت سے

خلافت پائی حضرت نے آپ کو بند رسورت بھیج دیا، وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، تہایت مستقیم الاحوال بزرگ تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک کے لئے آپ نے ایک قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھا تھا جو طول و عرض کے اعتبار سے بہت بڑا تھا۔ (روضہ ص ۲۱۱)

شیخ عمر الحضرمی آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفا اور یمن کے جید علماء میں سے تھے، درس تدریس

چھوڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک کی تکمیل کر کے خلافت پائی، حضرت کی متابعت میں حنفی مذہب اختیار کیا، یمن میں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی (روضہ ص ۲۱۲) آپ کے متعلق ترقیہ الخواص جلد ۵ ص ۲۸۹ میں ہے: شیخ عمر الحضرمی: السید الشریف عمر بن علی بن عبداللہ بن علی بن عمر بن سالم بن محمد باعلوی الشافعی الحضرمی مشہور زہاد ہیں سے ہیں، صبر و تسلیم اور رضائیں ممتاز تھے، ظفار (موجودہ حکومت مسقط و عمان) میں سلاطین میں ولادت ہوئی، چونکہ باپ کے بہت لاڈلے تھے اس لئے آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی تربیت کا بہت خیال رکھا، بعد ازاں اپنے چچا زاد بھائی سید عقیل بن عمران باعمر علوی کی صحبت اختیار کی اور ان کی تعلیم و تربیت

حضرت سے اجازت سے تدریس فرماتے تھے

مستفیض ہوئے اور انھوں نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ صاحبِ کرامات بزرگوں میں سے تھے، ۱۲۱۳ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور سیدانی بکر بن حسین فقیہ بیجاپوری سے خرقہ خلافت حاصل ہوا اور بیجاپور ہی میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کے خادم محمد بن قشقاش کا بیان ہے کہ میں نے آپ کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں اور آپ مجھے ان کرامات کے مخفی رکھنے کی ناکید فرمایا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آپ زیادہ علیل ہو گئے تو اوقات کی شب کو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تو کوئی عجیب چیز دیکھے تو گھبرانا نہیں، چنانچہ رات کے آخری حصہ میں میں نے ایک نور دیکھا جس سے ہر چیز منور ہو گئی جس کی وجہ سے میرے دل میں ہیبت اور کچکی پیدا ہو گئی پھر میں آپ کے قریب گیا تو آپ کو مردہ پایا۔ آپ کی وفات ۳۰۵ھ میں ہوئی۔ (ترغیۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۸۹)

آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفا میں سے ہیں کیونکہ حضرت اپنے ایک مکتوب میں حاجی محمد افغان

آپ کو تحریر فرماتے ہیں "آپ نے اپنے اور اپنے مریدوں کے لئے توجہات کی درخواست کی تھی کبھی کبھی توجہ کی جاتی ہے انشاء اللہ مرید توجہ کی جائے گی" (مکتوبات معصومیہ و فرائد مکتوب ۳)

خواجه محمد حنیف کا بل

آپ کا بل اکابرین میں سے تھے، حضرات خواجہ میر محمد نعمان سے آپ کے بہت تعلقات تھے میر صاحب موصوف نے ۱۰۳۷ھ میں آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سرستہ تشریف لے کر مرید کر لیا۔ آپ کی اعلیٰ صلاحیت کی وجہ سے حضرت آپ پر بہت ہریان تھے، تکمیل سلوک کے بعد حضرت نے آپ کو خلافت عطا فرما کر کابل بھیج دیا وہاں بے شمار لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے (روضہ ملکہ) خواجہ صاحب تصرفات عظیمہ اور خوارق کریمہ رکھتے تھے چنانچہ حضرت خواجہ محمد قاسم حجۃ اللہ کا کابل کے دوران قیام میں جب دوسرا نکاح ہوا تو اتفاقاً نکاح کی شب کو دردِ شقیقہ کی تکلیف ہو گئی اور آپ صاحب فراموش ہو گئے۔ خواجہ محمد حنیف حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں نکاح کے لئے تشریف لے چلیں حضرت نے اپنی حالت بیان کی۔ خواجہ صاحب نے نصف کر کے اُس درد کو اپنے اوپر لے لیا اور حضرت نے شفا پائی اور نکاح کے لئے تشریف لے گئے (روضہ ملکہ ۲۳۴) خواجہ محمد حنیف نے اپنے پیروم شد کی حیات ہی میں مدنی نشینی کے پختہ ایسویں سال (یعنی ۱۰۷۸ھ) میں وفات پائی (روضہ ملکہ ۱۴) لیکن صفحہ ۲۳۴ پر سنہ ۱۰۷۵ھ درج ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ کو آپ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اور اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کو تعزیت کے لئے کابل بھیجا وہاں کے تمام وضع و شریف صاحبزادے موصوف سے مرید ہوئے (روضہ ملکہ ۱۴) آپ کا فرار کابل کے قریب مانا خانو گاؤں میں ہے (روضہ ملکہ ۲۳۴)

شیخ محمد خلیل اللہ ^{رح} آپ حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید قدس سرہ کے چھٹے فرزند، آپ حضرت

عروۃ الوثقیٰ کے مرید ہوئے اور تعلیم طریقت حضرت ہی کی خدمت میں حاصل کیا، لیکن تکمیل نہ ہو سکی تھی کہ حضرت کا وصال ہو گیا بعد میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں تکمیل کی۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ نے آپ کے حق میں بہت خوشخبریاں دی تھیں، آپ علم و حلم اور ورع و تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ تھے، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے ۳۱۳ھ میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے قبر کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے یعنی حضرت مجدد الف ثانی ^{رح} اور آپ کی قبر کے درمیان صرف ایک دیوار ہے (روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۳۰۴ و ۳۰۵)

میر محمد زاہد ^{رح} میر محمد زاہد بن قاضی اسلم ہراتی حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مخصوص اجاب میں سے تھے علم ظاہر و باطن میں کمال حاصل تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سلوک یا طنی

کامل طور پر حاصل کر کے خلافت پائی، آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے علم منطق سے متعلق رسالہ میرزاہد آپ ہی کی تصنیف ہے علاوہ ازیں آپ کی اور بھی تصانیف ہیں (روضہ ص ۲۲۲) آپ نے شرح موافق اور دوسری درسی کتابوں پر بھی حواشی لکھے (مآثر الامراء ج ۳ ص ۸۲) شاہجہاں بادشاہ نے رمضان المبارک ۱۰۶۲ھ میں آپ کو کابل میں واقعہ نویسی کے عہدہ پر مقرر کیا اور عالمگیر نے آپ کو اپنے جلوس ہشتم میں لشکر کا محتسب مقرر کیا بعد ازاں کابل کی صدارت تفویض کی ۱۰۶۹ھ میں آپ نے کابل میں وفات پائی۔ (مآثر الامراء ص ۲۰۸ و ۲۰۹)

محمد شاکر ^{رح} آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے سنی سے ہیں صاحب فنا و بقا تھے (روضہ ص ۲۳۵) ممکن ہے کہ آپ ہی محمد شاکر سپر مولانا بدرالدین مرہندی صاحب حضرات القدس ہوں خصوصاً

نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے سفرنامہ حج "یواقیت الحرمین" نامی رسالہ کا "سنات الحرمین" کے نام سے فارسی میں ترجمہ کیا راقم الحروف نے اس کا اردو ترجمہ پیش نظر تالیف میں شامل کر دیا ہے (مولف)

خواجہ محمد شریف ^{رح} بخاری آپ بخارا کے مشہور عالم تھے علم معقول و منقول میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے باطنی سلوک حاصل کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے

حضرت نے آپ کو ولایت ثلاثہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دیکر خلافت غایت فرمائی (روضہ ص ۲۵۱ و ۲۵۲)

شیخ محمد شریف کابلی ^{رح} آپ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مرید خاص تھے خواجہ صاحب نے تکمیل سلوک کے بعد آپ کو خلافت عطا فرما کر کابل بھیجا وہاں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی

اور کثرت مخلوق آپ کے حلقہ میں شامل ہو گئی، سو اتفاقاً کہ آپ شیطانی دساوس کی بنا پر خود پسندی اور تکبر کا شکار ہو گئے حتیٰ کہ اپنے پیر خواجہ محمد صدیق سے بھی خود کو بڑا بزرگ سمجھنے لگے اور خواجہ صاحب سے راہ و رسم ترک کر دی

خواجہ صاحب کو آپ کی ان حرکات سے بہت رنج پہنچا حتیٰ کہ ناراض ہو کر نسبت سلب کر لی (روضہ ص ۳۱۳) خواجہ صاحب نے تفصیلی عرض حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں بھی ارسال کر دیا۔ حضرت اُس عرصہ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: آپ نے صوفی محمد شریف کی بے ادبیوں کے بارے میں دوبارہ لکھا ہے، میرے مخدوم! اس نے جو بے ادبی کی ہے صرف آپ ہی کے ساتھ نہیں کی بلکہ اس سلسلہ کے بزرگوں کے ساتھ بھی کی ہے، جب آپ جو کہ اس کے پیر ہیں اسے آزر دہ رہیں گے تو ہمارے لئے اس کے ساتھ کیا آشنائی رہے گی۔ انتقامی قوت اس فقیر میں بہت کم ہے دو کلمے غیرت کے نفاذ سے اس کو لکھے گئے ہیں اگر اس نے اتر قبول کیا تو اچھا ہے ورنہ وہ جانے اور اس کا کام (مکتوبات معصومہ ص ۳۱۳) اور ایک مکتوب بطور تنبیہ شیخ محمد شریف کو بھی تحریر فرمایا: "حد و صلوة کے بعد بیان کیا جاتا ہے، اس آشنائیں سنا گیا کہ تم نے مولانا محمد صدیق کو جو کہ تمہارے پیر ہیں رنج پہنچایا ہے اور گستاخیاں ویں ادبیاں کی ہیں اور سابقہ سلوک میں بہت تبدیلیاں آگئی ہیں اور مولانا تم سے بہت زیادہ رنجیدہ ہیں اس حد تک کہ معاملہ تبریٰ (بیزاری) اور اجازت کے سلب تک پہنچ گیا ہے، ان تواضعات اور قربانیتوں اور خداتہا میں سے جو کہ تم سے ظاہر ہوتی تھیں یہ امور بہت ہی خلاف توقع اور نہایت ہی تعجب تیز ہیں، جب تم اپنے پیر سے قطع تعلق کرتے ہو تو پھر کس کے ساتھ تعلق جوڑنے ہو شاید اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بھی قطع تعلق چاہتے ہو۔ مریدوں کی وجہ سے پیر سے قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے اور مخلوق کی رضامندی کیلئے خالق تعالیٰ شانہ سے قطع تعلق نہیں کیا جاسکتا۔ کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ دنیا سے حقوق اٹھ گئے، تمہارے جیسے لوگوں سے بھی اس قسم کی نازیبا حرکات ظاہر ہوتی ہیں دوستوں اور اہل ابادت سے اعتماد اٹھ گیا جو شخص تربیت حاصل کر لے گا اور کچھ قبولیت ہم پہنچا لے گا یا وہ کسی وقت بھی کھسائی (اپنے اندر) دیکھے گا وہ پیر سے روگردانی اور ترک آشنائی اختیار کر لے گا اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا الْبَرُّ اَجْوَدٌ (مکتوبات معصومہ ص ۳۱۳) اس مکتوب کے پہنچنے پر شیخ محمد شریف بہت گھبرائے اور پشیمان ہو کر اپنے پیر کی خدمت میں نہامت و شرمندگی کے عریضے لکھے نیز حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں بھی نہامت و پشامانی کا ایک عریضہ ارسال کیا۔ حضرت کو آپ کے حال پر رحم آیا اور مولانا محمد صدیق کو ایک سفارشی مکتوب تحریر فرمایا۔ آخر محمد شریف کا بی پشاور پہنچے اور اپنے چہرے پر سیاہی لگا کر گڑھی گلیں ڈال کر مولانا محمد صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی مانگی، مولانا کو بھی آپ کے حال پر رحم آگیا اور معاف کر دیا۔ (روضہ القیومہ رکن دوم ص ۳۰ و ۳۱)

حافظ محمد صادق کابلی | آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفائے ہیں۔ جب عالمگیر بادشاہ نے حضرت سے درخواست کی کہ آپ اپنے کسی خلیفہ کو میرے پاس بھیجیں تاکہ میں اس کی صحبت سے مستفیض ہو سکوں تو حضرت نے آپ کو بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ بادشاہ نے آپ کی صحبت سے بہت استفادہ کیا اور لشکر کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔ (روضہ ص ۲)

مولانا محمد صدیق پشاوری

(آپ وہی مولانا محمد صدیق ہیں جن کے حلیقہ شیخ شریف کابلی سے ناراضگی کا تذکرہ اوپر گذر چکا ہے) آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفاء اور تورات

خواجہ تارادوں میں سے تھے۔ عربیہ ہونے کے حالات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بلخ سے سمرقند جا رہا تھا راستہ میں کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی جو ہندوستان جا رہے تھے معلوم ہوا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں جا رہے ہیں، میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس زمانے میں بھی ایسا شیخ موجود ہے جس کی خدمت میں اس کثرت سے لوگ حاضر ہو رہے ہیں، اس واقعہ سے میرے دل میں بھی حضرت کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہو گیا اور میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم حضرت عروۃ الوثقیٰ کی زیارت کیلئے جا رہے ہیں لہذا خواب سے بیدار ہونے کے بعد میں ایک جماعت کے ہمراہ ہولیا جو حضرت کی خدمت میں جا رہی تھی اور سر ہند پہنچ کر حضرت سے بیعت ہو گیا۔ صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ مولانا محمد صدیق کو بعد تکمیل سلوک خلافت سے مشرف قرا کر پشاور بھیجا دیا وہاں آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی، بہت لوگ آپ کی وجہ سے راہ یاب ہوئے اور خلافت پائی۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۳۴)

حاجی محمد عاشور

حاجی محمد عاشور بن حاجی میرزا محمد البخاری اکیسویں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفائے اور مخصوص احباب میں سے ہیں۔ حضرت آپ پر رعایت درجہ مہربان تھے، سلوک طرفیت کی تکمیل کے بعد حضرت نے آپ کو خلافت عطا فرمائی، آپ بہت مستقیم الاحوال تھے۔ (روضہ شمس) مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد نقشبند کے ایشاد پر آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے مکتوبات کا تیسرا دفتر مرتب کیا جس کی ابتدائی تاریخ "مکاتبات قطب زیاں" اور زانیہ تکمیل "مکاتبات زقطب زیاں" ہے۔ باقی حالات معلوم نہ ہو سکے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی دختر حضرت فدیجہ کے نور چشم اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے۔ آپ نے سلوک طرفیت حضرت عروۃ الوثقیٰ سے حاصل کیا اور حضرت خواجہ محمد نقشبند کی صحبت سے کمال کو پہنچے، آپ کو ظاہری علوم میں بھی کمال حاصل تھا

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پابند اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ (روضہ رکن اول ص ۳۱۸)

حافظ محمد محسن

آپ حضرت شیخ عبدالحق محرت دہلوی کی اولاد میں سے (نواسے) تھے، جامع علوم عقلمند نقلیہ اور اپنے زمانے کے علماء میں ممتاز تھے، شہر دہلی کے دانشمندیوں میں سے کوئی بھی ان کے سامنے بول نہیں سکتا تھا، بعد ازاں ہدایت ربانی کی کشش سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک طرفیت میں مشغول ہو گئے، آخر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کے بعد خلافت پائی، ورع و تقویٰ اور زہد و ریاضت میں کیتے روز گزار تھے۔ آپ سے حضرت نور محمد بدایونی اور دیگر حضرات نے طریقہ اخذ کیا۔ ۱۱۴۸ھ

میں وفات پائی۔ آپ کا مزار دہلی میں مقبرہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے غریب میں ایک چتوڑہ پر ہے (خرنیتہ الاصفیاء) ۲۲۶

آپ بھی حضرت کے خلفائے سے ہیں آپ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں حضرت عروۃ الوثقیٰؒ معکف تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ

ملا محسن کا بیٹی

آرام فرما رہے ہیں اور چہرہ مبارک پر چادر لی ہوئی ہے میں آہستہ سے بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ خوابِ غفلت معلوم ہونا ہے حالانکہ اولیاءِ کرام کو نیند نہیں آتی چاہئے۔ اس خطرہ کے آتے ہی آپ نے سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھا

سحر کر شتمہ وصلش بخواب میدیدم
زہے مراتب خوابے کہ بہ زبیداری است

[میں اس کے وصل کے کرشمہ کا جادو خواب میں دیکھتا ہوں، ایسے خواب کے مراتب بیداری سے بدرجہا بہتر ہیں]

اس جواب نے مجھے چونکا دیا اور یہ ہزار عذر اپنے قصور کی معافی کا خواستگار ہوا (خرنیتہ الاصفیاء ۶۱۰ حضرت المقدس ۲۲۶)

آپ سلطان کے مشہور گردیزی خاندان کے پیرزادہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے مخصوص خلفائے سے تھے، حضرت آپ پر بہت مہربان تھے اور بعد تکمیل سلوک خلافت عطا فرما کر

شیخ محمد یوسف

آپ کو سلطان بھیج دیا جہاں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی وہاں کے گرو نواح میں آپ کے ذریعہ طریقہ نقشبندیہ

مجدد بیکامیت رواج ہوا۔ (روضۃ القیومیہ دکن دوم ص ۲۴۰)

آپ ہندوستان کے مشائخ اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے بڑے خلفائے سے تھے، علمی قابلیت بھی زیادہ تھی لیکن جذبہ عشقِ الہی کی وجہ سے حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کی خدمت

شیخ مراد شامی

میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ حضرت نے بھی آپ پر بہت شفقت و مہربانی فرمائی اور خصوصی توجہ کے ساتھ بہت تھوڑے عرصہ میں خلافت عطا فرما کر ملک شام روانہ کر دیا۔

کہیں ایک کمزور آدمی ہوں نیز علمی مہربانی بھی نہیں اس لئے وہاں مجھ سے اس طریقہ عالیہ کی کیا تبلیغ ہوگی حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواجگانِ عالیہ کی رائے سے تمہارا انتخاب کیا ہے اس لئے کسی قسم کا فکر نہ کرو انشاء اللہ کامیابی

ہوگی، بعد ازاں فرمایا کہ پہلے ماوالنہر جا کر شیخ حبیب اللہ سے ملاقات کرو پھر ایران کے راستہ ملک شام پہنچو کیمت المقدسہ میں مقیم ہو جاؤ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور چند دن شیخ حبیب اللہ کی خدمت میں قیام کر کے ایران ہوتے ہوئے

شام پہنچ گئے، وہاں کے علما و مشائخ جو حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے مرید تھے آپ کا استقبال کیا اور ٹری عزت کے ساتھ کیمت المقدسہ میں قیام کا انتظام کیا۔ وہاں آپ کو ٹری مقبولیت حاصل ہوئی اور بڑے بڑے علما و مشائخ آپ کے حلقہ

میں شامل ہونے لگے اور بکثرت لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔ جب سلطانِ روم کو معلوم ہوا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے اپنا ایک خلیفہ کیمت المقدسہ بھیجا ہے تو اس نے آپ کے ذاتی خرچ کے لئے ایک لاکھ دینار اور خانقاہ کے اخراجات کیلئے تین لاکھ

دینار سالانہ مقرر کر دیئے۔ علاوہ ازیں بھی فتوحات ہونے لگیں۔ نقل ہے کہ جب آپ پہلی مرتبہ حج کے لئے تشریف لینگے

تو آپ مفذوری کے سبب تخت پر بیٹھ کر حرم شریف میں حاضر ہوئے اور اسی پر طواف و ارکان حج ادا کئے اور یہ شرف اس سے قبل کسی ولی یا بادشاہ کو حاصل نہیں ہوا تھا اور جب حضرت عروۃ الوثقیٰ حج کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے اخراجات میں ڈاکٹر صاحب شیخ مراد ہی کا ہتھارہ نیز حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ دو مرتبہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو ہر دو مرتبہ شیخ مراد شام سے حاضر خدمت ہو کر تمام اخراجات برداشت کرتے اور ہر طرح کی خدمت بجالاتے۔ شیخ مراد ملک شام، روم، عرب اور یمن کے تمام مشائخ سے زیادہ بزرگ تھے، بہت لوگ آپ کی صحبت یا برکت سے فیض حاصل کر کے کمال کو پہنچا اور خلافت پائی۔ شیخ مراد کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ محمد سجاد تین اور واقفانہ کے متولی ہوئے، دوسرے صاحبزادے شیخ مصطفیٰ تھے۔ (روضۃ القیومیہ دکن ص ۷۴ تا ۷۶ و ۲۳۶ و ۲۳۷)

میرک معین الدین

میرک معین الدین بن میرک حسین بن میرک مال بن میر حسن خوانی ہراتی میر حسن قصبہ خواجہ مضافات ہرات کے رہنے والے تھے۔ میرک مال اپنے لڑکے میرک حسین کے ہمراہ الہری دور میں ہندوستان آئے، میرک حسین نے جہانگیر کے دربار میں بڑی عزت پائی اور اپنے لڑکے میرک معین الدین کی تعلیم تربیت کا بہت خیال رکھا، چنانچہ میرک معین الدین بعد تحصیل علوم شاہی نوکری پر فائز ہو گئے۔ سنہ ۱۰۱۵ھ میں بہمد شاہجہاں بخئی گری اور واقعہ ٹولسی صوبہ اجیر کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ شیخ معروف بھکاری نے اپنی نالیفٹ "ذخیرۃ الخواص" میں (جوشنہ کی تصنیف ہے) لکھا ہے کہ "میرک معین الدین سپہ میرک حسین خوانی کے باپ دادا کی بزرگی آفتاب سے زیادہ روشن ہے" میرک معین الدین اس عالم شباب میں فہم و فراست اور حسن خط کے اندر بہرہ کامل رکھتے ہیں، صاحب آثار الامراء نے آپ کی شان میں لکھا ہے "خان آفرش نشان، میرک معین الدین احمدانانت خاں خوانی، راستی منش دیدہ وور، حقیقت میں، فقیر مشرب، غنی مزاج، فرشتہ خو، پسندیدہ عادت، صاحب مروت، عالی فطرت صاحب یاتنا مات تھا" میرک معین الدین ۱۰۶۲ھ میں شاہجہاں کی طرف سے خدمت دیوانی و بخئی گری اور واقعہ ٹولسی صوبہ ملتان سے ممتاز ہوئے پنجاب کی پبلک آپ کے صلاح و تقویٰ کو دیکھ کر مریدوں کی طرح پیش آتی تھی، اس علاقہ میں آپ میرک جیو کے نام سے مشہور تھے ملتان سے دو کوس کے فاصلہ پر ایک بلوغ اور ایک جوہلی بنائی جو کوٹلہ میرک جیو کے نام سے مشہور ہے۔ جہد عالمگیری میں آپ کابل کا دیوان اور امانت خاں کے خطاب سے توارا گیا، بعد ازاں دیوانی صوبہ لاہور پھر دکن کی دیوانی وغیرہ پر مامور ہے، آپ کا انتقال ۱۰۹۵ھ میں ہوا اور شہر اورنگ آباد کے جنوب میں نزدیک شاہ نور حامی دفن کئے گئے۔ کتاب شرعۃ الاسلام کا ترجمہ آپ کی مؤلفات میں سے ہے۔ آپ کے سات لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں ایک لڑکے کا نام کاظم خاں تھا صاحب آثار الامراء مصاص الدولۃ شاہستواز (متوفی ۱۱۰۵ھ) کے دادا تھے (مآثر الامراء ج ۱ ص ۲۵۴ تا ۲۶۳ و ج ۲ ص ۱۴۰) صاحب روضۃ القیومیہ نے آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفائے شمار کیا ہے (ص ۲۴۲)

نواب مکرم خاں آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے خلفائے ہیں سے تھے، آپ کا ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن

طریقت سے پیراستہ تھا۔ آپ مقبولان بارگاہِ ربانی اور عاشقانِ بزدانی میں سے تھے۔ ابتدائاً عالمگیر بادشاہ کے امراء میں شامل تھے اور بڑی جاہ و حشمت کے مالک تھے بعد ازاں جذبہٴ عنایتِ الہی نے آپ کو پہنچ لیا اور آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مہرب ہو گئے اور حضرت کی توجہ کی برکت سے اعلیٰ درجات پر فائز ہوئے۔ ایک روز غلبہٴ ملوک کی حالت میں عالمگیر نے آپ سے دریافت کیا کہ نواب صاحب آپ کی عمر کتنی ہے؟ آپ نے جواب دیا چار سال۔ بادشاہ اس جواب پر مسکرائے۔ آپ نے عرض کیا کہ تعجب کی کوئی بات ہمیں نے جتنی عمر (یعنی چار سال) اپنے مرشد کی خدمت میں بسر کی ہے بس وہی میری عمر ہے باقی تو دیوالِ آخرت ہے۔ نواب مکرم خاں کے ہاں دسترخوان پر بہت تکلفات ہوتے تھے جو کہ اسراف کی حد تک پہنچ گئے تھے لیکن حضرت میرزا مظہر جان جانا قریبا کرتے تھے کہ جو شخص نواب صاحب کے دسترخوان سے کھانا کھاتا ہے اس کا نور اس قدر بڑھ جاتا کہ گویا کہ اس نے دو گنا نفل ادا کیا ہے، آپ کی وفات ۱۲۴۸ھ ایک سو بیس سال سے زائد عمر میں ہوئی۔ (تحریر تہ الاصفیاء ص ۶۲۷)

سید اخون موسیٰ آپ ننگر پارولہ کابل کے رہنے والے تھے ایک عرصہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں فیضِ صحبت حاصل کر کے خلافت پائی حضرت نے آپ کو اپنے وطن میں بغرض تبلیغ بھیج دیا وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی بکثرت مخلوق آپ سے مہرب ہوئی اور بہت لوگوں نے خلافت پائی۔ (روضہ ۲۳۸)

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے مذکورہ بالا خلفاء کے علاوہ بھی چند خلفاء کے روضۃ القیومیہ میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں:-
 حاجی ابوتراب - میر ابو الفتح اکبر آبادی - شیخ ابو القاسم بلخی - حاجی اللہ بخش - حاجی بائی - شیخ بدیع الدین -
 شیخ بہاؤ الدین - خواجہ بقا - صوفی ترمیگ - شیخ حسین منصور، مولانا جلال الدین - شیخ جلیل - دوست بیگ -
 شاہ محمد بیٹی - شہر یار بیگ بلخی - اخون صلح کابلی، حافظا صبور - حاجی عارف - عبدالحق - عبد الرحمن بخاری -
 عبد الرحمن سجراتی - صوفی عبد الرحمن ترمذی - خواجہ عبدالآخر - حافظ عبداللہ - قاضی عبداللہ محدث - عبدالنبی،
 شیخ عبدالمومن - شیخ عبد الواحد - میر عم - اخون فصیح الدین - شیخ فقیر بنگالی - اخون قاسم خراسانی - خواجہ کلاں -
 محمد امین بدخشی - محمد باقر کشمیری - محمد برک - میر محمد زماں - محمد صالح کابلی - محمد سعید - محمد صدیق - محمد علی ملتانوی
 صوفی محمود کشمیری - صوفی محمد یحییٰ - شیخ مصطفیٰ اندرابی - حاجی مصطفیٰ جلال آبادی - صوفی مرزائی وغیرہ -

حضرت عروۃ الوثقی

کے

مکتوب الہیم

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوب الہیم اس وقت کی بڑی بڑی شخصیتیں تھیں اسی طرح حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کے مکتوب الہیم بھی کچھ کم درجے کے نہیں ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے متعلق بھی جس قدر معلومات فراہم ہو سکیں ان کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے لیکن پوری کوشش کے باوجود اکثر حضرات کا پتہ نہ چل سکا۔ بہر حال حروفِ تہجی کے اعتبار سے مکتوب الہیم کے اسماءِ گرامی مع مکتوبات کی فہرست اور ساتھ ہی ان کا تعارف بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

الف

- (۱) آدم تنوی (فضیلت مآب شیخ) دفتر دم ۵۹-۶۳-۷۱-۷۷، (آپ کے حالات خلیفہ کے باب میں ملاحظہ ہوں)
- (۲) ابراہیم (خواجہ) دفتر اول ۱۷۳-
- (۳) ابوالسحق (حافظ) دفتر سوم ۲۲-۱۱۹-۱۹۷- (ملاحظہ ہو ضلیفائے عظام)
- (۴) ابوالنخیر شاہ آبادی (سید) دوم ۱۳۹- سوم ۷۳- ۲۰۲-
- (۵) ابوالفضل کشمیری (مولانا) دفتر دوم ۲۳-
- (۶) ابوالعباس کابلی (ملا) دفتر دم ۳۸- آپ حضرت عروۃ الوثقی کے خلیفہ ہیں یہی کابل میں بکنز تھے آپ کے مرید تھے (ملاحظہ ہو)
- (۷) ابوالقاسم (مخدوم زادہ) دفتر دم ۱۰۲-۱۲۱-۱۲۳-۱۲۹- (آپ کے حالات خلیفہ کے باب میں ملاحظہ ہوں)
- (۸) ابوالقاسم (ہاجی) بن محمود لاہوری۔ دفتر دم ۶۱- آپ کے والد مولانا محمود لاہوری کے حالات تو تہمتاً نحو اطراف جلد ۶ میں موجود ہیں لیکن آپ کے حالات نہ مل سکے۔
- (۹) ابو محمد لاہوری (ملا) دفتر سوم ۴۰-

(۱۰) ابوالمظفر سربانپوری (شیخ) دفتردوم ۳۹-۷۱، دفتردوم ۵۴-۹۰-۱۲۵-۲۳۹۔ (آپ کے حالات خلفا کے باب میں ملاحظہ ہوں)

(۱۱) ابوالمعالی (میرزا) سوم ۱۷-۵۶۔ مرزاخان۔ دفتردوم ۱۰۱-۱۰۲۔ میرزاوالی مشہور کے صاحبزادے ہیں، شہزادہ دانیال کی صاحبزادی یلاق بیگم آپ کے گھر میں تھی، میرزا ابوالمعالی باپ کے مرنے کے بعد ایک ہزار ذات اور چار سو سوار کے منصب پر سرفراز ہوئے پھر علاقہ بہار کی صوبہ داری پر متعین ہوئے بعد ازاں عالمگیر نے اپنے دور میں آپ کو باغی، مختلف عطیے، مرزاخان کا خطاب اور تیس ہزار روپے مرحمت فرمائے اور وہ تین ہزار ذات اور دو ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوئے، اس کے بعد آپ کو درہنگہ (صوبہ بہار) کی فوجداری ملی۔ چھٹے سال جلوس عالمگیری میں گورکھپور کے فوجدار اللہ وردی خان کے ساتھ مورنگ کے زمیندار کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوئے اور اسی زمانے میں ۱۰۷۱ھ میں وہ اصل طبعی سے فوت ہو گئے۔ (مائٹرالامراء جلد ۳ ص ۲۶۴)

(۱۲) ابوالمکارم (شیخ)۔ دفتردوم ۱۵۳۔ صاحب نرہۃ الخواطر لکھتے ہیں "الشیخ الفاضل ابوالمکارم بن قاضی القضاۃ عبدالوہاب کھنقی الکجراتی مشہور علمائے ہند سے تھے جن کو ہندوؤں نے ۱۰۷۹ھ میں عالمگیر کے زمانہ میں شہید کر دیا تھا۔ (نرہۃ الخواطر جلد ۵ ص ۳۴)

(۱۳) احمد بخاری (خواجہ) دفتردوم ۳۲-۱۳۰۔ دفتردوم ۶۸-۱۰۹-۱۲۴-۱۳۲ (ملاحظہ ہو باب خلفاء عظام)

(۱۴) اسد اللہ افغان (شیخ) دفتراول ۵۰۔

(۱۵) اسد اللہ بیگ۔ دفتراول ۲۰۴۔

(۱۶) اسرائیل (سیادت باب محمد اسرائیل) دفتردوم ۹۱۔ سید اسرائیل، دفتردوم ۱۰۷-۱۱۶-۲۰۳۔

(۱۷) اسمعیل خاں بیگ (میرزا) دفتراول ۲۰۹۔

اسلام خاں (ملاحظہ ہو میرضیاء الدین حسین)

(۱۸) اللہ داد (مولانا) دفتراول ۵۸۔ (آپ حضرت نزوۃ الثقیٰ کے خلفائے ہند میں) (روضہ کن دم ص ۲۴۳)

(۱۹) الیاس (شیخ) دفتراول ۱۶۵۔

(۲۰) امام الدین پنجابی (شیخ) دفتردوم ۹۲۔

(۲۱) امان اللہ (شیخ) پسر شیخ حمید بنگالی۔ دفتردوم ۳۴-۸۱ (شیخ حمید بنگالی، حضرت مجدد الف ثانیؒ

کے خلفائے ہند میں سے ہیں ان کا تذکرہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلفائے ہند میں ملاحظہ ہو)

(۲۲) امان اللہ سربانپوری (میرزا) دفتراول ۲۴-۷۶-۱۸۶-۲۰۵-۲۲۷۔ (ملاحظہ ہو باب خلفاء عظام)

- (۲۳) ابان اللہ قاضی زادہ برہا پتوری (خواجہ) - دفتر دوم ۹۴ - دفتر سوم ۹۳ - ۱۲۶ - ۱۸۵ - آپ
حضرت عروۃ الوثقی کے خلیفہ شیخ ابوالمظفر کے خلفائیس سے ہیں جیسا کہ دفتر سوم کے مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے
- (۲۴) ابان بیگ بدخشی - دفتر سوم ۱۶۷ - ۲۳۷ -
- (۲۵) امیر خاں (سیادت پناہ) - دفتر دوم ۱۰۰ -
- (۲۶) ابنین قدیم - دفتر دوم ۱۰۵ -
- (۲۷) انور نورسرائی (شیخ) - دفتر سوم ۱۳۱ - ۱۵۵ - ۲۰۴ - (حالات خلفا کے باب میں ملاحظہ ہوں)

ب

- (۲۸) باقی بخاری (میر) - دفتر دوم ۴۴ -
- (۲۹) بایزید (شیخ) ولد شیخ بدیع الدین سہارنپوری - دفتر دوم ۴۲ - ۴۳ - ۷۴ - ۸۰ - ۸۵ - ۱۳۹ -
دفتر سوم ۱۰۸ - ۱۵۲ - (آپ کے حالات خلفا کے باب میں ملاحظہ ہوں)
- (۳۰) بخٹا ورخاں - دفتر سوم ۲۴۴ - شیخ فضل بختیا ورخاں مشہور بہ بخٹا ورخاں - عالمگیر بادشاہ کے
بہت محبوب و باوثوق اور دربار کے بڑے ذی اثر اور ذی علم امیر تھے، ایک ہزاری ذات اور دو سو پچاس سوار
مستحب پر سفر فرات تھے، تیس سال تک شاہی خدمات انجام دیں، تہذیب اخلاق اور مخلوق کی تیر خواہی میں
عظیم المثال تھے، آپ کو تاریخ اور سیرت پر بڑا عبور تھا اور دینداری میں بھی بہرہ وافر حاصل تھا، اہل فضیلت
سے بہت محبت رکھتے تھے، آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آثار عالمگیری کا مؤلف آپ کا منشی اور دیوان
تھا۔ آپ کی وفات ۱۵ ربیع الاول ۹۶۱ھ کو دکن میں ہوئی، عالمگیر کو آپ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اور
عالمگیر نے خود آپ کے جنازہ کی امامت فرمائی، جنازہ کو کاندھار دیا اور اس کی مشابعت کی پھر آپ کی نعش کو
ہلی بھجوا دیا۔ (ترغیۃ الخواطر جلد ۵ ص ۸۹ و نیز تمبوریہ ص ۲۸۵)
- (۳۱) بدر بیگ سمرقندی - دفتر دوم ۹۳ - دفتر سوم ۹۶ -
- (۳۲) بدر الدین سلطانپوری (شیخ) - دفتر اول ۳۵ - دفتر دوم ۷۸ - ۷۹ - ۱۱۴ - سوم ۶۵ (خلفا باب میں ملاحظہ ہوں)
- (۳۳) برخوردار کابلی (مولانا) - دفتر دوم ۱۰۶ -

ب

- (۳۴) پیر پور گوارا والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی - دفتر اول ۱ تا ۷
- (۳۵) پادشاہ بلخی (خواجہ) - دفتر سوم ۸۳ -
- (۳۶) پایتدہ محمد کابلی (صوفی) - دفتر سوم ۱۸ - ۱۹ - ۱۷۸ - ۲۰۲ - ۲۱۲ - (آپ کا تذکرہ خلفا کے باب میں ملاحظہ ہوں)

(۳۷) حافظ پیر محمد، دفتر سوم، ۹۰۔ (ملاحظہ ہو خلفا کا باب)

ت

(۳۸) ترمیت خاں۔ دفتر اول، ۱۶۴۔ ایک ترمیت خاں فوجدار جون پور تھا جس کے متعلق آثار عالمگیری میں لکھا ہے کہ ۲۷ شعبان ۹۵۰ھ میں وفات پائی۔ دوسرا ترمیت خاں فخر الدین احمد راس تھا جو جہانگیر کے زمانہ میں توران سے ہندوستان آیا اور شاہی عہدے پر مقرر ہوا۔ جب شہربار کی جانشینی کا مسئلہ پیدا ہوا تو اس نے آصف الدولہ کے ساتھ رکھ کر قابل ذکر کام انجام دیا جس کی وجہ سے شاہجہاں کی غمگینوں کا سختی ٹھہرا اور شاہجہاں نے اس کو ترمیت خاں کا خطاب دیا، پھر توران کی سفارت پر بھیجا گیا واپسی پر شہر کا صوبہ اتر مقرر ہوا۔ بقول تاریخ محمدی ۵۳-۵۲ھ میں انتقال ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد بادشاہ اس کی رائے کی بہت تعریف کرتا تھا اور اس کے لڑکوں پر بھی بادشاہ کی نظر رعایت رہی۔ (تخصیص ترمیم ص ۱۰، ۱۷ و آثار الامراء ص ۳۸۱)

(۳۹) تیمور بیگ گلانی۔ دفتر سوم، ۸۲-۱۸۶۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے خلفا میں سے ہیں۔

ج

(۴۰) جان محمد بیگ کولابی (خان محمد بیگ کے لابی) دفتر سوم، ۱۰۷-۱۰۷-۱۱۳-۱۳۸۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفا میں سے ہیں۔

(۴۱) جعفر خاں (خواجہ) جملۃ الملکی۔ دفتر سوم، ۹۲-۹۸-۱۱۱-۱۳۳۔

جعفر خاں عہدۃ الملک بن صادق خاں میر بخش بن طاہر بن محمد شریف الہروی، بین الدلہ آصف خاں کا بھانجا اور داماد تھا۔ فرزانہ بیگم شہور بی بی بی بیوی تھی، بادشاہ اس کے حال پر بہت مہربان تھا جب اس کے باپ کا انتقال ہوا تو شاہجہاں بادشاہ نے غایت کرم سے محمد اورنگ زیب بہادر کو تعزیت کیلئے بھیجا کہ جعفر خاں اور اس کے بھائیوں کو بادشاہ کے حضور میں لائے۔ جب یہ بادشاہ کے حضور میں باریاب ہوا تو اس کو ترقی دیکر چار ہزار دات اور دو ہزار سوار کے منصب پر مقرر کیا۔ بعد ازاں پنجاب کا صوبہ دار، میر بخش، شاہجہاں آباد کا صوبہ دار، ٹھٹھہ کا ناظم اور آخریں وزارت کل کا عہدہ اور قلمدان مرصع مرحمت ہوا۔

عہدۃ عالمگیری میں مالوہ کی صوبہ داری پھر ۱۰۷ھ میں وزارت عظمیٰ کا عہدہ اس کے سپرد ہوا، اور ۱۱۳-۱۱۴ھ کو شاہجہاں آباد میں فوت ہوا، عالمگیری ایک مرتبہ عیادت کیلئے اور دوسری مرتبہ تعزیت کیلئے گئے، بادشاہ نے شہزادہ محمد اعظم اور محمد اکبر کو حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹوں نامدار خاں اور کامگار خاں کے گھر جا کر ستم تعزیت بجالائیں اور مرحوم کی اہلیہ فرزانہ بیگم کی تسلی اور کجی کریں جعفر خاں آخر دور کے امراء میں نیک نفسی اور خیر اندیش کیلئے بہت مشہور تھا اسکی خوش وضعی اور عالی دماغی کی مفاصل عام تعریف کرتا تھا نیز خاں خواجہ و آثار الامراء ص ۵۲)

(۴۲) جمال الدین (ملا) اول ۱۷۷-۱۸۱۔

(۴۳) جنید جتی (شیخ) دفتر دوم ۱۳۷-۱۳۸۔ شیخ الکیبر جنید الروحانی سدیلوی۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے شیخ نظام الدین نارولی سے طریقہ اخذ کیا اور عربی و فارسی زبان میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں، بہت پر سیر کار، قناعت پسند عبادت گزار اور مستقیم الحال تھے، پہلے موہان میں قیام تھا پھر سندیل میں سکونت اختیار کی، بحر ذرا میں آپ کی وفات ۵۷۰ھ میں ہوئی لکھا ہے اور سنبھلی نے اسرارہ میں آپ کی وفات ۵۷۰ھ میں ہونا درج کیا ہے۔ (نزهة الخواطر جلد ۵ ص ۱۱۸)

ح

(۴۴) حامد (ملا) دفتر دوم ۲۶۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے ہیں حضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ

اس کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر پہنچا ہے (روضۃ القیومین دوم ص ۲۴۳) ملا حامد جو بنوری نے اکثر کتابیں محمد زاہد سے پڑھیں اور کچھ علوم دانشمندی کی خدمت میں حاصل کئے، شاہ جہاں کے زمانہ میں ان لوگوں میں تھے جن کا روزیہ مقرر تھا، عالمگیری کے زمانہ میں فتویٰ کے موبین میں داخل ہو گئے اور شہزادہ محمد اکبر کی تعلیم میں تھے (تذکرہ علماء ہند ۵۶)

(۴۵) حبیب اللہ صہبانی (بجاری حاجی) دفتر دوم ۱۳۴-۱۳۵-۱۶۰-۲۳۰۔ (خلفاء، کباب ملاحظہ ہو)

(۴۶) حسن (شیخ) دفتر اول ۱۵۹۔

(۴۷) حسن علی پشاوری (ملا) دفتر اول ۳۹-۶۱-۶۵-۷۳-۹۸-۱۲۵-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۹-۱۴۸۔

۲۱۳- دفتر دوم ۱-۲۔ دفتر سوم ۱۱۵۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے صاحبِ استقامت خلیفے ہیں (روضہ ص ۲۳۳)

(۴۸) حسین (حاجی) دفتر اول ۳۶-۱۵۳-۱۷۹۔

(۴۹) حسین الخلوقی الرومی المدنی (شیخ) دفتر دوم ۲۰۔

(۵۰) حسین منصور النذری (شیخ) دفتر دوم ۹۲-۱۰۹-۱۲۰-۳۰-۳۵-۹۹-۱۳۰-۱۶۴-۲۰۰۔

(۵۱) حمید احمدی (شیخ) دفتر اول ۹۲۔

(۵۲) حیدر لاہوری (قاضی) دفتر سوم ۳۲۔ قاضی حیدر الخطاب بہ قاضی خاں کشمیر کے علمائے متبحر اور

فقہائے نامدار میں سے تھے۔ مولانا عبدالرشید زرر کی شاگردی اختیار کی۔ جملہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہو کر تلاش معاش میں وطن کو خیر باد کہا کہ عالمگیری کے لشکر میں آئے، بادشاہ کی شفقت سے شہزادوں کی تعلیم پر مامور ہوئے، بعد ازاں دہلی کے قاضی مقرر ہو گئے، اپنے کمال عدل و انصاف کی وجہ سے قاضی القضاۃ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ مرض اسہال میں مبتلا ہو کر ۱۱۲۱ھ میں بمقام دکن انتقال ہوا اور نعش کو کشمیر لجا کر دفن کیا گیا۔ (تذکرہ علماء ہند ص ۱۷۳-۱۷۴) وصالی مخفیہ ص ۴۳۴)

خ

(۵۳) خالد سلطان پوری (شیخ) دفتر سوم ۲۰۸ -
خلیل اللہ (ملاحظہ ہو محمد ظلیل اللہ)

د

(۵۴) درویش محمد برکی جالندھری (شیخ) دفتر سوم ۵۵
(۵۵) دوست محمد بیگ - دفتر سوم ۱۹۰ - ۲۲۸ -
(۵۶) دینار (خواجہ) دفتر اول ۱۰ - ۹۰ -

س

(۵۷) رشید (آغا) دفتر اول ۱۶۸ - ۱۸۷ - ۱۹۸ -
(۵۸) رعایت خاں - دفتر سوم ۸۷ - آپ شاہجہانی اور عالمگیری دور کے افسر ہیں سے تھے اور سیوستان
(سندھ) میں فوجداری کے عہدہ پر فائز تھے سنہ ۱۷۵۳ء میں وفات پائی (تخصیص و ترجمہ ص ۲۳۲ و ۲۳۳)
(۵۹) رفعت بیگ - دفتر اول ۳۸ - ۴۰ - ۸۱ - سوم ۵۲ - ۷۶ - آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائیس سے ہیں۔
(روضہ ص ۲۳۳)

ش

(۶۰) زاہد برق انداز صوفی، دفتر سوم ۶۱ -
(۶۱) زین العابدین مکی (سید) دفتر دوم ۴۱ - (آپ کا تذکرہ خلیفہ کے باب میں ملاحظہ ہو)

س

(۶۲) سجاول (ملا) دفتر اول ۱۹۷ - (خلیفہ کے باب میں ملاحظہ فرمائیں)۔
(۶۳) سمرانداز خاں - دفتر سوم ۱۷۵ -
(۶۴) سعد اللہ کابلی (صوفی) دفتر دوم ۱۳۵ - سوم ۲۶ - ۳۹ - ۴۲ - ۵۹ - آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے
صاحب تصرف و کرامات خلیفہ ہیں۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۴۴)
(۶۵) سلطان وقت مدظلہ - دفتر اول ۶۲ - دفتر دوم ۵ - دفتر سوم ۶ - ۱۲ - ۲۲۱ - ۲۲۷ -
حضرت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ مغل فرمانرواؤں میں ایک عظیم فرمانروا و
شاہجہاں بادشاہ کے تیسرے فرزند تھے، ۱۵ رذیقہ ۱۰۲۸ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۹ء دوحہ
کے مقام پر جو احمد آباد اور مالوہ کی سرحد پر واقع ہے آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، تاریخ ولادت
"آفتاب عالمتاب" سے نکالی گئی ہے۔ داراشکوہ اور شجاع دونوں عمر کے اعتبار سے آپ سے

بڑے تھے لیکن قابلیت اور کیرکٹری پختگی میں آپ اُن سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے، شہزادگی کے زمانے میں آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے اور شجاعت و بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دنیا آج بھی اُن پر عرش عرش کرتی ہے، آپ نے مولانا سید محمد قزوچی اور علامہ سعد اللہ خاں اور دیگر فضلاء عصر سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی، تفسیر و حدیث پر کافی عبور تھا، کئی بھی جانتے تھے، پھر ۳۹ سال گیارہ ماہ بیس یوم کی عمر میں یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۸۵۸ء کو تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تو بادشاہ رعیت تو ازانے کبھی کوئی ایسا حکم صادر نہیں فرمایا جو رفاہ عامہ کے منافی اور مخلوق کی پریشانی کا باعث ہوا ہو، ہاں آپ نے تخت نشین ہونے ہی ہنگ و غیرہ کاشت کرنے کی ممانعت کر دی شراب نوشی ممنوع قرار دیدی، جو ایند کر دیا، بازاری عورتوں کو حکم دیا کہ یا تو وہ شادی کر لیں یا ملک سے نکل جائیں، بچوں کو غلام یا خواجہ سرا بنا کر بیچنے کے خلاف احکام جاری کئے، سستی ہونے کی ممانعت کر دی، گانے والوں اور گانے والیوں کو دربار سے ہٹا دیا اور تقریباً اسی ٹیکس معاف کر دیئے، نیز تمام ممالک محروسہ میں سلطنت کی وسعت کے باوصف احکام شرعی جاری و نافذ کئے۔ غرضیکہ آپ کے عہد عدولت میں دین منین کا آوازہ جس قدر بلند ہوا اور شہرت میں شریعت اسلامی کا جس طرح لحاظ رکھا گیا اس کی نظیر شکل ہی سے ملے گی۔

شہنشاہ عالمگیر نے سلوک و طریقت کی تعلیم بھی حاصل کی، اس سلسلہ میں آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تعلیمات سے بہت متاثر تھے اسی لئے اُن کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی بیعت اور اُن کے پوتے حضرت خواجہ بیف الدین کی صحبت آپ کے حق میں دو آتش بن گئی، نیز حضرت خواجہ محمد نقشبند اور خواجہ محمد زبیر سے بھی مستفیض ہوئے۔ آپ عالم دین اور حافظ قرآن تو پہلے ہی سے تھے پھر مٹی دین اور پابند شرع منین بننے میں کیا دیر لگے گی آپ نے کتاب و سنت کے احکام کی اجاہ و ترویج کے لئے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کرائی جس کو آپ کے حربی فتوحات کی طرح ایک عظیم الشان کارنامہ کہا جاسکتا ہے، درحقیقت شہنشاہ عالمگیر ہمہ درخلاق، خدا پرست اور انسان نواز مومن کامل تھے، آپ کے اخلاق عالیہ کی ہمہ گیری اور عالمگیری منصف مزاج موضوعین کے نزدیک مسلم و محقق ہے، آپ بظاہر ایک تخت نشین تاجدار تھے لیکن مزاج درویشانہ رکھتے تھے، آپ نظر آتے تھے شاہی محل میں لیکن آپ کی روح پرواز کرتی تھی حقیقت و معرفت کی فضاؤں میں۔ آپ حنفی المذہب تھے اور اسلامی فرائض کی پابندی اور ان کے اجراء میں بے حد کوشاں رہتے تھے، ہمیشہ با وضو رہتے اور کلمہ طیبہ اور دیگر وظائف ہر وقت زبان پر جاری رہتے تھے، نماز اول وقت مسجد میں یا جماعت ادا فرماتے اور تمام سنن و توافل کو بے حد خلوص و حضور قلب سے ادا فرماتے تھے، ایام بیض اور ہفتہ میں روشنیہ و پنجشنبہ اور جمعہ کے روزوں کے پابند تھے تمام مبارک راتوں کو عبادت میں گزارتے، رمضان کا مقدس مہینہ اوائے صوم و پابندی سنن و تراویح وغیرہ عبادات میں بسر کرتے تھے اور رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف فرماتے۔ بادشاہ دین پناہ کی مجلس

میں کبھی غیبت و کذب کا چرچا نہیں ہوا اور حاضرین دربار کو حکم تھا کہ اگر کسی شخص کا عجیب بیان کرنا ناگزیر ہو جا تو اس کو ایسے انداز سے بیان کریں کہ عجیب جوئی میں داخل نہ ہونے پائے۔ اپنے عہد میں ہر سال اور کبھی دوسرے او تیسرے سال حرمین شریفین کے زائرین و مجاورین کے لئے کثیر رقم ارسال فرماتے، آپ نے قرآن مجید کے دو نسخے خود کتابت فرما کر نہایت قیمتی جلدیں بندھوا کر حرمین شریفین کو بھیجوائیں۔ فن خوشنویسی کے علاوہ آپ کو فن انشا اور شترنگاری میں بھی یرطولی حاصل تھا چنانچہ رقععات عالمگیری جو آپ کے خطوط کا مجموعہ ہے فارسی طرز انشا کا بہترین نمونہ سمجھا جاتا ہے، کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے چنانچہ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

غم عالم فراواں است من یک غمچہ دل دارم چساں در شیشہ ساعت خم ریگ بیاباں را

(اس جہاں کا غم بہت زیادہ ہے اور میرے پاس ایک غمچہ صیادل ہے۔ گھڑی کے شیشہ میں اس جہاں کی ریت کے غم کو کیسے گزاروں) آپ کے عہد میں اس قدر کثرت سے مساجد تعمیر کرائی گئیں کہ ان کے اعداد و شمار کے قبول کرنے سے عقل حیران رہ جاتی ہے، ملک کے ہر شہر اور ہر قصبے میں مدرسوں کے وظائف مقرر کئے گئے، غراباؤں ساکین کی راحت رسائی کیلئے دارالحکومت دکن شہروں میں حیات خانے قائم کئے، کثیر تعداد میں شفاخانے بنوائے، مسافروں کیلئے سرائیں تعمیر کرائیں، ایک سڑک اورنگ آباد سے اکبر آباد تک، دوسری لاہور سے کابل تک، تیسری لاہور سے کشمیر تک بنوائی، وظائف میں آپ مسلم و غیر مسلم کا فرق نہیں کرتے تھے چنانچہ شہنشاہ عالمگیر کے وہ فرامین آج تک بناؤں اور دیگر شہروں میں موجود ہیں جن سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ تیموری بادشاہوں میں حفظ قرآن کی سعادت بھی صرف شہنشاہ عالمگیری ہی کو حاصل ہوئی، اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ نے کلام پاک کو اپنی عمر کے تینتالیسویں سال میں صرف ایک سال کے اندر حفظ کر لیا۔ حفظ شروع کرنے کا سن ۱۱۰۰ھ آیت "سُنُّرُكًا فَلَا تَنْسَى" ہے اور حفظ ختم کرنے کا سن ۱۱۰۲ھ "لَوْحٌ مَّقْهُوظٌ" کے اعداد سے برآمد ہوتا ہے۔ آپ نے بروز جمعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۷۰۶ء کو فجر کی نماز کے بعد ایک پہر دن گزرنے پر وفات پائی اور حسب وصیت حضرت شیخ زین العابدین کے مقبرے میں اسی قبر کے اندر جس کو آپ نے اپنی زندگی میں تیار کر لیا تھا پیوند خاک کیا گیا۔ اب وہ جگہ قلعہ آباد کے نام سے موسوم ہے جو اورنگ آباد سے آٹھ کوس اور دولت آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک کرمیہ "روح و روحان و جنت نعبیہ" ارتحال کی تاریخ ہے شہنشاہ عالمگیر نے کیا نوے سال تیرہ یوم کی عمر میں وفات پائی اور پچاس سال دو ماہ ستائیس دن حکمرانی کی۔ آپ کی اولاد ذکور میں: محمد سلطان، محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ (۱۰۵۰ تا ۱۱۲۳ھ) محمد اعظم، محمد اکبر، محمد کام بخش، اور اولادِ دختری زیب النساء، زینت النساء، بدر النساء، زبیرہ النساء، حمہ النساء۔

(مزید حالات پیش نظر کتاب کے مختلف اوراق میں ملاحظہ ہوں)

۱۔ باوجود آزانہ عالمگیری، منتخب البیاب، بزم تیموریہ، خزینۃ الاصفیاء اور تلخیص و ترجمہ وغیر

(۶۶) سلیم بلخی (حاجی) - دفر دوم ۵۵ - ۶۰ - ۱۳۸ -

(۶۷) سید علی بارہہ - دوم ۸۸ - ۹۵ - ۱۴۴ - سوم ۷۱ - ۱۱۳ - (مولانا نسیم احمد صاحب فاروقی سید علی بارہہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "تاریخ محمدی میں ۱۱۹ھ کے تحت ایک شخصیت کا ذکر ان الفاظ میں ہے "سید نور الدین علی خاں بن سید عبداللہ خاں بارہہ از امرائے عالمگیر شاہی در سمرای شاہ عالم در جنگ محمد اعظم گشتہ شد" (در ۱۱۹ھ) غالباً مکتوب الیہ ہی ہیں، मात्र الامراء ج ۳ ص ۷۶، مطبوعہ ایشیا ٹانگ موساسٹی میں ان کو حسن علی خاں اور حسین علی خاں کا بھائی بتایا ہے (تلیخیں وز مجیکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم ص ۵۳)

ش

(۶۸) شاہ جیو (حضرت) دفر دوم ۱۱۸ -

(۶۹) شاہ خواجہ ترمذی - دفر اول ۲۵ - ۱۲۶ -

(۷۰) شرف الدین حسین لاہوری (میر) دفر دوم ۶۴ - ۶۵ - ۸۷ - سوم ۱۰۵ - ۱۷۴ (ملاحظہ ہو با حلفا)

(۷۱) شرف الدین سلطان پوری (شیخ) دفر سوم ۱۳۳ - ۲۲۲

(۷۲) شمس الدین علی غلجالی (میر) دفر اول ۲۳۲ - (آپ کے نام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بھی کئی مکتوب ہیں لیکن آپ کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔)

(۷۳) شمس الدین خوشنگی - دفر اول ۳۶ - آپ نظر بہادر کے بڑے صاحبزادے ہیں، شاہجہاں بادشاہ کے بیسویں سال جلوس میں باپ کی زندگی ہی میں وادی کانگرہ کی قصبہ داری پر مامور ہوئے۔ بعد ازاں اورنگ زیب ہمراہ قندھار کی ہم پر گئے پھر حکم ملا کہ دکن میں محمد اورنگ زیب بہادر کے پاس جاؤ۔ جب اورنگ زیب بہادر نے ہندوستان کا قصد کیا تو آپ کو اصل وصال کے بعد تین ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کے منصب پر مقرر کیا آپ نے دکن کے مددگاروں میں شریک ہو کر قلعہ چاکتہ کی فتح میں امیر الامراء شائستہ خاں کے ہمراہ بہت نمایاں کوشش کی، حملہ کے دن خود گے ٹوٹ کر قلعہ کو فتح کیا (ماتر الامراء ج ۲ ص ۷۷۳)

(۷۴) شمشیر خاں، دفر دوم ۱۱ - شمشیر خاں کے متعلق مولانا نسیم احمد صاحب فاروقی تحریر فرماتے ہیں کہ "اس نام و لقب

کی تین شخصیتیں ہیں جو حضرت خواجہ محمد معصوم کے زمانے میں پائی جاتی ہیں (۱) شمشیر خاں بن علی خاں ترمذی ان کے متعلق تاریخ محمدی قلمی (وصالہ بریری لام پور) میں ہے "اگر اہل علمائے شاہجہانی و عالمگیری در قلعہ داری کابل فوت شدہ و پدرش ۳۵۰ سنہ اول گشت" ان کا انتقال ۸۳ سنہ میں ہوا۔ (۲) میر محمد یعقوب مخاطب شمشیر خاں بن شیخ میر بن میر محمد جان خوانی یہ بھی امرائے عالمگیری میں سے تھے جنگ فغانان کابل میں مقتول ہوئے (تاریخ محمدی) (۳) شمشیر خاں ابن شیر خاں یلمرا شاہجہانی میں سے تھے ۵۲ تا ۵۳ سنہ میں فوت ہوئے (تاریخ محمدی) یہ مکتوب الیہ غالباً میر محمد یعقوب شمشیر خاں بن

(ان کے نام دفر سوم میں ایک مکتوب ۱۹۳ سے تلیخیں وز مجیکتوبات معصومیہ ص ۱۹ و ۲۰)

(۷۵) شہزاد (ملا) دقتراول ۱۱۷۔

ض

(۷۶) ضیاء الدین حسین (میر) دقتراول ۱۵-۱۶۹ - ملقب بہ اسلام خاں، دفتر سوم ۱۲-۱۵۔

نواب میر ضیاء الدین حسین بن محمد حافظ بدخشی ثم دہلوی، عالمگیر بادشاہ کے قدیمی والا شاہی (محافظہ ستے کے سپاہی) تھے، شہزادگی کے زمانے میں شہزادہ اورنگ زیب کی سرکار کے دیوان رہے، جب اورنگ زیب کن سے داراشکوہ کے ساتھ برسرِ بیکار ہونے کیلئے روانہ ہوئے اور برہان پور پہنچے تو اورنگ زیب نے آپ کو "ہمت خاں" کا خطاب دیا اور جب جسوت سنگھ پر فتح پائی تو "اسلام خاں" کا خطاب عطا کیا۔ اسلام خاں نے عالمگیر کی طرف سے داراشکوہ اور شجاع کے ساتھ جنگ دیکھ کر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بعد ازاں کشمیر کے صوبہ دار مقرر ہوئے اور پانچ ہزار زادات اور تین ہزار سوار کا منصب عطا ہو کر آباد کی صوبہ داری ملی، اس عہدہ کو طے ہوئے ابھی ایک ماہ نہ گزرے گا کہ ۱۱۶۴ھ کے شروع میں وفات پائی۔ اسلام خاں کو خواجہ میر محمد نعمان سے بہت عقیدت تھی اس لئے آپ کو ان کے مقبرے میں دفن کیا گیا، اسی تعلق کی بنا پر اسلام خاں نے اپنی ایک لڑکی کی شادی خواجہ میر نعمان کے صاحبزادے میر ابراہیم کے ساتھ کی، نیز آپ نے اپنی حیات میں خواجہ میر نعمان کے مزار کے قریب ایک شاندار مسجد تعمیر کرائی، اسی طرح آپ نے کشمیر کی عید گاہ کو تہایت وسنج اور شاندار مسجد بتوانی وغرض اسلام خاں تہایت دیندار اور صاحبِ کمال تھے اور بہت اچھے اشعار کہتے تھے، ایک شعر ملاحظہ ہو۔

وستے پیدا کر لے صحرانکہ اشب در غمش لشکر آہ من از دل خیمہ بیروں می زند
[لے صحرانست پیدا کر کہ آج رات اس کے غم میں میری آہ کا لشکر دل سے باہر خیمہ لگا رہا ہے]

(نزفۃ الخواطر جلد ۵ ص ۱۸۲۔ و ماثر الامراء جلد ۱ ص ۲۱۷)

(۷۷) ضیائی مودودی (خواجہ)۔ دفتر سوم ۶۷۔

ط

(۷۸) طاہر بدخشی جو پوری شیخ، دقتراول ۹۱۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حلقا میں سے ہیں ترک خاندان سے تھے، تہایت سادہ لوح، نیک طبیعت، دراز قامت اور قوی ہیکل انسان تھے، ابتدا میں قوج کے افسر رہے، بعد وہ دنیا سے دل برداشتہ ہو کر شیخ کی تلاش میں نکلے اور شیخ عبد الجلیل بیانی کی خدمت میں پہنچے اور شیخ کے اشارہ پر ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے، حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی شہرت سن کر دہلی پہنچے لیکن حضرت خواجہ کا وصال ہو چکا تھا وہاں خواجہ میر محمد نعمان علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی، میر صاحب موصوف نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت بابرکت میں بھیج دیا، آپ ایک عرصہ تک حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں رہے، حضرت جب اپنے

۱۶۱۰-۱۶۱۱ھ (۱۶۹۱-۱۶۹۲ء) میں لکھا گیا ہے

مکاشفات و معارف بیان فرماتے تو آجپ سنے وقت ارے اور بلے کہتے رہتے حضرت والا خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اسرار و معارف مولانا طاہر پروردار ہو رہے ہیں اور میں ان کا ترجمان ہوں۔" نیز آپ کے خصائص میں سے ہے کہ ایک مدت تک آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور کی کاشرف حاصل رہا۔ حضرت نے تکمیل سلوک کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز فرما کر جو پور بھجویا۔ آپ نے کافی طویل عمر پائی اور ۷۰۰ھ کو جو پور میں وفات پائی (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب "حضرت مجدد الف ثانی")

(۷۹) طاہر بیگ (مرزا) دفتر اول ۷۵۔

ع

(۸۰) عادل بیگ پسر کامل بیگ درآبادی۔ دفتر سوم ۱۳۵۔

(۸۱) عارف کشمیری (قاضی)۔ دفتر سوم ۵۔

(۸۲) عارف لاہوری (مولانا)۔ دفتر سوم ۸۲۔ آپ حضرت عروۃ الوثقی کے خلفا میں سے ہیں جو کمالات رکھتے تھے (روضہ ۲۲۴)

(۸۳) عباد اللہ ولد قاضی محمد زاہر کابلی (میرک)۔ دفتر اول ۲۱۰-۲۳۹۔ آپ حضرت عروۃ الوثقی کے خلفاء میں سے ہیں حضرت نے آپ کو حقیقت کعبہ کی خوشخبری دی۔ (روضہ ۲۲۵)

(۸۴) عبدالاحد وحدت (مخدوم زادہ شیخ)۔ دفتر سوم ۱۱۹-۲-۱۲۰-۱۶۸-۲۰۵-۲۲۸۔

حقائق و معارف آگاہ مخدوم زادہ عالی مرتبہ شیخ عبدالاحد بن حضرت خواجہ

محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہم، آپ ایک جید عالم اور

محدث تھے۔ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ سنہ ۱۰۰۰ھ کو سرحد شریف میں ولادت ہوئی وہیں

پرورش پائی اور اپنے والد ماجد سے حدیث شریف پڑھی اور سلوک تکمیل کیا پھر ان کی وفات کے بعد اپنے چچا حضرت

خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی صحبت میں نسبت خاص حاصل کی، آپ بہت بڑے عالم، عارف، شاعر اور صاحب تصانیف

تھے، آپ کی تصانیف میں شواہد التجرید، توبہ نامہ، چہارچمن اور مکتوبات میں جو تمام کے تمام حقائق و معارف کا خزائن

ہیں۔ آپ کی وفات بروز جمعہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ کو دہلی میں ہوئی اور آپ کی نعش کو سرحد لجا کر دفن کیا گیا (روضہ انخواطر ۱۳۵)

آپ کے مکتوبات "گلشن وحدت" کے نام سے ۱۳۸۷ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی سے شائع ہو چکے ہیں، اس کے مقدمہ

میں محترم جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں "حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت المعروف "شاہ گل" کے

یہ مکتوبات موسوم بہ "گلشن وحدت" آپ کے خلیفہ شیخ محمود کشمیری نے جمع کئے تھے (چند سطروں کے بعد) سنہ ۱۰۰۰ھ میں

آپ نے حج کیا تھا، شہزادی زیب النساء بنت اورنگ زیب کے نام ۱۰۴۲ھ و ۱۰۴۳ھ نمبر کے دو مکتوب ہیں۔ شاہ فرخ میر کے نام ۱۰۶

نمبر کا مکتوب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ نقشبندیہ مجددیہ سلوک طے کر رہا تھا۔

(۸۵) عبدالجلیل (دہلوی) (حافظ)۔ دفتر سوم ۱۴۱-۱۹۱۔

(۸۶) عبدالحکیم لاہوری - دقر دم ۱۱۰ - الشیخ الصالح عبدالحکیم بن بایزید بن نظام الدین بن محمد بن مبارک المحسبی قادری لاہوری، آپ فضل وصلاح میں مشہور تھے اور آپ کا نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے، ۱۰۳۱ھ میں آپ کی ولادت لاہور میں ہوئی وہیں پرورش پائی اور شیخ عبداللہ سے طریقہ قادریہ اقلد کیا، عالم فقیہ صالح اور پیر بزرگ تھے، تراج میں تواضع اور بردباری تھی ۱۱۰۸ھ میں لاہور میں وفات پائی (زرقہ الخواطر ج ۶ ص ۱۴۰)

(۸۷) عبدالحمید برہانپوری (شیخ) دقر اول ۷۷ -

(۸۸) عبدالحی پٹنی (شیخ) دقر اول ۹۴ - آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بڑے خلفائیس سے ہیں آپ ہی نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریف کا دقر دم مزین کیا، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانیؒ

(۸۹) عبدالحالق بنگالی (شیخ) دقر سوم ۱۹۹ - آپ کا نام بھی خلفا کی فہرست میں درج ہے (روضہ چہل) نیز فخر مکتوب ۱۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۱۱ سے بھی آپ کو خلافت مناظرا ہوتے ہیں۔

(۹۰) عبد الرحمن بلخی (سلطان) دقر سوم ۴۱ - ۱۳۹ - ۱۴۵ - آپ نذر محمد سلطان بلخ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں انیسویں سال جلوس شاہجہانی میں شہزادہ مراد بخش نے کثیر فوج کے ساتھ بلخ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور نذر محمد کے لڑکوں بہرام و عبدالرحمن اور پوتے رستم ولد خسرو کو گرفتار کر لیا۔ جب یہ لوگ شاہجہاں کے حضور میں پیش کئے گئے تو ہر ایک خلعت و منصب سے نوازا گیا، آثار الامراء ج ۲ ص ۸۰۳ سے اندازہ ہوتا ہے کہ عبدالرحمن وغیرہ بلخ گئے اور پھر واپس آگئے بعد کے حالات درج ہیں لیکن صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن واپس نہیں گئے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں رہنے کو سلطنت پر ترجیح اور انتقال کے بعد حضرت کے روضہ کے قریب ہی دفن کئے گئے۔ (روضہ چہل)

(۹۱) عبد الرحمن نقت بندی (خواجہ) - دقر دم ۱۶ - الشیخ الصالح الفقیہ عبدالرحمن نقشبندی سمجھلی، مشائخ کبار میں سے ہیں، شیخ تاج الدین سے طریقہ اقلد کیا اور ان کے ساتھ مدت دراز تک رہے اور انہی کے ساتھ حضرت خواجہ باقی باہنہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استفادہ کیا اور علم و معرفت میں بہت اونچے درجے پر پہنچے اور قصبہ سمجھلی (ضلع مراد آباد) میں سندار شاد پر بیٹھے، آپ سے کثیر مخلوق نے فائدہ اٹھایا تقویٰ اور عزمیت میں ثابت قدم تھے، بروز جمعرات ۷ شوال ۱۰۶۷ھ کو سمجھلی میں وفات پائی (زرقہ ج ۵ ص ۲۱۵)

(۹۲) عبد الرحمن برادر شیخ عرب بخاری (شیخ) دقر سوم ۴۸ - آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائیس سے ہیں بخارا میں بہت لوگ آپ کے معتقد و مرید ہوئے۔

(۹۳) عبد الرحمن (میر) دقر دم ۷۰ -

(۹۴) عبدالرزاق (ملا) دقر دم ۳۶ - ۳۷ - آپ کا تذکرہ خلفا کے باب میں ملاحظہ ہو

(۹۵) عبد الرشید (حافظ) دقر اول ۱۹ - مولانا عبد الرشید جو نپوری بن شیخ مصطفیٰ بن عبدالحمید

شیخ فضل اللہ چوہدری کے شاگرد اور اپنے والد کے مرید تھے، شاہجہاں بادشاہ آپ کے اوصاف منکر ملاقات کا مشاق ہوا، وکیل کی معرفت ایک فرمان بلانے کیلئے بھیجا لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ آپ کی چند تصانیف بھی ہیں انتقال کا واقعہ عجیب ہے کہ فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد فرض کی نیت باندھی تو تکبیر تحریمہ کہنے کے ساتھ روح پرتاز گئی، تاریخ وفات ۲۳-۸۳-۱۱۶۷ھ ہے۔ (تذکرہ علماء ہند ص ۲۹)

(۹۶) عبدالسلام کابلی (خواجہ) دفتر سوم ۱۷۷۔

(۹۷) عبدالصمد کابلی (خواجہ) دفتر اول ۲۳-۸۳-۱۸۸۔ سوم ۳۱-۱۵۶-۲۱۴ (ملاحظہ باب خلفاء)

عبدالعالم جلال آبادی (شیخ) (ملاحظہ موجد محمد علیم جلال آبادی)

(۹۸) عبدالغفار بلخی (حقائق و معارف آگاہ خواجہ) دفتر دوم ۵۶۔

(۹۹) عبدالغفور (حافظ) اول ۱۲۸۔

(۱۰۰) عبدالغفور سمرقندی (مولانا) دفتر اول ۱۵۷۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے اجل خلفائے سہ میں (زیر المقاتل) ^{۳۸۹}

(۱۰۱) عبدالفتاح پسر میر محمد نعمان (میر) دفتر سوم ۲۵۔

(۱۰۲) عبدالکریم (حافظ) دفتر اول ۳۲-۱۶۶-۱۶۷۔

(۱۰۳) عبدالکریم کابلی (شیخ) دفتر دوم ۱۴۔ ملا عبدالکریم پشاوری بن ملا درویش، اخوند کریم کے نام سے مشہور تھے

علوم ظاہر و باطن اپنے والد ماجد سے حاصل کئے "محقق افغانستان" ہوئے، صوفی مشرب تھے، سید میر علی

غواص سے فرقہ خلافت پایا، شریعت و طریقت کے جامع تھے، کتاب فخرن الاسلام آپ کی تصنیف ہے ۱۰۷۲ھ

میں وفات پائی اور علاء قیوسف رنی میں دفن ہوئے۔ (تذکرہ علماء ہند ص ۳۲۰) آپ کا نام بھی خلفاء کی

فہرست میں درج ہے (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۴۶)

(۱۰۴) عبداللطیف ہمشیرہ زاہد (شیخ) دفتر سوم ۵۳۔

(۱۰۵) عبداللطیف لشکر خانی (شیخ) دفتر اول ۹-۱۱۵-۱۶۰-۲۰۷۔ آپ نے حضرت خواجہ میر محمد نعمان سے

سلوک طریقت حاصل کیا، نہایت متقی بزرگوار و تشریح بزرگ تھے لیکن کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔ (روضہ ص ۲۴۹)

(۱۰۶) عبداللہ اسلام خانی (خواجہ) دفتر سوم ۸۔

(۱۰۷) عبداللہ بخش کابلی (میر) دفتر سوم ۳۷۔

(۱۰۸) عبداللہ پشاوری (میر) دفتر سوم ۱۷۶۔ (ملاحظہ موجد عبداللہ ہوجی باب خلفاء)

(۱۰۹) عبداللہ مندکی (حافظ) دفتر سوم ۱۷۱۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے سہ میں حضرت نے آپ کو

خلافت دیکر مغرب کی طرف بھیجا یہاں بہت لوگ آپ سے مستفیض ہوئے (روضہ ص ۲۴۴)

(۱۱۰) عبداللہ کولابی (خواجہ عبید اللہ کولابی) دفتر دوم ۱۳۱- سوم ۳۳- ۴۴- آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے

خلفائے ہیں، کولاب میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ (روضہ ۲۲۵)

(۱۱۱) عبدالہادی بدایونی (شیخ) دفتر اول ۲۳۳- آپ بدایوں کے فاروقی النسب مشہور شائخ میں سے تھے

آپ بھی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے ان مریدوں میں سے ہیں جن کی تربیت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

سے متعلق تھی، آپ ایک عرصت تک حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں رہے اور برکات و ثمرات سے بہرہ ور ہو کر

خلافت پائی، ۹ شعبان ۱۰۴۱ھ میں انتقال ہوا۔ (مزیہ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی ص ۷۰)

(۱۱۲) عبید اللہ بیگ (میرزا) دفتر اول ۲۵- ۲۹- ۵۷- ۱۰۴- ۱۱۶- ۱۲۳- ۱۳۷- ۱۴۱- ۱۵۴- ۱۸۲-

۲۲۴- آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ مکتوب ۱۸۲ سے ظاہر ہے۔

(۱۱۳) عثمان کولابی (میر) دفتر سوم ۱۴۳- ۲۳۶- آپ بھی حضرت کے خلفائے ہیں (روضہ ۲۲۶)

(۱۱۴) عرب بخاری (شیخ) دفتر اول ۱۵۵- دوم ۲۹- ۶۶- آپ شیخ توراخون دروینہ حلیقہ شیخ آدم بتورگی کے

مخصوص مرید تھے، بہت مستقیم الاحوال تھے صبح و شام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات کے درس میں

مشغول رہتے تھے (روضہ القیومیہ کن اول ص ۳۵۳)۔ تاریخ محمدی قلی رضا لائبریری رام پور میں ۱۰۹۶ھ کے تحت

ایک شخصیت عرب شیخ نام کی ملتی ہے جس کے متعلق یہ الفاظ ہیں: عرب شیخ مخاطب یہغل خاں ابن طاہر خاں

ازہارے عالمگیری ۲۲ رمضان ۱۰۹۶ھ درصوبہ داری مالوہ فوت شد (تخصیص و ترجمہ ص ۳۸) مآثر الامراء جلد ۱

ص ۵۱۶ پر ہے کہ "مغل خاں عرب شیخ پیر طاہر خاں بلخی کو اپنے باپ کی حیات میں بادشاہ کی روشناسی کا شرف

شرف حاصل ہوا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اعتبار کا مستحق ٹھہرا تو بیس سال جلوس عالمگیری میں مغل خاں کا

خطاب ملا اور بہت ترقی کی، آخر میں مالوہ کی صوبہ داری پر فائز ہوا اور اسے ذوالفقار نام کا ہاتھی اور اصل و اصفا

کے بعد تین ہزار پانسو ذات اور تین ہزار سوار کا منصب مرحمت ہوا اور اسی سال کے آخر ۱۰۹۶ھ میں اس کا

انتقال ہو گیا ۱۰۲ کے لڑکے کو بھی باپ کا خطاب ملا اور اس نے شاہی خدمات انجام دیں۔ آصف جاہ فتح جنگ

کی بیوی سیدہ سکیم کی بہن اس کے گھر میں تھی یعنی وہ آصف جاہ والی دکن کا ہم زلف تھا۔

(۱۱۵) عزتیر (میر) دفتر سوم ۱۸۰- آپ کا نام بھی خلفاء کی فہرست میں درج ہے (روضہ ۲۲۶)

(۱۱۶) عطار اللہ (میرک) دفتر اول ۱۸۵-

(۱۱۷) عطار اللہ سورتی (ملا) دفتر سوم ۲۷- ۸۸- (آپ کا تذکرہ خلفاء کے باب میں ملاحظہ ہو)۔

(۱۱۸) عماد (سید میر) دفتر دوم ۱۰۸-

(۱۱۹) عمر اکھتری (شیخ) دفتر سوم ۲۵۲- (آپ کا تذکرہ خلفاء کے باب میں ملاحظہ ہو)۔

(۱۲۰) عنایت اللہ (قاضی) دفتر سوم ۹۔ قاضی سید عنایت اللہ مونگیری کو ان کے والد بزرگوار سید عبدالنبی کی جگہ پر عالمگیر نے سورج گڑھا اور کجا (مونگیر) کا قاضی مقرر کیا تو بادشاہ نے محکمہ فضا کی سند عطا کرتے وقت اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی حائل اور چالیس سیکے زمین عنایت کی۔ (دربار تمغیہ ص ۲۵۲)

ع

(۱۲۱) غازی سرہندی (مولانا) دفتر دوم ۱۸-۶۸۔
 (۱۲۲) غضنفر (حاجی میرزا) دفتر دوم ۲۱-۴۹۔ سوم ۲۳۔ میر غضنفر مخاطب بیکہ تاز خاں۔ امرائے عالمگیر شاہی میں سے تھے ۱۱ رمضان ۱۰۹۷ھ کو اجیر میں فوت ہوئے (تلخیص و ترجمہ مش) روضۃ القیومیہ (۲۳۶) میں آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفا میں لکھا ہے۔
 (۱۲۳) غلام محمد افغان۔ دفتر اول ۳۷- سوم ۳۸۔ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفا میں ہیں (روضہ مش) (۲۳۷)
 (۱۲۴) غلام محمد فاروق۔ دفتر دوم ۹۔

ف

(۱۲۵) فاضل کابلی (ملا) دفتر سوم ۸۰۔ آپ حضرت کے خلفا میں ہیں کابل میں آپ کے بکثرت مرید تھے (روضہ مش) (۲۳۶)
 (۱۲۶) فتح خاں شیرپوری۔ دفتر اول ۱۵۲۔
 (۱۲۷) فصیح الدین (مولانا) دفتر دوم ۱۳۶۔ سوم ۲۱۹۔ آپ حضرت کے صاحب کشف و کرامت خلیفہ تھے (روضہ مش) (۲۳۷)
 (۱۲۸) فضل اللہ برہانپوری (شاہ) دفتر اول ۱۰۷۔
 (۱۲۹) فقیر اللہ بنگالی (شیخ) دفتر سوم ۹۷۔
 (۱۳۰) فیض اللہ بنگالی (شیخ) دفتر اول ۲۲۳۔ آپ حضرت کے صاحب تصرف خلیفہ تھے (روضہ مش) (۲۳۷)
 (۱۳۱) فیض محمد فتح آبادی (ملا) دفتر سوم ۷۹۔

ق

(۱۳۲) قاسم پٹنی (خواجہ) دفتر سوم ۲۱۳۔ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفا میں سے ہیں (روضہ مش) (۲۳۶)
 (۱۳۳) قاسم پیر صوفی مغربی (ملا) دفتر سوم ۲۳۵۔ آپ حضرت کے خلیفہ میں خراسان میں آپ کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی (روضہ مش) (۲۳۷)
 (۱۳۴) قاسم روپڑی (ملا) دفتر سوم ۵۸۔ آپ بھی حضرت کے خلفا میں سے ہیں روپڑ (ضلع حصار) میں بہت لوگ آپ کے معتقد و مرید ہوئے (روضہ القیومیہ کن دوم ۲۴۵)
 (۱۳۵) قلیج اللہ۔ دفتر اول ۱۱۔ آپ قلیج محمد راند جانی کے قریبی عزیز تھے بمفصل حالات معلوم نہ ہو سکے بعض قلمی مکتوبات معصومیہ میں آپ کا نام فتح اللہ لکھا ہے مگر صحیح قلیج اللہ ہے۔ (تلخیص و ترجمہ ص ۸۳)

گ

(۱۳۶) گدا محمد (خواجہ) دفتر اول ۱۷۴۔

(۱۳۷) گل بہاری (میرزا) سوم ۶۲۔

(۱۳۸) گل محمد مفتی پشاوری (ملا) دفتر اول ۲۱۲۔

ل

(۱۳۹) لطف اللہ بن سعید خاں (میرزا) دفتر اول ۱۰۰-۱۷۶۔ میرزا لطف اللہ جملۃ الملک سعید اللہ خاں

کے بڑے صاحبزادے ہیں، عبدالمگیری میں بہت ترقی کی، اکیسویں سال جلوس عالمگیری میں آپ کو یہ اعزاز ملا کہ پانچاگیں سوار ہو کر قلعہ میں آئیں، بعد ازاں نین ہزار زات اور دو ہزار سوار کا منصب اور نقارہ ملا اور بیجا پور کی صوبہ داری پر فائز ہوئے، آپ فضل و کمال کے ساتھ شجاع اور بہادر بھی تھے ۱۱۱۱ھ میں انتقال ہوا۔ ماتر الامرار ج ۳ ص ۱۴۷

(۱۴۰) لطیف بخاری (میرزا) دفتر سوم ۱۰-۱۶۱-۲۳۱۔

م

ماہ (خواجہ) ملاحظہ ہو محمد صدیق پسر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی

(۱۴۱) محب علی ملتانی - دفتر سوم ۱۸۹-۲۲۲۔

(۱۴۲) محسن سیالکوٹی (مولانا) دفتر دوم ۴۸۔ (آپ کا تذکرہ خفقا کے باب میں)

(۱۴۳) محسن کشمیری (شیخ) دفتر اول ۱۴۲۔ شیخ محمد محسن کشمیری کشمیر کے نامور عالم

کافی دستکار تھے۔ ان کے علاوہ علی بن کریم اور میرزا محمد اسحاق کاشغری کے شاگرد تھے۔ علی بن کریم نے ۱۱۱۹ھ میں انتقال ہوا۔ ماتر الامرار ج ۳ ص ۱۴۷

(۱۴۴) محمد ابراہیم (میر) ولد سیادت پناہ میر محمد نعمان - دفتر اول ۷۸۔ آپ کے منعلق نرغہ انخواہ جلد ۵ ص ۸ پر ہے کہ

الشیخ العالم الصالح ابراہیم بن نعمان بن شمس الدین الحسنی البلقنی ثم الہندی الاکبر آبادی۔ آپ نقشبندیہ مجددیہ کے

مشاخ ہیں سے ہیں آپ نے طویل عرصہ تک اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر سلوک کی تکمیل کی بعد ازاں ۱۰۶۷ھ

میں حضرت عروۃ الوثقی کے ہمراہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ تیز مولانا نسیم احمد صاحب تلخیص ترجمہ ص ۲۶۸ پر تحریر فرماتے

ہیں آپ میر محمد نعمان اکبر آبادی کے صاحبزادے اور اسلام خاں (میر ضیاء الدین حسین) کے داماد تھے اکابر عصر میں آپ کا

شمار تھا عالمگیری بادشاہ کی طرف سے بطور نذر چھ لاکھ ساٹھ ہزار کی اجناس حرمین شریفین کیلئے لیکر گئے تھے بعد مراد

حدود میں بس ۱۰۶۷ھ کو انتقال ہوا۔ (تذکرہ محمدی قلمی رضا لائبریری راجپور و ماتر الامرار جلد اول ص ۲۱۹)

(۱۴۵) محمد ابراہیم (میر) ولد شیخ میر - دفتر دوم ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲۔ سوم ۱۷۳-۱۹۲-۲۲۵۔

(۱۴۶) محمد اسحق (میر) ولد شیخ ضمیر - دفتر دوم ۱۵۳-۱۵۴-۱۵۹۔ سوم ۱۶۵-۲۲۶۔ (آپ حضرت کے خلیفہ ہیں

محمد اسرائیل (سید) ملاحظہ ہو اسرائیل (روضہ ص ۲۲۵)

(۱۲۷) محمد اشرف (مخدوم زادہ خواجہ) دفتراول ۲۲۹-۲۳۸- روم ۱۲۵-۱۲۶- سوم ۲۵۳- آپ کا تذکرہ اولاد اجماد کے باب میں ملاحظہ ہو)

(۱۲۸) محمد افضل (ملا) ولد شیخ بدرا الدین سرہندی۔ دفتراول ۷۰-۱۹۴- آپ مولانا شیخ بدرا الدین صاحب حضرت القند کے صاحبزادے، حضرت کے بڑے خلفا اور اولیائے وقت میں سے تھے (روضہ ملک ۲۲۲)

(۱۲۹) محمد افغان (حاجی) دفتراول ۳۳-۱۷۱- (خلفا کا باب ملاحظہ ہو)

(۱۵۰) محمد امین بخاری (مولانا) دفتراول ۱-۲۸-۱۲۷- سوم ۲۹-۱۷۰- آپ صاحب جذب قوی الاثر خلیفہ تھے (روضہ ملک ۲۲۳)

(۱۵۱) محمد امین حافظ آبادی (مولانا) دفتراول ۱۵۵- سوم ۱۰۲-۱۹۶- آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفا میں سے ہیں، حضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری دی (روضہ ملک ۲۲۳)

(۱۵۲) محمد امین لاہوری (مولانا) دفتراول ۱۱۹- روم ۱۱۶- مولانا محمد امین بن مولانا خواجہ حسینی الہروی شہ اللہ اکبری آپ ہرات میں پیدا ہوئے وہاں سے قندھار آئے، شیخ زین الدین خوانی سے علم حاصل کیا اور اکبری دور میں ہندوستان آئے اور ملک پور (منصافات لاہور) میں مقیم ہو گئے ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۳۶۱)

(۱۵۳) محمد اللہ رکھا سرہندی (شیخ)۔ دفتراول ۱۰۴-

(۱۵۴) محمد باقر فتح آبادی۔ روم ۶۹- اعظم خاں میر محمد باقر عرف ارادت خاں سادات میں سے تھے۔ ساوہ عراق کا ایک شہر) سے جہانگیری دور میں ہندوستان آئے، شاہجہاں کے دور میں بہت ترقیاں حاصل کیں اور دکن کی گورنری ملی پھر دھاوڑ کے قلعہ کو فتح کیا اور اس کا نام فتح آباد رکھا، شاہجہاں سے فتح آبادی کہلائے ہوئے آخریں جنونپور کی سرکاراں کے سپرد ہوئی اور وہیں ۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۸-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۱-۱۶۳۲-۱۶۳۳-۱۶۳۴-۱۶۳۵-۱۶۳۶-۱۶۳۷-۱۶۳۸-۱۶۳۹-۱۶۴۰-۱۶۴۱-۱۶۴۲-۱۶۴۳-۱۶۴۴-۱۶۴۵-۱۶۴۶-۱۶۴۷-۱۶۴۸-۱۶۴۹-۱۶۵۰-۱۶۵۱-۱۶۵۲-۱۶۵۳-۱۶۵۴-۱۶۵۵-۱۶۵۶-۱۶۵۷-۱۶۵۸-۱۶۵۹-۱۶۶۰-۱۶۶۱-۱۶۶۲-۱۶۶۳-۱۶۶۴-۱۶۶۵-۱۶۶۶-۱۶۶۷-۱۶۶۸-۱۶۶۹-۱۶۷۰-۱۶۷۱-۱۶۷۲-۱۶۷۳-۱۶۷۴-۱۶۷۵-۱۶۷۶-۱۶۷۷-۱۶۷۸-۱۶۷۹-۱۶۸۰-۱۶۸۱-۱۶۸۲-۱۶۸۳-۱۶۸۴-۱۶۸۵-۱۶۸۶-۱۶۸۷-۱۶۸۸-۱۶۸۹-۱۶۹۰-۱۶۹۱-۱۶۹۲-۱۶۹۳-۱۶۹۴-۱۶۹۵-۱۶۹۶-۱۶۹۷-۱۶۹۸-۱۶۹۹-۱۷۰۰-۱۷۰۱-۱۷۰۲-۱۷۰۳-۱۷۰۴-۱۷۰۵-۱۷۰۶-۱۷۰۷-۱۷۰۸-۱۷۰۹-۱۷۱۰-۱۷۱۱-۱۷۱۲-۱۷۱۳-۱۷۱۴-۱۷۱۵-۱۷۱۶-۱۷۱۷-۱۷۱۸-۱۷۱۹-۱۷۲۰-۱۷۲۱-۱۷۲۲-۱۷۲۳-۱۷۲۴-۱۷۲۵-۱۷۲۶-۱۷۲۷-۱۷۲۸-۱۷۲۹-۱۷۳۰-۱۷۳۱-۱۷۳۲-۱۷۳۳-۱۷۳۴-۱۷۳۵-۱۷۳۶-۱۷۳۷-۱۷۳۸-۱۷۳۹-۱۷۴۰-۱۷۴۱-۱۷۴۲-۱۷۴۳-۱۷۴۴-۱۷۴۵-۱۷۴۶-۱۷۴۷-۱۷۴۸-۱۷۴۹-۱۷۵۰-۱۷۵۱-۱۷۵۲-۱۷۵۳-۱۷۵۴-۱۷۵۵-۱۷۵۶-۱۷۵۷-۱۷۵۸-۱۷۵۹-۱۷۶۰-۱۷۶۱-۱۷۶۲-۱۷۶۳-۱۷۶۴-۱۷۶۵-۱۷۶۶-۱۷۶۷-۱۷۶۸-۱۷۶۹-۱۷۷۰-۱۷۷۱-۱۷۷۲-۱۷۷۳-۱۷۷۴-۱۷۷۵-۱۷۷۶-۱۷۷۷-۱۷۷۸-۱۷۷۹-۱۷۸۰-۱۷۸۱-۱۷۸۲-۱۷۸۳-۱۷۸۴-۱۷۸۵-۱۷۸۶-۱۷۸۷-۱۷۸۸-۱۷۸۹-۱۷۹۰-۱۷۹۱-۱۷۹۲-۱۷۹۳-۱۷۹۴-۱۷۹۵-۱۷۹۶-۱۷۹۷-۱۷۹۸-۱۷۹۹-۱۸۰۰-۱۸۰۱-۱۸۰۲-۱۸۰۳-۱۸۰۴-۱۸۰۵-۱۸۰۶-۱۸۰۷-۱۸۰۸-۱۸۰۹-۱۸۱۰-۱۸۱۱-۱۸۱۲-۱۸۱۳-۱۸۱۴-۱۸۱۵-۱۸۱۶-۱۸۱۷-۱۸۱۸-۱۸۱۹-۱۸۲۰-۱۸۲۱-۱۸۲۲-۱۸۲۳-۱۸۲۴-۱۸۲۵-۱۸۲۶-۱۸۲۷-۱۸۲۸-۱۸۲۹-۱۸۳۰-۱۸۳۱-۱۸۳۲-۱۸۳۳-۱۸۳۴-۱۸۳۵-۱۸۳۶-۱۸۳۷-۱۸۳۸-۱۸۳۹-۱۸۴۰-۱۸۴۱-۱۸۴۲-۱۸۴۳-۱۸۴۴-۱۸۴۵-۱۸۴۶-۱۸۴۷-۱۸۴۸-۱۸۴۹-۱۸۵۰-۱۸۵۱-۱۸۵۲-۱۸۵۳-۱۸۵۴-۱۸۵۵-۱۸۵۶-۱۸۵۷-۱۸۵۸-۱۸۵۹-۱۸۶۰-۱۸۶۱-۱۸۶۲-۱۸۶۳-۱۸۶۴-۱۸۶۵-۱۸۶۶-۱۸۶۷-۱۸۶۸-۱۸۶۹-۱۸۷۰-۱۸۷۱-۱۸۷۲-۱۸۷۳-۱۸۷۴-۱۸۷۵-۱۸۷۶-۱۸۷۷-۱۸۷۸-۱۸۷۹-۱۸۸۰-۱۸۸۱-۱۸۸۲-۱۸۸۳-۱۸۸۴-۱۸۸۵-۱۸۸۶-۱۸۸۷-۱۸۸۸-۱۸۸۹-۱۸۹۰-۱۸۹۱-۱۸۹۲-۱۸۹۳-۱۸۹۴-۱۸۹۵-۱۸۹۶-۱۸۹۷-۱۸۹۸-۱۸۹۹-۱۹۰۰-۱۹۰۱-۱۹۰۲-۱۹۰۳-۱۹۰۴-۱۹۰۵-۱۹۰۶-۱۹۰۷-۱۹۰۸-۱۹۰۹-۱۹۱۰-۱۹۱۱-۱۹۱۲-۱۹۱۳-۱۹۱۴-۱۹۱۵-۱۹۱۶-۱۹۱۷-۱۹۱۸-۱۹۱۹-۱۹۲۰-۱۹۲۱-۱۹۲۲-۱۹۲۳-۱۹۲۴-۱۹۲۵-۱۹۲۶-۱۹۲۷-۱۹۲۸-۱۹۲۹-۱۹۳۰-۱۹۳۱-۱۹۳۲-۱۹۳۳-۱۹۳۴-۱۹۳۵-۱۹۳۶-۱۹۳۷-۱۹۳۸-۱۹۳۹-۱۹۴۰-۱۹۴۱-۱۹۴۲-۱۹۴۳-۱۹۴۴-۱۹۴۵-۱۹۴۶-۱۹۴۷-۱۹۴۸-۱۹۴۹-۱۹۵۰-۱۹۵۱-۱۹۵۲-۱۹۵۳-۱۹۵۴-۱۹۵۵-۱۹۵۶-۱۹۵۷-۱۹۵۸-۱۹۵۹-۱۹۶۰-۱۹۶۱-۱۹۶۲-۱۹۶۳-۱۹۶۴-۱۹۶۵-۱۹۶۶-۱۹۶۷-۱۹۶۸-۱۹۶۹-۱۹۷۰-۱۹۷۱-۱۹۷۲-۱۹۷۳-۱۹۷۴-۱۹۷۵-۱۹۷۶-۱۹۷۷-۱۹۷۸-۱۹۷۹-۱۹۸۰-۱۹۸۱-۱۹۸۲-۱۹۸۳-۱۹۸۴-۱۹۸۵-۱۹۸۶-۱۹۸۷-۱۹۸۸-۱۹۸۹-۱۹۹۰-۱۹۹۱-۱۹۹۲-۱۹۹۳-۱۹۹۴-۱۹۹۵-۱۹۹۶-۱۹۹۷-۱۹۹۸-۱۹۹۹-۲۰۰۰-۲۰۰۱-۲۰۰۲-۲۰۰۳-۲۰۰۴-۲۰۰۵-۲۰۰۶-۲۰۰۷-۲۰۰۸-۲۰۰۹-۲۰۱۰-۲۰۱۱-۲۰۱۲-۲۰۱۳-۲۰۱۴-۲۰۱۵-۲۰۱۶-۲۰۱۷-۲۰۱۸-۲۰۱۹-۲۰۲۰-۲۰۲۱-۲۰۲۲-۲۰۲۳-۲۰۲۴-۲۰۲۵-۲۰۲۶-۲۰۲۷-۲۰۲۸-۲۰۲۹-۲۰۳۰-۲۰۳۱-۲۰۳۲-۲۰۳۳-۲۰۳۴-۲۰۳۵-۲۰۳۶-۲۰۳۷-۲۰۳۸-۲۰۳۹-۲۰۴۰-۲۰۴۱-۲۰۴۲-۲۰۴۳-۲۰۴۴-۲۰۴۵-۲۰۴۶-۲۰۴۷-۲۰۴۸-۲۰۴۹-۲۰۵۰-۲۰۵۱-۲۰۵۲-۲۰۵۳-۲۰۵۴-۲۰۵۵-۲۰۵۶-۲۰۵۷-۲۰۵۸-۲۰۵۹-۲۰۶۰-۲۰۶۱-۲۰۶۲-۲۰۶۳-۲۰۶۴-۲۰۶۵-۲۰۶۶-۲۰۶۷-۲۰۶۸-۲۰۶۹-۲۰۷۰-۲۰۷۱-۲۰۷۲-۲۰۷۳-۲۰۷۴-۲۰۷۵-۲۰۷۶-۲۰۷۷-۲۰۷۸-۲۰۷۹-۲۰۸۰-۲۰۸۱-۲۰۸۲-۲۰۸۳-۲۰۸۴-۲۰۸۵-۲۰۸۶-۲۰۸۷-۲۰۸۸-۲۰۸۹-۲۰۹۰-۲۰۹۱-۲۰۹۲-۲۰۹۳-۲۰۹۴-۲۰۹۵-۲۰۹۶-۲۰۹۷-۲۰۹۸-۲۰۹۹-۲۱۰۰-۲۱۰۱-۲۱۰۲-۲۱۰۳-۲۱۰۴-۲۱۰۵-۲۱۰۶-۲۱۰۷-۲۱۰۸-۲۱۰۹-۲۱۱۰-۲۱۱۱-۲۱۱۲-۲۱۱۳-۲۱۱۴-۲۱۱۵-۲۱۱۶-۲۱۱۷-۲۱۱۸-۲۱۱۹-۲۱۲۰-۲۱۲۱-۲۱۲۲-۲۱۲۳-۲۱۲۴-۲۱۲۵-۲۱۲۶-۲۱۲۷-۲۱۲۸-۲۱۲۹-۲۱۳۰-۲۱۳۱-۲۱۳۲-۲۱۳۳-۲۱۳۴-۲۱۳۵-۲۱۳۶-۲۱۳۷-۲۱۳۸-۲۱۳۹-۲۱۴۰-۲۱۴۱-۲۱۴۲-۲۱۴۳-۲۱۴۴-۲۱۴۵-۲۱۴۶-۲۱۴۷-۲۱۴۸-۲۱۴۹-۲۱۵۰-۲۱۵۱-۲۱۵۲-۲۱۵۳-۲۱۵۴-۲۱۵۵-۲۱۵۶-۲۱۵۷-۲۱۵۸-۲۱۵۹-۲۱۶۰-۲۱۶۱-۲۱۶۲-۲۱۶۳-۲۱۶۴-۲۱۶۵-۲۱۶۶-۲۱۶۷-۲۱۶۸-۲۱۶۹-۲۱۷۰-۲۱۷۱-۲۱۷۲-۲۱۷۳-۲۱۷۴-۲۱۷۵-۲۱۷۶-۲۱۷۷-۲۱۷۸-۲۱۷۹-۲۱۸۰-۲۱۸۱-۲۱۸۲-۲۱۸۳-۲۱۸۴-۲۱۸۵-۲۱۸۶-۲۱۸۷-۲۱۸۸-۲۱۸۹-۲۱۹۰-۲۱۹۱-۲۱۹۲-۲۱۹۳-۲۱۹۴-۲۱۹۵-۲۱۹۶-۲۱۹۷-۲۱۹۸-۲۱۹۹-۲۲۰۰-۲۲۰۱-۲۲۰۲-۲۲۰۳-۲۲۰۴-۲۲۰۵-۲۲۰۶-۲۲۰۷-۲۲۰۸-۲۲۰۹-۲۲۱۰-۲۲۱۱-۲۲۱۲-۲۲۱۳-۲۲۱۴-۲۲۱۵-۲۲۱۶-۲۲۱۷-۲۲۱۸-۲۲۱۹-۲۲۲۰-۲۲۲۱-۲۲۲۲-۲۲۲۳-۲۲۲۴-۲۲۲۵-۲۲۲۶-۲۲۲۷-۲۲۲۸-۲۲۲۹-۲۲۳۰-۲۲۳۱-۲۲۳۲-۲۲۳۳-۲۲۳۴-۲۲۳۵-۲۲۳۶-۲۲۳۷-۲۲۳۸-۲۲۳۹-۲۲۴۰-۲۲۴۱-۲۲۴۲-۲۲۴۳-۲۲۴۴-۲۲۴۵-۲۲۴۶-۲۲۴۷-۲۲۴۸-۲۲۴۹-۲۲۵۰-۲۲۵۱-۲۲۵۲-۲۲۵۳-۲۲۵۴-۲۲۵۵-۲۲۵۶-۲۲۵۷-۲۲۵۸-۲۲۵۹-۲۲۶۰-۲۲۶۱-۲۲۶۲-۲۲۶۳-۲۲۶۴-۲۲۶۵-۲۲۶۶-۲۲۶۷-۲۲۶۸-۲۲۶۹-۲۲۷۰-۲۲۷۱-۲۲۷۲-۲۲۷۳-۲۲۷۴-۲۲۷۵-۲۲۷۶-۲۲۷۷-۲۲۷۸-۲۲۷۹-۲۲۸۰-۲۲۸۱-۲۲۸۲-۲۲۸۳-۲۲۸۴-۲۲۸۵-۲۲۸۶-۲۲۸۷-۲۲۸۸-۲۲۸۹-۲۲۹۰-۲۲۹۱-۲۲۹۲-۲۲۹۳-۲۲۹۴-۲۲۹۵-۲۲۹۶-۲۲۹۷-۲۲۹۸-۲۲۹۹-۲۳۰۰-۲۳۰۱-۲۳۰۲-۲۳۰۳-۲۳۰۴-۲۳۰۵-۲۳۰۶-۲۳۰۷-۲۳۰۸-۲۳۰۹-۲۳۱۰-۲۳۱۱-۲۳۱۲-۲۳۱۳-۲۳۱۴-۲۳۱۵-۲۳۱۶-۲۳۱۷-۲۳۱۸-۲۳۱۹-۲۳۲۰-۲۳۲۱-۲۳۲۲-۲۳۲۳-۲۳۲۴-۲۳۲۵-۲۳۲۶-۲۳۲۷-۲۳۲۸-۲۳۲۹-۲۳۳۰-۲۳۳۱-۲۳۳۲-۲۳۳۳-۲۳۳۴-۲۳۳۵-۲۳۳۶-۲۳۳۷-۲۳۳۸-۲۳۳۹-۲۳۴۰-۲۳۴۱-۲۳۴۲-۲۳۴۳-۲۳۴۴-۲۳۴۵-۲۳۴۶-۲۳۴۷-۲۳۴۸-۲۳۴۹-۲۳۵۰-۲۳۵۱-۲۳۵۲-۲۳۵۳-۲۳۵۴-۲۳۵

- (۱۷۵) محمد سیف الدین (مخدوم زادہ خواجہ) دفتر اول ۱۹۰-۲۳۵-سوم ۲۲۰-۲۳۲-۲۳۳-۲۴۳-۲۴۴
 (آپ کا تذکرہ اولاد امجاد میں ملاحظہ ہو)
- (۱۷۶) محمد شاہ گرزب درار (میرزا) دفتر دوم ۳۱-۳۹-۴۵-۱۵۷
 آپ بھی حضرت عروۃ الوثقی کے خلفا سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ حضرت عروۃ الوثقی ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں
 ”جو واقعات کہ محمد شاہ نے دیکھے ہیں وہ واضح ہیں، بظاہر وہ قطب وقت کے ساتھ بڑی مناسبت رکھتا ہے اور
 اس کے انوار و برکات سے امیدوار ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ قوت سے فعل میں لائے، واقعات بشارات ہیں، ہمارے
 بزرگوں نے ان پر اعتماد کیا نہیں رکھا ہے جو کچھ بیداری میں پیش آئے وہ اس شخص کی ملکیت ہے (مکتوبات معصومہ دفتر اول ص ۲۲)
- (۱۷۷) محمد شریف قادم (حاجی) (حاجی شریف) دفتر دوم ۵۳-سوم ۱۳۷-۲۰۶- (آپ حضرت کے صاحب ارشاد خلیفہ تھے
 روزہ ۲۳۳)
- (۱۷۸) محمد شریف بخاری (خواجہ) دفتر دوم ۱۳۶-سوم ۶۹-۱۵۱- (آپ کا تذکرہ خلفا کے باب میں ملاحظہ ہو)
- (۱۷۹) محمد شریف (سیادت پناہ) دفتر دوم ۲۱۷
- (۱۸۰) محمد شریف کابلی (شیخ) دفتر اول ۲۱-۱۱۲-۱۵۰- (آپ کا تذکرہ خلفا کے باب میں ملاحظہ ہو)
- (۱۸۱) محمد شریف لاہوری۔ دفتر اول ۱۳-۱۳۱-۱۳۲-۲۰۲-دوم ۹۸-۱۲۷-سوم ۱۲-۱۳۳-
- (۱۸۲) محمد صادق بخاری ثم المدنی (خواجہ) دفتر اول ۲۲-سوم ۶۴-۱۱۰- (آپ مولانا محمد صدیق کے صاحبزادے
 ہیں (دوم ۲۳۵) حضرت عروۃ الوثقی نے خلافت دیکر عرب بھیجا وہاں بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے (روزہ ۲۴۴)
- (۱۸۳) محمد صادق پرنیویاں (میرزا) دفتر دوم ۴۳-۸۳-سوم ۱۶-۲۷-۱۹۸-۲۱۵-
- (۱۸۴) محمد صادق پٹنی۔ دفتر سوم ۱۴۳-
- (۱۸۵) محمد صادق کابلی (حافظ) دفتر دوم ۱۱۷-سوم ۲۴۱- (آپ کا تذکرہ خلفا کے باب میں ملاحظہ ہو)
- (۱۸۶) محمد صالح تھانیسری (شیخ) دفتر اول ۱۰۵-
- (۱۸۷) محمد صالح کولابی (خواجہ) دفتر اول ۶۹-
- (۱۸۸) محمد صبغۃ اللہ (مخدوم زادہ کلالی شیخ) دفتر اول ۶۳-۱۸۹-۱۹۶-۲۱۵-۲۳۱-سوم ۲۵۴-
- (آپ کا تذکرہ اولاد امجاد میں ملاحظہ ہو)
- (۱۸۹) محمد صدیق (مخدوم زادہ شیخ) سوم ۷-۷-۷۰- (آپ کا تذکرہ اولاد امجاد کے باب میں ملاحظہ ہو)
- (۱۹۰) محمد صدیق بدخشی لقب بہ ہدایت (خواجہ) دفتر سوم ۹۱- سپہ ظہیر الدین حسن کشم (علاقہ بدخشاں) کے
 رہنے والے تھے عنقوان شباب میں ہندوستان آئے چونکہ شعر و شاعری سے دلچسپی
 رکھتے تھے اس لئے محب الفقرا عبد الرحیم خان خاناں کی صحبت اختیار کی اور حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے
 بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہو گئے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد شعر و

شاعری سے دستکش ہو کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی ج کی صحبت میں ولایت قاضی محمد بیعلی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور حضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے ۱۹ سالہ میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی بیاض خاص سے رسالہ میدادِ واحد کے مضامین نقل کر کے مرتب کیا، ۳۲ سالہ میں حج و زیارت حرمین شریفین کیلئے تشریف لے گئے۔ ماہ شوال ۱۱۸۰ھ میں وفات پائی اور دہلی میں حضرت خواجہ باقی بانسہ قدس سرہ کے قبرستان میں دفن ہوئے (تفصیل حالات کیلئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی ج)

(۱۹۱) محمد صدیق دلشخ محمد صالح تھانی سری۔ دفتر سوم ۱۰۳۔

(۱۹۲) محمد صدیق پشاوری (مولانا) دفتر اول ۱۸-۵۶-۵۹-۶۶-۸۴-۱۱۱-۱۱۴-۱۱۸-۱۲۲-۱۲۴۔

۱۲۹-۱۳۳-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۲-۱۴۹-۲۱۴-۲۲۰-۲۲۶-۲۲۸-۲۳۸-۲-۳-۷۔

۳۵- سوم ۷۵-۱۲۰۔ (آپ کا تذکرہ خلیفہ کے باب میں ملاحظہ ہو)

(۱۹۳) محمد صدیق کشمی (خواجہ) دفتر اول ۶۹-۱۶۱۔

(۱۹۴) محمد صدیق ملفب خواجہ ماہ پسر خواجہ عبدالرحمن نقشبندی۔ دفتر سوم ۱۲۹-۱۸۱-۲۰۷۔

(۱۹۵) محمد صلاح کابلی۔ دفتر دوم ۱۲۔

(۱۹۶) محمد عارف (حاجی) دفتر اول ۲۱۳-۲۲۵- دوم ۵۰۔ (آپ حضرت کے خاص غلیفہ اور طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔
روضہ مصباح ۲۳۳)

(۱۹۷) محمد عاشور بخاری (حاجی) دفتر اول ۱۴۵- دوم ۳۳۲-۱۳۲- سوم ۴-۲۵۱۔ (ملاحظہ ہو خلیفہ کا باب)

(۱۹۸) محمد عبید اللہ (محمد زادہ خواجہ) دفتر اول ۶۸-۱۱۰-۱۸۳-۱۹۱-۱۹۲-۲۳۴۔

سوم ۱۱۷-۱۱۸۔ (آپ کا تذکرہ اولادِ امجاد کے باب میں ملاحظہ ہو)

(۱۹۹) محمد عبید اللہ (پیر زادہ خواجہ) دفتر اول ۸۵-۱۲۱-۱۵۶-۲۳۰۔

پیر زادہ خواجہ محمد عبید اللہ عرف خواجہ کلال۔ آپ حضرت خواجہ باقی بانسہ قدس سرہ کے

بڑے صاحبزادے ہیں، یکم ربیع الاول ۱۱۸۰ھ کو عصر کے وقت ولادت ہوئی، ابھی اڑھائی

سال کے بھی نہیں ہونے پاتے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ خواجہ حامد الدین نے آپ کی پرورش کی اور اعلیٰ

تعلیم و تربیت کے بعد آپ کو حضرت مجدد الف ثانی ج کی خدمت میں بھیجا جہاں حضرت کے فیضِ صحبت سے طریقہ

عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں تکمیل حاصل کر کے خلافت پائی اور اس طرح آپ اپنے والد بزرگوار کے خلف الرشید ثابت ہوئے

اور علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہو گئے۔ تیرہ آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی ج کے چھوٹے

صاحبزادے حضرت شاہ محمد یحییٰ سے ہوئی، اس طرح آپ کو حضرت سے قرابتِ داری کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔ آپ عربی و

فارسی کے انتہا پر از تھے آپ کا ایک مختصر رسالہ "مبلغ المرآة" بھی ہے۔ اخیر عمر میں آپ کا رجحان توحید و وجودی کی

طرف ہو گیا تھا جس کا بہت مدلل جواب حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے مکتوب ۲۳۰ دفتر اول میں دیا ہے، ۱۸ جمادی الاولیٰ

۱۱۷۳ھ کو آپ کا انتقال ہوا اور اپنے والد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حضرت مجدد الف ثانی ج)

(۲۰۰) محمد علیم جلال آبادی (شیخ) عبد العلیم - دفتراول ۲۸ - ۱۳۰ - (دوم سوم ۵۳ - ۹۵ - ۱۱۲ - ۱۳۱ - ۱۳۷ -
 آپ بھی حضرت عروہ الوثقی کے خلفائیں سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ حضرت ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "اس سے پہلے مکتوب
 میں فقیر نے لکھا تھا کہ جس تعداد کی آپ کو اجازت دی گئی تھی اس سے دو چکر کی اجازت ہے اب لکھا جاتا ہے کہ چار گنی
 تعداد کو طریقہ کھائیں۔ (مکتوبات معصومیہ دفتراول مکتوب ۲۸)

(۲۰۱) محمد فاروق (خواجہ) ولد خواجہ عبد العفو سوم قندی - دفتراول ۲۰ - ۶۹ - ۱۰۶ - ۱۰۸ - ۱۰۹ -
 (۲۰۲) محمد فاروق (میرزا) دفتراول ۸۰ -

(۲۰۳) محمد فضل اللہ ہمیشہ زادہ (حاجی شیخ) دفتراول ۱۳۸ - سوم ۲۵۰ - (آپ کا تذکرہ خلفائے باب میں ملاحظہ ہو)
 (۲۰۴) محمد قلی (دُلا) دفتراول ۶۲ - شیخ عالم الصالح محمد قلی بن رستم نقشبندی دہلوی - آپ مشائخ نقشبندیہ میں
 ہیں، دہلی میں ولادت ہوئی اور وہیں تربیت پائی اور علم و طریقت کی تعلیم خواجہ عبد اللہ بن حضرت خواجہ باقی باللہ قندھاری
 کی خدمت میں حاصل کی اور بہت مدت تک ان کی صحبت میں رہے، آپ کی تصانیف میں سراج المشکوٰۃ ہے
 آپ کی وفات ۳۳۵ھ میں ہوئی۔ (نزهة النخاطر جلد ۵ ص ۳۸۶)

(۲۰۵) محمد کاشف - دفتراول ۸۲ - ۱۳۲ - ۱۷۲ - آپ حضرت عروہ الوثقی کے قدیم خلفائیں سے ہیں بہت محتاط
 رہتے ہوئے سلوک کی تکمیل کی، حضرت نے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرما کر کاشغریہ مسجد یا وہاں آپ کو پوری
 مقبولیت حاصل ہوئی حتیٰ کہ بلو شاہ کاشغری بھی آپ کا مرید ہو گیا۔ (روضہ رکن دوم ص ۲۷۲)

(۲۰۶) محمد کاظم (خواجہ) ولد خواجہ محمد ہاشم - دفتراول ۹۶ - ۳۳۴ -

(۲۰۷) محمد محسن (حافظ) دفتراول ۶۷ - (آپ کا تذکرہ خلفائے باب میں ملاحظہ ہو)

(۲۰۸) محمد مسافر (دُلا) - دفتراول ۷۲ -

(۲۰۹) محمد معصوم - دفتراول ۱۳۵ - آپ محمد صالح ترخان صف شکن خاں کے داماد تھے جو عالمگیری فوج میں
 ملازم تھا۔ (آئین الامراء جلد ۳ ص ۳۶۷)

(۲۱۰) محمد معین - دفتراول ۴۶ -

(۲۱۱) محمد مقیم قصوری - دفتراول ۵۱ - آپ اپنے والد شاہ ابوالعالی کے انتقال کے وقت کم سن تھے علوم ظاہری کی
 تکمیل کے بعد تلاشِ مرشد میں لاہور پہنچے اور حیات المیزرندہ پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور خلافت پائی ۵۵۵ھ
 میں انتقال ہوا (دقیقۃ الاولیاء ص ۱۹ -)

محمد مکی (خواجہ) ملاحظہ ہو جو حقیق خاں -

(۲۱۲) محمد منصور (میر) دفتراول ۸۷ -

(۲۱۳) محمد موسیٰ (شیخ میر) دفتر سوم ۱۷۹۔

(۲۱۴) محمد مؤمن گیلانی ثم برہانپوری (شیخ) دفتر دوم ۵۸۔ ۹۴۔ سوم ۱۴۴۔ آپ حضرت عروۃ الثقیلیؓ کے خلیفہ شیخ ابوالمظفر برہانپوری کے خلفائیس سے ہیں جیسا کہ دفتر سوم مکتوب ۵۴ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲۱۵) محمد میرک بیک بدخشی گزبردار۔ دفتر دوم ۱۱۲۔ سوم ۶۹۔ ۶۰۔ ۲۲۰۔

(۲۱۶) محمد نعمان (حقائق آگاہ میر) دفتر اول ۸۔ ۱۷۔ ۵۲۔ ۹۷۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۴۸۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔

۱۸۴۔ ۲۰۳۔ ۲۱۷۔ خواجہ میر محمد نعمان بن سید شمس الدین بکھی بدخشی معروف بہ میر بزرگ، حضرت

محمد الف ثانی قدس سرہ کے خلفائیس آپ کا اول درجہ ہے ۱۷۷۷ء میں سمرقند

میں آپ کی ولادت ہوئی، بچپن سے آپ پر درویشی کے آثار نمایاں تھے، فقر و مشائخ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے تھے، علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حضرت امیر عبدالرشیدیؒ کی خدمت میں بلخ پیچھے اور ان ہی کے اشارہ پر ہندوستان تشریف لائے، یہاں بہت سے درویشوں کی خدمت میں پہنچے بالآخر حضرت خواجہ باقی بانندہؒ کی خدمت بابرکت کو لازم کر کے طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت خواجہ باقی بانندہؒ قدس سرہ کے انتقال کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ آپ کو اپنے ہمراہ سمرند شریف لے آئے اور ایک عرصہ بعد مقامات عالیہ سے سمرقند فرما کر خلافت و اجازت دیکر برہانپور بھیج دیا پھر جہانگیر نے آپ کو برہانپور سے اکبر آباد بلوایا۔ میر صاحب موصوف کو حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کے ساتھ عشق و محبت امتیاز کامل حاصل تھا اسی لئے آپ کی شہرت و قبولیت بہت ہوئی اور کثرت مخلوق آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی۔ آپ نے ایک مختصر رسالہ ”رسالہ سلوک“ بھی تالیف فرمایا ہے۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے بعض نے ۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ لکھا ہے اور بعض نے ۱۰۵۸ھ لکھا ہے، مزار پر انوار اکبر آباد میں ہے (مزید تفصیل کیلئے کتاب ”حضرت مجدد الف ثانیؒ“ ملاحظہ ہو)

(۲۱۷) محمد نقشبند (مخدوم زادہ خواجہ) دفتر اول ۶۷۔ ۱۱۳۔ ۱۹۳۔ ۱۹۵۔ ۲۳۷۔ سوم ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔

(آپ کا تذکرہ اولاد امجاد کے باب میں ملاحظہ ہو)

(۲۱۸) محمد نقی (میرزا) دفتر سوم ۱۰۶۔ شیخ الفاضل المفتی محمد نقی بن محمد نقی بن کمال الدین القرشی الملتانی ثم لاہوری

علماء بھاکین میں سے تھے لاہور میں پیدا ہوئے وہیں تربیت پائی اور علم و معرفت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا،

انھیں کی خدمت میں رہے، اپنی بقیہ عمر درس و تدریس اور افتا میں بسر کی (نثرۃ الخواطر ج ۶ ص ۳۶۰)

(۲۱۹) محمد وفا حصاری (خواجہ) دفتر اول ۴۲۔ سوم ۲۳۴۔ حضرت کے خلیفہ جن کو فذہا میں مقبولیت حاصل ہوئی (روضہ ۲۳۴)

(۲۲۰) محمد ہادی (میرزا) یا مرزا ہادی) دفتر دوم ۴۔ سوم ۵۱۔ الامیر الفاضل محمد ہادی بن رفیع الدین الفارسی۔

ہندوستان کے مشہور لوگوں میں سے ہیں، شہزادہ شجاع بن شاہجہاں کی خدمت میں رہے پھر اس سے علیحدگی اختیار

کری، کھجور کے مقام پر عالمگیری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عالمگیر نے آپ کو دو ہزار ذات اور پانچ سو گھوڑوں کا منصب اور بادی خاں کا لقب عطا فرمایا۔ (ترغیب الخواطر ج ۵ ص ۳۸۶)

(۲۲۱) محمد ہاشم کشمی (خواجہ) ذقراول ۵۳ - ۲۰۶ - مولانا محمد ہاشم، موضع کشم (بختاں) میں پیدا ہوئے اور تعلیم تربیت پائی لیکن عنفوان شباب ہی سے فطری ماسیت اور بشارتہائے نردانی کی بنا پر سلسلہ ذہیبہ خواجگان نقشبندیہ سے وابستگی پیدا ہو گئی تھی اسی تلاش و جستجو میں ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور اتفاقاً برہان پور پہنچ کر حضرت خواجہ محمد نعمانؒ کی خدمت میں پہنچ گئے بعد ازاں میر صاحب موصوف کی صحبت سے متاثر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گئے۔ چونکہ مولانا محمد ہاشم خوش آواز، شیریں کلام، نیک خلق اور متواضع تھے اس لئے میر صاحب بھی آپ پر بہت مہربان تھے حتیٰ کہ اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپ کے ساتھ کر کے آپ کو شرف دامادی بخشا۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے طلب قربانے پر ۱۰۳۱ھ میں اجیر شریف حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقریباً دو سال تک سفر و حضر، خلوت و جلوت میں آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں رہے اور اس مدت میں جعفر قواد اور انوار و برکات اس آفتاب عالمتاب سے حاصل کئے ان کی تفصیل احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں جو احباب باقی ماندہ اور صاحبزادگان وغیرہم کے حالات میں نہایت جامع اور مستند مجموعہ لکھا جس کا نام ”برکات احمدیہ“ رکھا اور تاریخی نام ”زبدہ الملقانات“ قرار پایا حضرتؒ کے حالات سب سے پہلی اور مستند کتاب ہے۔ غالباً ۱۰۵۷ھ میں آپ کا انتقال برہانپور میں ہوا، چونکہ آپ کا مزار غیر گاہ کے قریب پانڈہ رول ندی کے کنارے پر تھا ۱۲۴۲ھ میں سیلاب کی وجہ سے مزار کے مہدم ہوجانے کا خطرہ تھا خود مولانا محمد ہاشم نے شہر برہانپور کے ایک بزرگ مجھو طاہر کو خواب میں اپنے مزار کے دوسری جگہ منتقل کرنے کی ہدایت کی حسب ارشاد آپ کی نعش کو دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تقریباً تین سو سال کے بعد آپ کی نعش کو قبر سے نکالا گیا آپ کا جسم اور کفن بالکل اصلی حالت پر تھے اور قبر سے ایسی خوشبو نکلی کہ سارا علاقہ جہک گیا بعد ازاں آپ پر نماز جنازہ پڑھ کر سپرد خاک کیا گیا۔ (مزید حالات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ)

(۲۲۲) محمد یار خادم حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ ذقراول ۶۳ -

(۲۲۳) محمد یحییٰ (حضرت خواجہ، برادر ایشاں) ذقراول ۱۸۰ - سوم ۱۲۲ -

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کے ساتویں فرزند ارجمند اور آخری اولاد امجاد ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔ آپ ذوقِ قامت، رقتار و گفتگو اور چشم و ابرو میں اپنے والد ماجد سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ آپ بچپن ہی سے عالی استعداد رکھتے تھے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ کی برکت سے آٹھ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اسی طفولیت کے زمانے میں تحصیل علم سے بھی آپ کو کامل محبت و رغبت تھی

مظفر برہان پوری (شیخ) ملاحظہ ہوا ابوالمظفر

(۲۳۳) مظفر حسین (میر) دفر دم ۸۶ - آپ نے حضرت کی خدمت میں تکمیل سلوک کیا اور خلافت پائی (روضہ ص ۲۲۲)

(۲۳۳) معصوم (میر) - دفر اول ۱۶ -

(۲۳۵) معقول (میاں) دفر سوم ۷۲ -

(۲۳۶) معین الدین (میر) دفر دم ۸۹ - ۱۵۸ - (آپ کا تذکرہ خلفا کے باب میں ملاحظہ ہو)

(۲۳۷) مغل (میر) دفر اول ۴۶

(۲۳۸) مفاخر حسین (میر) دفر دم ۱۰۳ - آپ نے حضرت کی خدمت میں سلوک تکمیل کر کے خلافت پائی (روضہ ص ۲۳۲)

(۲۳۹) مہر نر خاں - دفر اول ۲۱۶ - مہر نر خاں بن عیسیٰ خاں نیازی خان جہاں کما حقہ میں رہے عہد شاہجہانی میں جب

(۲۴۰) موسیٰ (ملا) دفر دم ۱۲۲ - (آپ کا تذکرہ خلفا کے باب میں ملاحظہ ہو)

(۲۴۱) مومن بیگ کابلی - دفر اول ۷۱

(۲۴۲) مومن جذبی (خواجہ) دفر اول ۱۳ - ۹۵ - آپ حضرت مجدد ثانی قدس سرہ کے مقبولین میں سے ہیں اور صاحبزادہ کلاں حضرت

خواجہ محمد صاقل نے آپ کو بشارت دی کہ حضرت عروۃ الثانی کے ہر دو مکتوب شفقت و محبت سے بلبریز ہیں۔

(۲۴۳) مومن (خواجہ) قاضی زادہ برہان پوری دفر سوم ۱۲۷ - ۱۸۵ -

(۲۴۴) میر دلوی (شیخ) دفر سوم ۱۳۶ -

(۲۴۵) میر بیگ کولابی - دفر سوم ۱۲۹ -

میرزا خاں (سیادت پناہ) دفر دم ۱۰۱ - ۱۰۴ - (آپ کا تذکرہ میرزا ابوالعالی مکتوب الہیم نمبر ۱۱ ملاحظہ ہو)

(۲۴۶) میرک شیخ (سیادت دسنگام) دفر اول ۲۰ - ۱۲۷ - الشیخ العالم الکبیر العلامہ میرک شیخ بن فصیح الدین حنفی الہردی

ہرات میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور عہد شباب میں ہندوستان آئے۔ [آپ قاضی اسلم (متوفی ۱۱۶۵ھ) کے بھتیجے تھے

قاضی اسلم عہد چنگیزی میں ہرات سے لاہور آئے اور ملا عبدالسلام (متوفی ۱۱۶۲ھ) کی شاگردی اختیار کی۔ ملا عبدالسلام

لاہور کے معتبر فاضل اور علم فقہ میں عالی رتبہ رکھتے تھے کچھ دنوں شاہی لشکر کے مفتی بھی رہے]

میرک شیخ کتاب کمال کے بعد شاہجہاں کے ملازمین میں منسلک ہو گئے اور اپنی قسمت کی یاد دہانی سے داراشکوہ او

دوسرے شہزادوں کی تعلیم پر مقرر ہو گئے، پھر بادشاہ کی تواضع سے معقول منصب پر مرفراز ہوئے اور حکیم صاحبہ

کی سرکار کی دیوانی ملی اور آپ کے منصب میں پانچ سو ذوات اور چار سو افراد کا اضافہ ہوا۔ جب اورنگ زیب کو تخت

سلطنت حاصل ہوا تو آپ پر فریدی عیالیا ہوئیں اور رعایت اللہ قادری کی بجائے صدارت کل کا عہدہ ملا، پھر

بہت بڑھے ہو جانے کی وجہ سے معزول کر دیئے گئے اور ۱۰۷۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ (نزعہ ص ۱۴۵ و آثار الامراء ص ۳۳۵)

مکتوب الہیم نمبر ۱۱

ن

(۲۴۷) نصیر خاں۔ دفتر سوم ۲۱۱۔

(۲۴۸) نظام الدین کو لابی (ہاجی) دفتر دوم ۸۲۔

(۲۴۹) نعمت اللہ بنگالی (سید) دفتر سوم ۱۳۲-۱۷۲۔

(۲۵۰) نعمت اللہ قادری (شاہ) دفتر اول ۲۷-۷۴۔ الشیخ العالم البکیر علامہ جلال الدین نعمت اللہ بن عطاء اللہ

ناروئی مشائخ قادریہ میں سے تھے، آپ کی ولادت و تربیت ناروول میں ہوئی، آپ نے تحصیل علم کی خاطر بہت سے شہروں کا سفر کیا، جو پور میں شیخ محمد افضل عثمانی سے ہیئت پڑھنے گئے، تحصیل علوم سے فارغ ہو کر فیروز پور میں سکونت اختیار کر لی، آپ مشائخ قادریہ میں ایک ممتاز شیخ تھے آپ کی وجاہت و قبولیت مسلم تھی، شاہزادہ شجاع آپ سے بیعت تھا، عالمگیری کے دربار سے بھی آپ کا تعلق ہو گیا تھا، آپ کی مصنفات میں ایک تفسیر القرآن ہے جو جلالین کے طرز پر ہے اور ایک ترجمہ القرآن ہے جس کا تفسیر جہانگیری ہے، اس ترجمہ کو عہد جہانگیری میں دہلی کے قیام میں لکھا تھا آپ نے کئی بزرگوں سے سلوک طے کیا اور علامہ محمود بن محمد جو پوری نے آپ سے تعلیم طریقت کو اخذ کیا تھا۔ ۷۲-۷۳ء میں آپ کا وصال ہوا (ترجمہ النسخہ اطرح جلد ۵ ص ۲۳) صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ شاہزادہ شجاع جن دنوں بنگال میں تھا آپ کو چار لاکھ اشرفی سالانہ بطور خرچ دیتا تھا۔ آپ سارا روپیہ فقرا کو تقسیم کر دیتے۔ (روضہ ص ۲۴)

(۲۵۱) نعمت اللہ شادری (ملا) دفتر اول ۱۳۶-۱۳۹-۱۵۱۔ آپ حضرت کے خلفائے ہیں (روضہ ص ۲۳)

(۲۵۲) نور محمد بارہ (سید) دفتر دوم ۹۶-۹۹۔ سوم ۲۵-۱۶۶۔ (ان تاریخ محمدی رصا لائبریری رام پور) سید نور محمد

بارہ مخاطب بہ سیف خاں از امرائے عالمگیری در شاہجہاں آباد فوت شد، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ

سادات بارہ میں سے تھے امرائے عالمگیری میں آپ کا شمار تھا اللہ میں ہی میں وفات ہوئی۔ (تخصیص ذر جہ ص ۵۴)

(۲۵۳) نور بیگ (صوفی) دفتر اول ۲۰۰۔ سوم ۲۱۔ آپ حضرت کے خلفائے ہیں۔

(۲۵۴) نور محمد پٹی (شیخ) آپ حضرت مجدد الف ثانی کے جلیل القدر خلفائے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باشتقدیر نے

(دفتر اول ۹۳) امریکہ کے آپ کی تربیت حضرت مجدد الف ثانی کے حوالہ کی، حضرت نے بعد نیکیل سلوک خلافت اجازت

عطا فرما کر پٹنہ بھیجا وہاں آپ نے دریلے گنگا کے کنارے ایک مسجد اور ایک چھوٹی بنائی جس میں مع اہل و عیال رہتے لگے اور

مسجد کو طاعت و عبادات اور ارشاد و ہدایات اور افادہ علوم دینیہ کا مرکز بنایا۔ بعض حضرات آپ کو رجال الغیب میں شمار کیا ہے۔

(تفصیلی حالات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب حضرت مجدد الف ثانی ص ۵۵)

(۲۵۵) نور محمد سورتی (شیخ) دفتر سوم ۲۸۔

(۲۵۶) نور روز تختاورداشی (میر) دفتر سوم ۱۸۲۔

۹

(۲۵۷) ولی محمد جتئی، شیخ ولی جتئی۔ دفتر دوم ۱۱۵-۱۲۲۔ آپ بھی حضرت کے خلفائے ہیں (روضہ ۲۴۵)

۵

(۲۵۸) ہمت خاں۔ دفتر اول ۲۱۸۔ دفتر دوم ۱۲۴۔ ہمت خاں میر عیسیٰ میرن، میر ضیاء الدین حسین اسلام خاں بدخشی کے لائق فرزند تھے۔ بچپن ہی سے عالمگیر بادشاہ کی عنایات سے سرفراز رہے اور بادشاہ کی تربیت میں نشوونما پائی، سلیم النفس، نیک ذات، کریم الاخلاق اور خیر خواہ خلاق تھے، ہر نوع کے ارباب بہتران کی محفل میں باریاب کا میاب تھے، اپنے ہم عہدوں میں ممتاز تھے، قصح و بلیغ نظم و نثر ان کی یادگار ہیں، ایک شعر ملاحظہ ہو۔

بجز خارے کہ مجھوں داشت در دل بیابان جتوں خارے ندر در ص

عالمگیری دور میں سال بسال ترقی ہوتی رہی، چوبیسویں سال جلوس عالمگیری میں آپ اجیر میں بخشی اول کی جلیل القدر خدمت پر فائز ہوئے اور شاہی نوازش سے سہرے روپے کے ساتھ خلعت آپ کے گھر بھیجا گیا ۵ محرم الحرام ۱۱۹۷ مطابق ۱۶ جنوری ۱۷۸۳ء کو (غالباً اجیر میں) آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے درباروں کا نام بھی ملتا ہے ایک "محمد مسیح مرید خاں" جس کو خان زاد خاں کا خطاب ملا۔ دوسرا لڑکا "روح اللہ نیک نام خاں" تھا۔ آثار الامراء جلد ۳ ص ۷۷۴)

۵

(۲۵۹) یار محمد۔ دفتر اول ۳۲۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلفائے ہیں حضرت نے آپ کو فائے اتم کی خوشخبری دیکر خلافت عنایت فرمائی (روضہ رکن دوم ص ۲۴۳) آپ کے متعلق شیخ محمد جلال آبادی حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ "اس (یار محمد) کے قلب سے خطرہ اس حد تک دور ہو گیا ہے کہ تکلف بھی نہیں آتا اور وہ کہتا ہے کہ میں اپنے قلب میں آفتاب کے ذرات کی مانند دیکھتا ہوں جو کہ جوش مارتے ہیں اکثر اوقات اپنے آپ کو گم پاتا ہوں اور اپنے قلب کو کبھی اسقدر وسیع پاتا ہوں کہ اگر دنیا و مافیہا کو اس میں سمودیں تو سما جائے الٰہ" (مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۲۹ کا آخری حصہ)

بغیر نام کے مکاتیب

- (۱) دفتر اول مکتوب ۳۱۔ ایک اہل زمانہ کے نام جس میں اس نے درویشوں کے حال سے تعرض کیا تھا۔
- (۲) دفتر سوم مکتوب ۲۵۵۔ یہ مکتوب امرائے عالمگیر کے سادات میں سے کسی بزرگ کے نام معلوم ہونا ہے جس میں سند و نصلح کے بعد خواجہ محمد ہاشم کشمی کے لئے وظیفہ کی سفارش فرمائی ہے۔ نیز مکتوبات معصومیہ کا یہ آخری مکتوب ہے۔

خواتین کے نام مکاتیب

(۲۶۰) بیگم جیو - دفتر سوم ۸۹ - بیگم جیو، یا، بی بی جیو کا اصل نام فرزانہ بیگم، جعفر خاں عمدة الملک کی بیوی تھی،
تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے۔

(۲۶۱) جانال بیگم - دفتر اول ۲۳ - ۵۴ - جانال بیگم بنت امیر کبیر عبدالرحیم خان خانان بن بیرم خان خانان
آپ نے امارت کے ماحول میں ولادت و تربیت پائی، اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی، بڑی حسین و جمیل عاقلہ اور
تعلیم یافتہ خاتون تھیں، آپ کی فیاضی اور مکارم اخلاق کا بڑا شہرہ تھا، علماء و فضلا کی قدر دان اور فقراء
و مشائخ سے عقیدت رکھتی تھیں، غرض علم و کمال میں اس مرتبہ کو پہنچ گئی تھیں جس میں عورتیں تو کیا مرد بھی
مشکل سے پہنچ سکتے ہیں۔ اکبر بادشاہ نے آپ کا نکاح اپنے بیٹے شہزادہ دانیال سے کر دیا تھا بعد میں شہزادہ مذکور
کو گجرات بھیجا اور یاں اس کا انتقال ہو گیا۔ آپ اس کے بعد بہت عرصہ زندہ رہیں اور نکاح کی طرف رغبت نہیں
کی یہاں تک کہ کہا گیا کہ بادشاہ جہانگیر آپ سے نکاح کا خواہاں ہوا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا۔ بعد ازاں
راج و زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئیں اور قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ شاعری کا
ذوق بھی رکھتی تھیں، ایک شعر ملاحظہ ہو

عاشقِ زخلقِ عشق تو پہاں چساں کند
پیداہنت از دو چشم ترش خوں گریستن

۱۷۷۰ء میں وفات پائی۔ (نرہۃ الخواطر ج ۵ ص ۱۲۲ - ویزم تیسریہ ص ۲۳۲ و تلخیص و ترجمہ ص ۱۱۱ -)

(۲۶۲) حاجی بیگم - دفتر سوم ۱۸۴ -

(۲۶۳) سیدہ بی بی - دفتر دوم ۳۳ -

(۲۶۴) ماہ جیو - دفتر دوم ۱۱۳ -

بغیر نام کے خواتین کے نام مکاتیب - دفتر دوم ۵۱ - ۷۵ - سوم ۱۸۷ -

کتابیات

خواجہ محمد احسان	روضۃ القیومیہ	از حضرت عبدالعزیز دباغ	ابریر -
مولانا محمد ہاشم کشمی	زبدۃ المقامات	از حضرت شیخ عبدالحق محدث	اجار الاچار
ڈاکٹر سید معین الحق	ذخیرۃ الخواتین	از حضرت خواجہ محمد معصوم	ادکار معصومیہ
علامہ غلام علی آزاد	سخنۃ المرجان	از ڈاکٹر محمد مظہر نقا صاحب	اصول فقہ اثنی عشریہ
داراشکوہ	سفینۃ الاولیاء	حضرت خواجہ محمد حسن جان	اسباب النجای
مولانا محمد میاں	علماء ہند کا شاندار تالیف	سید مصلح الدین عبدالرحمن	بزم تیموریہ
خواجہ محمد فضل اللہ	عمدۃ المقامات	" "	بزم صوفیہ
ابدا کبیر محمد بن احمد	کلمات طبیات	مولانا اسلم جیرا چوڑی	تاریخ الامت
حضرت خواجہ باقی باللہ قادری	کلیات باقی	مولوی عبداللطیف خاں کتہ	تخت طاؤس
شیخ عبدالحق محدث دہلوی	لمعات الشقیق	مولانا عاشق الہی میرٹھی	تذکرۃ النجیل
سر سہ فاروقی - نفس کی کبوتر	کوہ قدس کی سرگزشت	" "	تذکرۃ الرشید
حضرت خواجہ عبدالصمد	گلشن وحدت	اعجاز الحق قدوسی	تذکرہ صوفیہ سندھ
مترجم ڈاکٹر محمد ایوب قادری	مآثر الامراء	مترجم پروفیسر محمد ایوب قادری	تذکرہ علمائے ہند
محمد ساقی مستعد خاں	مآثر عالمگیری	قاضی نثار اشرف باقی تپتی	تفسیر مظہری
مولانا سعید احمد اکبر آبادی	مسلمانوں کا عزم و دال	عبدالقدوس ہاشمی	تقویم تاریخی
امام ابو محمد حسین	مشکوٰۃ	مولانا نسیم احمد امروہوی	تلخیص زعمیہ کتب معصومیہ
ڈاکٹر سید معین الحق	معاشرتی علمی تاریخ	مولانا عبدالرؤف احمد	جواہر علویہ
مولانا ابوالحسن زید فاروقی	مقامات خیر	خواجہ احمد حسین امروہوی	جواہر محمدیہ
حضرت مجدد الف ثانی	مکتوبات	" "	جواہر معصومیہ
حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ	مکتوبات سعیدی	خلیفہ محمد حسن کزنوری	حالات شاہ فقہ بندیہ
حضرت خواجہ سیف الدین	مکتوبات سیفینہ	مولوی فقیر محمد لاہوری	حدائق الحنفیہ
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ	مکتوبات معصومیہ	مولانا بدر الدین مرشدی	حضرات القدس
خانی خاں (نظام الملک)	منتخب اللباب	مولانا رشید احمد راشد	جیات باقی
علامہ عبدالکلی لکھنوی	نرغضۃ الخواطر	مولف کتاب ہدایا	حضرت مجدد الف ثانی
مولانا عبدالرحمن جامی	نہات الانس	مولانا ابوالحسن زید فاروقی	حضرت عبدالدرکاش قادری
حضرت خواجہ بقیہ اللہ تالی	وسیلۃ القبول	مفتی غلام سرور لاہوری	خزینۃ الاصفیاء
شیخ احمد ابوالخیر المکی	ہدیۃ احمدیہ	حضرت مولانا اشرف علی	راۃ العبد فی لائقہ عالمگیری
خواجہ محمد عبید اللہ	یواقیت الحرمین	شیخ محمد اکرام	رود کوثر

حضرت مولانا سید وار حسین شاہ صاحبِ ظلہ کی تالیفات

عمدۃ السلوک : ہر دو حصہ یکجا مجلد

عمدۃ الفقہ : کتاب الایمان و کتاب الطہارۃ

کتاب الصلوٰۃ کتاب الزکوٰۃ و کتاب الصوم کتاب الحج

زبدۃ الفقہ : خلاصہ عمدۃ الفقہ، کتاب الایمان و کتاب الطہارۃ

کتاب الصلوٰۃ کتاب الزکوٰۃ و کتاب الصوم کتاب الحج

حضرت مجدد الف ثانیؒ: حضرت مجدد کی زندگی کے ہر گوشہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

انوارِ معصومیہ: حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی جامع اور سبب سوانح حیات۔

حیاتِ سعیدیہ: حضرت خواجہ محمد سعید قریشی احمد پوری کی سوانح حیات۔

طریقہ حج اور دعائیں: حج اور زیارت کی جامع دعائیں اور طریقہ حج۔

گلدستہ مناجات: عربی، فارسی اور اردو منظوم مناجات کا مجموعہ

حضرت شاہ صاحب موصوف کے ترجمے

مبدأ و معاد: حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مشہور رسالہ فارسی مع اردو ترجمہ

معارفِ لدنیہ:

مکتوباتِ معصومیہ: حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکاتیب کا اردو ترجمہ

دفتر اول دفتر دوم دفتر سوم

ادارہ مجددیہ۔ ناظم آباد ۳۔ کراچی ۱۸